بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی قال فی سورۃ البقرۃ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آویگے پس جو کوئی میرے ہادیون کی اطاعت کریگا نہ اسکو دنیا مین ڈر ہے اور نہ آخرت مین غم ہے والصلوۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد ن الذی قال لا یزال الدین قائما حتی یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش ترجمہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہونگے اور وہ سبکے سب قوم قریش سے ہونگے - عادت اللہ ہمیشہ سے اسبات پر جاری ہے کہ جس کسی ملک پر رحمت الٰہی جوش مین آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی اور ہدایت خلق اللہ کے اُسی ملک کے لوگون مین سے کسی شخص کو پسند کرکے ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے اور معجزے اور خرق عادات حسب ضرورت اُس قرن کے اُس ہادی کو عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قائم کردیتا ہے پس اُسوقت جو سعید ازلی ہوتے ہین اُس ہادی کی اطاعت اختیار کرکے عقوبت دنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کرلیتے ہیں اور جو شقی ازلی ہوتے ہین وہ اُس ہادی سے مقابلہ اور اُسکی تعلیمات سے انکار کرکے دنیا مین ذلت اور آخرت مین عذاب کے سزاوار ہوجاتے ہین ایسے ہادیوں من اللہ کے آنیکے وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر معاش یا معاد سب مین اعلیٰ اور افضل سمجھے جاتے ہین اُنہین علوم اور فنون مسلمہ کی تردید کا آلہ باکمال اُنہین علوم اور فنون کا اسطرح سے اُنکو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جسمین ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر مین ساحرون کا بڑا زور تھا اور اسی علم سحر کو کمال انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا اسیواسطے حضرت موسیٰ کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی اوستاد ظاہری کے اس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت کئے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اُسکو دیکھکر بر سر موقع اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہوگئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی

مگر دین حق سے نہ پھرے - پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا
بڑا زور تھا چنانچہ اُسوقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُسمین غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا اسی لئے اُس
حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہین علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجۂ وقت کے ذکر نیکو ایسے معجزے عنایت
کیے تھے کہ آپ مادرزاد اندھون اور کوڑھیون اور لاعلاج بیمارون کو بلا استعمال کسی دوا یا رقیہ کے فوراً اچھا کردیتے تھے اور ان
سب سے بڑھکر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ کے مردون کو زندہ کردیتے تھے - انکے بعد جب نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے تو
اُسوقت ملک عرب مین فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب
ساری دنیا کو گونگا بتلاتے تھے سو اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب
مین ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچایا کہ جسکی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحاء و بلغاء عرب
عاجز آگئے - اور باوجود جابجا قرآن مین للکارنے کے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے
بنا لاؤ - ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہین بنی - گو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی
مگر سلسلۂ ہدایت حسب قاعدۂ قدیم بذریعۂ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا پہلے وقتون مین جو کام
نبی کیا کرتے تھے وہ اِس اُمت مین حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء امت انجام دیکر
بشارت عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل (یعنی میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل کے خدمت
ہدایت کو انجام دیا کرینگے) مین داخل ہوتے رہینگے -

دیباچہ

یہ سب لوگون پر ظاہر ہے کہ بارھوین صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دنیا مین عموماً اور ملک ہندوستان مین
خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا توحید جو اصل تمغہ اسلام کا ہے برائے نام رکہی تھی - گور پرستی تعزیہ داری
اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علماؤن کے گھرون مین صدہا رسومات شرک و بدعت
کھلی کھلی ہوا کرتی تھین ہزارون ہندوؤن کی رسمین بیاہ شادی اور تجہیز تکفین وغیرہ مین داخل ہوکر مثل فرض و واجب
کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھین کونسی قبر اور چلہ بزرگون کا تھا کہ جسکا عرس اور میلہ مثل میلہ گنگا اور جوالا مکھی
وغیرہ کے نہوکر وہان کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہوتی ہو - بیوہ کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا
تھا یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبد العزیز صاحب مین بھی گھس گئی تھی - بیوہ بہن کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ
کے گھر مین ہوا کرتی تھی - شغل برزخ یعنی تصور تصویر شیخ کا (جو صریح بُت پرستی ہے) مراقبہ مین کرنا خاندان عالی
شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی جاری تھا - اکثر صوفیون مین الحاد اور مسئلۂ وحدت وجود کا زور ہوگیا تھا ہر فرد
بشر اپنے کو خدا جانتا تھا - فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا مسئلہ تقدیر پر پیسے مرے کا

جدال و قتال تھا کوئی تمیز کوئی حیرت نہ ہوتی تھا۔ نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا۔ مثل خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقائد رفض اور تفضیل خود سنیوں میں آ گئے تھے۔ انتہا یہ کہ رسم و رواج و بدعت شریف خاندانوں میں برہمنوں سے بڑھ کر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی تھی۔ مسلمانوں میں سے ہمدردی اور اخوت اسلامی و دلی محبت مفقود ہو چلی تھیں۔ استماع غنا و مزامیر بجائے اوراد و عبادات و تزکیہ نفس کے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا۔ مسکرات بھی جاری تھیں۔ بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا۔ منطق و فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے۔ قرآن و حدیث کا چرچا اٹھ چلا تھا۔ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہو گیا تھا۔ صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال انسانی اور وسیلہ نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک کا وہ ثبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اس کے طریق مفقود ہو گئے تھے اور ان کی قدر و منزلت لوگوں سے اٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا۔ پشاور سے لیکر دہلی تک سکھوں کا راج تھا جہاں آواز بلند اذان کہنا اور گاؤ کشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی۔ قاتل گاؤ کو پھانسی کی سزا ہوتی تھی۔ ادھر دکن میں مرہٹوں کا زور شور تھا وہ حملہ کر کے آگرہ اور دہلی تک آ پہنچے تھے۔ اگر خدانخواستہ یہی کیفیت اور ایک دو صدی رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا۔ اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا مگر جب یہاں تک نوبت گمراہی و ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت صلعم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی تو واسطے دور کرنے خرابیوں کے تیرھویں صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۶ء قصبہ رائے بریلی ممالک اودھ میں جناب سید احمد صاحب فخر خاندان سیادت مرجع ارباب ہدایت مرکز دائرہ سعادت مظہر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر ماحی شرک و بدعت سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک اس طرح سے پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ ان سے عبد اللہ محض ان سے ابو محمد صاحب نفس الزکیہ ان سے ابو محمد عبد اللہ الاشتر ان سے محمد الثانی ان سے حسن الاعور نقیب الحجاز ان سے ابو محمد عبد اللہ ان سے سید قاسم ان سے سید جعفر ان سے سید حسین عرف ابی الحسن ان سے سید حسن ان سے سید عیسیٰ ان سے سید یوسف ان سے سید رشید الدین احمد المدنی ان سے سید قطب الدین محمد الکبیر ان سے سید نظام الدین ان سے سید رکن الدین ان سے سید صدر الدین ان سے سید قیام الدین ان سے سید علی ان سے سید احمد ان سے سید زین الدین ان سے سید صدر الدین ان سے سید قطب الدین ان سے سید علاء الدین ان سے سید محمود ان سے سید احمد ان سے سید محمد معظم ان سے سید فضیل ان سے سید محمد علم اللہ ان سے سید محمد ہدیٰ ان سے سید محمد نور ان سے سید محمد عرفان ان سے سید احمد صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ مولوی محسن کوکھپوری سے روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھ کو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔ حلیہ شریف بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش مبارک سیاہ قوی ہیکل پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی دراز بینی خنداں رو نہایت حسین و جمیل خلق مجسم تھے۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اس حدیث کے مصداق ہوئے ہیں جو مشکوۃ شریف میں اس طرح سے روایت ہے

کہ حضرت علی رضہ نے حضرت حسن کو دیکھکر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور قریب ہے کہ اسکی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اسکا نام تمہارے نبی کے نام
پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبی سے خلق مین مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گمراہی کو دور کرکے زمین کو ہدایت
اور انصاف سے بھر دیگا - اس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہین کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے اگر اس رگ کو مجدد
تیرھوین صدی یا مہدی مسلط کہا جاے تو مبالغہ نہوگا بقول شاعر ع ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی + ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اسکے
اندر + مگر احتمال ہے کہ نئی روشنی والے انکو ان وقعات سے سخت حیرت ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر مسیح کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو باہم ہر دو
سوانح سے تفاوت نپاوینگے بلکہ بدقت موازنہ جان لینگے کہ مسیح علیہ السلام اور سید صاحب ایک ہی شاہراہ کے راہرو اور ایک استاد کے شاگرد تھے مین نے اس کتاب
کو معتبر راستباز لوگونکی متعدد تحریرون سے نقل کیا ہے جنہون نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے میرے نزدیک اس کتاب کی کسی روایت مین دروغگوئی
یا مبالغہ کو کچھہ دخل نہین ہے گو بعض مورخون کے بے توجہی سے اکثر واقعات پس پیش ہوگئے ہین اس سبب سے مجھکو بالترتیب لکھنے مین بہت دشواری
ہوئی کیونکہ جسقدر کتابین مین نے اس سوانح کے جمع کرنیکے لئے فراہم کین انمین مورخون نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات
کو بلا قید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین و دقیق جسکا سمجھنا آسان نہین قلمبند کیا ہے اس سبب سے مطالب کتاب پس پیش اور بے ٹھکانے
تھے جنکے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے مین عاجز کو دور دور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینے پڑے اگرچہ انتہائی
سعی مین ہے تاہم یہ دعوی نہین کرتا کہ کل مطالب تاریخ وار اپنے اپنے موقع پر قائم ہوگئے مگر اسمین بھی شبہہ نہین کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات
سابق اور عام فہم اور نہایت اصح ہوگئی ہے اور اس قابل ہے کہ ناظرین ان قصص سے عبرت پکڑین اور اس ہادی کا تتبع اختیار کرین
لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ - اب ان سوانح کو سلیس اردو عبارت مین سنو مینے ان سوانح کو پانچ حصون پر منقسم
کیا ہے **حصہ اول** مین سنہ ۱۲۰۰ ہجری سے سنہ ۱۲۴۱ ھ تک سید صاحب کے ایام طفولیت اور درویشانہ زندگی اور فیوض باطنی اور ترویج ہدایت اور سفر حج
وغیرہ کا ذکر ہے **حصہ دویم** اسمین آپکی تعلیمات پر تاثیر کا بیان ہے علاوہ بیان دیگر تعلیمات کے صراط المستقیم کو سلیس اردو کرکے بطور لب لباب شامل کر دیا
حصہ سویم اسمین شروع سنہ ۱۲۴۱ ہجری تا ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۶ ھ آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ زندگی کا بیان ہے جسمین کل معرکہ اور جنگ جو سکھون
اور دیگر مخالفون سے ہوے شرح و بسط کیساتھ شامل کئے گئے **حصہ چہارم** مین آپکے خلفا کی ایک فہرست نام بنام مع کسیقدر سوانح ہر حصہ کے درج
کرکے اسی حصہ کے آخر مین مولانا اسمعیل صاحب شہید اور مولوی شیخ محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی - ان بزرگ
خلیفون کے سوانح بشرح تمام درج کئے گئے **حصہ پنجم** اسمین سید صاحب کے مکاتیب ہین جو انہون نے رؤسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہین
(یہ مجموعہ مکاتیب قابل دید ہے) واللہ المستعان وعلیہ التکلان

(حصہ اول حالات ایام طفولیت)

صاحب مخزن احمدیہ
جو سید صاحب کے بھانجے اور ہمسن اور ہمیشہ آپکی ہمراہ رہے ہین لکھتے ہین کہ جب آپکا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفاء ہند
کے آپکے والد بزرگوار نے آپکو واسطے تعلیم کے ایک مکتب مین بٹھلا دیا مگر آپکو تحصیل علم کی کچھہ رغبت نتھی اسکی طرف بالکل توجہ نکرتے تھے
ہر چند آپکا استاد اور بابا بھائی آپکی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اسکا کچھہ اثر آپ پر نہوتا تھا آثار امیت مثل نبی امی کے جو بطور
میراث آپکی جبلت مین امانت تھی روز بروز ظاہر ہونے لگے تین برس تک آپ مکتب مین رہے مگر سوائے چند سورہ قرآن شریف کے

آپکو کچھ بھی یاد نہوا آخر سید محمد عرفان آپکے والد بزرگوار نے آپکا یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اسکی نوشت وخواند کا معاملہ خدا پر چھوڑو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اُسکے واسطے مہیا کر دیگا۔ جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپکا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکوں سے ایک لشکر اسلام جمع کرکے بطور جہاد بآواز بلند تکبیرین کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور یہ فتح ہوا یہی صدائین آپکے لشکر اطفال سے بلند ہوتی تھین۔ آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید خاتمۂ صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت ایشان (یعنی سید احمد صاحب) از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار این طریق از وجدان حلاوت مناجات لاسیما در نماز و تعظیم شرع شریف و وفور رغبت در اتباع سنت و کمال نفرت از تلوث بدعت و میلان طبعی بسوئے طاعات و کراہیت جبلیہ از معاصی و سیئات در خردسالی بر ایشان ظاہر و باہر العقتہ آثار طہارت جبلیہ در جذر طبیعت ایشان پیدا بود و انوار سعادت ازلیہ بر جبین مبارک ایشان ہویدا بود" پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلائق اور سلوک اور ترحم ضعفون اور مسکینون اور یتیمون اور بیوہ عورتون اور بچون سے خواہ وہ شریف ہون یا رذیل آپنے کرنا شروع کیا آپکی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھکر آپکے ہمقوم سیدون کو جو دوسرون سے خدمت کرانے کے عادی تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپکو طعن وملامت کرکے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپکو اسکی کچھ پرواہ نہ تھی۔ آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام مسکینون اور بیوون کے گھرون مین جاکر اُنکا حال پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ میں اُسکے سرانجام کرنے کو دل و جان سے حاضر ہون اہل محلہ و ہمسایہ جو آپ کے بزرگون کے مرید و معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات ذلیل آپسے کرانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپکے بزرگون کے غلامان غلام اور خادمان خادم ہین ہم آپکی خدمت کرنیکو تیار ہین نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کرین آپ اسکے جواب مین ایک دفتر فضائل خدمتگذاری ضعفا و مساکین و محتاجون کا اُنپر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے اور مجبور آپسے اپنی خدمت کراتے۔ اپنے ہمسایون اور عزیزون کے گھرون مین جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھرکر لا دیتے اور جس کسیکو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شادان و فرحان جنگل کو جاکر گٹھہ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر اُسکے گھر پہونچا دیتے اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کراکے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر مین اُسکا ممنون و شاکر رہونگا۔

حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ انہین ایام مین ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ اُنمین ایک سید صاحب بھی تھے

رائے بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئے ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہو لیتا تھا لیکن
جب نوبت سواری سید صاحب کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے بلکہ منت سماجت کرکے دوسرے کمزور آدمیون
کو اپنی باری مین بھی سوار کرا دیتے جب آدھی منزل طے ہو گئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر
ایک گٹھ اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے کوئی مزدور
لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھدو مگر عند التلاش وہان کوئی مزدور نملا اسواسطے سارے سید بھائیون کو سخت حیرانی
تھی اُسوقت سید صاحب نے سب ساتھیون سے نہایت عجز اور انکساری سے کہا کہ اس خاکسار کی ایک غرض ہے
اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائین تو مین عرض کرون تب سب نے پکا عہد کر لیا کہ جو آپ فرمائینگے
ہمکو بسر وچشم منظور ہوگا بعد پختہ ہو جانے عہد کے آپنے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل مین باندھکر میرے سر پر
رکھدو مین تنہا تمہارا کل اسباب لیچلونگا تم سب بھائی فراغت سے چلو چونکہ عہد پکا ہو چکا تھا ناچار سب لوگون
نے سارا اسباب ایک کمبل مین باندھکر آپکے سر مبارک پر رکھدیا آپ سب کے آگے آگے نہایت شادان و فرحان
گٹھ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگون نے آج مجھ پر کیا
ہے مین تمام عمر اُسکا مشکور رہونگا۔ اسیطرح سے گٹھ اسباب کا اُٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ
طے کرکے داخل شہر لکھنؤ ہوئے ⁂

لکھنؤ مین پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار مین ادھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہان جو کچھ تھوڑا تھوڑا
خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہو گیا اب ان بیچارون کو دو مشکل درپیش ہوئین ایک تلاش روزگار دوسرے
تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحب کے ہر متنفس سخت حیران اور پریشان تھا بعض آدمی ایک دو جزو کتاب
مثل کریما خالق باری کے لکھکر شام کو بازار مین فروخت کرآتے اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سیکر بیچ آتے
مگر باایں ہمہ بھی اُنکو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحب کے واسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونو وقت
کا کھانا مقرر ہو گیا تھا جہان سے دونو وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپکے واسطے آجاتے مگر آپکے ساتھیون
کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہوتا تھا مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیون کے دسترخوان پر
رکھکر اُنکی دال روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرما لیتے اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونو وقت ساتھیون
کو کھلا دیتے بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیون پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ
کرکے بجائے اُنکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیون کو کھلا دیتے چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے بعد چار مہینے کے
اُس امیر محب سادات کو جسکے یہان سید صاحب کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو سوار بھرتی کرنیکی اجازت
ہوئی مگر اس خبر کو سنکر قریب ایک ہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہو گئے تب اُس امیر نے ہر دس امیدوارون مین سے

ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا اور وہ اسباب رہا تھا سید صاحب کے حوالہ کر دین لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی
بندون کو فضل الٰہی کا امیدوار کر کے وہ دونو اسباب دوسرے دو بھائی اور غریب لوگون کو محض لوجہ اللہ عنایت کر دین
اس عرصہ مین والی لکھنؤ بغرض سیر شکار جانب کوہستان روانہ ہوا اور وہ امیر بھی جنکے ہان سید صاحب مہمان
تھے ہمراہ رکاب والی لکھنؤ کے اس سفر مین شریک ہوئے سید صاحب بھی مع اپنے ساتھیون کے ساتھ ہو لئے لیکن مثل
خروج از وطن اس سفر مین بھی آپ سب ساتھیون کا اسباب ایک کمبل مین باندھکر سات آٹھ جوان ہمیشہ رفیقون کے
ساتھ چلا کرتے تھے اُس سخت موسم سرما مین قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اِس سفر مین سید صاحب وعظ اور
نصیحت واسطے ترک دنیا و امید عقبیٰ ہر ایک ساتھی کو سنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجائے تلاش دُنیا و تقرب کے
تم لوگ دہلی چلکر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے دین حاصل کرو۔ جب آپ نے دیکھا کہ ساتھیون پر کچھ اثر آپکے
وعظ و نصیحت کا نہیں ہوتا تو ایکروز چپ چاپ قصبہ محمدی کے جنگل مین سے آپ دہلی کی جانب روانہ
ہو گئے۔ جب شام کو آپ تشریف نہ لائے تو آپکے ساتھیونکو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا یا ہاتھی کہ وہ
جنگل ایسے درندون سے بھرا ہوا ہے آپکو راہ مین سے کھا گیا ہو جب ایسے خیال سے آپکے ساتھیون کو تین روز تک
بہت غم و الم دامنگیر رہا چوتھے روز ایک شخص جانب قصبہ محمدی سے اُس لشکر مین آیا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ
کہ ایک شخص ایسی صورت و شکل کا اسکو راہ مین ملا تھا اور ایک گھڑا پانی سے بھرا ہوا اُسکے سر پر تھا اور ایک
سپاہی اُسکے ساتھ چلا جاتا تھا اُسنے کہا کہ مین نے اس حال کو بصورت شرفا دیکھکر اُس سپاہی سے اسکا سبب
پوچھا تو اُس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب مین اپنے مکان سے یہ پانی کا
گھڑا لیکر روانہ ہونیکو تھا تو اتفاق سے اُسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اُٹھانے اِس
گھڑے کے مجھکو ملا گو اُس مزدور مین بوجہ کمزوری کے طاقت اُٹھانے اُس گھڑے کی نہ تھی مگر محض بطمع
حصول چند آنون کے وہ یہ گھڑا اُٹھا کر میرے ساتھ ہو لیا اور گرتا پڑتا بصد دشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا راہ
مین یہ جوان مجھے ملگیا اور اُس مزدور کو پریشان حال دیکھکر اُسکے آنسو بھر آئے اور میری طرف مخاطب ہو کر مجھ سے
کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیون پکڑا ہے تو خدا سے نہیں ڈرتا مینے کہا کہ مین نے
اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہین پکڑا بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہے تب اُس جوان نے
مزدور سے یہ حال دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین دو روز سے بھوکا تھا پیٹ بھرنیکی طمع سے مین نے یہ محنت کا کام بخوشی خود
اپنے اوپر لیا ہے سپاہی کا اسمین کچھ قصور نہین ہے تب اُس جوان نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری ٹھہری ہو ابھی اسکو دیکر
رخصت کرو وہ سخت آفت مین گرفتار ہو گئے مین نے اُسیوقت جو چند پیسے اُسکے باقی تھے اُس جوان کے ہاتھ پر
رکھدیے اُسنے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کر کے بصد منت و زاری مجھ سے کہا کہ اس مزدور کو رخصت دے

اور یہ گھڑا اراب کا میرے سر پر رکھدے مین بعوض اس مزدور کے اس گھڑے کو تیرے مکان تک پہونچا دونگا
مینے اسکی شکل شریفون کی سی دیکھکر بہت عذر کیا کہ مین آپکے سر پر یہ بوجھ نرکھونگا مگر اُس جوان نے بمنت
وزاری مجھکو اسبات پر مجبور کر دیا کہ مینے اُس مزدور کو رخصت کرکے اوٹھواکر یہ گھڑا اِس بزرگ کے سر پر رکھدیا یہ جوان
وہ گھڑا اپنے سر پر اُٹھاکر شادان وفرحان ساری راہ میرا شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا فقط اگلے
ساتھیون کو اسطرح سے آپکی خیر وعافیت معلوم ہوکر قدرے تسلّی ہوگئی۔ جب آپ گھڑا اراب کا پہونچا کر جاب
دہلی روانہ ہوئے تو اُسوقت آپکے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل
تھی آپنے ایک منزل چلکر ایک پیسے کا ستّو اور گُڑ خرید کیا اور گھولکر پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے
صدا کی کہ مین چار روز سے بھوکھا ہون سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ صدا سنکر میرے نفس نے یہ صلاح
دی کہ جھٹ پٹ سارے ستّو کو پیکر سائل کو خشک جواب دیدو مگر اُسیوقت غیب سے یہ بات میرے دل پلہم
ہوئی کہ مین دو روز کا بھوکھا ہون اور وہ سائل چار روز کا بھوکھا ہے اُسکا حق مجھ سے زیادہ ہے مینے
اُسیوقت کُل ستّو اُسکے حوالہ کر دیے اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل وتسبیح سے رات بھر سیر ہوکر فجر کو آگے روانہ
ہوے دوسری منزل پر آپنے پھر ایک پیسے کے ستّو اور گُڑ خرید کر نوش جان فرمائے اُسکے بعد دو تین روز
تک آپنے کچھ نہین کھایا پانچوین منزل پر آپ ایک مسجد مین جاکر مقیم ہوئے وہان ایک شخص نے جو آپکے
والد کے مریدون مین سے تھا آپکو پہچان لیا اور آپکو اپنے گھر لیگیا آپکے پانؤن سے خون جاری تھا اُس شخص
نے آپکو غسل دلاکر پانؤن مین مہدی اور ببول کے پتّون کا لیپ کردیا بعد چند روز کے جب آپکے آبلے
اچھے ہوگئے اُس شخص نے آپکو سوار کراکے اور خود ہمراہ رکاب ہوکے دہلی پہونچا دیا۔ دہلی پہونچکر آپ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب سے جاکر ملاقی ہوئے حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپکو اپنے پہلو مین
بٹھلاکر آپسے دریافت کیا کہ کہان سے تشریف لائے آپنے عرض کیا کہ راے بریلی سے پھر مولانا نے پوچھا
کہ آپ کس قوم سے ہین آپنے عرض کیا کہ سادات تکیہ سے منسوب ہون پھر مولانا نے استفسار کیا کہ سید ابوسعید
اور سید ابوالنعمان سے بھی واقف ہو آپنے کہا کہ سید ابوسعید میرے نانا اور سید ابوالنعمان میرے حقیقی چچا تھے
یہ بات سنکر مولانا نے دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور و دراز کی اُٹھائی
اسپر آپنے کہا کہ آپکی ذات مقدس کو غنیمت جانکر واسطے طلب باریتعالیٰ جلشانہ کے یہانتک آیا ہون
مولانا نے فرمایا کہ آپکے خاندان مقدس مین تو منصب ولایت موروثی ہے دو ایک پشت کے بعد ضرور
خاندان مین مادر زاد ولی پیدا ہوتا ہے اگر فضل آلہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور وارث اپنے آبا واجداد
اپنے مقصد کو پہونچ جاؤ گے۔ اُسکے بعد آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبر آبادی مسجد

مین میرے بھائی عبدالقادر کے پاس پہونچا دو اُونکے ہاتھ میں اِنکا ہاتھ دیکر میری طرف سے کہنا کہ اِس
مہمانِ عزیز کو غنیمت جانکر حتی الامکان خود اِنکی خدمت سے قصور نکرنا اور اِنکا مفصل حال بروقت ملاقات
کے مین تمسے خود بیان کرونگا - اُس روز سے سید صاحب مسجد اکبرآبادی مین بمصاحبت مولوی عبدالقادر
صاحب کے رہنے لگے - چونکہ اس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری مین اکثر معاملات باطنی جنکو خرق عادات
یا کرامات کہتے ہین بیان ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ جسوقت سے سید صاحب یا شاہ عبدالعزیز صاحب کے
صحبت یافتہ لوگ اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اُسوقت سے اِس فرقۂ موحدین ہند مین کوئی شخص معرفت
اُن اوصافِ باطنی کا نہین رہا اور یہ ایک قاعدۂ کلیہ انسانون کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور فہم
کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہین پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے اِس سبب سے
بعض کم علم موحدین فیوضِ باطنی اور کراماتی واقعات کا منکر ہو رہے ہین حالانکہ ضرور اُنکے پیشوا و فرقہ
مولانا محمد اسمٰعیل شہید صراط المستقیم مین لکھتے ہین کہ "شریعت کو ظاہر اور باطن دونون چیزین ہین سو دل کا تعلق
اور محبت ساتھ باریتعالیٰ کے پیدا ہونا اِسکو باطنِ شریعت کہتے ہین اور اِسی تعلق کا نام صوفیون کے نزدیک
نسبت ہے اور شریعت کے حکمون پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اِسکا نام ظاہر شریعت ہے اور اِن
افعال ظاہری اور اُن تعلقات قلبی کو آپسمین ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے پس جس شخص کا ظاہر
اور باطن دونو علاقون پر عمل ہو تو اُسکی عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُسکے افعال سے
ملکر شیر و شکر ہو جاتا ہے - مگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر تمسک کرتا ہے اور وہ تعلق دلی اور محبت
قلبی اُسکے اندر پیدا نہین ہوئی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے" - اور بذیل ثمرات حب ایمانی کے
مولانا شہید لکھتے ہین کہ "اِس فرقہ سے اہلِ خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ
بعد انکشاف مدعا کے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق
کے اپنے نور جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی
کہتے ہین" اب مین خاصکر اُن لوگون کو اُنکی غلطیون پر متنبہ کرنیکے بعد واقعات باطنی سید صاحب کے
شروع کرتا ہون - آپنے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور مصباح تک
آپنے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف
سیاہ صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپنے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہو گیا ہے
فجر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین عرض
کی تو آپ نے سید صاحب سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر

آتی ہے یا سب چیزین ایسی ہی معلوم ہوتی ہین تو آپنے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال ہے اور
سب چیزین برابر جون کی تون دکھائی دیتی ہین تب مولانا نے فرمایا کہ کتاب کو رکھدو خداوند تعالی نے
تمکو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے اب تمکو لکھنا پڑھنا ضرور نہین ہے خداوند تعالی خودبخود بلا تعلیم کسی
ظاہری معلم کے آپکو سب علوم اور حکمت سکھلادیویگا - اُردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپنے سیکھا اور
نمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسیکہ ہندوستان مین دستور ہے آپنے چھوڑا نا
چاہا - اِسکے بعد آپنے طریقہ نقشبندیہ مین مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اُسوقت مولانا
ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اس صاحبِ باطن کو واسطے اختیار کرنے طریقِ رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی
احتیاج نہین ہے مگر اہلِ ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری بات ہے پس فقط واسطے
رفع حجت اہلِ ظاہر کے بیعت لیلیتا ہون سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین کہ اسوقت آپکی عمر بھی پورے بائیس سال
کی تھی یہ بیعت آپکو نصیب ہوئی بیعت لینے کے بعد مولانا صاحب نے پہلے دن آپکو لطیفۂ قلب کی
تعلیم فرمائی دوسرے دن باقی پانچون لطیفے آپ پر کھل گئے تیسرے دن سلطان الذکر کی منزل کو
آپ طے کر گئے چوتھے جلسہ مین نفی اور اثبات باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہوگیا چھٹے جلسہ مین طریقہ یادداشت
آپنے سیکھ لیا - اسکے بعد شغل برزخ کہ جسمین تصویر شیخ کا مراقبہ کرتے ہین آپکو تعلیم کرنا چاہا اُسوقت
سید صاحب نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل مین اور بُت پرستی مین کیا
فرق ہے اُسمین صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اسمین صورت خیالی جو تہ دل مین جگہ پکڑتی ہے
تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کی پڑھی شعر: بمے سجادہ رنگین
کن گرت پیر مُغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا + تب سید صاحب نے عرض کیا کہ اگر حکم
مے نوشی کا جو گناہِ کبیرہ سے کیجیے تو اُسکی تعمیل کو بھی حاضر ہون مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصًا غیبت شیخ
مین اور توجہ اور استعانت چاہنا اُس تصویر سے جو بعینہ بت پرستی اور شرک صریح ہے مجھ سے نہین ہوسکتا
اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع امت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہین ہے -
بعد سُننے اور سمجھنے اس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل مین پکڑ کر اور آپکے رخسارہ
اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالی نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایت
انبیا کی جو افضل ولایتون کی ہے تمکو عطا کی اُسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیا اور ولایت
انبیا مین فرق کیا ہے - اُسوقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالی اپنے بندون مین
سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کرلیتا ہے اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت باری تعالی

الٰی اُس شخص کے تو قلب مین قائم ہوجاتی ہے اُسوقت دنیا اور مافیہا سے وہ شخص بے رغبت اور بیزار ہوجاتا ہے محبت جاہ و مال و اولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُسکے دل سے محو ہوجاتی ہے اُسکا نفس اور قلب اور سب اعضا جویائے قربت آلہی اور متلاشی مرضیات باریتعالی کے ہوکر اُسمین منہمک اور مشغول ہوجاتے ہین کہ عوام الناس ایسے لوگون کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگجاتے ہین - پس صاحب ولایت ولی کا قیام اور صیام اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق کے ذریعہ سے مجاہدہ نفس مین مشغول ہوتا ہے اور گوشہ گزینی کو محبوب اور مرغوب رکھتا ہے اور مجرمین و فاسقین سے کچھ تعرض نہین کرتا اور ایسے اعمال کو اصطلاح صوفیون مین قرب النوافل کہتے ہین - اور اصحاب ولایت نبی کے قلب مین اسقدر محبت آلہی قائم ہوتی ہے کہ ایثار (جیسیکہ آیۂ کریمۂ مین حکم ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی دوسرے لوگون کو خدا کی رضامندی کے واسطے فائدہ پہونچانیکو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین اگرچہ اُنکو ہزار تنگی اور تکلیف کیون نہو) اُنکے ہر قول اور فعل مین داخل ہوجاتا ہے اور بوجہ غلبۂ ایثار رذائل اور ظلمات و کدورات نفسانی و جسمانی ایسے لوگون سے زائل ہوکر خصائل حمیدہ و سجایائے پسندیدہ سے وہ متصف ہوجاتے ہین اور اُنکی تمام ہمت ہدایت خلق و نصائح مجرمین و اجرائے اقامت فرائض آلہی و احیاء سنن انبیاء و المرسلین مین منہمک اور مصروف ہوجاتے ہین اور جہاد با کفار و تادیب اشرار و تعذیر گنہگاران اُنکا شعار ہوجاتا ہے اور مسلمانونکی مجلسون مین یہ لوگ جاکر وعظ اور نصیحت اور خیر خواہی کرنا اپنا اصل کام سمجھتے ہین اور اسکی کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کوئی اُنکے وعظ اور نصیحت کو سُنے یا نہ سُنے اِس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاح صوفیون مین قرب الفرائض کہتے ہین ایسے بزرگونکا عمل قرآن و حدیث و نصوص صریح پر ہوتا ہے اور یہ مرتبہ جملہ مراتب ولایت سے افضل اور اعلیٰ ہے - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ - بعد ختم کرنے اِس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپ اپنے مسکن کو تشریف لیجاکر اِن اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجئے اور خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق نفی و اثبات اور توجہ قلب و روح بعالم قدس رکھکر مناجات و الحاح و تضرع بجناب آلہی کثرت سے کرتے رہئے اور حتی الامکان اِنکو کبھی ناغہ نہ کیجئے اور اپنے کو ہمہ جہت ذات باریتعالی کے سپرد کرکے اُسکے فضل اور کرم کے امیدوار ہوجائیے - سید صاحب نے حسب فرمودۂ مولانا کے اشغال اور تسبیح و تہلیل وغیرہ مین ہمہ تن اپنے کو مشغول کردیا - اِسی اثنا مین کیسوین شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی اس روز سید صاحب نے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ اِس عشرہ کی کونسی رات مین شب بیداری کرکے جویائے شب قدر کا ہونا چاہئے تب مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح پر کہ تمہارا

معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہے اُسی طرح سے ان راتون مین بھی معمول شب بیداری کا رکھو صرف
شب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے دیکھو چوکیدار اور پاسبان ساری رات جاگتے رہتے ہین مگر اس دولت
سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہین اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے
اگر تم سوتے بھی ہوگے تو خداوند تعالیٰ تمکو خود بخود جگا کر شریک اُن برکات کا کر دیگا سید صاحب بعد سننے
اس کلام کے رخصت ہوکر اپنی جائے سکونت کو چلے آئے اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے
تھے مگر ستائیسوین رات کو آپنے چاہا کہ ساری رات جاگتا رہون اور بعد ادائے نماز عشا کے نوافل اور
مراقبہ مین مشغول رہکر صبح کردون لیکن اُس رات کو بعد ادائے عشا کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ
سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے - جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت
دو آدمیون نے آکر اور آپکا ہاتھ پکڑ کر جگا دیا آپنے خواب ہی مین دیکھا کہ آپکے دہنی طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ سلم اور بائین طرف حضرت ابوبکر صدیق رضہ بیٹھے ہین اور آپکو فرما رہے ہین کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر
سید صاحب ان دونون بزرگون کو دیکھکر نہایت شرم کے ساتھ دوڑے ہوئے حوض مسجد کی طرف چلے
گئے اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہو رہا تھا مگر اُسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے
لگ گئے اور اثناء غسل مین حضرتؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے آپ بہت
جلدی سے غسل سے فارغ ہوکر ان حضرات کے حضور مین حاضر ہوگئے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فرزند آج
شب قدر ہے تو یاد الٰہی مین مشغول ہوجا اور دعا اور مناجات کرتا رہ اس ارشاد اور تلقین کے بعد دونون
حضرات تشریف لیگئے - صاحب مخزن لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اس رات میں
بفضل الٰہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے مین آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیاء
دنیا کی سجدے مین سر رکھے ہوئے تحمید و تہلیل و تسبیح مین مصروف تھے مگر طرفہ یہ کہ ان ظاہری آنکھون سے
ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر چشم قلب سے سجدے مین پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی
اُسوقت مین بھی سجدے مین سر رکھکر شکر الٰہی بجا لایا اور دعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا
اُسوقت فنائے کلی اور استغراق کامل مجھکو حاصل ہوا اور اُسی حالت مین صبح تک سجدے مین پڑا رہا یہانتک
کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھکو ہوش آیا اور وضو کرکے جماعت مین شریک ہوگیا اور جب بعد ادائے
اشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہوکر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہوکر آپنے فرمایا کہ
باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آجکی رات تم اپنی مراد کو پہونچ گئے پس اُس روز کے بعد سے آناً فاناً آثار
ترقیات اور علو درجات و معاملات عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگین - آں معاملۂ عجیبہ کے

بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک رویا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین چھوارے
اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے مونہہ مین ایک دوسرے کے بعد رکھکر بہت پیار اور محبت سے کھلائے
اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی ان چھوارون کی آپکے ظاہر و باطن ہویدا تھی - اسکے بعد ایکدن حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے خواب مین دیکھا اس رات
کہ حضرت علی رضہ نے اپنے دست مبارک سے آپکو نہلایا اور حضرت فاطمہ رضہ نے ایک لباس فاخرہ اپنے ہاتھ سے
آپکو پہنایا بعد ان وقومات کے کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب و تاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے
اور وہ عنایت ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہوگئی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپکے
ہوگئی اور نہایت عجیب و غریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے یہانتک کہ ایکدن ایک رویا حقہ مین
اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت
رفیع اور بدیع تھی آپکے سامنے رکھکر فرمایا کہ تجھکو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزین
تجھکو عطا فرماوینگے - انہین ایام مین ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر ان
ایام مین سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اسواسطے اس شخص کی درخواست کو بھی منظور
نہ فرمایا تب وہ شخص بہت عجز اور انکسار سے عرض کرنے لگا اسوقت آپنے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کر
بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا - اسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت
کے جناب باری مین اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندون مین سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے
اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس دنیا مین جو کوئی کسیکی دستگیری کرتا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ
رکھتا ہے اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہین ہے پس اس معاملۂ اخذ بیعت
مین تیری کیا مرضی ہے جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھون ہون مین
ہر ایک کو کفایت کرونگا بعد وقوع ان معاملات مذکورۂ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپکو حاصل
ہوگیا - اسکے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی و حضرت خواجہ بہاؤالدین
نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئین اور قریب ایکماہ تک کسی قدر تنازعہ ان دونون روحون کے درمیان
رہا کیونکہ ہر ایک روح ان دونون روحون مین سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی آخر
بعد انقضائے ایام تنازعہ کے دونون روحونکی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی تب دونون ارواح مقدسہ
نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بنفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی کہ اس ایک
پہر مین نسبت ان دونون خاندانون کی آپکو حاصل ہوگئی - اسکے بعد ایکروز سید صاحب حضرت خواجہ

خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے اور اُسوقت روح پُرفتوح خواجہ صاحب
مرحوم سے آپکی ملاقات ہوئی تو اُس روح نے آپکے اوپر توجہ قوی فرمائی اُسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی
بھی آپکو حاصل ہوگئی اور اُسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ غرض کل مشہور خاندانون کی خودبخود آپکو
حاصل ہوگئی بعد ان توجہات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپکو حاصل ہوگیا۔ بعد تکمیل
ان دونون سلوکون کے ایکروز عالم مراقبہ مین آپکی ملاقات روح پرفتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی
رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اُسوقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے
سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اُسیوقت آپکو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپکے سر پر دو چھتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہین۔ چونکہ
سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب سے شمار کرتے تھے یہ معاملہ معکوس دیکھ کر آپکو بہت شرم
ہوئی اور فوراً مراقبہ سے باہر آکر ترسان و لرزان بخدمت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حاضر ہوئے اور نہایت
خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو بخدمت مولانا صاحب کے عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان
و خندان اُسکے جواب مین فرمایا کہ اے فرزند جائے تعجب نہین ہے ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہین
اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے اور مشتی نمونہ از خروار و یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تمپر ظاہر ہوا ہے آگے کو روز بروز اس
سے بڑھ بڑھکر ہزاران ہزار اس قسم کی باتین تمپر ظاہر ہوا کرینگی ؛

انہین ایام مین ایکروز برلب دریائے جمنا ہندؤنکا کوئی میلہ تھا اُس روز سب مرد عورت اقوام
ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہوکر اُس میلہ مین شامل ہوکر اشنان اور بت پرستی
مین مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے دو تین نوجوان
طلباء مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا انہون نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت
مین بھی حاضر ہوے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشائے قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کرین۔ آپنے
یہ درخواست دوستون کی سنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے اور پھر
بکمال عجز یارون سے کہا کہ مجھکو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو مین ایسی جگہہ مین ہرگز نہ جاؤنگا
مگر یارون کے سر پر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی انہون نے آپکے عذر کو کچھ نہ سنا اور جبراً و کرہاً آپکو اپنے کاندھے
پر اُٹھا کر میلہ مین لیگئے آپکا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری
ہوگئی۔ جب اُن اندھون نے آپکی یہ حالت زار دیکھی تو اُنکی آنکھ کھلی فوراً اُسیوقت کاندھے پر اُٹھائے
ہوے آپکو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویون سے اِسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سنی ہے کہ
ایکروز آپ کسی مجلس مین تشریف رکھتے تھے وہان لوگون نے کچھ مزامیر اور غنا شروع کردیا بمجرد استماع اُس آواز

نا شروع کرکے آپ بیہوش ہوگئے۔ اسی حفاظت آلہی کا نام عصمت اور اذعان قلبی ہے صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ان ایام مین شوق درویشی اور مسکینی آپکی طبیعت اور طینت مین بھرا ہوا تھا۔ اکثر اوقات اُس مقام کے درویشون اور طالب علمون و مسافرون اور نیز مسجد کی خدمت مین دل و جان سے لگے رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرت قیام لیل سے پانو مین ورم ہوکر خون جاری ہوجاتا تھا یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبد القادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہین اور مادہ اِس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج علیا کے نظر آتا ہے۔ مولوی سید جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ اسقدر تحصیل سلوک کے بعد آپ ایکمرتبہ وطن کو تشریف لیگئے اُسوقت آپ لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے وطن مین پہونچکر اول اپنی مسجد مین مقیم ہوئے لوگون نے مشکل سے آپکو شناخت کیا اسوقت ایک کلاہ بھی آپکے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد مین دھوپ دیے کو رکھی گئی تھی اُسوقت سید عبد القادر بن حافظ سید امان اللہ نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے نکلکر عرش تک جا رہا تھا اُس روز سید عبد القادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچانا مگر وہ کلاہ آپسے مانگ لی یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرقع بھی جسمین ایک پیوند جامۂ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر مین دہلی سے آپکے ساتھ آیا تھا اور وہ مرقع بطور تبرک مدتون تک والدۂ محمد اسمٰعیل نبیرۂ سید صاحب کے پاس رہا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہوگیا۔ قریب دو برس تک اس دفعہ آپ بریلی مین رہے اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپکی بڑی لڑکی پیدا ہوئی بعد دو برس کے آپ پھر دہلی تشریف لیگئے۔ جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اس دولت بے زوال کی اہل دنیا کو بھی خبر ہونے لگی اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے آپ پر ہجوم کیا کسی نے بیعت کی درخواست کی کسی نے کسی حاجت روائی کے واسطے دعا چاہی اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اسوقت اخفا رازنا منظور تھا اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپکے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی اسواسطے سکونت دہلی کو ترک کرکے سنہ ۱۲۲۴ھ کے قریب آپ نواب امیر خان کے لشکر مین تشریف لیگئے اور وہان کچھ مدت مشق فن سپاہگری مین بسر کی۔ تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہوگیا۔ ان ایام رفاقت نواب امیر خان مین جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپسے ظاہر ہوئین احاطۂ تحریر مین نہیں آسکتین۔ مولوی مرتضی خانصاحب بروایت اللہ نور خان نام ایک آپکے خادم کے تحریر کرتے ہین کہ ان ایام مین سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام لیل تھی کہ فجر کو آپکے پانون پر ورم ہوجاتا تھا اور دو دو پہر ذکر اور فکر مین آپکو گذر جاتے تھے اور لگاتار دو دو پہر تک مراقبے مین بیٹھے رہتے تھے اور ایسا مزہ آپکو ہوتا تھا کہ اُٹھنے کو دل ہی نہین چاہتا تھا۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لئے ہوئے نواح مالوہ مین

سیکھنا منظور نہین ہے جس سے میرے توکل مین فرق آجائے اور مین اُس فن پر بھروسہ کرکے خدا سے
غافل ہو جاؤن پھر آپنے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی اُسنے کہا کہ اصلی تو نہین ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ
ہزارون تاؤ پر بھی بڑے بڑے نقاد اور پرکھنے والون کو اُسکا قلبی ہونا معلوم نہین ہوتا - انہین ایام
مین کہ جب آپ لشکر نواب امیر خانصاحب مین رونق افروز تھے ایک رات کو آپ واسطے ادائے عبادت
الٰہی کے جنگل مین چلے گئے کہ وہان بفراغت تمام یاد الٰہی مین مشغول رہین وہان جاکر دیکھا کہ جنگل
مین ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے آپ وہان تشریف لیگئے اور جاکر دیکھا کہ ایک
مُردہ ایک چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اُسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رو رہی ہے
آپنے اُسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مردہ میرا بیٹا ہے آج یہ مر گیا مگر نہ معلوم اُسکے بدن مین
کیا بلا گھس گئی ہے یہ مُردہ گاہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گاہے ناچنے
لگتا ہے اسواسطے مارے ڈر کے مین قریب مرگ ہو رہی ہون اور میرے اقربا یہان سے نزدیک ایک
گانون مین رہتے ہیں اگر کوئی جوانمرد آجکی رات اِس مُردے کے پاس رہے تو مین اپنی بستی مین
جاکر علی الصباح اپنے خویش و اقارب کو مع اسباب تجہیز و تکفین لیکر آجاؤن اور اُسکو دفن کرادون تب
سید صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش و اقارب اور سامان تجہیز و تکفین کو لیکر صبح کو آجا
آجکی رات مین اُس مُردے کی نگہبانی کرونگا وہ عورت آپکا شکریہ ادا کرکے وہان سے چلی گئی اور آپ اُس
مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مصلا بچھا کر نماز پڑھنے لگے اور جب وہ مردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا
تو آپ گھُڑک دیتے تھے کہ چُپ ہو کر پڑا رہ صبح تک وہ مردہ مع اُس بلا کے جو اُسمین گھسی تھی گردنین سے لیکر
چُپ چاپ پڑا رہا بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزون کے وہان آگئی اور اُسکی تجہیز و تکفین
کرا کے سید صاحب وہان سے رخصت ہوکر اپنے قیام گاہ کو تشریف لے آئے انہین ایام دوڑ دھوپ مین
نواب امیر خانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضر مین جہان موقع پاتے کسانون اور کاشتکارون کے
کھیتون کو اپنے گھوڑون سے چرواکر تباہ کردیا کرتے تھے مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چرواتے ایک
روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری مین آپکے ہمراہیون نے اپنے گھوڑون کے ساتھ آپکے گھوڑے
کو بھی چرنے کے واسطے کھیتون مین چھوڑ دیا مگر شان الٰہی سے آپکے گھوڑے نے اُس کھیت مین اپنا موہنہ
بھی نہ ڈالا اور بیچ کھڑا رہا لوگ دیکھکر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ پرہیزگار کا گھوڑا بھی پرہیزگار ہے ایک روز کا
ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا دونو طرف سے توپ اور بندوق
چل رہی تھین اُسوقت سید صاحب اپنے خیمہ مین تشریف رکھتے تھے آپنے اپنا گھوڑا تیار کرایا اور اُسپر

معلوم ہوکہ شامل ہوا کہ دونو لشکرونکو چیرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچ گئے جہان سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبون کے کھڑا تھا پس
وہان پہنچکر سپہ سالار کو ساتھ لیا پھر دونو لشکرونکو چیرتے ہوئے اپنے خیمہ تک چلے آئے یہان آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد
سپہ سالار مذکور نے عہد کر لیا کہ مین ابھی م اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خانصاحب سے واپس لیجاؤنگا اور پھر مقابلہ کو نہ آؤنگا بلکہ جہانتک
ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اس بات پر مجبور کرونگا کہ نواب امیر خانصاحب سے صلح کرلے اس واقعہ کے بعد پھر سرکار انگریزی اور نواب
امیر خان مین جنگ نہین ہوئی بلکہ صلح کی بات چیت اور رسل رسائل شروع ہو گئے اور بعہد لارڈ
ہیسٹنگ صاحب بہادر وائسرائے ہند ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی - ابھی صلح کی بات
چیت طے نہین ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے پھر لشکر نواب امیر خانصاحب سے جدا ہوکر
دوبارہ ۱۸۱۷ء مین رونق افروز دہلی ہو گئے - نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت
نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ رکاب کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپکے ساتھ آئے اپنے چلنے
کے وقت آپنے وہ پیشین گوئی کی تھی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایائے وزیری مین اسطرح
سے لکھتے ہین کہ سید صاحب نے مولوی سید نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اُسی لشکر مین حاضر تھے اپنے رخصت
ہونیکے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہوجاویگی اور فلان فلان شہر اور فلان فلان علاقہ سرکار انگریزی نواب
صاحب کو دیویگی اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاء اللہ تعالی مین بھی ایک لشکر مجاہدینون کا
ساتھ لیکر نشانون کے پھریرے اُڑاتا ہوا نواب امیر خانصاحب کے ملک سے گذر کرونگا بعد ذکر کرنے اس
پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ موافق اسی پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک
آپنے بتلائے تھے ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہمکو دیے اور صلح ہو گئی اور یہ ملک بھی محض بہ برکت قدم
سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تھا ورنہ اسوقت تک سب مورخ انگریزی لارڈ ہیسٹنگ کی اس
پالسی پر طعن کرتے ہین - مولوی جعفر علی نقوی نے آپکی بہت سی کرامات ضمن قیام بہ لشکر نواب
امیر خان اپنی کتاب مین لکھی ہین جنکو مین عمداً بخوف طوالت ترک کر دیتا ہون - اس سات برس کے
قیام مین سید صاحب کی ذات بابرکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو وہ ہدایت ہوئی کہ
جسکا اثر اسوقت تک اُس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے -

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی مین پہونچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی مین تشریف
رکھتے ہین اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسول خدا ؐ کے دوڑی چلی آتی ہے سب سے اول
شاہ صاحب موصوف نے جامع مسجد مین پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول ؐ کا حاصل کیا

اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ اے عبداللہ
تو یہ عصا لیکر دروازۂ مسجد پر بیٹھ جا اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت
کا حال مجھ سے عرض کر پس جس کسیکو مین اجازت دون اُسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو مین منع کر دون
اُسکو میرے پاس نہ آنے دو چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازہ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور
ہر ایک شائق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جا جا کر عرض کرنے لگے پس جس کسیکو حضرت اجازت دیتے وہ زیارت
سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرما دیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روک دیا جاتا ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر
شرف زیارت سے مشرف ہوا اس خواب کی سمجھ کو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب جو اجلہ خلفاے حضرت
شمس الدین شہید کے تھے تشریف لیگئے اور یہ رؤیا حقہ اُنسے بیان کر کے اُسکی تعبیر پوچھی حضرت غلام علی شاہ صاحب نے
اُسکے جواب مین فرمایا کہ یہ عجیب اچھا ہے کہ آپ سے ثانی ہو کر تعبیر خواب کی مجھے پوچھو تب مولانا نے فرمایا کہ مین اس خواب
عجیب کی تعبیر آپکی زبان مبارک سے سُننا چاہتا ہون - غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص
مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات سید حسن صاحب رسول نما کے کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئے توجہ اور
ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہدایت خلائق اس دیار سے موقوف ہو گئی تھی اب اس
خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکے یا آپکے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلۂ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس
سے مسدود ہے پھر جاری ہو جاویگا - مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرے خیال ناقص مین بھی اسکی تعبیر
ایسی ہی معلوم ہوتی ہے - ایک ہفتہ اس خواب پر نہ گذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز دہلی ہو کر
بدستور سابق مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوے - ان چھہ برس کی محنت اور مشق مین جو آپنے نمعیت
لشکر نواب امیر خانصاحب عالم تنہائی اور جنگلون مین (بلباس سپاہیانہ رکھی تھی) ہر دو سلوک اپنے
کمال کو پہونچکر ایسے مصفا اور مجلا ہو گئے تھے کہ اُنکا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑ کر چکا چوند کئے دیتا تھا -
اب تو خلقت نے چارون طرف سے آپکی طرف رجوع کیا اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہو گئی ؎
سینہ صاف ہے اُسکے ہو مجلی آئینہ + نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر + حق مین گمراہون کے تاثیر
جو کچھ ہے اُسکی - جوشش خون مین کرے کام ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تخلیہ + لاکھ
چلون سے بھی باطن مین نہوا تنا اثر + اسم اعظم کو جو پڑھکر کرے وہ کوہ پہ دم + ہون طلا جتنے ہین پھسارکے
سارے پتھر + ناخداے حقیقت کا ہے یہ کشتیبان بحر زخار طریقت کا حقیقی معبر + علم کرا سکے مگر علم لدنی
لیلئے + جو کہ آتا ہے اُسے وہ کیسے مستحضر + مولانا عبد القادر صاحب جو اُسی مسجد مین مقیم تھے انہین ایام
مین ایکروز مولوی عبد الحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے اور اثناے گفتگو مین اسرار صلاۃ و حضور قلب کا

ذکر آیا مولانا عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار صلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق
مین بخوبی مذکور ہے مگر بدون توسل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اگر اس جوان
نووارد (یعنی سید احمد) سے اس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے تب مولوی عبدالحی صاحب فوراً سید صاحب کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوئے اور آپکے حضور مین اس مدعا کو پیش کیا تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز
کی اسطور سے جاننے کہ اللہ رب العزت نے اُسکو تمام مخلوق مین بہتر یعنی خلیفہ کر کے پیدا کیا ہے اور
بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور غیر حاضری پر وعدہ سخت
عذاب کا فرمایا ہے اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اُس دربار شہنشاہ حقیقی
کے ہون بجا لائے جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہالے اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر
اُس دربار مین حاضر ہو۔ اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور
اُسکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اُسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جونسی سورت پڑھے معنی اور مضمون
اُس سورت کا خیال کرتا جاوے اگر مقام عتاب اور غصہ کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے پناہ چاہے اور جو
مقام رحمت اور عنایت کا ہو اُسکو خدا تعالیٰ سے مانگے۔ پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات
کا دلمین کر کے حاضر دربار آلہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے روبرو اُس
شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چارون طرف سے اپنے رُخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اُسکی طرف متوجہ ہو اور جیسے
مونہہ طرف کعبے کے کیا ہے ایسے ہی روح کو طرف اصل اُسکے کے یعنی حق تعالیٰ کے جو پیدا کرنیوالا اُسکا
ہے رجوع کرے پس قبلہ رو کھڑا ہو کر پہلے دونو ہاتھون کو کانون تک اُٹھاوے اور دلمین یہ خیال کرے
کہ مین اسوقت سوائے تیرے دونو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا
اور پھر مونہہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے) تب دونو ہاتھ باندھکر نہایت خشوع اور خضوع
سے مئودب ہو کر کھڑا ہو اور دلمین خیال کرے کہ مین اُس شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہون اور وہ
رب العزت بہمہ جہت میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بڑی
توجہ سے دیکھتا ہے اور سن رہا ہے۔ اِس خیال باندھنے کے بعد دعا استفتاح پڑھے یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ
وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہون تجھکو اے اللہ اور
ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیونکا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے سوا کوئی دوسرا
لائق عبادت کے نہین ہے۔ اب جسقدر کلام تعظیم اور توحید کے نمازی سے صادر ہوتے ہین اُسی قدر
عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ حارج اور دشمن قدیم

سے ہوشیار ہوکر زبان سے کہے أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یعنی پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی شیطان
مردود سے پھر کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور
نہایت رحم والا۔ پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی
سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بہت مہربان نہایت رحم والا
مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ مالک ہے انصاف کے دن کا إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ تجھی کو ہم بندگی کرتے
ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ملا ہمکو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ راہ اُنکی جنپر تونے فضل کیا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ نہ راہ اُنکی جنپر تیرا غصہ ہوا
اور نہ راہ گمراہونکی اسکے پیچھے آمین کہے یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر اور اسکے بعد کوئی سورت قرآن کی پڑھے
اور اُسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ عاجزی کا کرکے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک
جاوے اور رکوع مین جاکر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور مونہہ
سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا جب رکوع مین ایک
کیفیت حضوری کی پیدا ہو جاوے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یعنی سن لی اللہ نے اُسکی بات جسنے تعریف کی
اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاوے اور دلمین خیال جاوے کہ مین تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور
اب وقت پابوسی کا پہونچا اسواسطے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے مین جاوے اور سجدے مین سر رکھکر مونہہ سے
بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمین خیال کرے کہ تیری عظمت اور
حضوری کے سامنے مینے اپنا سر جو افضل سب اعضا کا ہے تیرے خاک آستان پر رکھدیا۔ اور چونکہ
سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت کے سب مضمون
ایکہی بار عرض نہین کرسکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھیر کر دوسری بار عرض کرے اسواسطے سجدے سے
سر اٹھاکر جلسے مین بیٹھ جاتا ہے اور مونہہ سے کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي
وَارْفَعْنِي وَاجْبُرْنِي یعنی اے اللہ بخشدے مجھکو اور رحم کر مجھپر اور ہدایت کر مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند
کر مرتبہ میرا اور نقصان میرا دور کر۔ یہ کہکر پھر اللہ اکبر کہتا ہوا زمین پر سر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال
کرکے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند۔ اسکے پیچھے دوسری
رکعت مثل اول رکعت کے خیال جاتا ہوا پڑھے لیکن کے بعد اسنے اس دربار عالی مین قابلیت بیٹھنے کی حال
کی اسواسطے قعدے مین بیٹھ جاتا ہے مگر ایسے بادبی سے جیسا بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے اسکو حکم ہوا کہ دو
بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی سب بندگیان زبان کی اللہ کو ہین اور سب بندگیان بدن کی اور سب بندگیان
مال پاک کی سلام ہونچی ہر او رحمت اللہ کی اور خوبیان اُسکی سلام ہمپر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہین سب
اور گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ سوائے اللہ کے کسیکی بندگی نہین اور گواہی دیتا ہون مین اسبات کی کہ محمد
بندہ اُسکا ہے اور رسول اُسکا ہے - قعدۂ اخیر مین یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد
درود اور دعا معمولی کے اپنے دہنے بائین والے نمازیون اور فرشتون حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کہکر دربار سے رخصت ہو جائے انتہی - یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے
فرمائی تھی ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے اسکے بعد
سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہین ہوسکتی - دیکھو یہ نماز ایک ایسی
چیز ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کرسکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
خود امام ہوکر اسرار اور حقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نکردیے اے مولانا تم آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہوکر
دو رکعت نماز پڑھو - اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز آپکے پیچھے مقتدی ہوکر پڑھی اور اُس
دو رکعت مین تمامی اسرار اور حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے
کہ جو کچھ مینے اُن دو رکعتون مین پایا ساری عمر مین اور ساری کتابون مین نہین پایا - ان دو رکعتون سے
فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا محمد اسمعیل صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور یہ ساری
کیفیت نماز اور فیض و برکات سید صاحب کے سُنا کر اور اُنکو ساتھ لیکر پھر یہ دونو بزرگ بخدمت بابرکت سید
صاحب کے حاضر ہوے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید بھی دو ہی رکعت مین اپنے مطلب اور مقصد
کو پہونچگئے اور لکھا ہے کہ آپکو دو ہی رکعت مین صبح نمودار ہوگئی بلکہ مولانا شہید یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن
دو رکعات مین خانہ کعبہ کو ہم اپنے سامنے اِن ظاہری آنکھون سے دیکھ رہے تھے - اب تو یہ دونو سرتاج علماء
دہلی آپکے عاشق زار ہو گئے اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ مین بشمول طریقہ محمدیہ کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی
اور اُسیوقت سے تا دم اخیر آپکی کفش برداری مین حاضر رہے اور آپکی پالکی لے ہاتھ پا برہنہ دوڑنے کو اپنا
فخر دارین جانتے تھے - اِس بیعت ہو جانیکے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف
طریقہ چشتیہ مین آپکے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ مین چارون طریقون یعنی قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور
چشتیہ مین بیعت لینے کا مختار ہون اُسکے جواب مین مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپکے یہان تشریف
لانے سے پہلے مینے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اس شہر کی گروہ گروہ ہوکر دیوان خاص بادشاہی

کو جا رہی ہے تب مین نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ ساری خلقت کہان جا رہی ہے اُسنے جواب دیا کہ
خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جا رہے ہین کیونکہ آج اللہ رب العزت نے
دیوان عام بادشاہی مین اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے مین بھی بمجرد سُننے اس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا
اور دروازہ دیوان عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہان دربان کسی آدمی کو اندر جانے نہین دیتے اُسوقت مین حیران
اور پریشان ہوکر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوگیا مجھکو وہان کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو
مینے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین وہان تشریف لائے اور دربان ہٹتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر
تشریف لیجائین اُسوقت مین نے دُور سے باواز بلند پکارا کہ اے بادشاہ حقیقت اس معتقد دیرینہ اور خادم کمینہ
کو بھی اپنے ساتھ لیجا کر زیارت دیدار آلہی سے مشرف کرائیے تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کرکے
مجھکو اپنے پاس بُلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے مینے اندر جاکر دیکھا کہ ایک شخص صاحب جمال بارعب جلال دیوان
عام کے تخت پر بیٹھا ہے اور سوائے اُس تخت نشین کے اور کوئی دوسرا آدمی اس مکان مین نظر نہین آتا
مجھپر ایسا رعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ مین مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ مین جاکر
کھڑا ہوگیا بات کرنا تو درکنار مجھ مین اُسکے جمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نرہی اِس دہشت مین
میری آنکھ کھل گئی چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی مین بذریعۂ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی
اسواسطے مینے مناسب جانا کہ بذریعۂ اُس طریقہ کے توسل آپکے تقرب الٰہی حاصل کرون جب اِن دونو عالم
سراج دہلی کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہتسے کور باطن لوگون نے اِن دونو بزرگون پر زبان
طعن اور ملامت کی دراز کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور خادم
ہوگئے ملکہ اُن اندھون نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپکے
مدارج علیا ظاہر ہوچکے تھے اُن کور باطنون کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال آپنے بیان کرکے سید
صاحب کی طرف رجوع کرنیکی ترغیب دی تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہوکر سید صاحب کے
مُرید ہوگئے اور بہت سے بدبختون کا عناد اور بھی بڑھ گیا ~ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ + اب تو دور دور سے صدہا علما اور فضلا اور مؤمنین و مؤمنات آآکر آپکی بیعت سے مشرف
ہونے لگے کل خاندان شاہ عبد العزیز صاحب کا اور مولوی وجیہ الدین و حکیم مغیث الدین و حافظ معین الدین
معہ عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب معہ جمیع
خویش و اقارب خود آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اِن ایام مین سید صاحب کے سیکڑون مُریدون کو
مشاہدہ ذات باریتعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپکے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی

انہین دنون مین ایک شخص صوفی نام باشندۂ دہلی جسکو دیوان حافظ کی فال نکالنے مین کمال
اشتاق تھی آپکی بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا جب اُسکے دوستون نے اُسکو بہت سمجھایا تو وہ بولا کہ مین دیوان
حافظ مین فال کھولکر دیکھتا ہون اگر مجھکو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہین تو نہین خیر ایک مجمع عظیم
اپنے رفیقون مین جب اُسنے حسب قاعدہ مقررہ درود وغیرہ پڑھکر بہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اول
صفحہ کی پہلی سطر مین یہ بیت نکلی بیت کجاست صوفی دجال چشم ملحد شکل ، بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید
یہ فال نمونۂ حال دیکھکر صوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی نسبت عتاب الٰہی بہ الفاظ دجال
و ملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت بہ لفظ مہدی دین پناہ دیکھکر اُسکی آنکھ کھل گئی اور بولا کہ حافظ نے
یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے بطور پیشین گوئی کے لکھا تھا اُسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال پُر ملال عرض کرکے بیعت سے مشرف ہوگیا - ان ایام مین بھی
آپکو بڑا شوق عبادت الٰہی کا تھا اپنے حجرے کا دروازہ بند کرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے صرف نماز
کے وقت باہر تشریف لاتے اور جماعت سے نماز پڑھکر پھر حجرے مین چلے جاتے ان ایام مین شاہ عبد العزیز
صاحب ہر ہفتے مین ایک بار سوا پہر دن چڑھے وہان تشریف لاتے اُسوقت سید صاحب اپنے حجرے
سے باہر نکلتے اور دونو بزرگوار مثل آفتاب اور ماہتاب صحن مسجد مین کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور
بعد تشریف لیجانے مولانا صاحب کے آپ پھر حجرے مین تشریف لیجاتے - آپکا کھانا دونو وقت مولانا
صاحب کے گھر سے آتا تھا - انہین ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا علم و فضل کسبی انوار
بیعت سید صاحب سے جلا پایا تو ایکروز مولانا شہید نے اپنے گھر مین دیکھا کہ عورتون نے بیوی کی صحنک
کا کھانا تیار کیا ہے اور فقط ایک شوہر والی عورتین اُسکے کھانے کو بلائی گئین آپنے یہ کیفیت دیکھکر اُنکو
منع کیا اِس عرصے مین مولوی عبد القادر صاحب آپکے چچا بھی تشریف لے آئے عورتون نے مولوی
عبد القادر سے اِسکا مرافعہ کیا تب مولوی صاحب موصوف نے مولانا شہید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اسمٰعیل یہ تو فقط ایصال ثواب ہے اِسکا کیا مضائقہ ہے تب مولانا شہید نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوا هٰذِهٖ
اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنی اُنہون نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتے
ہین اِسکو وہی لوگ کھاوین جسکو ہم اپنے گمان سے تجویز کرین - اور فرمایا کہ یہ بیوی کا کونڈا بھی اچھوتا
ہے اسپر مرد کا سایہ تک پڑنے نہین دیتے اور اِن عورتون نے اپنے گمان سے اِسکے کھانے کے واسطے
اُن عورتون کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا نکاح ثانی نہوا ہو - مولانا عبد القادر صاحب یہ تقریر مولانا شہید کی
سنکر خاموش ہو رہے اور باہر تشریف لیگئے تب مولانا شہید نے وہ کھانا اُٹھوا کر درویشون اور طالب علمون

مین تقسیم کرادیا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ بعد بیعت سید صاحب کے
ایکروز مین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحب نے پوچھا کہ میان اسمٰعیل
جو کچھ فنائے آلہی اور اطمینان باطنی فیض صحبت سید صاحب سے تمکو معلوم ہوا ہے بیان کر دیجئے عرض
کیا کہ اُنکے حضرت مین مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا ادراک کر سکتا ہون ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
مگر ہان اسقدر تو مین سمجھتا ہون کہ نظر کرم و احسان اتم پروردگار عالم کی سید صاحب کے اوپر ہے اور اسکا
شکریہ آپ ہی پر لازم ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو دو علم عنایت کیئے
مین ایک علم ظاہری جسکے حامل اور فیضیاب مولوی عبدالقادر صاحب ہوئے دوسرا علم باطنی جسکے حامل
حضرت سید صاحب ہین۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سنکر شاہ صاحب عاجزی اور فروتنی
ظاہر فرمانے لگے اور پھر فرمایا کہ میان اسمٰعیل محب آلہی تو بہت ہین مگر محبوب آلہی بہت کم اصحاب مینے
عرض کیا کہ محبوب آلہی حضرت صلعم ہین تب آپنے ارشاد کیا کہ مرتبہ محبوبیت کا مثل مرتبۂ رسالت کے
ختم نہین ہوا پھر مینے عرض کیا کہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر گیلانی ہین تب آپنے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت
حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہین ہوا اور محب اور محبوب آلہی مین فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ
بلا اور محنت اور رنج مین مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہین
کرتا بلکہ اُسکو راحت اور آرام پہونچانا چاہتا ہے اسیطرح محبوبان بارگاہ آلہی دنیا مین بھی لباس فاخرہ
اور اطعمۂ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہین اور آخرت مین اس سے زیادہ پائینگے۔ بعد ذکر کرنے
اس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہید فرماتے تھے کہ ہرچند شاہ صاحب نے نام سید صاحب کا نہین لیا مگر
اس تذکرہ محبوبان آلہی مین مشارٌالیہ سید صاحب ہی تھے۔ اِس عرصہ مین مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے درس تدریس علوم رسمی کے مولانا مرحوم کی جگہ
مقرر ہوئے۔ انہین ایام کے حالات مین سے نواب وزیرالدولہ صاحب مرحوم اپنی وصایائے وزیری
مین لکھتے ہین کہ ایکروز اپنے حجرے مین لیٹے ہوئے سید صاحب کے خیال مبارک مین گذرا کہ نہ معلوم اس
زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہین یہ خیال کر کے جناب باریتعالیٰ مین دعا کی کہ اُس بزرگ
کا بھید حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھکو مشرف کر یہ دعا قبول ہوکر اُسی دم اللہ رب العزت نے اپنی
قدرت کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ معہ بستر آپکو آناً فاناً اُس بزرگ قطب الاقطاب کے مسکن پر پہونچا دے چنانچہ
آپ بہت سے ممالک اور پہاڑون اور جنگلونکا تماشا دیکھتے ہوئے ایکدم مین ملک شام مین پہونچگئے وہان جاکر
آپنے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکیل ریش خورد نورانی چہرہ حسینی سید

ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جو اُنکے مکان کے ملحق تھی اپنے چند مریدون کو ساتھ
لیئے ہوئے باہر بیٹھے ہین مگر طرفہ یہ کہ وہ بزرگ سید صاحب کی طرف بظاہر بالکل مخاطب نہوئے تب
زبان قلب اور مکاشفہ سے آپنے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھکو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی
باریتعالیٰ کے اور کچھ مقصود نہین ہے اور نہ آپکے فیض کا مین طالب ہون خداوند تعالیٰ کا فضل مجھپر
بھی بہت ہے مگر باایہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ نہوئے اسلیئے سید صاحب کو اس عدم التفاتی سے
کونہ رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالیٰ سے
سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطور مؤکل نظر خلقت سے پنہان
اور آپکے سامنے عیان آپکی خدمت مین تعینات ہو گئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات
رہتے ہین جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے غرض بعد اس انعام تازہ کے جسطرح اللہ رب العزت
آپکو وہان لیگیا تھا اُسیطرح واپس لے آیا - کچھ عرصے کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت
دوبارہ آپکو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لیگیا اور اِس دفعہ اُس غوث زمان کو سید صاحب
کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کر دی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سید صاحب ہی
مسند آرائے اُس عہدہ جلیلہ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے اس سبب سے اِس مرتبہ یہ غوث
زمان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب سے ملے اور آپکے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باریتعالیٰ
جل شانہ کی اس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جسکے ذکر سے تقریر عاجز اور جسکی تحریر سے قلم قاصر ہے اور
جب اس وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملک خراسان کو تشریف لیگئے تو اُن پہاڑون اور میدانون
کو دیکھکر آپ فرمایا کرتے تھے کہ اِنہین پہاڑون اور میدانون کے اوپر سے اُس سفر ملک شام مین میرا گذر
ہوا تھا - انہین ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپنے زیب تن فرمایا کر اُسکو دیکھکر بہت
مسرور اور محظوظ ہوئے اُسیوقت عتاب الٰہی آپکی طرف متوجہ ہوکر تادیبًا ارشاد ہوا کہ اُن نعماء باطنی
کو جو ہمنے تجھ پر مبذول فرمائی ہین فراموش کرکے کسواسطے اِس ادنیٰ نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے
تو اسقدر خوش ہوا - بمجرد دریافت اِس خطاب پر عتاب کے آپکو طبعی نفرت اُس لباس باعث عتاب سے
ہو گئی اور فورًا بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کر دیا اور بہت ندامت آپکے قلب صافی مین جائے گیر ہوکر
بعد استغفار آپنے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس زیب تن نفرمائینگے اِنہین ایام کا ذکر ہے کہ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ
علوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت مین روانہ فرمایا مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ

عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر مثل ٹپکنے سے مینہ کے ہوتی ہے جسکی چھوٹی چھوٹی بوندین ہوتی ہین اور سید
صاحب کی تاثیر توجہ مثل لوہارون کے دھونکنی کے ہوا کی تھی جو فوارہ کی طرح قلب پر پڑتی ہے اور
اُسی توجہ مین دونو قلبون کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سید صاحب کے قلب سے سفارشین
سُنا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مدت آپکو دہلی مین گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپ سے
فیض اُٹھا لیا تو اُسوقت بیرونجات کے قصبون اور شہرون سے صدہا آدمی معہ خطوط آپکے بلانے
کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی مین آکر آپسے فیضیاب ہو سکتے ہین مگر ہمارے ہزارہا
خویش واقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اس فیض عام مین شریک نہین
ہو سکتے تب آپنے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پیش کرکے اجازت سفر
بیرونجات کی چاہی اُسوقت مولانا ممدوح نے نہایت شادان وفرحان ایک دستار سیاہ اور
ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب
کو پہنا کر رخصت سفر کی دی - آپ دہلی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے قصبہ پھلت مین کہ جہان خویش
واقارب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل اللہ صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے اُس خاندان کے
سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور ہر قسم کی شرک و
بدعات سے توبہ کرکے موحد متبع سنت بنگئے اور اُسکے بعد مظفر نگر و لہاری و سہارنپور و گنگوہ و مکیسر و
رام پور و بریلی و شاہجہان پور وغیرہ تمامی شہر اور قصبات میان دوآب مین دورہ کرکے خلائق کثیرہ
کو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا - اسی سفر مین جب آپ بمقام کویل رونق افروز
تھے ایک طالب علم اکبر علیخان نام شاگرد مفتی شرف الدین رام پوری نے سید صاحب کے قتل کا
ارادہ کرکے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپکے پاس اندر آنا چاہا ابھی اُسکے اندر آنے کی طلب
اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہام غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اسوقت
ایک شخص قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہووے اور اُسکو اندر آنے
دو خیر تھوڑی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپکے روبرو بیٹھ گیا اور بعد مزاج پرسی اُسنے عرض کیا
کہ آپسے میرے کچھ سوال ہین آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو اس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن
مین رعشہ پیدا ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا آپنے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اس فرمانے سے اور تھرتھراہٹ
بڑھ گئی اور زبان مین لکنت پیدا ہو گئی آخر الامر اُسنے قرابین وغیرہ زمین پر کھولکر رکھدی اور ہاتھ
پھیلا کر آپسے بیعت کی اور بعد بیعت کرنیکے عرض کیا کہ مین بارادۂ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت

سید صاحب کا باجازت شاہ صاحب واسطے ہدایت کے بیرونجات مین تشریف لیجانا

بمقام کویل اکبر علیخان کا بارادۂ قتل مرید ہونا

کے روبرو بیٹھ کر میرا ارادہ بدلگیا اب مین آپکا بے دام غلام ہوکر کفش برداری مین حاضر ہون بعد بعیت کے
یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف مین حاضر رہا اور ملک خراسان مین آپکے ساتھ ہی گیا اور وہان پہلی ہی جنگ
مین جو بدہ سنگھ سکھون کے جرنیل سے مابین پشاور اور پنجتار کے ہوا تھا بہت بہت سے دشمنون
کو فی النار کر کے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا۔ مولوی مرتضیٰ خانصاحب کہتے ہین کہ جس ایام مین
آپ رام پور مین تشریف رکھتے تھے وہان بھی ہزارہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی آپکا دستور تھا کہ آپ
باواز بلند طریقۂ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ مین اول بعیت لیکر پھر طریقۂ محمدیہ مین بعیت لیتے تھے۔
ایکروز حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والی رام پور نے سید صاحب سے پوچھا کہ آپ
اول چارون طرق سلوک مین بعیت لیکر پھر طریقۂ محمدیہ مین بعیت لیتے ہین اسمین بھید کیا ہے اگر یہ سب
طرق سلوک طریقۂ محمدیہ ہی مین تو پھر دوبارا طریقۂ محمدیہ مین بعیت لینے کی کیا ضرورت ہے تو اُسکے جواب
مین سید صاحب نے فرمایا کہ اسمین بھید یہ ہے کہ طریقۂ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اسطرح
بتایا کرتے ہین کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یون لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال ہیز
سکھاتے ہین کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور ان
طریقون کی نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور باطن کے ہے نہ بطور ظاہر کے اور طریقۂ محمدیہ کو
ہم اسطرح پر سکھلاتے ہین کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے فسق و فجور سے محفوظ رہونگا
اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگونکو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے
واسطے بعد میرے مرنیکے دعا کیا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے
روزی حلال کما کر جورو بچونکا نفقہ ادا کرونگا مین خود روزی حلال کھاؤنگا حرامخوری سے بچونگا اس
نیت سے اُسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہوجاتا ہے اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ
سویرے اسواسطے سوتا ہون کہ راتکو اُٹھکر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا
بیوی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اُسکا حق ادا ہو کپڑے اس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھنکے اور اللہ
کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اُس سے بدن مین طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا
اور سفر حج اور جہاد کا کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کرکے نفقات واجب ادا کرونگا اور علم اس نیت سے
پڑھو کہ اُس سے احکامات الٰہی اور فرض واجب وغیرہ کو معلوم کرکے اُسکے مطابق عمل کرونگا لوگون
کو سکھلاؤنگا پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اُس سے اللہ کی راہ سیکھونگا وعلیٰ ہذا القیاس اور نسبت اس
طریقۂ محمدیہ کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے۔ ببین تفاوت رہ

از کجا است تا بہ کجا - یہ جواب باصواب سُنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب مین سمجھا بیشک طریقہ محمدیہ یہی ہے اور آپکا طریقہ محمدیہ مین بیعت کرنا بیجا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چار مشہور طرق طریقت مین آپکا اول بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا درنہ آپکی اصل تعلیم اور دلی دعوت طرف طریقہ محمدیہ کے تھی جسکی سبب سے اخیر مین آپ بیعت لیتے تھے - وہی مؤرخ لکھتے ہین کہ کٹی باز خان نام ایک شخص ساکن رام پور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا ننگا ہو کر رات دن کہتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اُسکو کچھ افاقہ نہوتا تھا ایک دن اُسکے ورثا اُسکو چارپائی پر باندھکر سید صاحب کے حضور مین لے آئے چارپائی پر بندھا ہوا بھی اُچھلتا کودتا اور گالیان دیتا تھا سید صاحب نے اُسکو دیکھکر تھوڑا پانی منگوایا اور اُسمین سے کچھ پیکر باقی پانی اُس دیوانہ کو پلوا دیا جسوقت وہ پانی اُسکے حلق کے نیچے اُترا اُسیوقت اُسکے ہوش و حواس قایم ہوگئے تب اُسکی مشکین کھولدی گئین اور وہ اپنے پانو سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا - وہی مؤلف خود اپنا حال لکھتا ہے کہ مین سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس مین کھانا کھا رہا تھا اُسوقت میرے دل مین خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور اب جو مین نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو میری بات بھی نہین پوچھتے مگر اللہ رب العزت نے اُسیوقت ان میرے خیالات دلی پر سید صاحب کو آگاہ کردیا آپنے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جب تم کسی امیر کے پاس جایا کرو تو فلان سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت تعظیم تکریم کیا کریگا - پس اُس تاریخ سے حسب فرمودہ سید صاحب کے جب مین وہ سورت پڑھکر نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہین بلکہ مجھکو اپنے سے علیحدہ ہونے نہین دیتے - پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رام پور مین بڑا اژدہام خلائق ہوا بعد نماز جمعہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا چونکہ وعظ مین صرف قرآن و حدیث کا بیان تھا لوگون پر بہت اثر ہوا بعد وعظ کے ایک شخص شاگرد مولوی عبدالرحیم صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب سے بحث کرنے لگے اور بحث اس بات کی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہین مولوی عبدالحی صاحب نے جواب دیا کہ جو باتین متعلق تشاخت احکام اسلام اور امور دینی کے تھین اُنمین حضرت کو سہو ہرگز نہوتا تھا مگر بعض افعال عبادت مین کبھی کبھی آپکو سہو ہوا ہے بعد سُننے اس جواب کے مخالفون نے کچھ اُسکی تردید بیان کی پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کردیا پھر اُنہون نے کچھ اور دلیل پیش کی

اسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجوہ قطع کردیا اس عرصہ مین شیر خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید
بھی وہان تشریف لے آئے اُسوقت اُن مخالفون نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی
صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث مین آیا ہے وہ ہم
تمکو بتلا چکے اب تمکو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید صاحب نے اُن مخالفون سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو مین تمکو سمجھائے دیتا ہون اُن اندھون نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہین
اور یہ علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھا دینگے اس عرصے مین نماز عصر کی تکبیر ہوگئی اور بعد نماز کے وہ مخالف چُپ
چاپ چلے گئے لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینون طالب علم غضب الٰہی مین مبتلا ہوکر تھوڑے
عرصے مین تباہ اور برباد ہوگئے تب مین نے جانا کہ بوجہ مقابلہ حق اور بے ادبی مُرشد برحق کے اُنپر عذاب
الٰہی نازل ہوا۔ وہی مؤلف لکھتے ہین کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علماء رام پور سے تھے
سید صاحب سے بیعت کر کے ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوے اور رام پور کی خلافت بھی سید
صاحب نے انہین کو دی تھی جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو انہون نے
آثار رحمت الٰہی کے دیکھکر مجمع عام مین فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اسوقت میرے کام
آگیا اور مین اپنی مراد کو پہونچگیا اور اس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوگیا
وہی مؤلف لکھتے ہین کہ جن ایام مین سید صاحب رامپور مین رونق افروز تھے کئی ولایتی افغان
... رام پور مین آئے اور انہون نے ایک بڑا دردانگیز قصہ سید صاحب کے روبرو اسطرح پر بیان
کیا کہ ہم اپنے اثناء راہ ملک پنجاب مین ایک کنوے پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیان
یعنی سکھون کی عورتین اُس کنوے پر پانی بھر رہی ہین ہم لوگ دیسی زبان نہین جانتے تھے ہمنے اپنے
مونہون پر ہاتھ رکھکر اُنکو اشارون سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہین ہمکو پانی پلاؤ تب اُن عورتون نے اِدھر
اُدھر دیکھکر پشتو زبان مین ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیان فلانے ملک اور بستی کے رہنے والے
ہین یہ سکھ لوگ ہمکو زبردستی پکڑ لائے اور سکھنیان بنا کر اپنی جورو ین کر لیا ہے۔ یہ سنکر ہمکو بہت رنج ہوا
کہ مسلمان عورتین جبراً اسطرح سے کافر بنائی جاوین اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر کرو
کہ انکو آنکے اس کفر سے نجات ملے تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین عنقریب سکھون سے
جہاد کرونگا۔ پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رام پور مین سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا مینے
اس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کر دو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اور کے مرید ہوتے تو مین آپکا شجرہ ضرور
نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے مین آپکا شجرہ نظم

نہین کرسکتا مینے سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کرکے شجرہ کے نظم کرنیکی اجازت چاہی تب
سید صاحب نے فرمایا کہ اے پٹھان بھالی آدمی کو استعداد کافی ہے کہ یہ جان لیوے کہ مین فلان شخص کا
مرید ہون اور وہ فلانے شخص کے مرید تھے کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہین ہے جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ
کروگے اُتنی دیر اللہ کو یاد کرلیا کرو - وہی مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بمقام رام پور بعارضہ
تپ لرزہ مین سخت بیمار ہوا بیماری یہانتک بڑھی تھی کہ میرے عزیزون کو میری طرف سے مایوسی ہوگئی
تھی اُس حالت مایوسی مین مینے ایکدن سید صاحب کو خواب مین دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا
کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبراگیا جا انشاء اللہ تعالیٰ اب تجھکو تپ لرزہ نہ آویگا سو بموجب فرمانے سید صاحب
کے مین اُسی دن اچھا ہوگیا اپنی صحت یابی کے بعد جب مین سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تو
یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپسے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپکو خبر ہوگئی تھی آپنے
بآواز بلند اُسکے جواب مین فرمایا کہ مجھکو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جب کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی
شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بناکر خواب مین بلکہ بعض وقت بیداری مین
بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوا دیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار مین ہے - رام پور سے رخصت
ہوکر آپ ممالک میان دواب مین ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اُسوقت
لوگون کے رگ و ریشہ مین بیٹھا ہوا تھا آپکے مخالف ہوکر جانی دشمن بھی ہوگئے تھے صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک رسالدار کو سید صاحب سے عداوت قلبی ہوگئی تھی وہ ہمیشہ
سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر مین رہتا تھا بمقام فتحپور ہنسوا رسالدار مذکور مسلح ہوکر بارادۂ قتل سید صاحب
مذکور آپکے مکان پر آیا اور ایسا جوش مین بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا
تاکہ فوراً آپکا کام تمام کردے سید صاحب کے ہمراہی لوگون کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا سید
قاسم نصیرآبادی جو آپکے قرابت دارون مین سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر مسلح اُس ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب وہ
رسالدار یہان آکر اندر جانیکا قصد کریگا تو مین اُسکو یہین قتل کردونگا - اپنے ساتھ والون کے ارادہ کی خبر
سید صاحب کو ہوگئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھرک کر فرمایا کہ اُس سے
کوئی مزاحمت نکرو بلاتکلف اندر آنے دو اُنہون نے بتعمیل حکم اُس جوش خروش مین اُسکو اندر جانے دیا
غرض وہ اندر پہونچا اُسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سید صاحب
نے اول اُسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھکر بہت
شفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا معانقہ کرنیکے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

پڑا رہا جب اُسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتیار کھولکر پھینکدیئے اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ فدوی کا
قاصد تھا مگر اب اِس ارادہ سے توبہ کرکے آپکے غلامون مین داخل ہوتا ہون ہاتھ پھیلا کر سید
صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپکے جان نثارون مین داخل ہوگیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا عامی
جسکے نصیب مین روز ازل سے سعادت لکھی تھی اگر آپکی بیعت سے انکار کرتا یا راہ مخالفت کی اختیار کرتا تو اللہ تعالیٰ آپکے فضائل سے
اُسکو ملہم کردیتا چنانچہ ہمیشہ بیسیون آدمیونکو (میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ مین) اللہ تعالیٰ نے خواب مین
آپکے فضائل سے مطلع کرکے آپکی بیعت مین داخل ہونے کی راہ آسان کردی تھی چنانچہ اس قسم کے
بیسیون واقعہ مورخون نے لکھے ہین جنکو مین نے بخوف طوالت ترک کردیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَّشَاءُ

یہان یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان مین ساٹھا یعنی سمبت ۱۸۶۰ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا
تھا دکھن مین مرہٹون اور انگریزون مین جنگ ہورہی تھی پنجاب مین رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب
برسر زور تھا ایک روپیہ کا پانچ سیر اناج بمشکل ہاتھ آتا تھا مارے بھوکھ کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی
تھی مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک سَو آدمیون سے زیادہ کھانا کھاتے تھے۔ مولوی محمد یوسف
صاحب داروغہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیون کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا
ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈون مین اُسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا
جائے اُسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھوکر یہ دعا مسنونہ
اَللّٰهُمَّ زِدْ فِيهِ وَبَارِكْ فِيهِ پڑھتے تب بحصئہ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہوجاتا یا بڑے بڑے چوڑے
برتنون پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکھٹے ایک ساتھ بیٹھ کر کھالیتے بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ
تھوڑا ہوتا تھا مگر اُسمین ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہوکر پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا
برابر ہوجاتا تھا ؛

آپ اسی دَورہ میان دواب مین تھے کہ آپکے مکان رائے بریلی سے آپکے بھائی سید
اسحاق صاحب کی وفات کی خبر آپکو پہونچی اب سید صاحب کو واسطے عزا داری و عذر خواہی اپنے خویش و
اقربا کے رائے بریلی جانیکی ضرورت ہوئی اسواسطے یہان سے بجانب وطن آپنے مراجعت کی۔

صاحب مخزن احمدیہ لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ وطن مین تشریف لائے اُسوقت بھی ساٹھے کا
کال یعنی قحط سمبت ۱۸۶۰ بکرم موجود تھا وطن مین آپکے ساتھ قریب ستر اسی آدمی سَو کے تھے اور پندرہ
سولہ آدمی آپ کے گھر کے عیال و اطفال ہونگے قریب ایک سَو آدمیونکا نان و نفقہ اسوقت آپکے ذمہ

تھا وطن مین پہونچکر نذر نیاز روزانہ کی آمدنی بھی بند ہوگئی تھی اور آپکے گھر مین کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے
اس انبوہ کثیر سو نفر روزانہ کا اہتمام ہو سکے اس سبب سے ان ایام مین بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی آپکے
وطن مین پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہو کر مینہ کا تار بندھ گیا تھا ایک گھڑی بھی بارش بند نہ
ہوتی تھی گویا آسمان کے دروازے کھل گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد مین چراغ
بھی نہ جلتا تھا۔ مولوی سید محمد لکھتے ہین کہ انہین ایام عسرت مین مجھ سے صبر نہ ہو سکا قریب ایک پہر رات
کے بسبب شدت بھوک کے مین اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد مین آیا اُسوقت سید صاحب مع چند مردان
خاص کے مسجد مین رونق افروز تھے مینے اُسی حالت تاریکی مین مسجد والون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ
یارو کیا حال ہے مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے میرے نزدیک آکر فرمایا کہ یہان تو تجلی بے رنگی نے اپنی روشنی
پھیلا رکھی ہے آؤ تم بھی اُس روشنی کا تماشا دیکھو یہ فرما کر اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھلا لیا مین نے جو
دیکھا کہ ابواب سرور و شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ ہین غم و اندوہ زمانہ سے بالکل بے خبر مگر
مجھ مین مادہ حصول اُس سرور و شادمانی کا مطلق نہ تھا مینے تو مثل اندرون کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت
سید صاحب کا دامن پکڑ کر رونا شروع کیا آپنے سبب اس گریہ و زاری کا پوچھا مینے عرض کیا کہ میرے
بچے خورد سال اور میری عورت اور خود مین سب بھوک سے مرے جاتے ہین آپ صابر شاکر اور متوکل
ہو آپ پر اس عسرت کا کچھ صدمہ نہین ہے مگر ہم دنیا دارون سے تحمل اس تکلیف کا نہین ہو سکتا
آپ برائے خدا دعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہو جائے تو راستے کھل جاوین اور کھانے پینے
کا سامان میسر آئے اُسوقت سید صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے یارون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ
اس خود رفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دعا کرو غرض بموجب ارشاد سید
صاحب کے سب یارون نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور بکمال تضرع و انکساری دعا کرنے لگے اور یار
آمین کہتے جاتے تھے ایک ساعت آپکے ہاتھ اُٹھانے کو نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اُڑ گیا اور چاند اور
ستارے چمکنے لگے جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یارون کے سجدہ شکر کرنے لگے ابھی آپنے سجدے
سے سر نہین اُٹھایا تھا کہ دو مسافرون نے دریائے سئی کے (جو زیر مسجد بہتا تھا) پرلے کنارے سے آواز دینا
شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لائیو اور ہمکو پار اُتارو حضرت یہ آواز سُنکر صحن مسجد مین تشریف لے آئے اور کنارے
مسجد پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان سے آئے اُسکے جواب مین اُنہون نے عرض کیا کہ ہم
دو آدمی مرسلہ سید محمد حسین داروغہ توپخانہ انگریزی مرید حضور کے ہین اور واسطے کرنے بیعت کے حاضر ہوئے
ہین حضرت نے ایک ہوشیار آدمی کو جو فن ملاحی مین طاق تھا فوراً روانہ کر دیا وہ اُسیوقت اُن دونون آدمیون

کو یار لے آیا۔ وہ دونو آدمی پانی سے بھیگے ہوئے تھے اُنہوں نے مسجد مین پہونچکر اور اپنے کپڑے بدلکر چند اشرفی مرسلہ سید محمد یٰسین اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کرکے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اسیوقت مجھکو بلاکر اور وہ روپے میرے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے بے صبرے یہ لے اور اپنا کام چلا مینے عرض کیا کہ ان روپیون کو لیکر کیا کرون مجھکو تو کھانا چاہیے تب حضرت نے دو آدمیون کو تین چار روپے دیکر بازار کی طرف بھیجدیا وہ بازار سے کھچڑی لے آئے۔ غرض کھچڑی اُسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑون مین تقسیم ہوگئی۔ دوسری فجر کو جب مین مجلس مبارک مین حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑکر فرمایا کہ اے بے صبرا ب بھی کھانے کی حاجت ہے مینے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپکی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا مالک ہے تب آپنے فرمایا کہ اے پست ہمت تجھکو تو اِن چند روپیون کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھکو تو ساری عمر اُس رزاق مطلق کی رزاقی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے اگر ریگستان سندھ یا وادیِ عرب مین جہان دانہ پانی کا نام و نشان بھی نہین ہے ہفت اقلیم کے کُل آدمیون کو ساتھ لیکر رہون تو بھی وہ رزاق اپنے فضل عمیم سے آبادی سے زیادہ وہان بھی ہمکو رزق پہونچاویگا۔ اسی کے مصداق مولوی **مرتضیٰ خان** صاحب لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو کھانا پینا میری حیات کا سبب نہین بلکہ یادِ الٰہی میری زندگی کا باعث ہے اگر مین یادِ الٰہی سے ذرا بھی غافل ہوجاؤن تو ضرور میرا دم نکل جائے۔ اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہین کہ با اینہمہ تن و توش اور قوت اور شجاعت کے سید صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور بوجہ کم خوری کے آپکی قوت اور صحت اور شجاعت مین کچھ فرق نہوتا تھا کیونکہ روحی غذا یعنی یادِ الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت و شجاعت کی تھی وہ آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے +

جب اس قحط سالی مین آپکے لوگون کو تکلیف ہوئی اور بارہا نوبتِ فاقہ پہونچی تو آپ ایکروز بعد نماز صبح کے ایک ٹکڑہ کپڑے کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جدِ امجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے اور تنِ تنہا آپنے وہان بیٹھکر ایک تھیلی اپنے دستِ مبارک سے سی اور بعد زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی **محمد یوسف** صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جاے اُسمین ڈالتے رہو اور اُسکا حساب مت رکھو اور نہ کبھی اُسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلا حساب اُسمین سے خرچ کرتے جاؤ اللہ ربُّ العزت برکت دیویگا۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے متعلقین پر کبھی خرچ کی تنگی نہین ہوئی۔ مولوی **محمد یوسف** صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ

روپہ کے قریب تھیلی مین موجود ہوتے ہوتے میسے صدہا اور ہزارہا روپے مرتۂ بعد اخری اُسمین سے نکالکر
خرچ کئے مگر تھیلی کبھی خالی ہونے نہین پائی +

جب اسطرحپر آپکی ذات بابرکات سے برکتون کا ظہور ہونے لگا تو ایکروز تمامی مردمان اولادِ سید
علم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض
کیا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد سے سُنا ہے اور اُسکا اثر خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے جد امجد سید
علم اللہ صاحب قدس سرہ نے بہت دفعہ جناب باری مین یہ دعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی مین
رکھنا اور دنیا کو اُنپر فراخ نکرنا تاکہ بوجہ فراخی دنیا کے تیری نافرمانی مین نہ پڑجائین۔ اور ہمارے خیالِ ناقص
مین وہ دعا حضرت مرحوم کی ہمارے حق مین قبول ہو گئی جسکی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر
و فاقہ مین رہتے ہین اور آپکا درجہ اللہ رب العزت کے حضور مین ہمارے جد امجد سے بڑھا ہوا ہے آپ برائے
خدا ہمارے واسطے دعا فرمائین کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عُسر یُسر سے بدل جائے اور ہم اس فقر فاقہ سے
نجات پائین سید صاحب نے یہ ساری حقیقت سُنکر فرمایا کہ ہمارے جد امجد کی یہ دعا محض بنظر خیر خواہی ہم
لوگون کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بسبب اختلاطِ دنیا اور دنیا دارون کے عتاب الٰہی مین نہ پڑجاوین
اور دنیا کی فراخی (جیسا کہ اُسکا اثر ہے) ہمکو اللہ کی نافرمانیون مین نہ ڈال دیوے۔ اگر تم سب جمع ہوکر یہ پکا
عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیون اور رسوماتِ اہل ہند مین پڑکر اپنے کو موردِ عتابِ الٰہی کا نکروگے تو مین
تمہارے واسطے فراخی رزق کی دعا کرون اُسیوقت کل مردمانِ برادری نے جمع ہوکر حسب فرمودۂ حضرت کے
عہد و پیمان کیا تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جد امجد کے مرقد مبارک پر مع جمیع
مردمانِ برادری کے تشریف لیگئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین تمہارے واسطے دعا کرتا ہون تم
آمین کہو پس بعد کرنے دعا کے حضرت تشریف لے آئے۔ اور اس دعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے قبولیت
کا اثر ظاہر ہونے لگا۔ بہت سے آدمی آپکی برادری کے حسب لیاقت خود سرکارِ لکھنؤ مین جاکر نوکر ہو گئے۔
اور یہ بھی اُسی دعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اسوقت بھی بڑے بڑے
عہدون پر سرکار ٹونک وغیرہ مین نوکر ہین +

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے حین قیامِ بریلی کے آپ پر جادو بھی کر دیا تھا جسکے سبب قریب بیس روز
کے آپ سخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہوا اُسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے ایک رویائے صادقہ مین
تشریف لاکر معوذتین یعنی ہر دو سورۂ اخیرۂ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا اُسکے پڑھنے سے آپکو صحت ہو گئی +

سید محمد اسحاق صاحب آپکے برادر کلان کی بعد آپکی بیوہ بموجب رواج خاندان شرفاءِ ہند نکاح ثانی

کرنے سے متنفر تھین کیونکہ ایک مُدت دراز سے یہ رسم قبیح مثل ہندؤن کے شرفاءِ اہل اسلام مین بھی جاگھسی
تھی بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا اب سید صاحب
کو منظور ہوا کہ اول اس رسمِ مسنون کو اپنے گھر مین جاری کر کے پھر سارے ہند مین اُسکو پھیلا دیوین مگر جب
صدیون گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب اُسکے عیب لوگون کی نظرون مین جاگزین ہو گئے تھے
اس امرِ مسنون کو ایک رذیلہ پن شمار کئے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو اُنھون
نے اول منظور نہین کیا - آپ اسی کوشش اور فکر مین تھے کہ آپنے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ایک بڑا
بھاری گٹھا لکڑیون کا ہے اور بہت سے آدمی اُسکو ملکر اُٹھانا چاہتے ہین مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی
اُسکو اُٹھا نہین سکتا - اُس جگہ وہ بیوہ مخترمہ بھی موجود تھین سید صاحب نے بعجز و انکسار اُنسے کہا کہ اگر ذرا تم
مدد کرو تو مین اس بوجھل گٹھے کو اُٹھا کر گھر مین لیجاؤن اول تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اُس مخدومہ نے
انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے اُنہون نے منظور فرما کر اُس گٹھ کو اُٹھوا دیا اور
دونو صاحب یعنی سید صاحب اور اُنکی بھاوج شریفہ اُسکو اُٹھا کر گھر مین لیگئے اِس خواب کی صبح کو بعد
ادائے نماز فجر کے حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب کو بُلا کر فرمایا کہ آج توجہ دینا
اور سب دوسرے کام موقوف رکھو مین نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم
ہوتا ہے کہ مین اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر اس رسمِ قبیح کو اُٹھوا دونگا - اِسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ
مین تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہو چکی تھین جمع کر کے بہت
دیر تک وعظ اور نصیحت فرماتے رہے خلاصہ اس وعظ کا یہ ہے آپنے فرمایا کہ اے مؤمنات مسلمانی اسی
کا نام نہین ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا - اور مسلمانون
کی مروجہ رسمون کو ادا کرنا اور اُنکی مجلسون اور محفلون مین شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی
احکامات الٰہی کی دل و جان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہووے
تو بھی بخوشی و خورمی اُسکو بجا لانا - شریعت مین جو چیزین منع ہین اُنسے بچنا اور دُور رہنا اور اگر کسی منہیات
شرعی کا دل مین خیال بھی آوے تو مُدتون تک اُس سے توبہ استغفار کرنا چنانچہ انہین احکامات الٰہی
مین سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اِس فعل
ت کو دریتولا لوگون نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے اسوقت جو بیوہ نکاح ثانی کر لیتی
ہ اُسکو بازاری کسبیون کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور قحبہ کا خطاب دیتے ہین ایسے مسلمان
بر آنکھون سے اندھے اور زندہ درگور ہین اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم رضین سواے حضرت عائشہ کے سب نے آپکے نکاح ثانی کیا تھا معاذ اللہ معیوب اور
مطعون ہوتی ہین - اسکے بعد آپنے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی بہن بیوہ سید اسحاق صاحب
کی تھین مخاطب ہوکر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپسے جہانتک ممکن ہو بیوہ بھائی اسحاق
صاحب مرحوم کو سمجھا کر اس سنت مردہ کو زندہ کرا دین اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ مین
تعمیل اس عمل مسنونہ کی واسطے حظوظ نفسانی کے کرنا نہین چاہتا کیونکہ میرے گھر مین میری بیوی
بکمال حسن وجمال وعصمت موجود ہے بلکہ اس کوشش سے مجھکو منظور ہے کہ اجراے اس سنت مردہ کا میرے
گھر سے شروع ہوکر تمام ملک ہند مین جاری ہو جاوے - چند روز کے بعد حسب منشاء اس رویا حقہ کے
وہ مخدومہ مکرمہ نکاح ثانی پر راضی ہو گئی اور ملک ہندوستان مین یہ سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید
صاحب کے ساتھ ہوا - اس نکاح کے تیسرے روز آپنے دو تین محرران تیز نویس کو بٹھلا کر ایک عریضہ بحضور
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مشعر اطلاع اس نکاح ثانی اور جاری کرانے اس سنت مردہ کے دہلی اور اسکے
نواح مین اور ایک ایک خط اسی مضمون کا بنام جملہ خلفاء ومریدان خاص ہر اطراف ہند مین تحریر کرا کے
روانہ کرا دیے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل مین مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی بیوہ ہمشیرہ کا جو نہایت کبر سن تھین
مولانا عبد الحی صاحب سے نکاح ثانی ہوا - یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف خاندانون مین ہوا اسکے
بعد تو ہزارون رانڈون کے نکاح ہو گئے کہ اسوقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہوکر اب تک آپکے مریدون اور
خادمون مین بدستور جاری ہے گو آپکے مخالف اسوقت تک بھی اس نعمت سے محروم ہین +

قصبہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے اصل مسکن قدیم سید صاحب کے آباواجداد کا ہے
اور اس قصبہ مین چار محلے ہین تین محلون مین حضرات شیعہ رہتے ہین چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب
مرحوم مشہور مجتہد لکھنؤ اسی قصبہ کے باشندے تھے اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے جب
سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارہا سنی اور شیعہ اہل سادات نے آپکی بیعت سے مشرف ہوے
تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اُنہنے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیئے جس سے
بزور حکومت یہ انتشار ہدایت اس نواح سے بند ہو جاوے - اس اثنا مین کہ سید صاحب اپنے مکان
پر بمقام بریلی مقیم تھے محرم کا چاند نظر آیا اُسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی کے بر آنے کا موقع سمجھ کر
اپنے توابعین شیعیان ہر سہ محلہ نصیر آباد کو تاکید تمام لکھ بھیجا کہ اس محرم مین جہانتک ہو سکے سنیون کے
محلے مین جاکر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ اور جو شخص تمکو مانع ہو اُسکو بلادریغ تہ تیغ کرو و بس ضرور ہے کہ
سید احمد واسطے اعانت اپنے سنی بھائی بندون کے نصیر آباد کو آویگا تب مین اپنے طور پر اس مقدمہ کو

والی لکھنؤ کے گوش گذار کرکے سید احمد کا پورا بندوبست کرونگا - شیعان نصیر آباد نے یہ حکم اپنے پیر
مرشد کا پاکر سنیون کے محلے مین پیغام بھیجا کہ آٹھوین تاریخ محرم ہمارے ماتم اور گشت کا دن ہے ہم اُس روز
تمہارے محلے مین سے نالان وگریان تبرا کہتے ہوے بادف وچنگ وبآواز ڈہل ومردنگ گذرینگے اگر تمکو سنا
تبرا اور آواز ڈہل ومردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھرون مین اُسدن چُپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ایکروز کے واسطے
مع زن وبچہ باغات شہر مین جاکر قیام کرلو ہمکو اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اُسکی تعمیل ضرور
کرینگے اور جو کوئی شخص اُسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہوگا ہم اُسکو سزاے سخت دیوینگے - بیچارے سنی اس خبر
کو سنکر نہایت حیران ہوے اور جب کچھ چارہ ندیکھا تو اُنہون نے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت مین
بریلی کو روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعون کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضرت کے حضور مین کہلا بھیجا -
سید صاحب نے یہ سارا حال سنکر اُس قاصد کو تاکید اکید کہدیا کہ اُنکو اپنے محلے مین ہرگز نہ آنے دو انشاء اللہ
تعالی ساتوین تاریخ کی شام کو مین خود بھی مع اپنے رفیقون اور مریدون کے اُنکی اعانت کے واسطے وہان
پہونچونگا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تو شروع ایام شباب سے اپنی جانکو اللہ کی راہ نذر کرنیکو پھرتا ہون شاید
وہان ہی میری مراد حاصل ہو - جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اس ارادہ کی خبر سنیون کو ہوئی
تو اُنکی جان مین جان آگئی - اِدھر سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی اور جب آپکی تیاری کی خبر ساکنان
بریلی اور قلعہ اور افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپکے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی
آپکی روانگی سے ایکروز اول مسلح ہوکر در دولت پر حاضر ہو گئے - ساتوین تاریخ کی شام کو آپ نماز عشا بریلی
مین پڑھکر مع رفقاء خود نصیر آباد کو روانہ ہوے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہان پہونچگئے - آپنے وہان جاکر
دیکھا کہ فرقۂ مخالفین تیاری نشان وعلم وتعزیہ وغیرہ آلات بدعات ولہو ولعب اور خرافات مین مصروف تھا -
اور بیچارے سنی سید صاحب کے بروقت نہ پہونچنے کے سبب آپکی اعانت سے ناامید ہوکر اپنے بال بچون کو آخری
وصیت کرکے بعد غسل ووضو ہتیار باندھے ہوے جان دینے پر مستعد دعا اور مناجات مین مشغول تھے - گروہ
مخالفین کی عورات اپنے کوٹھون پر چڑھی ہوئی بکمال فرحت اور سرور سے بآواز بلند تبرا کہہ کہکر تعزیون اور
نشان وعلم اور حضرت حسنین سے مدد مانگ رہی تھین - اِدھر عورات سنیہ اپنے مصلون پر بیٹھی ہوئی مین
نوافل پڑھ پڑھ کر بکمال تضرع وزاری وخضوع وانکساری اس فتنہ سے نجات پانے کے واسطے جناب باری
مین دعائین کر رہی تھین - اُسوقت ایکبارگی صداے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچتا
تھا سوتون کو جگا دیا اور دونو فریق اس ناگہان صداے بلند اور باہیبت کو سنکر دریاے حیرت مین غرق
ہو گئے اور دونو فریق کے آدمی اُسکی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہان جاکر دیکھا

کہ بعد دو سو سوار پیادے مسلح باسلاح جنگ جنکے پیشرو امیرالمومنین سید احمد صاحب ہین تکبیر کہتے ہوئے
شادان و فرحان چلے آتے ہین - اِس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر سُنّی تو مُردہ سے زندہ ہوگئے مگر گروہ مخالفین
یہ کیفیت فتوح غیبی و نصرت لاریبی سُنّیون کی دیکھکر زندہ درگور ہوئے اور حیران پریشان روتے
پیٹتے اپنے اپنے گھرون مین جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ بیٹھے اور اپنے کوٹھون کی چھتون پر چڑھکر یا امام
یاحُسین کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے سید صاحب مع لشکر مجاہدین اول جامع مسجد قصبۂ
نصیرآباد مین تشریف لیگئے اور وہان جاکر ہر ایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا - پھر سید صاحب نے
سب سُنّیون کو بُلاکر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نکرنا اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی
بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا - بعد اسکے ایک مُسن اور فہمیدہ آدمی کو روسائ
اور سرگروہان مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو مین مہمان ہون اگر براہ برادر نوازی مسافر
پروری ہر ایک محلہ کا ایک ایک سردار میری ملاقات کو یہان تشریف لائے تو کرم اور عنایت سے
بعید نہوگا اور اگر آپ صاحبونکی تشریف آوری مین کچھ حرج کار ہو تو مجھکو اجازت ہو جائے مین ہی حاضر
خدمت ہوکر بھائیون کی ملاقات سے مشرف ہون - جب قاصد یہ پیام لیکر اُنکے پاس پہونچا تو گر
منکر رسولون کے نہایت آشفتہ اور گرم ہوکر اُنہون نے جواب دیا کہ اُس خارجی سے کہدو کہ ہماری
مین تعزیہ داری اور ماتم داری مین اگرچہ حارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیے اپنے ساتھ لیکر اور
حسن حسین کہتے ہوے لکھنؤ کو جاتے ہین اور بذریعۂ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہ وقت
والی لکھنؤ کے پہونچا کر سزا اِس حرکت کی تمکو اور تمہارے دوستون کو ایسی دلوائینگے کہ جو قیامت
تک یادگار خلائق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑین - اِسکے بعد باآواز بلند واویلا
اور واحُسینا کہتے ہوے ننگے پانؤن ننگے سر چادر کو بطور کفنی گلے مین ڈالے ہوے دو تین عَلَم اور دو تین
ہلکے ہلکے تعزیے ساتھ لیکر جملہ رؤسائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہوگئے اور باقیماندہ شیعون کو تاکید کر
گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلاوے اور نہ کوئی بہ آواز
بلند یا امام یا حسین کہے - صاحب مخزن اِس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط سید صاحب کی قدم
کی برکت تھی کہ وہ رسم بد تعزیہ داری کی جسمین ہزارون افعال شرک وکفر و بدعات کے ہوتے تھے خود
شیعون نے اِس سال بند کردیے نصیرآباد سے لکھنؤ چار منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری
منزل پر پہونچے ہونگے کہ بذریعۂ اخبار نویس جالیس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو پہلے ہی
من وعن پہونچ گئی اُسنے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کرکے انتظام

کرنیکا حکم دیا۔ مدار المہام صاحب نے اپنے دولت خانہ پر تشریف لاکر فقیر محمد خان اور محمود خان افسران
فوج کو (کہ وہ دونو سنی اور ایک اُنمین کا مرید خاص سید صاحب کا تھا) بلاکر تاکیدی حکم دیا کہ تم بہت سے
چالاک اور ہوشیار سوار اور پیادے زیرکان آخون زادے کے دیگر واسطے مدد سید احمد صاحب کے بہت جلد
نصیر آباد کو روانہ کردو اور بارہ ۱۲ ہزار روپیہ اپنے خزانۂ خاص سے واسطے خرچ اِس فوج کے اُنکو دیدیا اور
آخون زادہ کو (کہ وہ بھی سُنّی تھا) نواب صاحب نے تنہائی مین بلاکر کہدیا کہ سید احمد صاحب کو بعد سلام
میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دینا کہ ان رافضیون کے قتل اور ہتک حرمت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نکرنا مین ہر طرح سے آپکا مددگار ہون اور جسقدر خرچ آپکو درکار ہو آخون زادے سے لیلینا اور میری طرف
سے کچھ اندیشہ نکرنا۔ اِس مقام پر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ نواب مدار المہام بھی شیعہ تھا مگر ایسا حکم
دینے سے نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد بیگمصاحبہ زوجہ والی لکھنؤ کی جاگیر مین تھا اور مدار المہام
صاحب اور بیگمصاحبہ مین عداوت قلبی تھی اسواسطے نوابصاحب چاہتے تھے کہ اس جاگیر مین کوئی سخت
فتنہ اور فساد برپا ہو کر انگریزون کو اُسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ سے اُسکی
کیفیت طلب کرینگے اور نواب صاحب والی لکھنؤ اسکا علاج مجھ سے پوچھینگے تو مین اُسوقت موقع پاکر
یہ کہونگا کہ اس فتنہ فساد کے فرو کرنیکا سوائے اسکے اور کوئی علاج نہین ہے کہ جاگیر ضبط فرماکر بیگمصاحبہ
کا کچھ نقد گذارہ مقرر کردو۔ غرض ابھی حضرات شیعان نصیر آباد مع تعزیون اور علم وغیرہ کے راستے ہی مین
تھے کہ آخون زادہ مع ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہوگیا اور آخون زادہ ابھی راستے ہی مین تھا کہ وہ
پیام معتمد الدولہ کا جو بذریعہ آخون زادہ کے سید صاحب کو بھیجا گیا تھا نواح نصیر آباد مین مشہور ہوگیا اِس
سبب سے بہت سے سُنّی باشندے دیہات قرب وجوار نصیر آباد کے ہر قسم کی زاد راہ وغیرہ لیکر بہ ارادہ قتل
کرنے شیعون کے نصیر آباد پہونچگئے۔ اِسوقت ہزار ہا سوار و پیادہ چارون طرف سے نصیر آباد کو گھیرے ہوے
پڑا تھا۔ اسقدر خلقت کثیر کے واسطے ہزار ہا من رسد روزانہ چاہیئے مگر سید صاحب بقدر ضرورت کھانا پکوا کر
ایک چادر سے اُسکو ڈھکوا دیتے اور دعا برکت فرماکر اُسمین سے تقسیم کرنیکا حکم دیتے اُس چادر کے نیچے سے صبح
سے شام تک کھانا تقسیم ہوتا رہتا اور ہزار ہا خلقت کھا کر سیر ہو جاتی اور کھانا جیسے کا تیسا موجود رہتا۔ آپکے
لشکر مین کھانا کھانیکا اکثر دستور یہ تھا کہ چوڑے چوڑے کونڈون مین کھانا نکالکر دس دس بیس ۲۰
بیس آدمی ایک ساتھ اکڑو بیٹھ کر کھاتے تھے اور خود سید صاحب بھی اُس کھانے مین اُنکے ساتھ شریک ہوتے تھے
اسی مقام نصیر آباد کا ذکر ہے کہ ایک رات جب سب لوگ کھانا کھا چکے تھے صرف سید صاحب
نے بوجہ کسی عذر کے کھانا نہین کھایا تھا اسواسطے سید صاحب کا حصہ ایک رکابی مین نکالا ہوا مسجد

کے ایک طاق مین رکہا تھا کہ اُسوقت مولوی عبدالباسط صاحب جائسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف
لے آئے خیر اُس انبوہ کو بھی کھانا دیا گیا۔ مولوی عبدالباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے
کو بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے مولوی عبدالباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف قاف ادا نہین
ہوتا تب سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اِس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالی حرف قاف آپ سے
ادا ہونے لگیگا سو ابھی آدھا کھانا رکابی مین باقی تھا کہ مولوی عبدالباسط صاحب بول اُٹھے کہ حضرت
حرف قاف مجھسے ادا ہونے لگا +

خیر اِس عرصے مین آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد مین پہونچگیا اور سب سے اول جا مجمع
جا کر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے
نالان وگریان ڈھول بجاتے ہوتے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ مین پہونچکر حضرت مجتہد بانیٔ فساد سے ملاقی ہوئے
مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصہ سنے ہوئے تھے اب اپنے شیعہ بھائیون سے اُسکی تفصیل سنکر فوراً
نواب معتمدالدولہ کے مکان پر تشریف لیگئے اور خوب نمک مرچ لگا کر اِس قصّہ کو بیان کیا مگر نواب صاحب
نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجا ئیے اور اپنے گھر مین آرام کیجئے یہ آتش فتنہ جو نصیر آباد مین بلند
ہوئی ہے خدا کرے اُس سے مین اور آپ اور یہ ریاست محفوظ رہے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ مین اور آپ اور
یہ ریاست بھی تباہ ہو جائے مجتہد صاحب یہ جواب سنکر چپ چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعون
سے کہدیا کہ جسطرح ہو سکے تم نصیر آباد جا کر سُنیون سے اور خصوصاً حضرت سید احمد صاحب سے صلح کرکے اپنی
تقصیر معاف کرالو کیونکہ معاملہ برعکس ہو چلا اور فساد حد سے بڑھ گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سنکر اب اصلی
اور حقیقی طور پر اندوہگین اور غمگین ہو کر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے
جب آخون زادہ افسر فوج شاہی کو اُنکے واپس آنیکی خبر معلوم ہوئی فوراً اپنے سامنے بلوا کر بہت دھمکایا
اور کہا کہ تم مفسدون کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تمکو حوالہ سُنیون کے کر دیا جاوے چاہے
وہ تم سے صلح کرین یا تمکو ہلاک کرین اور تمہاری سزا بھی یہی ہے۔ بعد اسکے اُن سب کو مثل قیدیون کے
زیر حراست کرکے سید صاحب کے حضور مین بھیجدیا۔ اب تو شیعون کی گویا نانی مر گئی نہایت عاجزی سے
روتے ہوئے سید صاحب کے پاؤن پر آ کر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے برادر پرور کرم گستر ہمنے
اپنی حرکات شنیعہ سے توبہ کی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائین تب سید صاحب نے فرمایا کہ تم دو کاغذ
مشتمل اوپر اعتراف اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھکر سب اُسپر مُہر و دستخط کرو اور مفتی اور قاضی کی مُہر بھی اُسپر
کراؤ تب اُنمین سے ایک کاغذ کو تو مین لکھنؤ روانہ کرونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا وہ لوگ فوراً دو کاغذ

مزیّن بمواہیر و دستخط رؤسا و قاضی و مفتی کے تیار کر کے حضرت کے پاس لے آئے آپنے اُسی وقت ایک کاغذ
بخدمت نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنؤ کو روانہ کر دیا اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا پس اِس آتشِ فتنہ کو اِس
خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کر کے بخیر و عافیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے ؛

جب آپ بریلی مین پہونچگئے تو ایک نیاز نامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اِس
مضمون کا سید صاحب کو پہونچا کہ آوازۂ وعظ اور تذکیر اُس روشنضمیر کا عالمگیر ہو رہا ہے اگر اپنے قدم
کی برکت سے باشندگان لکھنؤ اور خاصکر اس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از اخوت اور خالی مروت سے نہوگا
بعد پہونچنے اِس عریضے کے سید صاحب بمعیتِ مولانا محمد اسماعیل و مولانا عبدالحی صاحب اور اکیسو ستر آدمیون
کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہوئے اور شاہ پیر محمد علیہ الرحمہ عرف پیرن شاہ کے ٹیلے پر مسکن گزین ہوئے
لکھنؤ مین بھی مثل اور شہرون کے ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - آپکے وہان پہونچنے کے بعد
جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت واسطے سُننے وعظ اور نصیحت کے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد مین نہین
سما سکی آس پاس کے مکانون اور دیوارون اور چھتون پر لوگ چڑھ گئے اُسدن بہت سے علماءِ فرنگی محل
(جو ایک مشہور کان علماء معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی دلدار علی صاحب مجتہدِ وقت کے بارادۂ
بحث آپکی خدمت مین حاضر ہوئے - بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبدالحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم
دیا اُنہون نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ الآیۃ تک پڑھکر اُسکا بیان شروع کیا - اُس
وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتہ کی حالت مین ہو گئے اور ہر ایک کے مونہہ سے صدائے واہ واہ جاری
تھا اور اِس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علما اور فضلاء فریقین (یعنی سُنّی و شیعہ) جو مسجد مین حاضر
تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوتِ بیانیہ کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ اِس فاضل
عصر اور علّامۂ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر
جہل اور نادانی مین طے ہوئی اور اِس وادی کا راہ آج تک ہمکو نہین ملا اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑ
کر ساری عمر برباد کر دی غرض اِسی آیتِ مذکورۂ بالا کا وعظ تین جمعہ تک رہا - اثناءِ اقامت لکھنؤ مین نواب
معتمد الدولہ نائب سلطنت نے آپکی دعوت کر کے بہت عجز اور انکساری سے آپکو اپنے گھر بلایا حضرت سید
صاحب مع مولانا محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبدالحی صاحب اور دو تین خاص لوگون کے بوقتِ شب
نواب معتمد الدولہ کے یہان تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس مین رونق افزا ہوئے
تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اجلۂ عمائد نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے
معنی حدیث اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے دریافت کئے مولوی عبدالحی صاحب نے حضرت سید صاحب

سے اجازت لیکر اول ساری حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر اس عمدگی سے اُسکی تفسیر اور تشریح کی
کہ سب عالم اور جاہل جو اُس مجلس میں حاضر تھے آفرین اور تحسین کرنے لگے اُسکے بعد کھانا آیا اور بعد تناول طعام
نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا - قریب تمام کے فرنگی محل کے مولوی
سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد اشرف صاحب نتائج علما فرنگی محل جو معقول و
منقول میں مشہور اور فطانت اور ذہانت میں معروف تھے بوجہ اُمّی ہونے سید صاحب کے آپکی بیعت سے
پرہیز کرتے تھے آخر جب اُنکا بھی نصیب چمکا تو اُنہوں نے مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی
کو جو اُسوقت اُنکے پاس معقول اور منقول تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش اور دریافت کرنے حال سید صاحب
کے آپکی خدمت میں بھیجدیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین آپسے ملاقات کرنا چاہتا ہون جب یہ پیغام
سید صاحب کو پہونچا تو آپنے فوراً ملاقات تنہائی کو منظور کرلیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضری کی اجازت
دی اگلے روز مولانا محمد اشرف صاحب بمعیت مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمہ وقت مقررہ
پر حضور مین حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان مین آپکی ملازمت سے مشرف ہوے اُس مکان مین سید صاحب
اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب صرف تین آدمی تھے - مولوی محمد اشرف صاحب
نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے جناب رسالت آب کو وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ فرمایا ہے اِسکی تفصیل کیونکر ہے تب سید صاحب نے کامل دو گھنٹہ تک اسکے بیان فرمایا اور
اِن دونو سامعین کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنسوؤن سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پوچھی تھی غرضکہ جو جو آپنے وہ بیان کیا کہ مولوی
محمد اشرف صاحب نے باوجود استعداد علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سُنا تھا اور نہ کسی کتاب مین دیکھا تھا دنگ
محو ہوگئے اور سوائے اِسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اِن دونو عالمون نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپکے
ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ بسبب ہماری ناسمجھی کے تھا کہ ہمنے حضور سے ملاقات تنہائی کی درخواست کی
تھی اب معاف کیجیے اور ہمکو اپنے خادمان خاص سے تصور فرمائیے - صاحب مقامات طریقت یہ بھی لکھتا
ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز مینے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی رات
کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور ایسا جو فیض و برکت اِس
بیعت سے مجھکو حاصل ہوئے مین اُسکا بیان نہیں کرسکتا - سب مؤرخ اِس بات پر متفق ہین کہ آپکی بیعت
یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور علو مرتبت کی تھی کہ بیعت کرنیکے ساتھ ہی آدمی کا رنگ
ڈھنگ بدل جاتا تھا فاسق سا فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم مین متقی اور ولی ہوجاتا تھا اور خمر محبت الٰہی سے

آنکھین مخمور ہوکر دنیا اور ما فیہا کی قدر دل سے اُٹھ جاتی تھی +

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ بر وقت قیام لکھنؤ کے جب ایک روز آپ اپنی مجلس مین بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک نوجوان شیعہ امیرزادہ بلباس فاخرہ مجلس مقدس مین حاضر ہوکر منافقانہ اظہار محبت اور ایمانداری کا کرنے لگا اور سائل توجہ اور فیض کا آپسے ہوا آپنے اُسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسے توجہ دینے کا حکم دیا اُس شخص نے اُسکو گوشہ مین لیجا کر موافق آداب صوفیہ کے دو زانو اپنے مقابل بٹھلا کر اور شغل لطائف ستہ کا اُسکو تعلیم کرکے آپ توجہ دینی شروع کی اُس مکار نے تھوڑی دیر آنکھین بند کرکے پھر کھولدین اور کہا کہ مجھکو اِس شغل مین کچھ عمدہ اثر نہین ہوا اِس سے بہتر کوئی شغل سکھلائیے تب اُس عزیز پر تمیز نے سلطان الذکر کی اُسکو تعلیم دیکر آپ توجہ دینے پر متوجہ ہوا مگر اُس دغا باز نے مثل سابق ایک لمحہ بھر آنکھین بند کرکے پھر کھولدین اور کہا کہ اِس شغل سے بھی مجھکو کچھ فائدہ نہین ہوا کوئی اور دوسرا شغل جوان سب سے عمدہ ہو مجھکو بتلائیے تب مجبور اس بزرگ نے شغل نفی اُسکو تعلیم کیا اور آپ بڑے زور سے اُسکے باطن پر توجہ ڈالی اِس تیسری بار کی توجہ مین بفضل آلہی وہ حیلہ ساز بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا اور بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا اُس صاحب باطن نے ہر چند اُسکو آوازین دین مگر اُسنے کوئی جواب نہین دیا۔ اِس درمیان مین خود سید صاحب بھی وہان تشریف لائے اور بہت بلند آوازون سے اُسکو پکارا مگر اُس مدہوش کو مطلق ہوش نہ آیا آخر لاچار ہوکر سب آدمی خاموش ہوکر بیٹھ رہے تب بہت دیر کے بعد حواس باختہ خوف زدہ سا ہوکر وہ خود بخود بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن مین جب حضرت صلعم کی مجلس مین حاضر ہوا تو بوجہ میرے شیعہ ہونیکے حضرت صلعم نے مجھپر بہت غصہ اور عتاب فرمایا مین اُسی وقت اُن عقائد باطلہ رفض سے حضرت صلعم کی حضوری ہی مین تائب ہوکر سنی متبع سنت اور موحد ہوگیا اُسوقت حضرت صلعم نے مجھپر بہت مہربانی اور توجہ فرمائی۔ جب اُسکے عزیز و یگانون کو اُسکے سنی ہونیکی خبر پہونچی تو اُسکو اُن عقائد حقہ سے پھر جانیکے واسطے بہت ترغیب اور ترہیب دی اور جب اُسنے زبانی ترغیب اور ترہیب سے کچھ نمانا تو اُسکو بہت مارا اور پیٹا اور آخر کو پابزنجیر کرکے قید مین ڈالدیا مگر وہ ایسے مرشد برحق کے ہاتھ پر سُنی ہوا تھا کہ اُسنے اُن تکالیف کی کچھ بھی پروانہ کی اور اِس ایمان اور اعتقاد حقہ پر ثابت اور قایم رہکر تھوڑے دنون کے بعد راہی فردوس ہوا

جامع نے معتبر راویون سے سُنا ہے کہ جب حضرت سید صاحب مقیم لکھنؤ تھے ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید سپاہیانہ لباس پہنے اور تلوار آبدار کو گلے مین حمائل کئے ہوے مولوی دلدار علی صاحب مجتہد کے مکان پر تشریف لیگئے اُسوقت مولوی دلدار علی صاحب طالب علمون کو سبق پڑھا رہے

تھے۔ مولانا شہید بطرز دلیرانہ سلام علیک کرکے وہان بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب کے ہان سوائے بندگی اور آداب اور تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا انہون نے متعجب ہوکر پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا مولانا نے جواب دیا کہ مین ایک مسافر سپاہی ہون ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کو آپکے پاس آیا ہون مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق مین کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا دیجئے مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونو کا فرق بیان کیا مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کرکے دونو کو ایک کرکے دکھا دیا تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کئے مولانا نے اُن دلائل کو بھی رد کر دیا۔ مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات معقول اُنکے فرق کی پیش کین مگر مولانا نے اُنکو بھی فوراً رد کر دیا۔ تب تو مجتہد صاحب کی آنکھین کھل گئیں اور اپنے دل مین کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل کا ایک تسمہ بھی باقی نہین چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالب علمون کے سامنے لاجواب ہوکر بہت خفیف ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ سپاہی ہی نہین ہے بلکہ کوئی بڑا علامۂ دہر اور فاضل عصر ہے اُسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپکا اسم شریف کیا ہے مولانا نے کہا عاجز عبد الصمد ہے۔ اُسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلبار کے سامنے اپنی خفت دور کرنیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہین ہو سکتے آپ تحریری بحث کرین تب مولانا سلام علیک کرکے وہان سے چلدیے۔ مجتہد صاحب نے آپکے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اور کہان کو جاتا ہے۔ اُن آدمیون نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جاکر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرید رشید سید صاحب کے ہین تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر منت و آرزو آپکو واپس بلوا بھیجا جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سروقد اُٹھکر بہت تعظیم سے آپسے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اول بار بے آداب نہ پیش آنیکی معذرت کی مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہوکر اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین حاضر ہو گئے مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علمار شیعہ کو جمع کرکے ایک بڑا لمبا چوڑا استفتا در مسئلہ فیہ کا مع جواب مدلل بدلائل عقلی و نقلی و مملو بہ لغات مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیر و تواریخ وغیرہ لکھکر آپکے پاس بھیجا جب مولوی دلدار علی صاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہیئت ایک سپاہی کے گلے مین تلوار لٹکائے ہوئے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبد الحی صاحب مع چند آدمیون کے ایک طرف کو بیٹھے تھے حامل کو ہرگز شک بھی نہوا کہ یہ سپاہی مسلح بیشتر مولوی ہوگا اُسنے مولوی عبد الحی صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیل اپنا مکتوب الیہ سمجھکر کاغذ اُنکے حوالہ کر دیا مولوی عبد الحی صاحب نے اُن مضامین ادق کو جو اُس کاغذ مین بھرے تھے دیکھکر سمجھا کہ بلا موجودگی صدہا کتب ہر علم اور فن کے جنکا حوالہ اس کاغذ مین ہے اسکا جواب الجواب تحریر ہونا محال ہے اور یہ سب کتابین ایسی حالت سفر مین یکبیک میسر ہونا دشوار ہے

خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے اُس کاغذ کو مولانا شہید کے پاس بھجوا دیا مولانا شہید نے ٹہلتے ٹہلتے اس
کاغذ کو اول سے آخر تک دیکھا اور اُسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر مین جواب
الجواب اُس مسئلہ مشکلہ کا لکھکر تمامی دلائل مندرجۂ کاغذ کو اس خوبی سے رد کر دیا کہ پھر اُسکا ردِ جواب حضرت مجتہد صاحب
سے نہین آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آجتک ہمکو نہین ملے۔ بروقت قیام لکھنؤ
کے مولانا شہید نے چاہا کہ کچھ شیعون کے رد مین بیان کرین مگر بوجہ سلطنت شیعون کے بہت سے دور اندیش
لوگ آپکو مانع ہوے مگر آپنے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہے کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے اِسوقت مرض رفض یہان
حدِ اعتدال سے گذرا ہوا ہے اسواسطے مجھکو اُسی مرض کا علاج کرنا ضرور ہے اور مین اِسکی کچھ پروا نہین کرتا کہ کوئی
خوش ہو یا ناخوش ہو چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الآیہ کا بیان شروع کیا اور اسی آیت
سے ترتیب خلافت اور فضائلِ خلفاء ایسی خوبی سے بیان کیے کہ شیعون سے سوائے اِسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ
اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت **عثمان** بن عفان رضؓ نے بدل ڈالا ہے اُسوقت مولانا شہید نے
ایک تواریخی قصہ عہدِ نادر شاہ دُرانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعون نے (جب **نادر شاہ** نے اپنے سامنے
بحث کرائی تھی) اِس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادر شاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جنکی
کتابون کا حوالہ اِس رکوع مین ہے استفسار کیا تو اُنہون نے کہا تھا کہ ہماری کتابون مین بھی ترتیب
خلافت خلفاء راشدین نبی آخر الزمان کی اِسی طرح پر ہے اُسوقت نادر شاہ کا غصہ بھڑکا چنانچہ اُسی غصہ مین
اُسنے چند شیعون کو قتل کراکے آپ رفض سے تائب ہو گیا تھا ؛

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی مولوی **عبدالحی** صاحب اور مولوی **اسمٰعیل** صاحب
کے وعظ مین ہجوم خلائق دیکھکر ازراہ حسد اپنے توابعین سے فرمایا کرتے تھے کہ مین بھی قرآن و حدیث کا وعظ
کرتا ہون اور یہ دونو عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہین مگر میرے وعظ مین دس پانچ آدمی سے زیادہ
جمع نہین ہوتے اور اِنکے وعظ مین سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہے مسجدون مین سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہین
ملتی۔ مولوی **عبدالحی** صاحب نے اِس محدثِ خشک کا یہ کلام سنکر فرمایا تھا کہ اس **سید** بابرکت کی تشریف
آوری کے قبل ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا مگر جب برسون اِس ہادیٔ وقت کے سامنے ہم دوزانو بیٹھے
ہین تب یہ تاثیر انکی برکت سے ہماری زبان مین پیدا ہوئی جسپر خلقت شیدا ہو رہی ہے اور مولوی اسمٰعیل
صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزارون خلقت راہِ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے
سید صاحب سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہین کیا اکثر آدمی راہ افراط تفریط کی چلتے ہین +

قریب ایک ماہ تک **سید صاحب** کا قیام لکھنؤ مین رہا اس عرصہ مین ہزارہا خلقت شرفا و

علما و اہل حرفہ و صدہا اہل تشیع آپکی بیعت سے مشرف ہوے - بعد قیام ایک ماہ کے پھر آپ اپنے
وطن بریلی کو تشریف لے آئے

ان ایام مین آپکی ہدایت کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا ہزارہا مرد اور عورتونکا ہجوم آپکے مکان پر رہتا تھا
اور آپکا زنانہ مکان اسقدر تعداد کثیر عورتون کے واسطے کافی نہ تھا اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ حسب
طریق سنت .. کچی اینٹون سے ایک اور مکان واسطے آرام مہمانون کے تعمیر کرین تب دو تین کدال
اور کچھ پھاوڑے اور کستی منگوا کر ایک گڑھے پر آپ تشریف لیگئے اور گڑھے مین اُتر کر اپنے دست مبارک
سے مٹی کھودنی شروع کی تب بہت سے مرید جو اُسوقت حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف نہ فرماوین
ہم خادم اس کام کے واسطے حاضر ہین آپنے فرمایا کہ بروقت تعمیر مسجد نبوی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بذات خود اینٹین وغیرہ مصالحہ تعمیر کا اپنے سر مبارک پر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور صحابہ کرام بھی اس کام
مین آپکے شریک تھے سو تم بھی آؤ اور میرے شریک ہو کر کام کرو لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ مین اپنے ہاتھ سے
کام نہ کرون - حاصل کلام یہ ہے کہ پندرہ روز کے عرصے مین بمعیت یارون کے حضرت نے پچاس ہزار کچی
اینٹین تیار کرلین اور دو مہینے کے اندر ایک گھر نہایت وسیع تیار کیکے اُسمین اپنے اہل کو لے آئے اور
پرانا گھر مہمانون کے واسطے خالی کر دیا - اس مدت مین نماز اشراق سے نماز ظہر تک آپ مع یارون کام
کیا کرتے تھے بوقت اذان نماز ظہر کے پھر کام بند کر دیا جاتا تھا - اس کے واسطے ایک بڑا بھاری
درخت اس مکان سے بقدر فاصلہ ایک میل کے کٹوایا گیا تھا جب درخت مذکور کٹ چکا تو نجارون نے عرض
کیا کہ اگر ثابت درخت کسی طرح سے اس مکان کے قریب پہونچ جائے تو حسب ضرورت ہر قطعہ مکان کے
آپ آپ کیا سکے ٹکڑے کئے جاوین مگر درخت ایسا بھاری اور لمبا چوڑا تھا کہ دو تین گاڑیون پر بھی اُسکا
جانا غیر ممکن تھا آخر لوگون نے عرض کیا کہ توپخانہ کے بہت سے بیل منگوا کر اُسے کھچوایا جائے تو بہتر ہے
اسوقت اکثر آدمیون کے قریب حضرت کے ساتھ موجود تھے سید صاحب نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ
بھائیو تم خدا سے دعا کرین کہ بلا مدد گاوان توپخانہ کے اللہ تعالی اپنی مدد غیبی سے اس درخت کو وہانتک
پہونچا دے - آخر کار اس جگہ کھڑے ہو کر حضرت نے دعا کی بعد اتمام دعا کے آپ سب لوگون سے کہنے
فرمایا کہ سب ملکر زور کرو اکثر آدمیون نے ملکر زور کیا مگر درخت اپنی جگہ سے نہین ہلا تب حضرت نے فرمایا
کہ تم سب الگ ہو جاؤ جب سب آدمی الگ ہو گئے تو آپنے مولوی محمد اسمعیل شہید اور مولوی عبد الحی
صاحب اور ایک تیسرے عالم کو جسکا نام صاحب مخزن کو یاد نہین رہا ساتھ لیکر باواز بلند تکبیر کہکر اُس صدہا من
کے درخت کو دھکا دینا شروع کیا پہلے ہی دھکے مین درخت مذکور گیند کی طرح چلنے لگا اور لڑھکنے لگا اور

اور تھوڑی ہی دیر مین منزل مقصود تک پہونچ گیا۔ اُسوقت سب دوسرے آدمی ہنستے ہوے اور یہ کہتے ہو
کہ حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپکے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور حضر
یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگون کی ہے ورنہ مین تو ایک بندہ خاکسار ہون۔ صاحب مخز
لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اُسی حالت وجد مین اُسکو ایسا دھکا دیتے تھے کہ و
مثل گیند کے آگے آگے لڑکتا چلا جاتا تھا ✦

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط
شہر رائے بریلی مین تعمیر کین تاکہ سنت اپنے جد امجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (کہ اُنہون نے بھی دو مسجد یعنی
ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھی) ادا ہو جائے۔ یہ دونو مسجدین بھی تین مہینے کے اندر تیار ہو گئیں
اور بوقت تعمیر ان دونو مسجدون کے بھی مثل دوسرے لوگون کے بغرض ادائے سنت اپنے جد امجد کے آپ
بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اِن مسجدون کی تعمیر پر مزدورون کا کام خود آپ یا آپکے یار کیا کرتے
صاحب مخزن لکھتا ہے کہ جس کسیکو باشارۂ حق سبحانہ تعالی سید صاحب بہ نیت برکت ایک روپیہ
بھی دیدیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا اور یہی مؤلف خود اپنی والدہ کا جو ہمشیرہ
سید صاحب کی تھی ایک وقوعہ اِسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سید صاحب نے ایک روپیہ بہ نیت
نزول برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ مین رکھ لیا اور جسقدر روپیون کی اُنکو ضرورت
ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھین اُسمین کبھی کمی نہوئی۔ ایک مرتبہ والدۂ مؤلف نے ذکر اُس
برکت کا حضرت کی مجلس مین کیا تو حضرت نے فی الحال اس برکت کا سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ تمہارے خیال کے
موافق تمہارے رب نے وہ برکت اُس ایک روپیہ کے سبب سے کی اور اپنے خزانہ غیب سے اُس صندوق کے اندر
بموجب تمہارے ظن کے روپے پہونچا دیے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نتیجے نہین دیتا بلکہ جس کسیکو
بہ نیت برکت مین روپیہ دیتا ہون اللہ تعالی اُسکے گھر مین برکت کرتا ہے اور طرح بطرح کے حیلون اور ذریعون
سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کردیتا ہے مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ اِس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ
بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب اُنکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالی کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کر کے
اپنے خزانہ غیب سے اُنکی حاجت پوری کردیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیونکا بند ہو گیا۔

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ بریلی مین رمضانی نام ایک زنانہ (زنخہ) رہتا تھا مثل عورتون کے
ہاتھ پانوئین مہندی لگاتا اور کڑے چھڑے اور چوڑیان پہنتا۔ اور ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر عورتون کی طرح مسّی

کاجل لگاتا کنگھی چوٹی کرتا اور سرخ کپڑے پہنتا تھا ہزارون جگت اور چوٹکے توڑا اور فقرے اُسکو یاد تھے اپنے فن کا بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا۔ جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارون خلقت آپسے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب خفتہ بیدار ہوے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جو اِن خرافاتون مین مکنون اور مستور تھی جوش مارا۔ اُسکے دل مین بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ اوّل اُسنے جو خرکات کرکچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا جب یہ سب تیار ہوچکا تو پھر ایک دن زنانہ ہیئت اور شکل سے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا لئے ہوئے خدمت شریف مین حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبد الحی صاحب وعظ فرما رہے تھے یہ میان رمضانی اس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دور ہی کھڑا رہا۔ حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھکر سب متعجب ہوے۔ بعد تمام ہونے وعظ کے کہین حضرت سید صاحب کی نظر فیض اثر اُس طالب راہ حق پر جا پڑی آپنے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُنھون نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے تب آپنے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بُلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُسنے اپنے زنانے محاورہ مین جواب دیا کہ ہاری جاؤن بلائین لون میان کی خدمت مین آئی ہون حاضر رہونگی جوگن بنونگی آپنے فرمایا ہم نے قبول کیا ہے اُسوقت اُس سے بیعت لیکر وہ سب زنانہ لباس اُسپر سے اُتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنوا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا۔ اُسوقت صرف اُسکا نام اور لباس ہی نہین بدلا بلکہ بہ برکت بیعت کے اُسی گھڑی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہوگئی اب یہ میان ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار دلاور شجاع اور بہادر ہوگیا۔ وہ رمضانی زنانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیون مین زنانہ لباس پہنے ہوے خانگی مین بکتا پھرتا تھا اب مے محبت الٰہی سے اُسکی آنکھین بند ہوگئین اگر اسوقت کوئی صدا اُسکے مونہہ سے نکلتی تھی تو سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اِس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سُننے والون کے دل ہل جاتے تھے اب بجائے چوڑیان اور کڑون کے اُسکے ہاتھ مین شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُسکی پیٹھ پر ڈھال لٹکی رہتی تھی اب وہی زنانہ آپکے ہمراہ رکاب ملک خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچگیا۔

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپسے دو چار ہوگیا آپنے تھوڑی سی توجہ اُسکی طرف کی وہ اُسی دم ہوش مین آکر آپکے ساتھ ہولیا اور بڑا سالک با خدا ہوا اور تا دم زیست آپکی خدمت مین رہکر ایک بڑے معرکہ جنگ مین داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا۔ پھر وہی مؤلف لکھتے ہین کہ اِسی طرح بہت سے مجانین اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش مین آکر سالک ہوجاتے تھے۔ اور جسکے واسطے آپنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھکر دم کردیا فوراً اچھا بھلا ہوکر ہوش مین آگیا ◆

اسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصۂ عجیبہ تحریر کرتے ہین کہ ایکدن جب آپ اپنی مجلس مین رونق افروز
تھے دو کسبی عورتین جو نہایت حسین و جمیل تھین لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ کنارۂ مجلس ملائک مانس پر
آکر باادب کھڑی ہوگئین اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جُھک کر آداب تسلیمات بجا لائین حاضرین مجلس اُنکو
ناپاک سمجھ کر دور دور کرنے لگے مگر جو اُنکے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب کی نظر ہدایت اثر اُنپر جا پڑی آپنے اُنکو
فوراً اُنکو اپنی مسجد مین بُلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز اُنکو سُناکر اللہ کے خوف سے ڈرایا پس آپکے کلام معجز نظام
اُنکے سینون کے وار پار ہوکر مارے خوف الٰہی کے تھرتھرا گئین اور ڈھارین مار کر رونے لگین اور اُسی وقت اپنے
افعالِ ماضیہ سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرکے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانون کے نکاح مین داخل ہوگئین
اور تادم زیست یادِ الٰہی مین مشغول رہکر عمدہ خاتمہ کے ساتھ اپنے رب سے ملین۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک
مخنث کا خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپکے ساتھ خُراسان مین جاکر شہید ہونے کا بھی بعینہٖ
مثل قصۂ میان رمضانی ثمّ ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس پرزور تاثیر
کے سبب سے آپکے مخالف اور شقی ازلی (باتباعِ اقوال قدیم کُفّارون کے) آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے اور مارے
ڈر کے آپکی نظر ہدایت اثر کے سامنے نہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس مین آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے
جاتا ہے وہ سحر مین پھنس کر گرویدہ ہوجاتا ہے۔ پھر اِسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ اطراف
ہندوستان مین صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے
ہندوستان کا شرک و بدعت دور ہوا پھر لکھتے ہین کہ آپکو مقامِ دعا اور مرتبۂ دعوت مین بڑی مہارت اور
مشق تھی گھنٹون اور پہرون تک آپ رو رو کر دعائین مانگا کرتے تھے۔ جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دعا
کرتے تھے تو حاضرین مجلس سے آمین کہلوایا کرتے تھے۔ جب بڑے بڑے مجمعون مین آپ دعا کے واسطے
ہاتھ اُٹھاکر باوازِ بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار وجہ سوال کے دعا کرتے اُسوقت حاضرین مجلس
پر ایک عجیب رِقت طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ جاتی تھین بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہوجایا
کرتے تھے اور جب بعد معلوم کرلینے مدعولہٗ کے آپ کسی خاص مطلب کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے تو کبھی ایسا نہوا
کہ وہ مطلب حاصل نہوا ہو۔ اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہوجاتا
تھا کہ سینکڑون چلّون اور برسون کی ریاضت مین بھی وہ بات حاصل نہو۔ آپکی عادت شریفہ سے تھا کہ
مولویون کو مولانا کہکر پکارا کرتے تھے۔ آپکے خشوع خضوع اور لذت عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت
نماز تہجّد دو پہر مین تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے
تھے اِسوقت لکھو کہا مرد عورت ہندوستان مین تہجد گذار تھے بقول شاعر ؎ جھٹ نہا دھوکے تہجد کے

سلئے ہے تیار ہوا اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہم بستر + اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجکو حاصل ہوا وہ سبب
برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا۔ اور میرے لئے کی بھی آپکو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مارکر تہ دریا مین دو رکعت نفل
پڑھ لیتے تھے۔ اور باوجود این تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے بلکہ ایک روز
آپنے فرمایا کہ بھائیو یہ ست سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پانی ہے بلکہ ایسا ہرگز نہین ہے میری حیات فقط
یاد الٰہی ہے اگر یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤن تو فوراً میرا دم نکل جائے +

مولوی مرتضیٰ خانصاحب تحریر کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ بھائیو مین تمکو قرآن مجید کی ایک مثال
ہندی زبان مین سناتا ہون جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے۔ سو اُسکو اسطرح سے سمجھنا
چاہئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُسنے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیون کو ایک ملک مین بھیجدیا اور پھر اپنے
کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی اُنکے پاس روانہ کیا تب اُس مقرب نے وہان پہونچکر وہ فرمان
اُنکو سنایا۔ اب اُسکو سنکر وہ لوگ تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقے نے فرمان کو سنکر صاف انکار کیا اور کہا کہ نہ یہ
فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کی طرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب تمہاری بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے
انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہوکر بادشاہ کے پاس آتے ہین تو سخت
قید مین دائم الحبس کئے جاتے ہین اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب مین گرفتار رہتے ہین۔ دوسرا
فرقہ فرمان شاہی کو سنکر کہنے لگا کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آورندہ فرمان بھی بلاشک مقرب شاہی
ہے اُنہون نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھ کر اُسکے سامنے کھڑے ہوئے مگر جو حکم اُسمین
آسان تھے اُنپر چلنے لگے اور مشکل حکمون سے جی چرایا سو یہ فرقہ نمک حرامون کا ہے۔ تیسرے فرقے نے فرمان
شاہی کو سنکر اُسکے کل حکمون کو مان لیا اور آورندہ فرمان کو مقرب مرسلہ سلطان یقین کرکے اُسکی اطاعت
اور فرمانبرداری کی سو یہ تیسرا فرقہ نمک حلالون کا ہے۔ سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقون یعنی کافرون
اور منافقون اور مسلمانون مین تقسیم کردیا۔ مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہین پس جو سارے حکمون پر
چلے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہے +

وہی مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میر اسید علی صاحب باشندہ لکھنؤ کو جو ایک
بڑے دیندار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کر کے مشہور تھے سید صاحب کے ظہور کے قبل اُنکو یہ الہام ہوا تھا کہ
اب عنقریب ایک امام مسلمانون مین پیدا ہونگے اور اُنسے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی سو جب سید صاحب
کا ظہور ہوا میر اسید علی صاحب القاء ربانی سے سید صاحب کو امام ملہم سمجھکر آپکے مرید اور فرمانبردار
ہو گئے تھے۔ جب سید صاحب بریلی مین مقیم تھے ایکمرتبہ میر اسید علی صاحب آپکی زیارت کے واسطے

لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنہین ایام مین فقیر محمد خان صاحب افسر فوج سرکار لکھنؤ (جو سید صاحب کے
مریدان خاص سے تھے) ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیون کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کرنے
بہت سے حملون کے فتح نہوتی تھی اُسوقت لاچار ہوکر فقیر محمد خان صاحب نے بحضور سید صاحب ایک عرضی
اِس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کرین اور میر امید علی صاحب کو میرے پاس
بھیجدین - غرض سید صاحب نے دعا کرکے میر امید علی صاحب کو اُنکے پاس بھیجدیا سو میر امید علی صاحب
کا وہان پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بعنایت الٰہی فورًا فتح ہوگئی - بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ اُس
گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شان الٰہی معلوم کرکے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے
واسطے وہان بیٹھا ہوا دعا کرتا تھا اور اِسی سبب سے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی اور فوج شاہی اُس سے عاجز
آگئی تھی لیکن جب بہ برکت دعا سید صاحب کے وہ شان الٰہی پلٹی اور ایک قطب مرسلہ سید صاحب
وہان پہونچے تو اُس بزرگ متعینہ گڑھی کو ابھی تک حال متغیر ہونے شان الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور
اُسکے قیام کی دعا کررہا تھا اسواسطے سید صاحب نے تشریف لیجا کر اُسکو ڈانٹا اور اُس سے حال متغیر ہونے
شان الٰہی کا بیان کیا تب وہ فورًا وہان سے چلدیا اور گڑھی اُسیوقت فتح ہوگئی واللہ اعلم بالصواب ؛

مولوی مرتضیٰ خان صاحب آپکے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اِسطرح لکھتے ہین کہ ایک روز
ایک شخص دنیادار سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید ہین اور مین بھی
سید ہون میری دو بیٹیان جوان قابل شادی کے ہین سو مجھکو آپ کچھ دلوائیے جس سے اُنکا بیاہ ہوجائے
آپنے فرمایا کہ سید بھائی آپکی بیٹیان ہماری بھتیجیان ہین ہم اُنکے نکاح ہوجانے کے واسطے آپکو ضرور مدد
دیوینگے مگر جو تمنے اپنے خیال سے اپنے دلمین تجویز کر رکھا ہے کہ یہ چیز بھی ہو اور وہ چیز بھی ہو سو اس خیال
کو تو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُسکے رسول نے بیاہ کے مقدمہ مین حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم
اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کردیتے ہین موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کے واسطے درکار ہوگی سو
یہ آدمی سب مُہیا کردیویگا - اِس جواب باصواب کو سنکر وہ شخص کافور ہوگیا

وہی مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب فجر کے وقت آپکے قافلے کے آدمی بجہت خرچ
قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیون کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جنگل
کو تشریف لیجاتے اور کلھاڑی دست مبارک مین لیکر دم بھر مین منون لکڑیان چیر کر پھینکدیتے جب دوسرے
لوگ آپکا یہ حال اور مشقت دیکھ کر آپ سے کلھاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین تم سے قوت مین کم
نہین ہون اور ثواب کا تمسے زیادہ حریص ہون +

وہی مولانا مرتضی خان صاحب لکھتے ہین کہ مین بجائے قبلہ کے بغداد کی طرف مونہہ کرکے مراقبہ کیا کرتا تھا مجھکو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خاندان خاص سید صاحب سے تھے بارہا اس حرکت سے منع بھی کیا مگر مین نے نمانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کی طرف مونہہ کرکے بیٹھنے سے مجھکو مراقبہ مین لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب مین بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اسوقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کی طرف مراقب بیٹھنے اور اسپر اصرار کرنیکا سید صاحب کے گوش گذار کر دیا لیکن سید صاحب نے یہ سارا حال سنکر اپنی زبان مبارک سے مجھ سے کچھ نہین فرمایا مگر میری طرف بہت توجہ کی مین خیال کر رہا تھا کہ اسی توجہ نے اسی دم میرے قلب کو بدل دیا بغداد رو بیٹھنے کی برائی میرے دل مین قائم ہوگئی اس تاریخ کے بعد پھر مین بغداد رو ہوکر کبھی مراقب نہین بیٹھا ؛

وہی مولانا لکھتے ہین کہ مینے ایکروز سید صاحب سے عرض کیا کہ آپکی برکت سے مین اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہون اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہین آپکی برکت سے انکا بھی ایسا ہی حال ہو جائے۔ آپنے فرمایا کہ جب ہم تمکو خلافت دینگے اور تم مسلمانون کی خیرخواہی کروگے تو انشاء اللہ تعالی اسوقت ان لوگون کا حال بھی اچھا ہو جائیگا۔ پھر آپنے مجھکو خلافت عطا کی اور بآواز بلند میرے واسطے بہت دعا کی اور مجھکو امید ہے کہ وہ دعائین میرے حق مین قبول ہوئی ہونگی چنانچہ منجملہ ان دعاؤن کے ایک دعا کی قبولیت کا اثر مین ظاہر باہر دیکھتا ہون وہ یہ ہے کہ آپنے میرے واسطے دعا کی تھی کہ جو کوئی اس سے دین کے کام مین جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والون کو اسپر غالب نکرنا۔ سو آجتک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھپر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفان دین کو ہمیشہ ذلت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے۔ بعد ملنے خلافت کے مینے حضرت سے خیرخواہی مسلمانون کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیرخواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکا ہو اور تمہارے پاس کھانا موجود ہو تو اسکو کھانا کھلائیو۔ اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہون اور تمہارے پاس کپڑے موجود ہون تو اسکو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور خود روپے پیسے سے بھی اسکی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تمکو کہین بھیجے اور وہان جانا خلاف شرع بھی نہو تو وہان جاکر اسکا کام کر آئیو۔ اگر وہ بیمار ہو تو اسکی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب وہ تمکو اپنا دوست سمجھیگا تو تمہارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اسکو تمہاری دوستی کا یقین ہوگیا تب اسکو نصیحت کرو اسوقت وہ ضرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کریگا پہلے اہل سنت والجماعت کے عقائد اسکو بتلاؤ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل اور ذکر فکر اور دعا اور درود و استغفار اسکو سکھلاؤ۔ اور تنہائی مین اسکے واسطے دعا بھی کرتے رہو

لائے اللہ اس شخص کو اپنی سیدھی راہ پر قائم کرے +

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ مین (یعنی سید صاحب) ایک دن مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اُسوقت آپکے پاس مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے مین (یعنی سید صاحب) بہت دیر تک بانتظار تخلیہ دالان مین ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لیجائین تو مین مولانا صاحب سے کچھ عرض کرون۔ اُسی ٹہلنے کی حالت مین مجھکو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندون کی طرف التجا کریگا تو پھر ہم تیری دستگیری نکرینگے یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہین کہ اس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام مین سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا۔ جامع لکھتا ہے کہ یہ بات تو مینے بہت لوگون سے سُنی ہے کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے اُسوقت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے ملہم ہوا اُسوقت سے مولانا صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بعد واپسی سید صاحب کے مین اُنکے ہاتھ پر بیعت کرکے وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل کرونگا۔ مگر افسوس ہے کہ امید مولانا صاحب کی حاصل نہوئی کیونکہ سید صاحب کے دوبارہ دہلی آنے سے پہلے ہی مولانا صاحب کا انتقال ہوگیا تھا +

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہین اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے دینی کتابین اور کُل موجودات کو دیکھتا ہے اِس بینائی مین سب مسلمان اور کافر یکسان ہین۔ دوسری عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھون سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اس دوسری بینائی والے کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دلکی بینائی ہے سو اس قلبی بینائی سے وہ بعض حالات بزرگان دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے پھر آپنے فرمایا کہ دیکھو یہ کافر اور فاجر خواہ کیسے ہی عقلمند ہون مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندھے ہین اسواسطے راہ حق کی شناخت اُنکو ہرگز نہین ہے +

صاحب مخزن لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ بریلی مین تشریف رکھتے تھے بہت سے عرائض الہ آباد اور اُسکے اطراف اور جوانب سے بطلب حضرت کے متواتر چلی آتی تھین آخر کار بمعیت ایک سو آدمیون کے آپ بریلی سے بجانب الہ آباد روانہ ہوے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ فجر کو ایک میل راہ چلنے نہین پاتے تھے کہ بہت سے آدمی دیہات ملحقہ سٹرک کے جمع ہوکر بکمال عجز و انکساری آپکو اپنے گانون مین لیجاکر قریب تمام کے کل مسلمان مرد عورت اور بچے آپکی بیعت سے مشرف ہوجاتے تھے اور باصرار تمام ایکدو روز اپنے یہان ٹھہر

دعوتیں کیا کرتے تھے قصہ کوتاہ بریلی سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے ڈیڑھ مہینے کے عرصے مین آپ پہونچے
اسی سفر مین ایک روز بعد عصر کے ایک ایسے ویران گانون مین جاکر فروکش ہوے جہان بمشکل تمام صرف
دومن کھچڑی میسر آئی مگر پھر پکانے کے واسطے کوئی ٹھیکرا برتن موجود نہ تھا تب دس بارہ گھڑے مٹی کے خرید کر
اُنمین وہ کھچڑی پکائی گئی۔ جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ جسمین ڈالکر کھائی جائے
اسواسطے ایک کمورے کے چونچے اور من کو جو چونچ گئے تھے صاف اور پاک کرا کے وہ کھانا اُسپر نکالا گیا اور
سب لوگوں نے وہان ملکر کھایا۔ آپ داخل الہ آباد ہوے اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد مین مقام
رہا وہان ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ اس عرصے مین بہت سے خطوط بطلب حضرت
کے بنارس سے پہونچے تب الہ آباد سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ شرک کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتے عشرے
کے اندر بنارس پہونچ گئے اور وہان جاکر مسجد معروف لب بیسر مین قیام ہوا اور قریب اکماہ تک بنارس
مین مقیم رہے۔ اس عرصے مین قریب دس پندرہ ہزار آدمیون کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے اثنائے
قیام بنارس کے آپنے اپنے ہمراہیون کو تاکید سخت کردی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم
لوگ تا قیام اس شہر کے ذکر جہری اور سری ہر وقت کرتے رہا کرو اور انوار ذکر سے اُس تاریکی کو دور کردو۔
ایک ہفتہ آپکو بنارس مین پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور ساد ھو سنت لوگ جو ہندؤن کے گرو تھے
بغرض استغاثہ اور فریاد آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اس شہر سے
تشریف لیجاوین آپکے ذکر اور فکر سے ایک شور عظیم ہمارے دیوتاؤن اور اُنکے کرشمون مین واقع ہوگیا حضرت
نے بہت ملائمت سے اُنکو دعوت اسلام کی مگر وہ ازلی کافر بہت اچھا اور بہت خوب کرکے چلے گئے
اثنائے قیام بنارس مین دو تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النسا بیگم نام
مدخولہ کپتان ٹوکس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہ عورت حضرت کی بیعت سے
مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہوگئی اور باقی عمر یاد الٰہی مین صرف
کرکے مسلمان ہوکر مری۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہین کہ کیمہ شہزادے خاندان ٹیپو سلطان کے بھی
آپکی بیعت سے مشرف ہوے تھے اُنہون نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم بہ قسم کے تھان آپکے نذر کئے
تھے آپنے اُن کپڑون کو مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ کے حوالہ کرکے فرمایا کہ ان دنیا دارون کے کپڑون
کو فروخت کرکے بعوض اُنکے رضائیون کے ابرے اور روئی اور گاڑھے اور گزی کے تھان انسانون کی
ضروریات کی چیزین منگوا کر حاجتمند بھائی بندون مین تقسیم کردو +
ایک دفعہ شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی ایک عمدہ قالین سید صاحب کے واسطے لائے تھے شیخ غلام

صاحب کا دل خوش کرنیکے واسطے ایکدو روز آپ اُسپر بیٹھ گئے اسی عرصہ مین ایکروز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس رضائی نہین ہے اور جاڑے سے مرتا ہون تب آپنے وہی قالین اُسکے حوالہ کر دیا +

بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سید صاحب سلطان پور اور اُسکے مضافات کو جہان لشکر غلام حسین خان ناظم والی لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے اُس لشکر مین ہزارہا مرید آپکے موجود تھے کوئی دو ہفتہ تک وہان قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کر گئے +

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت مین شوق و ذوق اعلاے کلمۃ اللہ و انطفائے نائرۂ کفر و بدعت بھرا ہوا تھا اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُسکی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے روریائی اور رعب موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھین اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی حارج اور مانع تھے جہاد کیا جائے مگر جہاد کا کام ایسا نہین ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جائے اور اس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو لوٹ آئے لہذا آپنے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلین اور بعد ادائے اس فرض کے سکھون سے جہاد شروع کرین - آپ نے اپنے دلمین ٹھانکر ارادۂ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و پھلت و سہارنپور وغیرہ روانہ کردیے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بھی اسی کام کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا - جب یہ اطلاع آپکے مریدون اور خلیفون کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی مین آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جمع ہوگئے اور عرائض اپنے شمولیت حج کے لکھکر بحضور سید صاحب کے روانہ کین +

ان دنون مین کہ آپ تیاری حج کی کر رہے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ و جہان آباد و کھجوہ و فتح پور و دلمئو کی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہونچین - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اس دور و سیر مین بہت سے انعامات و سعادات کا مجھسے وعدہ فرمایا ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اس سفر مین ہمارے ساتھ چل اور یہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس مین حاضر رہکر فائدہ اخروی اُٹھایا کر - غرض آپ بریلی سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ مشترک کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور پہونچگئے اور وہان سید محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا - کانپور مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی منجملہ بیعت کرنیوالون کے منڈرو صاحب فرنگی کی عورت تھی جسنے بعد بیعت کرنے کے ساتھ

روز تک دونون وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب وسامان ضروری کے آپکی
نذر کیا سید صاحب نے فرمایا کہ ہمنے تمہاری نذر قبول کی تم ہماری طرف سے اس مکان کی متولی ہوکر خدمت
مسافرین اور خصوصًا مریدان اس گروہ کی کرتی رہو۔ کانپور سے چلکر کوڑہ جہان آباد مین ہدایت کرتے
ہوئے آپ بھماون تشریف لیگئے اور وہان قاضی کی مسجد مین قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد عورت اس قصبہ
کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے۔ بوقت قیام قصبۂ بھماون کے وہان ایک عجیب واردات ظہور مین آئی
ایکروز حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز فجر کے مراقب بیٹھے رہے آخر کار قریب چاشت کے آپنے مراقبے
سے سر اُٹھاکر باواز بلند تکبیر کہکر شکر نعماء الٰہی بکمال خشوع وخضوع گریان وخندان کرنا شروع کیا بعد حمد و
ثنا کے آپ سجدے مین گرپڑے اور سجدے سے سر اُٹھاکر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھکو بشارت
دی ہے کہ اسوقت مجھکو اور تیرے کل ہمراہیون کو مینے بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے نمایان
ہوا اُس ہاتھ نے اس مسجد کو جنت الماوی مین لیجاکر داخل کردیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اس مسجد مین جسقدر
آدمی موجود ہین اُن سبکے نام ایک کاغذ پر لکھلو اور ان کو مثل اصحاب بدر کے منظور اور مقبول بارگاہ ایزدی
کا تصور کرو۔ وہانسے چلکر آپ کمجوہ پہونچے اور وہانکے لوگون کو شرف بیعت سے مشرف کرکے فتح پور تشریف
لیگئے اس بستی مین جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے مراقبے سے سر اُٹھاکر فرمایا کہ
خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیا و مقبولین سلف سے مجھکو ممتاز کرکے
ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھکر اپنی
رضامندی اور انعام سے سرفراز کرونگا (اس بشارت مین آپکے خلیفون اور خلیفون کے خلیفون کی بیعت
بھی شامل ہے) اُسوقت مینے (یعنی سید صاحب نے) عرض کیا کہ اے کریم رحیم میرے اباواجداد کو بھی میری
بیعت سے مشرف کر تاکہ وہ بھی اس وعدۂ مغفرت مین شریک ہوجائین۔ کئی روز تک اس آخری دعا کی
قبولیت مین توقف رہا۔ اس عرصے مین سید صاحب وطن مین واپس پہونچگئے وطن مین پہونچکر اس
دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم ورحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول
فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے اباواجداد کی طرف سے وکیل کرکے انکی طرف سے
اُس سے بیعت لیلے۔ بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحب نے سید محمد کو اپنے اباواجداد کی طرف
سے وکیل کرکے وکالتًا اپنے کل بزرگون کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی۔ اس سفر سے واپس آکر ایک
مہینے تک آپ بریلی مین مقیم رہے۔ اس عرصہ مین حاجیون کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع
ہوے اور قریب ڈھائی سو مرد عورتون کے اطراف دہلی سے بارادہ حج پہونچگئے اور قریب ایکسو آدمیون

کے اطراف بریلی سے جمع ہوگئے اور قریب چالیس۴۰ آدمیون کے آپکے خویش واقارب تھے غرض قریب چارسو آدمیون
کے آپکے ساتھ چلنے والے جمع ہوسے۔ جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپکے مکان نوتیار شدہ کی
روح بہ ہیئتِ انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی جدائی مین بہت رنج وملال ظاہر کرکے ایک دوسری مخلوق الٰہی
سے جو وہان حاضر تھی مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقا رِ نامدار ہمکو چھوڑ کر چلا جائیگا یہ کہکر ایسا زار زار
رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ وزاری کا سید صاحب پر بھی ہوگیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت
سید صاحب کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپنے اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا فضل وکرم ہے
اور یہ اُلفت اِس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب سے ہے ورنہ مثل میرے ہزارہا آدمی اپنے اپنے مکانات کو
چھوڑ کر چلے جاتے ہین کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج وملال نہین کرتا سو اَے رب تو ہی اپنے فضل سے
اس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اس مکان کو بھی ہم جنت مین داخل کرینگے
یہ خطاب اُس روحِ مکان نے خود بھی سنا اور مینے بھی بتعمیل حکمِ الٰہی اُسکو یہ بات سُنادی تب اُس مکان
نے خوش وخرم ہوکر تسلی پائی اور خوش ہوگیا۔

یکم شوال ۱۲۴۱ہجری یعنی بروز عید الفطر بعد ادائے نمازِ عید مع چارسو مرد عورت اور بچون کے بارادۂ
حج آپ بریلی سے روانہ ہوسے۔ بروزِ روانگی آپکے خزانچی کے پاس صرف بقدر ایک سو روپیہ کے موجود تھے
اُسمین سے بھی آپ فقیرون اور مسکینون اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ
نہ گیا۔ اُس روز بقدر ایک میل کے چلکر ایک باغ مین ڈیرہ ہوا وہان جاکر جو کل اہلِ قافلہ کی شمار کی گئی تو کل
چارسو سات آدمی مرد اور عورت اور بچے شمار ہوسے۔ اسی جگہ آپنے مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی سے
دریافت کیا کہ اسوقت کتنی جمع تمہارے پاس موجود ہے اُنہون نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپیہ اسوقت
میرے پاس موجود ہین تب آپنے فرمایا کہ اتنے روپیون سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہین چل سکتا
بہتر ہے کہ ان روپیون کو بھی ان فقراءِ بریلی کو جو اسوقت حاضر ہین دیدو۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے
بتعمیل حکم وہ کل روپیہ اُسیوقت تقسیم کردیا۔ اس سارے قافلہ کا کُل خرچ سید صاحب کے ذمہ تھا اور اسوقت
سید صاحب کے پاس ایک حبہ موجود نہین تھا مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو ایسا یقین واثق تھا کہ آپ
ذرا بھی نہ گھبرائے مگر ہان ہم جیسے بے صبرون نے جب آپکی بے خرچی اور اس سفر دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ
کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہوگئے اُسوقت ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہے دیکھیے یہ
ناؤ کیسے پار ہو۔ سید صاحب نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی آتار کر یہ دعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے
اپنی اِسقدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کردیا ہے سو مجھ بیچارے پر اپنا لطف اور کرم کرکے بہت خیر وخوبی

کے ساتھ انکی زادراہ اپنے خزانۂ غیب سے مہیا فرما کے اپنے انعام عام کے ساتھ انکو منزل مقصود تک پہونچائے
یہ دعا کرنیکے بعد منزل اول باغ سے کوچ کر کے آپ دلمئو کو روانہ ہوئے۔ موسم برسات کا تھا ہر نالا و تالاب اور
سڑک پانی سے پُر تھی جب دلمئو بقدر دو میل کے رہگیا تو ایک باغ میں بر سر راہ آپ آرام کرنیکو ٹھیر گئے تھوڑی
دیر وہاں پہونچے ہوئے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس پچاس پیادہ آدمیون کے دلمئو کی طرف
چلے آتے ہین تھوڑی دیر مین وہ لوگ وہان پہونچکر حضرت کی خدمت بابرکت مین جا حاضر ہوئے اور بعد مصافحہ
اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہان حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اول اُنہون نے
بیعت کی پھر ایک نے اُنمین سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہین یہ بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے مینے جس
روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سُنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا کر رکھا تھا
سو آج جب مین کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپکے حضور مین حاضر ہے
تیاری دعوت سے مجھکو منع کیا اور کہا کہ آج مین دعوت کرونگا کل تم دعوت کرنا سو جب میرا اور اسکا جھگڑا
اول دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگون نے ہم دونو کو حضور کی خدمت مین بھیجدیا ہے اب آپ جسکو حکم دین وہ آج
اول دعوت کرے سید صاحب نے دونو بھائیون کو آپسمین رضامند کر کے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلے دعوت
کا حکم دیا وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ
اُس باغ سے روانہ ہو کر بوقت شام داخل قصبۂ دلمئو ہوئے اُس رات کو ہزارہا مرد و عورت بیعت سے مشرف
ہوئے آپ ایک ہفتہ تک اس قصبہ مین مہمان رہے تو تین روز پانسو روپیہ پر کشتیان کرایہ کر کے اور سو روپیہ
بطور بیعانہ ملاحون کو دیکر وہانسے آگے کو روانہ ہوئے اور جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی سب اسی قصبۂ دلمئو
سے بلا طلب جمع ہو گیا + جسوقت کشتیون پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا کہ فلانی کشتی جسپر
سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا مین غرق ہو جاویگی اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری
کے لیے تجویز ہوئی تھی آپنے شان الٰہی معلوم کر کے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمین آپ سوار ہو گئے
اور اپنی سواری والی کشتی مین اسباب لدوا دیا کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غربا ؤنکا اسباب تو ضائع نہو گا مجھکو لیکر
ڈوبے تو ڈوبے اسکی مجھکو کچھ پروا نہین ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی مین آپ سوار ہو گئے تو پھر آپکو غیب
سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈوبا نہ جائیگی تب آپنے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہو گئے +

ابھی آپ کشتی پر سوار نہوئے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن دھدمہ جو بمقام دلمئو آپکے استقبال کو
آئے ہوئے تھے متظہر ہوئے کہ آوازہ تشریف آوری حضور کا سنکر دھدمہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھدمہ
میرا مکان یہانسے قریب پانچ کوس کے بر لب دریائے گنگ واقع ہے اگر حضور میری دعوت کو قبول فرما کر

وہانتک قدم رنجہ فرمائین توعین بندہ نوازی ہے حضرت نے قبول فرمالیا اور شیخ مظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے
پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی محاذی دھمدمہ کے پہونچ گئے
قریب پہر رات گئے شیخ مظہر علی صاحب مع طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوئے کھانا اِس کثرت سے تھا
کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیون کے بیعت سے مشرف ہوئے
پھر لنگر وہانسے اٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کفاہ
کے کنارۂ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باوازِ بلند کشتیون کو اپنی طرف بلاتے تھے حسب ایماءِ سید القافلہ
کشتیان کنارہ پر پہونچین تو اُسوقت وہ دونو صاحب کشتیون مین چڑھ آئے اور حضرت سے مصافحہ معانقہ
کر کے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دور دور سے
بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈگڈگی مین جمع ہین اگر دو تین روز یہان قیام فرمائین
توعین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنیکا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیون سے اُتر پڑے شام کو
بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اُس بستی مین بہت سے چبوترے امام حسین کے نام سے بنے ہوئے
تھے حضرت نے معلوم کر کے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگون نے اُسی شب تاریک مین پھاوڑہ اور بیلچے
اپنے گھرون سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کردیا - اور بہت سے علم اور شدے اور پنجے
وغیرہ اُنکے گھرون مین موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُنکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کر کے
کہا کہ پہلے یہ مال نذر شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فتوح حضرت امام حسین کو پہونچا -
دوسرے دن قریب شام کے اُس گانو سے رخصت ہوکر کشتیون پر پہونچے اُسوقت حضرت نے کھانا پکوانے
کا حکم دیا لوگون نے عرض کیا کہ یہان سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ مین کیچڑ پانی اسقدر
ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہین ہو سکتا - اُس رات سارے قافلے مین مع
عورتون اور بچون کے فاقہ کا سامان تھا - ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا جب نماز عشا کی ہو چکی اُسوقت
دیدبانون نے عرض کیا کہ فاصلۂ دور و دراز سے دو تین مشعلین اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہین آتے آتے
جب وہ مشعلین کنارہ کے نزدیک پہونچین تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیون
مین رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے - اُسنے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہان ہین - جب حضرت نے
کشتی مین سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی مین آیا
اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے مینے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور کے اسطرف تعینات
کر رکھے تھے آج اُنہون نے مجھکو خبر دی - سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلہ کے تیار کر کے لایا ہون

راہِ بندہ نوازی اسکو قبول فرمائین۔ حضرت نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنون مین لیکر
قافلے مین تقسیم کردو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور مین حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیون
کے واپس چلا گیا۔ وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب
سے وہان وہ سکونت رکھتا تھا۔ اور درحقیقت اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکا سونے نہ دیا
اور اپنی قدرت کے ظاہر کرنیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہان سے کھانا پہونچا دیا۔ وہان سے چلکر
رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدانِ خاص حضرت سے تھے پہلے
سے منتظر کھڑے تھے اُنہون نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کرکے چوتھے روز آپ بھی مع اہل و عیال
حود ارادہ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہوگئے اُسدن ایک زمیندار موضع دھینی کا سارے قافلہ کی دعوت کا
سامان لایا پانچوین روز وہان سے لنگر اُٹھا کر برہوا گھاٹ پر شہر الہ آباد مین لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و
بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری مین جو برلب دریا تھی فروکش ہوا۔
الہ آباد مین پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب ایکہزار روپیہ روزانہ دعوت
قافلہ پر خرچ کرکے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مساکین الہ آباد
کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے۔ الہ آباد تک پہونچنے مین تعداد مردمان قافلہ کی سات سَو
ہوگئی تھی شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ عدد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور
ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت دارون کے واسطے دس دس روپیے
نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانسو روپیے نقد نذر کئے۔ یہان الہ آباد مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت
سے مشرف ہوئی۔ شاہ اجل صاحب کے تکیہ والے مشہور شاگردون مین سے بہت لوگ آپکے مرید ہوئے۔
دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہوکر مرزاپور مین لنگر ڈالا گیا وہان شیخ عبداللطیف صاحب سوداگر نے
ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی چار ہزار روپیے نقد حضرت کو نذر کئے اور خود بھی
بارادۂ حج شریک قافلہ ہوگئے۔ یہان بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزا
پور سے روانہ ہوکر دو تین روز چنار گڈھ مین قیام رہا اور وہان سے چلکر داخل شہر بنارس ہوئے۔ چونکہ اس شہر مین
آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نہ تھا اسواسطے ایک ماہ
تک بنارس مین قیام کیا گیا دونو وقت سارے قافلہ کی دعوتین ہوتی تھین حیات النساء بیگم اور شاہزادگان
خاندان تیموریہ جو بیٹے سے آپکے مریدون مین تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحیٰ بھی اس شہر مین ہوئی
اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوائے مردمان قافلہ کے صدہا باشندگان بنارس اُسی گوشت کو

تین روز تک کھاتے رہے ۔

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جسنے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ فتح الرحمن مولوی وحید الدین پھلتی سے بمقام دہلی پڑھا تھا اور دہلی کے بازار دریبے مین عطاری کی دوکان کرتا تھا اسوقت شہر بنارس مین موجود تھا۔ مولوی وحید الدین صاحب اپنے استاد سے جو اسوقت سید صاحب کے ساتھ تھے آکر ملا۔ عند الملاقات مولوی وحید الدین صاحب نے اُس سے فرمایا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش مین تھے اب چلو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہے۔ اُسنے کہا کہ حضرت کی خدمت مین ملنے کا تو مضائقہ نہین مگر جب تک میری تسلی نہو گی کسیکا مرید نہونگا۔ مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہو گی۔ اُسنے کہا کہ جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو اجازت نہ دیوین مین بیعت نکرونگا۔ مولوی وحید الدین صاحب اِس بات سے لاجواب ہوکر بعد ملاقات اپنے ڈیرے کو چلے آئے اور سید صاحب کی خدمت مین یہ سارا قصہ بیان کیا آپنے سنکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہین آدمی کو ایسے امور مین خوب تحقیقات کر لینی چاہئے۔ پھر آپنے ایک پرچہ کاغذ پر درود شریف لکھکر مولوی وحید الدین کو دیا اور فرمایا کہ یہ لیجا کر اُنکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھکر سو رہو انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گی اُسوقت حضرت سے اجازت ملے یا حضرتؐ ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لیوے غرض مولوی وحید الدین صاحب نے وہ درود اُسکو پہونچا کر حسب ایماء حضرت کے سمجھا دیا کہ وہ اُس رات کو درود پڑھکر سو رہے۔ اُس شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسکو زیارت نصیب ہوئی تب اُسنے حضرتؐ سے پوچھا کہ حضرت سید احمد آپکے فرزند ہین آپنے فرمایا کہ ہان وہ میرا فرزند ہے۔ پھر اُسنے عرض کیا کہ کیا اُنکے ہاتھ پر بیعت کرون آپنے فرمایا کہ اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔ جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اس خواب کے اُسکی آنکھ کھلی تو اُسی وقت درود پڑھتا ہوا مولوی وحید الدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصہ اپنے خواب کا بیان کر کے حضرت سے بیعت کرنیکا خواہان ہوا۔ فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحید الدین صاحب اُسکو حضرت کے حضور مین لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا۔ ایک روز سید صاحب نے اُسکو فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہمنے تمکو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کام مجھسے کیسے ہوگا مین تو عالم نہین ہون دو ایک کتابین مولوی وحید الدین صاحب سے ایک عرصہ ہوا دیکھین تھین سو وہ بھی بھول بھلا گئین پھر آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہین اگر تمکو علم نہین ہے تو کیا ہوا تم وعظ کہنا شروع کردو اُسنے پھر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہین پھر آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تمکو علم بھی عطا کریگا تب اُسنے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دعا کرین۔ اُسوقت آپ دعا کرنے پر

مستعد ہو گئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ میں بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہون تم آمین کہو آپ نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تو نے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا تو نے پتھر سے پانی جاری کیا پتھر سے ناقہ نکالا آدم علیہ السلام کو بے ماں باپ کے بنایا۔ اور عیسٰی علیہ السلام کو بے باپ کے پیدا کیا اور ہمارے نبی اُمّی کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا اسی طرح اے اللہ اپنے نبی اُمّی کی برکت سے اس شخص کو علم ظاہر و باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے اور سب بھائی مسلمانون نے تمہارے واسطے دعا کی ہے اسواسطے امید قوی ہے کہ اللہ رب العزت تمکو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا اب تم وعظ کہنا شروع کر دو۔ اس دعا کے ساتھ اُسکی شرح صدر عجیب ہو گئی تب اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اور ایسا سحر البیان واعظ ہوا کہ اب جو کوئی اُسکا وعظ سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دہلی مین جا کر اُسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کسیکو یقین نہوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود دہلی مین آئے اور جامع مسجد مین وعظ کہا ...... تمام شہر مین اُنکے وعظ کا چرچا پھیلا لوگ کہتے تھے کہ بعد مولوی محمد اسمٰعیل شہید کے ہمنے ایسا وعظ کسیکا نہین سُنا مگر مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق صاحب نے اس خبر کو صحیح نہین جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ مین حاضر ہوئے اور چند سوال بھی سوچ کر لائے تھے کہ اُنسے دریافت کرینگے۔ جب اُنہون نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور عجائبات اور نکات قرآنی بیان کرنے لگے اور طرفہ یہ کہ جو سوال دونو صاحب سوچ کر آئے تھے وہ سب سوال بیان کر کے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیدیئے۔ اُن دونو فاضلون نے بعد وعظ کے اُنسے مصافحہ کیا اور کہا کہ بھائی تمہارا یہ علم برکت حضرت سید صاحب وہبی ہے کسبی نہین ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم کا حال تفسیر سورۂ فاتحہ سے جو اُنہون نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ بنارس سے اب بعد ایک ماہ کے قافلہ کا کوچ غازی پور اور زمانیہ مین ایک دو مقام کر کے دانا پور پہونچے۔ دانا پور کے لوگ حضرت کی بیعت کے مشتاق تھے اور بنارس تک آپکی پیشوائی کو آئے تھے اسلئے یہان ایک ہفتہ تک قیام رہا۔ اس ہفتہ مین مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب روزانہ جا بجا وعظ کیا کرتے تھے اُنکے وعظ کی تاثیر سے ہزارہا خلقت شرک و بدعات سے تائب ہو کر سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے بہت سی کسبیان اپنے پیشہ زناکاری سے تائب ہو کر لوگون کے نکاحون مین داخل ہو گئین۔ بعد ایک ہفتہ کے یہان سے روانہ ہو کر آپ داخل شہر عظیم آباد (پٹنہ) ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اس شہر مین قیام رہا ہزارہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعات مروجہ سے تائب ہو کر آپکی بیعت مین داخل ہوئے چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور اور مقبول خلیفہ جنکے کچھ حالات آپکے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندے تھے اس شہر کے لوگ اپنی اولوالعزمی

اور جان نثاری مین آپکے سارے مریدون پر سبقت لیگئے اِس شہر کا خاندان صادق پورا آپکے کل تابعین
کا پیشرو سمجھا گیا ہے - پٹنہ سے روانہ ہوکر مونگیر اور بھاگل پور مین ٹھیرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ
مرشد آباد پہونچے - مرشد آباد مین چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا
ہے ایک فرد بشر بھی ساکنان شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہین آیا - یہان سے آپ چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایکہفتہ تک
ہوگلی مین مقام رہا وہان سے روانہ ہوکر بمقام شیام پور مین داخل ہوئے یہان سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی
جنکو آپنے یہان خلافت بھی دی بھی اور بہت سے آدمی اِس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے -
یہان سے روانہ ہوکر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لیئے کشتیان ٹھرائی گئین اسوقت منشی امین الدین
صاحب وکیل سرکار رجوڑ کو سائے اہل اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت
شریف مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اِس خاکسار کے غریب خانہ مین رونق افروز
رہین اور جو نان و نمک میسر ہو قبول فرماتے رہین حضرت نے اُنکی درخواست کو قبول کرلیا - اُسکے تھوڑی
دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہان پہونچے اور حضرت کو اپنے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا
مگر چونکہ حضرت نے منشی امین الدین سے وعدہ کرلیا تھا اسواسطے اُنکی درخواست کو منظور نفرمایا - بعد نماز
مغرب کے اول حضرت بسواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لیگئے اور پھر منشی صاحب
نے ہر قسم کی سواریان بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان مین پہونچادیا ؛

ایک عمدہ باغ مین قافلہ کا ڈیرہ کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پُر تکلف کھانا منشی صاحب کے یہان
سے آیا اور بافراغت سارے قافلہ نے سیر ہوکر کھایا - صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جوتے
خرید کر ہر ایک کو تقسیم کردیے اور جس جس کے پاس کپڑا اندر رہا تھا اُسکو کپڑے بنوادیے - لیکن اُس تاریخ سے
سید صاحب کو اس مکان مین اُتار کر جو منشی امین الدین صاحب رخصت ہوئے پھر اگر انہون نے کبھی منہہ
نہین دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُنکے یہان سے سارے قافلہ کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہروقت خدمت
کے واسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی نہ آئے اسی طرح پر قریب ایک مہینے گذر گیا اور یہان حضرت کو
بھی مارے کثرت بیعت کرنیوالون کے ذرا بھی فرصت نہوئی جو اُنکے پرسان حال ہوتے ایکروز شام کو خود بخود
مولوی عبد الحی صاحب واسطے استفسار حال منشی صاحب کے اُنکی جائے سکونت پر تشریف لیگئے
منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولوی صاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم
ممنوعات شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب و باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولوی صاحب نے
مزاج پرسی اُنس اسباب ممنوعہ کی بُرائی اور خوف مواخذہ آلہی اور دنیا دلفریب کی ناپائیداری بہت

خوبی سے بیان کی کہ اُن کلمات نصیحت آمیز کو سنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ اُنہوں نے اُسی وقت
ہزار ہا روپے کا اسباب شراب خواری کا اُٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر اُنکے گلوانے
کا حکم دیدیا - اُسکے بعد مولوی صاحب نے سبب عدم حاضری بحضور سید صاحب اُنسے پوچھا اُسوقت منشی
صاحب نے بہت شرم و حیا کے ساتھ عرض کیا کہ میں ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں اور بالمشافہ آپ سے
اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں یہ میرا رفیق آپسے عرض کریگا اُس رفیق کو مولوی صاحب نے تنہائی میں لیجا کر
پوچھا تو اُسنے عرض کیا کہ اس شہر میں ایک کسبی نہایت حسینہ جمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے
مالدار آدمی اُسکے شیدا ہیں منجملہ اُنکے ایک منشی صاحب بھی اُسکے عاشق زار ہیں مگر وہ خانگرایان ہفتے
میں صرف ایکبار یہاں شب باش ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہیں مگر وہ
کمبخت راضی نہیں ہوتی اب منشی صاحب سخت مخمصہ میں پڑے ہیں اگر سید صاحب کی خدمت میں حاضر
ہوں تو وہاں بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس خانگرایان کو ترک کرنے پر بوجہ غلبۂ محبت کے اُنکی جان نہیں
رہتی مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سنکر سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور موبمو
سارا حال آپکے گوش گذار کر دیا حضرت نے فرمایا کہ اُنسے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ میں سچی توبہ کرینگے تو خداوند تعالیٰ
اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا - دوسرے دن مولوی وحید الدین پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے
یہ بشارت زبانی حضرت کے اُنکو سُنادی - اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنیکا تھا مولوی وحید الدین
صاحب کی موجودگی ہی میں مثل برق وہ بھی آن پہونچی اور مولوی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر منشی جی
بہت محجوب ہوئے - اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پرسی کے کہا کہ کہاں سے تشریف
لائے مولوی صاحب نے کہا کہ سید صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہوں - اِس عرصہ میں سید صاحب
کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقوں کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کی طرف چل دیے - منشی
صاحب نے آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر جھٹ پٹ اُس بیسوا کو ایک کوٹھری ملحقہ میں داخل کرکے دروازہ
بند کر دیا اور آپ استقبال کرکے سید صاحب کو اندر لے آئے اُس کوٹھری کے سامنے جسمیں وہ کسبی بند تھی
حضرت بیٹھ گئے - اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدب بیٹھے تھے - مولوی وحید الدین صاحب
نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور میں طبیب حاذق کے
حاضر ہے - اب طبیب کی التفات چاہیے - یہ سنتے ہی حضرت نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اُس
زور شور سے اُس خالق ارض و سما کی احسن الخالقیت اور شرح شکر نعماء آلہی کہ حسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور
دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر اِن سب چیزوں کے فانی اور قابل زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذہ

منشی [illegible] الدین صاحب [illegible] کا [illegible] ہونا

الٰہی کا حال اور قبر اور عالم حشر کی بیکسی آنکھون کے سامنے تصویر کر کے دکھلادی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس
بیہوش ہوگئے اور وہ کسبی بھی جو ہر لفظ وعظ کا سُن رہی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے
لگی اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر دھاڑین مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال
ماضیہ سے توبہ کرکے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی۔ اُس کسبی
نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کرکے عرض کیا کہ جس ادنیٰ اعلیٰ سے حضور
چاہین اس لونڈی کا نکاح کردین تب حضرت نے اُس مجلس مین منشی جی سے اُسکا نکاح کردیا۔ بعد اس
بیعت کے یہ دونو میان بیوی بڑے صالح اور متقی ہوے مگر صاحب مخزن احمدیہ نے دوسرے طور پر اس
قصہ کو بیان کیا ہے اگرچہ ماحصل دونو قصون کا ایک ہی ہے۔ کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے
کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ مین شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت مین عرض
کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو مین ایسا عادی ہون کہ اُس بدون ایک لحظہ بھی جی نہین سکتا مین اور
سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھہ پر توبہ کرتا ہون مگر شراب کو چھوڑ نہین سکتا آپنے فرمایا کیا مضائقہ
ہے مگر ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اس شرط کو منظور کرکے اور سب منہیات شرعی
سے توبہ کرکے آپکے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اپنے گھر مین جاکر جب نشۂ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر
سے شراب مانگی وہ ایک پیالہ مین ڈھالکر شراب لے آیا جو نہین پیالہ ہاتھہ مین لیکر مونہہ کے نزدیک لیگیا
تو دیکھا کہ دانتون مین اُنگلی دبائے ہوے سامنے سید صاحب کھڑے ہین فورًا پیالہ شراب کا ہاتھ
سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہوگیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہان نہین ہین سمجھا کہ شاید مجھکو
وہم ہوگیا تھا سید صاحب یہان کیسے آوینگے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ جب نوکر
شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سید صاحب سامنے
کھڑے ہین اُسیوقت پیالہ پھینک دیا اور کھڑا ہوکر حضرت حضرت کرکے اُس طرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہان
کوئی بھی نہین ہے تب مکان کے کل دروازون کو مقفل کراکے ایک کوٹھری مین گھسکر وہان شراب
طلب کی تو مونہہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھہ ہی پھر سید صاحب کو سامنے کھڑے دیکھا تب بھی
پیالہ پھینک دیا مگر سید صاحب کو ڈھونڈھا تو آپکا کچھہ پتا نہ پایا آخر لاچار ہوکر پاخانہ مین جاکر شراب طلب
کی تو وہان بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُسنے شراب سے بھی توبہ کرکے سب شیشے اور ظروف
شراب نوشی کے توڑوا کر پھنکوا دیے +

صاحب ذکر جلی بروایت نثار علی صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحریر

کرتے ہین کہ بعد خروج سید صاحب کے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے آپنے کل مریدون اور شاگردون سے
کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اب سید صاحب سے ہوگا تم سب آنہین کے ساتھ ہو جاؤ یہ سنکر شاہ علی
صاحب بھی آپکے ساتھ ہو گئے اور کلکتہ مین بھی آپکے ساتھ تھے سو وہ ذکر کرتے ہین کہ بروقت قیام کلکتہ
کے ایکروز مولوی راشد صاحب جنہون نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی معظم حسین اور ایک
تیسرے عالم جنکا نام راوی یا صاحب ذکر علی کو یاد نہین رہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت مین سید
صاحب کے مکان پر آئے کہ اسوقت سوائے سید صاحب اور راوی کے اور کوئی عالم مولوی وہان موجود نہ تھا۔ اور
بغرض امتحان علم وکمال سید صاحب کے اُس تنہائی مین سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپسے پوچھی اُسوقت اُس سورہ
کی تفسیر کو آپنے اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینون عالم سنکر دنگ ہو گئے اور اُسی وقت
آپکے دست مبارک پر بیعت کر کے ملاقات تنہائی اور سوء ظنی کی معذرت کرنے لگے ✦

حین قیام کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان ٹیپو سلطان کے مکان پر ہوئی حضرت مع مولانا
محمد اسمٰعیل اور دوسرے رفقائے کاملین کے وہان تشریف لیگئے ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد عبد الرحیم
عرف عبد الرحیم مغرور کا تھا اپنے تئین مثل اپنے استاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید
صاحب کے سامنے بیٹھکر انکار واجب الوجود جل شانہ و اعظم برہانہ و انکار نبی اُمّی اور قرآن مجید کا زبان
عربی مین کرنے لگا سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدائش اور نشوونما ملک ہند مین ہوا ہے اور کبھی زبان
عربی مین بات چیت کرنیکا اتفاق نہین ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہے بہتر ہے کہ آپ
زبان ہندی مین بات چیت کرو تاکہ مین اور تم اور سب حاضرین مجلس اُس کلام کو سمجھین اُسنے یہ بات
سنکر اور تھوڑی دیر توقف کر کے پھر زبان فارسی مین گفتگو شروع کی۔ اُسوقت آپنے فرمایا ہر چند کہ زبان فارسی
بھی مین سمجھتا ہون اور تمہاری زبان دانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہو گئی اور
چونکہ یہ سب تکلف ہے بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اردو مین گفتگو شروع کرو تب لاچار اُسنے اردو مین
برعایت قواعد منطقیہ و دلائل کلامیہ گفتگو شروع کی اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے خیال مین آیا کہ شاید
حضرت اسکا جواب دینے کا مجھکو ارشاد فرمائینگے تب مین اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا
جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نکر کے جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہین آپنے کلمات
عامیانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی حاکم سرکار کمپنی ہے کسی نے
اُسکو نہین دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہین اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور
کہے کہ کمپنی تمکو اسیوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤن میرے ساتھ چلو تم اُس حکم کو قبول کروگے یا نہین اُسنے کہا

ہان اُسی دم قبول کرونگا کیونکہ وہ حاکم ہے اور مین محکوم سید صاحب نے فرمایا کہ تنے نہ کبھی کمپنی کو دیکھا
نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے کسطرح جانوگے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اُسنے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس
وغیرہ کے دیکھ کر یقین کرلینگے آپنے فرمایا کہ بہت سے کاریگر ایسے ہین کہ اسی جیسے چپراس اور نشان جعلی تیار کردین پھر تمکو کیسے یقین
ہوگا کہ یہ شخص دراصل مرسلہ کمپنی کا ہے جسکے ساتھ تم ننگے پاؤن چلے جاؤگے اُسنے کہا کہ وہ حاکم اور ہم
محکوم ہین ہمکو اُسکا حکم بے چون وچرا ماننا ضرور ہے تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موہوم پر آپکو اس درجہ
کا ایمان ہے کہ اسمین خیال اپنی بیحرمتی کا بھی نہین کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئین محکوم کہتے ہو اور یہ
قرآن کلام معجز نظام کہ جسکی شان مین اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب جن اور آدمی جمع ہوکر ایسا
قرآن بنانا چاہین تو ہرگز مثل اُسکے نہین لاسکینگے اگرچہ اُسکے بنانے مین ایکدوسرے کا مددگار ہو اور حضرت
رسالت پناہ بتائید معجزات باہرہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہے شرف افزاء اس عالم کے ہوئے اسقدر کلام
آپکی زبان مبارک سے سنکر وہ کافر بھونچکا سا رہگیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہین کہ ہم خواندہ نہین
ہین یہ علم آپنے کہانسے سیکھا تب آپنے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہے جسکے وجود کا تم انکار
کرتے ہو۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سُننے کے بعد اُس ملحد نے طریقۂ الحاد سے توبہ کرکے
آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت مین حاضر کرنیکی کوشش کی گئی
مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوے اور مسلمان ہوجانیکے ڈر سے دور دور بھاگتا پھرا۔

صاحب تذکرہ جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہین کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ مین ایک
ا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپیے نقد موجود تھے مگر وہ ننانوے کے پھیر مین پڑا ہوا تھا اُسکو رات
ن ایک کروڑ پورا کرنیکی تمنا تھی۔ یہ شخص بڑا شرابی اور زمکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت
دوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ناچ راگ وغیرہ عیش وعشرت کی چیزون سے کیون منع کرتے
ن اور یہانتک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ جسقدر سید صاحب ان چیزون
منع کرتے ہین اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت
ل معلوم تھا مگر ان سب باتون کو سُنکر آپ خاموش رہتے تھے ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان
ہل رہے تھے اُسوقت یک بیک آپنے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین
پر نازل ہوگیا جب شہر مین لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا جب اُسکو
ہوش آتا تھا تو یہی پکارا کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھکو اُنکے پاس لیچلو۔ جب لوگ
رت کی خدمت مین لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر جنون

کرتا تا آخر اسی حالت مین سب دھن و دولت چھوڑ کر مرگیا اور ایک کروڑ پورا کر نیکی حسرت ساتھ ہی لیگیا

وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی محمد علی صاحب رامپوری بیان کرتے ہین کہ جو کوئی جس کرامت کے واسطے سید صاحب کو آزماتا تھا تو اللہ تعالی وہی کرامت آپکے ہاتھ سے ظاہر کراتا تھا اور باتباع اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپکے پاس آتا یا آپ کسیکے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دبے پانؤ آپکی پشت کی جانب سے آتے تو بھی اللہ تعالی نے اُنکا آنا آپکو معلوم کرا دیا اور بلا مونہہ موڑے کے آپنے اُنکا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا غرض سلام علیک مین آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے ✤

وہی صاحب ذکر جلی زبانی جنید اللہ اور سید کرامت علی صاحب کے لکھتا ہے کہ ایکدن بوقت شام بمقام کلکتہ آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے اُس جگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا وہ پادری آپکو ٹہلتا ہوا دیکھکر آپکی خدمت مین حاضر ہوگیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان مین لیگیا اور وہان لیجا کر آپ سے عرض کیا کہ آپسے کچھ سنا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا سنوگے اُس شقی ازلی نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی مین کچھ بیان فرمائیے آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سنا تھا مگر منجانب اللہ اُسوقت اُس علم کی باتین اس خوبی سے آپ پڑھکین کہ اگر اقلیدس بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا وہ پادری سنکر دنگ ہوگیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعوی ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے اس شخص سے بڑھکر کوئی دنیا مین ریاضی دان نہوگا ✤

شہر کلکتہ مین بیعت کرنے والونکی یہ کثرت تھی کہ ہزار پانسو آدمیون کو ایک جگہ جمع کرکے سات آٹھ پگڑیون کو اُس مجمع مین پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا سنبھلا اُن پگڑیون کے پکڑ لیوے پھر آپ اُن پگڑیونکا ایک کنارہ اپنے ہاتھ مین تھام کر کلمات بیعت کو باواز بلند تلقین کرتے تھے اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی۔ آپکے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتین وہانکے لوگون کے گھرون مین تھین اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر مین موجود تھے شراب تو ایک عام بات تھی اُس سے شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کے واسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہے اور نہ کونسل کا آڈر ہے پھر بلا حکم ہم اُسکو کیسے کرین اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہوگیا ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا اگر غیر مختون یا بے نکاحی جورو والا ہوتا تو فوراً یہ سنت ادا کرادی جاتی بلکہ ان دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلے

گلی کے چودھری تعینات تھے ایسے لوگونکا نشان دیتے جاوین۔ ہر روز دس پندرہ ہندو بھی مسلمان ہوتے تھے اُنکا بھی ختنہ کرا کے ایک علیحدہ مکان مین اُنکو رکھا جاتا تھا اس کثرت سے مختون آدمی اُس مکان مین جمع ہو گئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے اُنکی خدمت کے واسطے تعینات تھے تب تو کلکتہ اور اُسکے نواح مین اسقدر کثرت آپکے مریدون کی ہوئی کہ جو کوئی آپ سے بیعت نکرتا تھا اُسکو برادری سے خارج کر دیتے تھے اسوجہ سے تابعین کی اور بھی کثرت ہو گئی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمعیل شہید ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے اور ان بزرگون کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت مثل پروانہ گرویدہ ہو گئی۔ ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانین بند ہو گئین ٹھیکہ داران شراب نے اسکی نالش بحضور حاکمان ضلع کر کے استعفا داخل کر دیے اور کہا کہ صبح سے شام تک ایک خریدار نہین آتا کسکے ہاتھ فروخت کرین۔ صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کر کے ٹھیکہ دارون سے کہا کہ بسبب تشریف آوری اس درویش باکمال کے یہ بلاتم پر یہ نازل ہوئی ہے مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دکانین بدستور سابق جاری ہو جاوینگی۔ اُنہون نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اس درویش کا یہانسے نجاویگا۔ اِندنون مین اگرچہ سید صاحب کے ساتھ قافلہ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر باہر کے مہمانونکی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانے والے نہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی ببرکت قدم سید صاحب کے کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہو کر منون بچ رہتا تھا۔ سید صاحب کی داد و دہش کا بھی یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلا دیا بقول شاعر ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر باشہدان لا اٰلہ الااللہ + شیخ **عبداللطیف** صاحب سوداگر مرزاپور جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار روپئے نقد کے بمقام کلکتہ سائلون کو دیے گئے +

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو مؤرخ باتفاق تحریر کرتے ہین کہ شہر سلہٹ واقع بنگالہ مین ایک بڑا مالدار ہندو سیٹھ ہمسر قارون رہتا تھا ایکرات کو اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک بڑی لمبی سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اس سیڑھی پر چڑھکر آسمان پر گیا ایک دروازے سے آسمان مین داخل ہو کر اُسنے ایک شخص خوش رو خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوے دیکھا اور اُسکے نزدیک بہ آداب تمام اُسکو سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین حضرت آدم صفی اللہ باپ کل بنی آدم کا ہون (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اُس کرسی نشین سے باتین کرنیکے وقت جو میری نگاہ بائین طرف کو جا پڑی تو دیکھا کہ وہان ایک دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر

اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے جب مینے غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرارے اور انگارے اچھل رہے ہین اور دھوئین کا دل بادل ہو کر سارے مکان کو گھیرے ہوے اُس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے اور معذبین کی آہ و فریاد اور نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی مین بیہوش ہو کر گر پڑا تب اُس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہان سے اُٹھا کر دہنی طرف والے دروازہ پر لیجاؤ جب مین وہان لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش و حواس درست کر دیے تب مینے آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازے کے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیون سے بنے ہوے ہین درخت سبز اقسام اقسام کے میوون سے لدے ہوے اُنپر جانور چہچہہ کر رہے ہین آب صافی کی نہرین نہایت لطافت اور خوبی سے جاری ہین یہ کیفیت دیکھکر میرے دلکو بہت سرور ہوا تب مین نے اُس کرسی نشین کے پاس جا کر حال اُن متضاد مکانون کا پوچھا اُسنے فرمایا کہ یہ دہنی طرف بہشت برین جائے سکونت مومنین موحدین کی ہے اور بائین طرف دوزخ زندانخانہ کفار اشرار کا ہے جو بتون اور غیر اللہ کو پوجتے ہین اور رسولون کے حکم کو نہین مانتے اور تو گروہ کفار مشرکین سے ہے اگر تو اسی کفر پر مر گیا تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا چونکہ ابھی تیری موت نہین آئی تجھکو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بت پرستی اور کفر سے تائب ہو کر مومن موحد ہو جائے اور بہشت برین کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانا کر لیوے۔ بعد فرمانے اس تفصیل و تشریح دونون مکانون کے اس کرسی نشین نے فرمایا کہ درینولا ایک ہادی من اللہ سید احمد نام اباً و جداً ساکن تکیہ رائے بریلی بیت اللہ کا قصد رکھتا ہے جو کلکتہ مین وارد ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے تو جلد کلکتہ کو جا کر اُسکے ہاتھ پر کفر سے توبہ کر کے مومنین موحدین مین داخل ہو جا۔ جب وہ سیٹھ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو اُسیوقت بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ کے روانہ ہوا اور کلکتہ مین پہونچکر فوراً حضرت کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ خواب کا حضرت کے روبرو بیان کر کے کفر سے توبہ کر کے مومنون مین داخل ہو گیا حضرت نے حسب قاعدہ اُسکی ختنہ کرا کر اہل مختون خانہ مین داخل کرا دیا اور بعد صحبت حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا +

انہین دنون مین جب شہرہ حضرت اور حضرت کے خلفا کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ مین ہو رہا تھا انگریزون کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سُننے کا شوق ہوا معرفت حاجی جیون بخش صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت مین درخواست بھیجی کہ ایکروز تکلیف فرما کر ہم مشتاقون کو

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشے - حضرت نے مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید کو اُنکے پاس
بھیجدیا اُسدن قریب دس ہزار کے میم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سُننے کو جمع ہوے مولوی صاحب کے ساتھ فقط
ایکدو رفیق اور حاجی جیون بخش صاحب سوداگر تھے - مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور
شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیان بندھ گئی تھین
رومال سے آنسوؤن کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزون نے بہت سی اشرفیان
بطور انعام کے آپکو دینی چاہین مگر مولانا نے قبول نہین فرمائین اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان
کرتے ہین اور اسکا عوض کسی سے نہین لیتے +

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ مین جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے
تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہین اُسکے جواب مین
مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہین ہے اسوقت پنجاب
کے سکھون کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اُنپر جہاد کیا جائے +

بوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل **عبدالرحیم** معروف بہ جبدالرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب شہید نے بحث کر کے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحب کا شاگرد
اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہم سبق تھا - اِسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی اسکے
ٹیڑھے اور پیچیدہ سوالون کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین دہریہ نہو جائے
سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا
تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اِسکو جو کہو سو بجا ہے اسکے
سوا اور کوئی شئے قابل عبادت و تعظیم نظر نہین آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا
کہ کلکتہ کے سب مولویون کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر مین کسی مولوی کے علم کا قائل نتھا مولوی
اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اِس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت مین
بھی حاضر نہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اُلفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس
ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اِس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم
ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتہ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے
علم نے بھی باتباع نوشتہ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا +

تین مہینے کامل حضرت کا قیام **کلکتہ** مین رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بہمہ وجوہ پوری ہو گئی تب یہان سے

چلنے کی تیاریان ہونے لگین یہان سے گیارہ جہاز کرایہ کئے گئے اور گیارہ ہزار روپیہ بطور تول انکو پیشگی ادا کردیے
گئے - ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کے واسطے اہل قافلہ کو حضرت نے تقسیم کرکے ہر جہاز پر ایک ایک لایق آدمی کو امیر قافلہ
مقرر کیا اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زاد راہ سفر دریائی یہان سے خرید کر جہازون پر لادا گیا - جہاز موسوم
دریابقی پر کہ جسکا ناخدا سید عبدالرحمن باشندۂ حضرموت اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندۂ سورت تھا حضرت
مع اپنے قرابت دارون کے سوار ہوئے جب سب اہل قافلہ سوار ہو چکے تو لنگر جہازونکا اٹھا دیا گیا - دو رات دن
جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی مین رہے تیسرے دن کیلا گھپیا سے گذر کر جہاز کھاری پانی مین پہونچے - یہان ایک
واقعۂ عجیب اور حادثۂ غریب ظہور مین آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے
حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور اور تکبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے سیر ہوکر ایسی جسارت کرکے میرے
اندر ہلاک ہونیکو کیون آیا ہے تو نہین جانتا کہ مین وہ سمندر ہون جسنے ایکدم مین فرعونیون کو ہلاک کردیا تھا اور
مین وہ ہون کہ ہزارون جہاز اور کشتیان ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہین اور مین وہ بحر محیط ہون کہ ساری
زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہون اگر مین چاہون تو ایکدم مین سارے ساکنان زمین کو غرق
کردون پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیون ہلاک کرنا
چاہتا ہے - سید صاحب نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سُنے تو اُسیوقت آپکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر
سے کہدے کہ تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے - مین اور تو دونو غلامان غلام اُس جبار اور قہار کے ہین تو اللہ
سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ گھار یہ کبر ومنی فقط اُسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے
تو مثل ایک قطرے آب کے بھی نہین تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے بلا حکم اُس قہار کے تو ایک حرکت کرنے
پر بھی قادر نہین ہے جب حضرت کے مونہہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور موحدانہ سُنے جناب سمندر مثل حباب غائب
ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل بید کانپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ مین تو
اُس قادر کریم کی مخلوقات مین سے ایک ادنی مخلوق ہون اور رات دن اُسکے خوف سے تھرتھراتا اور اُسکی
عظمت کے سامنے سر جھکائے رہتا ہون میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کرسکون یا کسیکو ایذا پہونچا سکون
مین پہلی بار فقط آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب مینے آپکو پختہ پایا تو اب مین واسطے اظہار اطاعت
کے حاضر ہوا ہون آپکا غلام فرمانبردار اور خیرخواہ ہون - اور یہ کہکر رخصت ہوا جب جہاز سمندر مین پہونچے
تو مارے موجون کے ہلنے لگے اُسوقت حضرت نے سب لوگون کو جمع کرکے بکمال تضرع و زاری واسطے حفظ
و امان جان و مال اہل قافلہ کے دعا کی - اور حاضرین آمین کہتے تھے - اُسوقت حضرت کے اوپر ایک ایسی حالت
اور رقت ہوئی تھی کہ اُس دعا کی قبولیت کی صدا ہر در و دیوار سے نکلتی تھی ببرکت اِس دعا کے اسی وقت ہوا موافق

سلہ جہون دو دریا رجا ... کی مراد ہین ۱۲ احمد علی سلمہ

ہوکر تلاطم اور موجون کا صدمہ کم ہوگیا اور جہاز مثل برق کے اُڑے چلے جانے لگے - جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو
چارون طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا - جب خلیج بنگال سے نکلکر جہاز محاذی جزیرۂ لنکا
کے پہونچے اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور بانند پاسبانون کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے
تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت (دیو) اور شیاطین اِس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے اُنکو
روسیاہ کرکے پس پا کردیا - جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہوگیا تو ناخدا جہاز نے اُسکے شکریہ مین
حلوا تیار کرکے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم
کرادیا - یہانسے آگے چلکر بندر کالی کٹ اور مالابار اور جزیرۂ آرمینی اور سقوطرہ مین بقدر ضرورت توقف کرتے
ہوے دریائے ہند سے نکلکر بحر عرب مین جا پہونچے - تھوڑے دن جہاز بحر عرب مین چلکر عدن مین پہونچ گئے
بعض معتبر راویون کا یہ بھی بیان ہے کہ اِس سفر دریائی مین ایک مرتبہ جہاز مین میٹھا پانی نہ رہا تھا - ناخدا جہاز
نے اِسکی اطلاع حضرت سے کی اور حضرت اپنے مالک حقیقی سے دُعا کرنے کو بیٹھ گئے عین حالت دعا مین
آپکو یہ الہام ہوا کہ اِس مقام پر ہمنے سمندر کا پانی میٹھا کردیا ہے جسقدر چاہو جہاز مین بھر لو - حضرت نے مالکان
جہاز کو یہ بشارت سُنادی اُنہون نے فوراً بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا یہ پانی نہایت
صاف شفاف اور شیرین تھا - **عدن** مین پہونچکر بھی ایک ماجرائے عجیب اور واقعۂ غریب ظہور مین آیا -
جب حضرت مع چند آدمیون کے ایک کشتی پر سوار ہوکر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندر سے بہت
فاصلہ پر ہے اُسوقت گرمی بلا کی پڑ رہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا وہان کوئی
سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے - جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ
پر سے اُونٹ کرایہ پر مل سکتے ہین مگر اُس شدت تپش مین اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن
تھا اُسوقت سب ہمراہیون نے لاچار ہوکر حضرت کی توجہ چاہی آپنے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اللہ عزّ
اُسکو آپ پہونچا دیگا تم کچھ فکر نکرو لیکن ہر آدمی سات سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ لے - ہمراہیون نے بموجب ارشاد
حضور کے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور ابھی عدد مطلوبہ سورۂ فاتحہ کا پورا نہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند
اونٹ چلے آتے ہین اور بغیر بلائے سیدھے آپکے پاس چلے آئے - اور بلا عذر سب کو سوار کراکے شہر عدن مین
لیگئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچا نیکے بعد وہ شتر مع شتربانون کے کہین غائب ہوگئے - واسطے دینے کرایہ کے ہرچند
اُنکو تلاش کیا مگر کہین اُنکا پتہ نملا لاچار ہوکر قاضی شہر کے پاس گئے کہ وہان کرایہ جمع کردین جب وہ شتربان آئیگا
قاضی صاحب اُسکو دیدینگے - جب قاضی شہر سے شتربان اور شترون کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ
اور صورت کا کوئی شتربان یہان رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اس شہر مین ہے وہ کوئی

مدد غیبی تھی جو ہمکو پہونچا کر چلی گئی اگر اس شدت طیش مین ہمکو مدد غیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہان ہلاک ہوجاتے اب ہم کرایہ تم سے لیکر کسکو دیوینگے - عدن مین پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحب جناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر مین واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لیگئے اور تین روز عدن میں مقام رہا اور چونکہ اہل قافلہ جہاز پر بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہان تین روز تک گوشت کھاکر سیر ہوگئے - بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہوکر سہ شبانہ روز مین مخا پہونچگئے - اس مقام پر پہونچکر سید عبدالرحمن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرت سے چاہی حضرت نے اسکی درخواست کو منظور کرکے ایک مہینے تک مخا مین قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک حویلی متصل درگاہ شاذلی صاحب علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمین فروکش ہوئے - بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کرکے یہان سے آگے کو روانہ ہوئے اور چار روز بندر کلا مین قیام کرکے محاذی یلملم کے جو میقات اہل ہند کا ہے پہونچے اُسوقت ناخدا جہاز نے خدمت شریف مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دیں کہ وہ غسل کرکے احرام باندھے تب حضرت نے سارے قافلہ کو جمع کرکے غسل کرایا اور احرام کے کپڑے پہنلئے اور پھر آپنے ساری جماعت کے سامنے بیٹھکر دونو ہاتھ بلند کرکے بہت دیر تک حمد و ثنا اُس رب الارباب کی کرکے نہایت زاری اور گڑگڑاہٹ سے دعا مانگی کہ اثر اُس دعا کا سامعین کے قلب پر حد سے زیادہ ہوا اُسکے بعد سجدے مین سر رکھکر بہت دیر تک سجدہ شکر کرتے رہے پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت خندان و فرحان فرمایا کہ لے یارو تم اپنی اپنی مراد کو پہونچگئے یلملم سے چلکر تین چار روز مین جہاز جدہ مین داخل ہوئے +

جدے مین جہاز سے اُترکر پانچ روز قیام رہا - جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہوگئے پانچوین روز کی شام کو بعد ادائے نماز عشا کے اونٹون پر سوار ہوکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور حدیبیہ مین پہونچکر سب یارون کو ساتھ لیکر دعا مین مشغول ہوئے اور حدیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۷ھ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوئے مسجد بیت الحرام کو دیکھکر ہر ایک آدمی اس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گئین کسی کو طاقت بات کرنیکی نرہی یہانتک کہ معلم اور مطوف وغیرہ جو وہان حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہمنے اپنی ساری عمر مین ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہین دیکھا وہان پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کرکے دو دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین ادا کی اور زیر باب الصفا حرم محترم سے باہر ہوکر اور میدان صفا اور مروہ مین جاکر تسبیح اور تکبیر کہتے ہوئے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی اُسوقت حضرت نے بمعیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکساری سے دعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کرا کے احرام عمرہ سے باہر ہوگئے اور اپنا اپنا لباس معمولی پہنکر حضرت کے ساتھ مسجد الحرام مین جاکر سب کے سب

بیٹھ لیے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے ؛

اسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا بمجرد رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر قندیلیں اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کئے کہ جنکی روشنی افق آسمان تک پہونچگئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا - رمضان المبارک کی راتون مین ہفتے مین دو بار سید صاحب تراویح کا عمرہ ادا کرنیکے واسطے مسجد تنعیم تک کہ بقدر تین میل کے ہے جاکر اور وہان سے احرام باندھکر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اول فارغ ہو جاتے اور صبح کی نماز اول وقت شافعی مصلے پر پڑھکر اپنے مکان کو چلے آتے - بیسوین تاریخ رمضان المبارک کو حضرت ممدوح مسجد بیت الحرام مین معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھکر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لائے - اور ماہ شوال و ذیقعدہ بھر مکہ معظمہ مین رہکر طواف خانہ کعبہ کرتے رہے ؛

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے فیضیاب ہوئے - ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اُسکو ملک بلغار کی ہدایت کے واسطے اپنا خلیفہ کرکے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی - اور شیخ عمر مفتی مکہ المعروف بعبد الرسول جو اُستاد عبد اللہ سراج شیخ العلما کے تھے اور سید عقیل اور سید حمزہ تینون بزرگ بڑے صاحب کمال اولیاء مکہ معظمہ سے تھے جب سید صاحب مکہ معظمہ مین پہونچے تو ان بزرگون نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کرکے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور ان تینون بزرگون کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف مین شریک رہتے - کسی دل کے اندھے اہل عرب نے ان بزرگون پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہوکر سید صاحب کے ساتھ کیون طواف کرتے ہو تو اُنہون نے اُس ناسمجھ سائل سے کہا تھا کہ ہمنے اپنے کشف باطن سے معلوم کرلیا ہے کہ اس بزرگ کا ہر ایک طواف مقبول بارگاہ ایزدی ہے اور جو لوگ اُس طواف مین آپکے ساتھ رہتے ہین اُنکا طواف بھی مقبول ہے اس سبب سے ہم ہمیشہ اُنکے طواف مین ساتھ رہا کرتے ہین ؛

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحی سنہ ۱۲۳۶ ہجری کا نظر آیا تو آٹھوین تاریخ یوم ترویہ کو امیر الحاج نے جو سلطان روم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھ کر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل مناسک حج پڑھ کر سنایا اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیون کے حاضر تھے اُس دن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکہ اپنے اپنے گھرون کو مقفل کرکے اور بدّو لوگون کو بطور پاسبان تعینات کرکے منا کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر منا مین جاکر شب باش ہوئے اور صبح کو بعد ادائے

سارو ہا سے عرفات کو روانہ ہوئے اور قریب دوپہر کے ہر ایک حاجی میدانِ عرفات میں حاضر ہو گیا بعد زوال
کے مسجد نمرہ میں ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیوں نے اُس مسجد عالیشان میں جا کر نماز ظہر اور عصر کو جمع
کر کے پڑھا - بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے جبل رحمت پر جا کر اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور دعا
کی اُسوقت دو تین آدمی بڑے بڑے رومالوں سے اور چند آدمی نیزوں سے لبیک کہنے کا اشارہ کرتے جاتے تھے
جب سب حاجی ایک ساتھ ملکر لبیک کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُسکی آواز پہونچتی تھی -
اُسوقت سید صاحب نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر واسطے دعا کے ہاتھ اُٹھائے - اور واسطے تمامی حاضرین
اور غائبین اس گروہ کے کمال عجز اور انکساری سے دعا کی اور اُس دعا میں بھی ایسی رقت ہوئی کہ سامعین اور
آمین گویوں کے دلوں پر اُسکی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے - منجملہ اُن دعاؤں کے جو اُسوقت حضرت نے
مانگی تھی ایک یہ بھی تھی کہ اے خداوند کریم تو نے اِس حاجی مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندوں کے محض اپنے فضل
عمیم سے بہرہ دیا اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرما کر اِس نعمت عظمیٰ کا شریک کیا ہے سو تو ہم میں سے
کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب نفرما اور میدان قیامت میں تو ہی خاص اپنی نوازش کرنا - سب کے سب
اس بات پر متفق ہیں کہ بوجہ قبولیت اِس دعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب ساتھ لقب حاجی
کے نہیں ہوا اسواسطے امید قوی ہے کہ باقی دعائیں بھی حضرت کی قبول ہوئی ہونگی +

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اُتر کر ندائے حج مبارک کی ہر کسیکو پہونچائی اُسوقت ہر ایک آدمی بکمال
سرعت طرف مزدلفہ کے جسکو مشعر الحرام بھی کہتے ہیں اور جو عرفات سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکہ معظمہ
واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا اور وہیں سارے حاجیوں نے رات کو آرام کیا
بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کر کے خطیب نے ایک خطبہ میں حمد و ثنا اور نعت رسول اور احکامات قربانی
اور مناسک کو شرح اور مفصل کر کے بیان کیا بعد سُننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین
میل کے ہے روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کر کے تین روز تک وہاں شب باش
رہے - چودھویں تاریخ ذی الحجہ سے نصف ماہ صفر تک حضرت طواف اور صلوٰۃ اور ادائے عمرہ میں لگے رہے -

اُس عرصہ میں حضرت نے ایک خط بحضور پر نور جناب مولانا و مرشدنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی کے مکہ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر حج کا لُبِ لباب اور قابل دید ہے - اس کتاب کے
ضمیمہ میں بہ نمبر ادہ اصل خط درج ہے وہاں ملاحظہ کرنا چاہئے +

چونکہ اب سید صاحب ایک کامل شخص اولاد علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی
کی یہاں مکہ معظمہ میں ہونیوالی تھی اسواسطے جن ایام میں یہ خط شاہ صاحب کو بھیجا تو ۲ ماہ رجب المرجب کو

... ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اسطرح پر دیکھا کہ ایک بڑا
اور وسیع میدان ہے اسمین سفید فرش مثل براق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہے اور اُس فرش
بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ شکلون والے لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ت
کے منتظر ہین شاہ عبد العزیز صاحب بھی حال تشریف آوری جناب امیر کا معلوم کر کے اُسی فرش پر ایک جگہہ بیٹھ
ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر جانب قبلہ سے نمایان ہو کر رونق افروز اُس مجلس کے ہوے اور مولانا صاحب
روبرو چار زانو بیٹھ گئے اور مولانا ممدوح بپاس ادب آپکے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے۔ حضرت امیر نے سوائے ش
صاحب کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہین کیا۔ شاہ صاحب نے جناب امیر کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر
اِس موقع کو غنیمت جانکر چند سوال حسب ذیل عرض کئے **اوّل** یہہ کہ چارون فقہا رحمہم اللہ کے مذہب مین کونسا مذہب
آپکو پسند اور مختار ہے آپنے جواب دیا کہ اسمین کوئی مذہب بھی مجھکو پسند نہین ہے اور فرمایا کہ اسمین کوئی مذہب
میرے طور اور طریقے پر نہین ہے سب مین افراط و تفریط ہو گئی ہے **دوم** آپنے عرض کیا کہ اِن مشہور طرق او
مین کونسا طریقہ حضور کے طور پر ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اسمین بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہین ہے ہر طریقہ
مین کچھ کچھ چیزین نامرضی یا خلاف طور میرے لوگون نے ایجاد کر لی ہین اور اس وجہ سے سبکے سب ہمارے ط
اور طریقے سے بہت دور جا پڑے ہین کیونکہ ہمارے عہد مین صرف تین طور کے شغل حصول تقربِ الٰہی کے ل
یعنی ذکر اور تلاوتِ قرآن اور نماز تھے۔ اب اِن لوگون نے صرف ذکر کو شغل مقرر کر لیا ہے اور تلاوتِ قرآن
اور نماز کو جو اصل اشغال حصول تقربِ الٰہی کے ہین شغل ہی نہین جانتے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھکو
بذریعہ چند طریقون کے انتساب اور توسل آپکی جناب مین حاصل ہے لیکن امیدوار ہون کہ بلا واسطہ حضور کے
دستِ مبارک پر بیعت کرون اُسوقت حضرت امیر نے اپنے ہاتھ پھیلا کر اُنسے بیعت لی اُس بیعت سے بہت سے امور معظمہ
کا القا شاہ صاحب کے باطن مین ہوا۔ اسکے بعد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصاً قریش نے آپسے
جھگڑے کئے ہین اُسکی اصل کیا ہے اور اُنکے حق مین کیا حکم ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ میری اُنکی شکایت برادرانہ
تھی یا فرمایا کہ بوجہ شکایت برادرانہ کے شکر رنجی باہم ہو گئی تھی مگر نافہم لوگون نے اسکو بہت بڑھا لیا اور دور دور
لیگئے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ فلان جماعت اپنے کو سید اور آپکی اولاد سے سمجھتی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ
وہ جھوٹے ہین میری اولاد سے ہرگز نہین ہین۔ پھر حضرت امیر نے فرمایا مینے سُنا ہے کسی شخص نے ایک کتاب
پشتو زبان مین تصنیف کی ہے اور اُسمین کلمات میری حقارت کے لکھے ہین تمکو اُسکی کچھ خبر ہے۔ شاہ صاحب
نے عرض کیا کہ مین نہ پشتو جانتا ہون اور نہ اُس کتاب کے حال سے واقف ہون مگر اِسکی تحقیقات کر کے پھر عرض
کرونگا اسکے بعد اور چند باتین ہوئین جو شاہ صاحب کو یاد نہین۔ پھر حضرت امیر یکایک اُٹھکر جدھر سے تشریف

اسنے مجھے بہت جلدی سے اُدھر رونق افزا ہو گئے - اور شاہ صاحب نے اس خواب کو تحریر کرا کے اسکی نقلیں جا بجا ارسال کردین تاکہ امورِ مستفسرہ مین خلائق غور کر کے راہ اعتدال کی اختیار کرے اور افراط و تفریط سے باز آئے
یہان مکہ معظمہ مین انہین دنون مین بعد ادائے حج کے ایک اور عجیب معاملہ عبرت انگیز واقع ہوا - نواب وزیر الدولہ مرحوم اور صاحبِ مخزن باتفاق لکھتے ہین کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی والدہ شریفہ بھی اس سفر مین اپنے بیٹے کے ساتھ تھیں جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہو گئین - اسوقت تک یہ مخدومہ سید صاحب کی بیعت سے مشرف نہ ہوئی تھین بلکہ آپکی بیعت کرنے سے اُنکو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھین کہ سید صاحب نے ہمارے گھر مین بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی اُنکے ہاتھ پر کیسی بیعت کرین حالانکہ ان مخدومہ کے شوہر مولوی عبد الغنی صاحب اور اُنکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بلکہ اُس خاندان کے کل مرد اور عورت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے - مولانا شہید نے اُنکا وقت اخیر دیکھکر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنیکے واسطے بہت سمجھایا مگر اُنکو کچھ ایسی اٹک ہو گئی کہ اُنہون نے ہرگز قبول نکیا تب مجبور ہو کر مولانا خاموش ہو رہے اور بارگاہِ الٰہی مین اُنکی ہدایت کے واسطے بہت دعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بار خدا میری والدہ کو کہ اب اُنکا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سید صاحب کو پہچانین اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرلے اور اس ہمیں ہٹ سے باز آئین - مولانا کا تیرِ دعا نشانۂ مراد پر پہونچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدان محشر کو خواب مین دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے تپش آفتاب کے بیجان ہو رہی ہے نہ کہین سایہ ہے کہ جہان ذرا آرام کرین اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بجھائین - یہ مخدومہ بھی بحالتِ زار و نزار سایہ اور پانی کی تلاش مین ادھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھین ایسی حالت تباہ مین اُسوقت اُنہون نے دور سے دیکھا کہ ایک جگہ پر خلقت کثیر ایک عمدہ سایہ مین شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بانصیب لوگ ہین جو ایسے وقت مین زیر سایہ کھڑے ہوئے بہار اڑا رہے ہین اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدان حضرت سید احمد صاحب کا ہے اگر تم بھی اُنمین داخل ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہو جاؤ ورنہ اس عیش و عشرت مین داخل ہونے پاؤ گی - یہ خواب دیکھکر وہ مخدومہ بدحواس ہو کر بیدار ہوئین اور اسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو بلا کر یہ خواب اُنکو سنایا اور کہا کہ اسیدم سید صاحب کو بلاؤ غرض اسیوقت سید صاحب رونق افروز ہوئے اور ان مخدومہ نے اپنے انکار پر معذرت کر کے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے ساتوین روز ساتھ خاتمۂ خیر کے راہی آخرت ہوئین - انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

اب تیاری سفر مدینہ منورہ کی ہونے لگی ایک سو بیس اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ

کرکے اور زادِ راہ ضروری ساتھ لیکر سارا قافلہ مدینۂ منورہ کو روانہ ہوا جب کہ حضرت ملکِ عرب مین پہنچے تھے وہان
ہر خاص و عام مین یہ مشہور ہو رہا تھا کہ ایک سیدزادہ بڑا مالدار ملک ہندوستان سے آیا ہے اُسکے ساتھ سات
پچاس آدمیون کا قافلہ ہے اُنکا خرچ خوراک وغیرہ کل اُسکے ذمہ ہے اسواسطے عرب کے لٹیرے اور راہزن اس گھات
مین تھے کہ مابین راہ مکہ اور مدینہ کے اُسکو لوٹینگے اور جملہ اقوام بدو اور قطاع الطریق مین مدت سے اس لوٹ کی
تیاریان ہو رہی تھین - یہ خبر سنکر بروقت روانگی مدینۂ منورہ کے حضرت نے بتوکل مولا اپنے ساتھ والون کو حکم دیدیا
تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلم تراش کے کوئی ہتیار اپنے ساتھ نہ لیجائے - اگر لٹیرے ہمپر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے
پاس موجود ہے اس راہ مین فدا کر دینگے - خیر مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر اول منزل **وادی فاطمہ** مین ہوئی اس
وادی مین مرقد مبارک حضرت اُمّ المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقون
کے واسطے زیارت کے وہان تشریف لیگئے - صاحب مخزن احمدی لکھتے ہین کہ ہمکو مرقد مبارک پر خوشۂ تازہ
انگور کے غیب سے عنایت ہو گئے - حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نتھی - دوسرا مقام **جحفہ** مین ہوا جہان
مابین اہل قافلہ اور شتربانون کے کچھ فساد ہو کر نوبت مارپیٹ کی بھی پہنچگئی تھی مگر حضرت نے فریقین مین صلح
و آشتی کرا کے رفع فساد کرا دیا ورنہ نوبت کشت وخون کی پہنچ جاتی ؛ نصف راہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ مجاز کے
اُس پہاڑ کے پہنچا جہان سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنون کا رہتا ہے جو مدت دراز سے اس قافلہ
کی آمد کا انتظار کر رہا تھا - یہان رات بھر ڈاکہ پڑنیکا ڈر رہا مگر اس قافلہ کا قافلہ سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت
اور وکالت کا وعدہ مقلب القلوب کرچکا تھا پھر یہان کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ تھا جو اسطرف مونہہ کرے
بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتون کا سردار اپنے بہت سے دوستون کو ساتھ لیکر حضرت
کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے بہت دیر تک مؤدب آپکے سامنے بیٹھا رہا - جب رخصت
ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اُسکو عنایت کئے - اُسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہو کر سو رہا - وہان سے
دو منزل چلنے کے بعد وادی صفرا ے مین حضرت **شیخ عبدالرحیم** یمنی اور حضرت **ابو عبیدہ ابن الحارث** ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غزوۂ بدر مین زخمی ہو کر اس مقام پر شہید ہوئے تھے زیارت سے مشرف
ہوئے - یہان ایک قیام بھی ہوا - یہان سے روانہ ہو کر ایک ایسی جگہ پر مقام ہوا جہان سے مدینۂ منورہ
فقط تین کوس رہجاتا ہے اُس روز سید صاحب کو کسیقدر بخار اور درد سر لاحق ہو گیا تھا ایسے نازک وقت
مین کہ سردار قافلہ کے ہوش وحواس بجا نہ تھے چارون طرف سے رہزنون نے اس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ
اور قتال شروع ہو اُسوقت سردار شتربانان ہمراہی قافلہ نے جو رئیس رہزنونکا رشتہ دار تھا آگے بڑھکر سالار
رہزنون سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ ومصافحہ کے رئیس ساربانون نے اُس سے کہا کہ اس قافلہ پر

حملہ نکرو کیونکہ اس قافلہ مین سواے سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہین ہے اور نیز احمد پاشا
نائب سلطان روم نے اس قافلہ کو میرے سپرد کر کے امن و امان سے پہنچانیکی ضمانت مجھ سے لی ہے اگر تمکو
لوٹنا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگون کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب و نقد بیشمار
ہے - یہ حال سنکر سردار قطاع الطریق وہین سے لوٹ گیا - اُس رات کو اثناے راہ مین سید صاحب نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت بمعیت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت
خاتون قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آپکی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ
نے حضرت سید صاحب کے سینہ مبارک پر اپنا اپنا ہاتھ رکھکر تسلی اور تشفی کی اور بہت سی بشارتین آپکو
دین - غرض اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ مین پہنچکر ایک مناخہ مین متصل عیدگاہ کے آخر
شہر کے مقام ہوا اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوے اور اُسیوقت مسجد نبوی مین
نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے - چند مکان
کرایہ لیکر ایک مکان مین حضرت مسکن گزین ہوے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا پچیس ۲۵ روز
تک وہان مکانات متبرکہ کی زیارت مین مصروف رہے اور اس عرصے مین بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی
بیعت سے مشرف ہوے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الماس صاحب غوث مدینہ طیبہ اور سرتاج
اولیا مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی بھی اسطرح
پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مراقب بیٹھے رہے
جب سید صاحب مدینہ منورہ مین رونق افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب پھلتی جو بسبب
بیماری کمر مع اپنے فرزند مولوی حمید الدین صاحب کے مکہ معظمہ مین رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال
کے روز سید عمر معروف بہ عبد الرسول نے جو اولیاء کبار و معتقدان سید صاحب سے تھے مولوی
وحید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالی کا شکر کرو کہ بہ برکت بیعت سید صاحب کے تمہارے
والد کی مغفرت ہوگئی اور یہ ذکر مغفرت تمہارے والد کا مین نے ملاء اعلی مین سنا ہے - اور ادھر مدینہ منورہ
مین بروز وفات مولوی معین الدین صاحب کے سید صاحب نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آج مولوی معین الدین
صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُنکا ذکر ملاء اعلی مین ہو رہا ہے - جب مدینہ سے سید صاحب کا قافلہ مکہ معظمہ
مین آیا تو عند المقابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحب نے اُنکی وفات کی خبر دی تھی ٹھیک اُسی دن اُنکا
انتقال ہوا تھا پچیس ۲۵ روز کے قیام کے بعد موسم سرما نے زور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سرمائی
کپڑے موجود نہ تھے اس سبب سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر تاہم کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نہ تھا"

۲۶ تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خواب مین دیکھا
اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہو جا کیونکہ تیرے
اہل قافلہ کو شدت سرما سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس خواب کو دیکھکر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری
شروع کردی اور تین روز مین سب سامان ضروری سفر کا مہیا کر کے ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ ہجری کو
مدینہ طیبہ سے کوچ کر کے ذوالحلیفہ مین پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا اور آخر کار بعد طے کرنے گیارہ منزلون کے
بخیریت تمام مکہ معظمہ مین واپس آئے ۔ جب دوسرے روز رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت سید
صاحب مثل رمضان اول کے ادائے صوم و صلوٰۃ اور عمرہ و طواف و اعتکاف مین مشغول ہوئے۔
جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوفہ کے آپکو الہام ہوا سو اس پندرہ
روز بقیہ شوال مین اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کر کے یکم ذیقعد ۱۲۳۸ھ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب
اُس شہر مقدس سے بادل محزون جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ مین پہونچے۔
اس چودہ ۱۴ مہینے کے قیام ملک حجاز مین آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور بلغار
وغیرہ کو بہت فائدہ پہونچا جسکا کسی قدر ذکر ہم اوپر بھی کر چکے ہین۔ خاص مکہ معظمہ مین علاوہ اُن بزرگان
مذکورۂ بالا کے شیخ مصطفٰے امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوئے تھے مولوی عبد الحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کر کے
ان لوگون کو دیا تھا شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی
جنکو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر بن عبد الرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخارامی مدرس مدینہ
منورہ اور ہزار ہا عالم اور عامی جو اطراف و جوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور
اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک مین آپکے خلیفے تعینات ہوکر تبلیغ احکام الٰہی کی بخوبی ہوئے۔ اسیطرح جدہ
اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ مین ہزار ہا خلقت نے آپسے فیض پایا اور خاصکر مخا کے بہت سے زیدیہ اپنے عقائد
باطلہ سے تائب ہوکر راہ راست پر آئے + جدہ مین وقت واپسی چھہ روز قیام رہا اس عرصہ مین جہازون
وغیرہ کا بندوبست کر کے ساتوین روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنیکے
بعد مخا مین پہونچے بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا۔ بہت معتبر راویون کا بیان ہے
اس سفر مین بہت سے جنون اور شاہ جنات کو مثل اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اپنے ہدایت کی اور لاکھون جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ
بیعت مختصر کر کے اسطرح پر تحریر کرتے ہین کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنون کا اور ہزار ہا جنات کا

آپکے سفر و حضر مین آپکے ساتھ رہنے کا بہت طول طویل ہے اسکی گنجایش اس کتاب مین نہین ہے ۔
ہرکسے با خداش یار دوست ، جن و انسان ہمہ مسخر اوست ۔ ان ایام مین موسم برسات کا اور سمندر بہت
گرم تھا ۔ آخر بعد قیام پندرہ روز کے مخا سے روانہ ہو کر چوبیس روز مین بمبئی پہونچ گئے ۔ جب جہاز اس سرعت
سے ایسے خراب موسم مین داخل بمبئی ہوا تو تمامی اہل جہاز اور تجاران کہتے تھے کہ چالیس برس سے ادھر
ایسے موسم مین کوئی جہاز اس سرعت سے نہین آیا ۔ ساکنان بمبئی بہت مدت سے آپکی تشریف آوری کے
منتظر تھے مثل کلکتے کے یہان بھی ہزارہا مخلوق آپکی بیعت سے مشرف ہوئے چونکہ یہان آپکو زیادہ قیام
کرنا منظور نہ تھا اسواسطے علماء شہر بمبئی سے چند خلیفے واسطے ترویج ہدایت کے مقرر کرکے بمبئی سے پھر جہازون
پر سوار ہو کر بعد طے کرنے سفر ایک مہینے کے کلکتہ مین پہونچ گئے ۔ پھر دو مہینے سے زیادہ دوبارہ کلکتہ مین مقام
رہا اور مثل سابق ہزارہا خلقت اس دفعہ بھی آپسے فیضیاب ہوئی ایک شخص سید حمزہ نام جو برہما کے
ملک سے سونا اور جواہرات لیکر کلکتہ مین آیا ہوا تھا آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک نقل
صراط المستقیم کی ساتھ لیگیا اور اپنے ملک مین جاکر ہزارون خلقت کو راہ راست پر لایا ۔ بوقت واپسی جب
سید صاحب کلکتہ مین مقیم تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم و فضل کے سید صاحب
کی طرف سے بالکل بے اعتقاد تھا ایکروز مولوی نعمت اشرف صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر انکو
سید صاحب کے پاس لے آئے سید صاحب اسوقت ایک دعوت مین کھانا کھا رہے تھے سید صاحب نے
حسب عادت خود ان دونو مولویون کو السلام علیکم کرکے کھانے کی تواضع کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
کہ ہاتھ دھو کر شریک ہو جاؤ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے مفتی راشد صاحب بیہوش ہو کر گر پڑے اور جب
ہوش مین آئے تو اپنے انکار سے توبہ کرکے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور
مفتی راشد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے تمامی علوم خبیثہ یعنی منطق اور فلسفہ
جو مانع نزول انوار الٰہی کے تھے میرے دل سے محو ہو کر ہدایت الٰہی متوجہ میرے حال کی ہوگئی تھی ۔ مولوی
راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیراہن بھی دے آئے تھے جب بعد تشریف بری سید صاحب
کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ کلکتہ کا خالی ہوا تو مفتی راشد نے وہ پیراہن اپنے دونون ہاتھون پر لیکر بارگاہ
الٰہی مین دعا کی کہ بہ برکت اس پیراہن کے میری دعا قبول کر اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر
ہو جائے چنانچہ یہ دعا اسی دم قبول ہو کر مفتی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری اس عہدہ جلیلہ کی انکو
مرحمت ہوئی ۔ بعد قیام دو مہینے کے کلکتہ سے کشتیون پر سوار ہو کر براہ دریائے گنگ مثل سفر اول ہر ایک
شہر و قصبہ لب دریائے گنگ پر حسب ضرورت موقع قیام کرکے ہدایت کرتے ہوئے ۲۹ شعبان المعظم سنہ ۱۲۳۹ کو

کو بعد غیر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوفہ مین بخیر و عافیت نہضت فرماہوئے
چنانچہ ایک بزرگ نے آپکی واپسی کی تہنیت مین ایک قصیدہ کہا ہے جسکو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج
ذیل کرتا ہون

قصیدہ

ہیگا اس نور سے پُر گنبد چرخ اخضر
جسکے لمعان سے ہے گنبد فرشتون کی نظر

نہ اُسے روشنی شمس و قمر سے نسبت
نہ ملے برق اُسے اور نہ کوئی اختر

جلوۂ طور کہون یا کہ شب قدر کا نور
یا تھی یہ ہوئی روشنئ تازہ سحر

جسطرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے
عقل اول بھی جسے دیکھ کے رہ جا ششدر

آسمان پہ جو نظر کی تو بسان فانوس
مشتعل روشنئ عرش سے تھا اُسکا گھر

کرکے مین غور جو پھر روئے زمین کو دیکھا
تھی وہ خورشید سے بھی نور مین زیادہ انور

تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پر جلوہ
عرش پر جسکی تجلی کا پہونچتا تھا اثر

شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالامال
عرش سے فرش تلک برق سے تھا روشن تر

کیا عجب ہے کہ اگر ہند کے نظارہ کو
حور جنت سے چلے آئے نکل کر باہر

اِس ترقی پہ غرض دیکھ کے مین خطۂ ہند
سجدۂ شکر ادا مینے کیا خوش ہوکر

تھی عجب طرح کی دلکو میرے اُسدم فرحت
جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر

تھا نہ دل سے مین تفتیش سبب کے درپئے
کسکے انوار سے یارب ہے زمین رشک قمر

کسکا باعث ہے جو یون ملک مین ہے آبادی
کیا خوشی ہے کہ جو یون عیش و طرب ہے گھر گھر

شکل فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطہ
یارب اس بھید سے کچھ مجھکو بھی تو آگہ کر

یک بیک غیب سے آئی یہ ندائے ہاتف
گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر

اب تلک پہونچا نہین مژدۂ جان بخش تجھے
جس سے شادان ہین ملک خوش ہین ہر ایک جن و بشر

آیا ہے قافلہ حج کرکے وہ اس ملک کے بیچ
جسمین ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر

اُنکے انوار سے روشن ہے زمین تا بفلک
اُنکی ہمت سے ہوئی دین کو نئی زینت و فر

ہے ہر ایک شخص وہان آمر امر معروف
قامع بدعت و ناہی اصول منکر

ماحی کفر ز دل قاتل کفار ز جان
قاطع رسم زبون تابع حکم داور

اُنمین ہر ایک ہے فرید اور وحید اوان
حافظ و عالم و عادل سخی و نیک نظر

ظاہر آراستہ بر ملت بیضائے نبی
باطن اس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر

کد و کاوش نہ کسی مین۔ ریا و کینہ
نہ حسد دل مین تکبر نہ کسی کے اندر

کیا کرون قاطع سالار کا اُسکے مین بیان
جسکے اوصاف ہین تحریر و بیان سے باہر

عادل و عالم و عابد ستیر و والا ہمت
اشجع و افصح و ابلغ سخی و نیک نظر

عاقل و فاضل و راحم زکی و عالی طبع
زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر

ترک و تجرید و توکل مین فرید دوران
حلم اور خلق و دیانت مین وحید اکبر

معدن لطف و حیا مجمع جود و ہمت
مخزن عصمت و الفت شرف نوع بشر

بحر جود و کرم گلشن عرفان بھی ہے
مشعل راہ طریقت بحقیقت رہبر

صدق مین ثانی اثنین کی مانند قوی
جد اور جہد مین اسلام کے ثانی عمر

شرم مین حضرت عثمان سا جون بحیا
اور صف جنگ مین ہم طرز علی صفدر

طور اور طرز مین سب طینت اصحاب نبی
قاف ہے راہ شریعت مین ہے مستحکم تر

وعظ مین اُسکے یہ تاثیر کہ پڑھین کلمہ
لات و عزیٰ و منات اور ہبل بھی فر فر

سید صفدر و عالی نسب و زینت دین
زیب اسلام و امام حق و عاجز پرور

سید احمد و عالی حسب و فخر زمان
رہبر راہ شریعت خلف پیغمبر

ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی
ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اُسیکے اندر

سینۂ صاف سے اُسکے ہے خجل آئینہ
نور ایمان سے ہے قلب مصفےٰ گوہر

حق مین گمراہون کے تاثیر جو کچھ ہے اُسکی
جوشش خون مین کرے کام نہ ایسا نشتر

ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ
لاکھلون سے بھی باطن مین ہوا اتنا اثر

اسم اعظم کو جو پڑھکر کرے وہ کوئی دم
ہون طلا جتنے مین کہسار کے سارے پتھر

خار کو ہاتھ لگا دے تو وہ ہو گلدستہ
رشک الماس ہو گر ہاتھ مین لیلے کنکر

رنگ مین گو کہ رہے سرخ بسان یاقوت
سرد ہو برف کی طرح ہاتھ مین اُسکے اخگر

اُسکی نظرون سے گرے مشک تو ہو پشک کم
کوئلہ ہاتھ مین اُسکے ہو مثال عنبر

ناخدا جو ہے حقیقت کا یہ ہے کشتیبان
بحر زخار طریقت کا حقیقی رہبر

علم کو اُسکے مگر علم لدنی کہئے
جو کہ آتا ہے اُسے سب وہ کہے مستحضر

آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بزور
پھر کے سرسبز ہوا خشک شریعت کا شجر

فیض سے تیرے عاری ہوئی غفلت میانا
پڑھے بیمار بھی ہزیان مین سورہ کوثر

جسطرف دیکھئے تعمیر مساجد ہیگی
آتی ہر سمت سے ہے بانگِ مؤذن کی صدا
اسقدر عصر مین تیرے ہوئی افراط نماز
قلع بدعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی
دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد
تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے تائب
ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہین ہان ملتی
مستحاضہ بھی نہا کرکے پڑھے پانچون وقت
جھٹ نہا دھوکے تہجد کے لیے ہے تیار
جو ملا تجھ سے ہوا راہِ خدا مین مصروف
تیری صحبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب
نعل بالنعل ہے کچھ فرق نہین ہے تجھ مین
تجھ سے باطن کے قوانین ہوے ایسے درست
منکشف تجھ پہ ہر ایک شئے کی ہے کیفیت
نہ ہدایہ مین وہ حکمت نہ وقایہ مین نشان
[نام کتاب ١٢] [نام کتاب]
نہ ہے سلم مین پتا اور نہ توضیح مین کچھ
کچھ نہین تیری شجاعت تو بیانکی محتاج
رستم و گیو تجھے دیکھ بروزِ ہیجا
دیکھئے اکوان بھی گر خواب مین تیری صورت
پیش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی عون
تیری دہشت سے اٹھئے گور مین نمرود کے دود
ملے ہامان کو ہرگز نہ کہین جائے امان
اسطرح توڑیگا تو حصنِ حصین کفار
زہرۂ شیر ژیان خوف سے ہو جا پانی ؛
قاش لیمون کی طرح ٹکڑے کرے افشردہ

سے ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر
جسکو سنئے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر
لاکھون تیار ہوے ملک مین کیا چھوٹے کیا بڑے ممبر
ہند سے رسم بری اٹھ گئین صدہا یکسر
باندھی ہر شخص نے تہذیب ہدایت پہ کمر
تیری تنبیہ سے لاکھون ہوے فاسق اطہر
جو کہ چھوٹی ڈھئی مسجد تھی پڑی صاف کھنڈر
مین سرا مین کبھی آیا ہو کہین اُسکے گر
اپنے شوہر سے ہوئی ہے جو کوئی ہم بستر
جو پھرا تجھ سے جماعت سے ہوا وہ باہر
جسکو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر
دیکھا پچھلون سے تجھے جس نے مطابق کرکر
جیسے کاتب کوئی لکھنے کو بنا وے مسطر
نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر
[نام کتاب ١٢] [نام کتاب در علم فرائض ١٢]
درِ مختار مین اُسکا نہ سراجی مین اثر
خالی ہے فقہ کا اس علم سے سارا دفتر
صاف چہرہ سے عیان ہے تری شان حیدر
ہو زرد ڈھیلی نکل جاے گلے سے بکتر
پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر
شید جمشید کا ہو جون خط ناقص ابتر
شدت خوف سے شداد کا ہو رنگ اصفر
کھینچے تو غصے سے گر قتل پہ اُسکے خنجر
جدّا مجد نے ترے جو کہ اکھاڑا خیبر
کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو اُسپر

ہین درِ مسجدِ اقصیٰ تیرے طاق ابرو
کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر

ہے یقین دیکھے جو گر شب پہ تجھے روزِ مصاف
گر پڑے اُلٹا ہی میدان مین کھا کر چکر

جب کرے لشکرِ کفار پہ تو عزمِ جہاد
نصرت و فتح تیرے سر پہ ہو مانند چتر

جو نہ کمبخت تیری وعظ و نصیحت مانے
ہے بہائم سے بھی رتبہ مین وہ احمق کمتر

کافرون کا ہو تیرے سامنے یون تباہ حال
جسطرح تند ہوا چلنے سے بھاگین مچھر

خاک پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مس کو زر

فیض سے تیرے ہوا دم مین وحیدِ دوران
جینے دروازہ پہ تیرے کیا اگر بستر

رکن دین مولوی عبد الحی و شاہ اسمٰعیل
فیض سے تیرے ہوے کاملون کے سر دفتر

تیری صحبت نے ملایک کی کری خاصیت
گو کہ ظاہر مین نظر آتے ہین ہمشکل بشر

حق مین کفارون کے ضیغم کی طرح خونخوار
مومنون کے ہے وہ شفقت مین پدر سے بہتر

فخرِ ابناءِ زمان قبلۂ اربابِ صفا
کعبۂ اہل یقین دادرسِ ہر مضطر

ذات سے تیری یتیمون کو بہت تقویت
زنِ بیوہ کے تو حق مین ہے تو سحابِ ممطر

تھا غضب ظلم کہ بیوہ نکرے عقدِ نکاح
کھولی یہ رسمِ زبون رحمتِ حق ہو تجھ پر

جسمین راضی ہو خدا ہے وہی انکو منظور
آبرو کا نہ انھین خوف نہ کچھ جی کا ڈر

جو مسلمان کرے انسے ذرا سا بھی سلوک
اُسکے بدلے مین نہ کوئی کرے اُنسے بہتر

کیون منافق نہو صورت کو تیری دیکھ کے غش
ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے شپّر

حق تعالیٰ کرے اقبال تیرا روز افزون
تیرے انصاف سے آباد ہون ساتون کشور

تجھپہ ہر لحظے لاریب ہے امدادِ خدا
جلوہ گر ذات سے تیرے ہے عجائب منظر

چاہِ بیژن مین گرے یا چہِ بابل مین پڑے
کھاے دشمن تیرا اسطور کی بیڈھب ٹھوکر

سونہہ مین دشمن کے تیرے قند ہو حنظل کا مزا
ہو محبون کے دہن مین تیرے حنظل شکر

نوشدارو بھی اگر کھاوے بامید شفا +
مونہہ مین دشمن کے تیرے ہووے بجا کنکر

یون کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور
فکر تاریخ مین جب نیچے کیا مین نے سر

اور گھر آنے کی تاریخ مین یہ بیت پڑھی
تہنیت دیکے مجھے اور تبسم کر کر

حاجیان حرم کعبہ بہ آوان مجید
آئے حج کر کے بڑی دھوم سے اپنے گھر

ہو حسن بھی تیرے الطاف سے ممنون سدا
رہے جمعیتِ باطن سے نہایت خوشتر

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ
مصروف رہے اُس سے فارغ ہو کر سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی
صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان مین روانہ
کردیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا
بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش
ہر شخص ہی سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست انگرکھا اور پیچدار سر بند لباس ہوگیا
جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت
حیرت تھی - ان دنون مین جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتیار یا گھوڑے ہوتے تھے - انہی دنون
مین شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے
اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے - اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا
ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا مین نذر کر کے سید صاحب
کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد مین لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے - اسوقت
ہر شہر و قصبہ و گانو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ
ہوتا تھا - مگر براہِ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب مین صاحب ممدوح
نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری مین کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین
اسکے بعد جب سید صاحب مُلکِ یاغستان مین پہونچکر سکھون سے جہاد مین مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی
سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ
ہوئی تھی مُلکِ پنجاب مین وصول نہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوی عدالت دیوانی
مین دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر ہنگامِ اپیل عدالتِ عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ مین بھی حکمِ ڈگری بحق
مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت مین مراقبہ
وحدانیت مین مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے
ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نرہا تھا - رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج
پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی - ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہ ہوسکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے شوقی اور درویش مثل ستارون کے ہین اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھپ جاتے ہین تمکو چاہئے کہ سید صاحب کی خدمت مین جاؤ مین لاچار ہوکر سید صاحب کی تلاش مین کانپور تک گیا اور حج کرنے مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب مین بریلی آکی خدمت مین حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب مین نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا۔ پس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وہ خلجان فوراً جاتا رہا۔ اسوقت تقریباً دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپنے تین جماعت کرکے ٹونک کو روانہ کردیا۔ مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا ربھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد اور ہجرت پوری کرکے آپکی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے بطرف ٹونک کے روانہ ہوئے۔ اِن دِنون مین بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگون کو خطوط لکھے جاتے تو اُن مین بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ مین بھی اِسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک مین پہونچے۔

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ اِن اَیّام مین آپکے علم لدنی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے۔ ایکدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہین پوچھتے۔ اُنہون نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کرلیتا ہون اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھون۔ آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اُسوقت مجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ مین دو حدیثین آپسمین معارض آئی ہین پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ مین داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) اِن دونو حدیثون مین توفیق کسطرح ہے سید صاحب نے فرمایا کہ اِنکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے یعنی جب خواب مین انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دوسری حدیث بیداری سے تعلق رکھتی ہے اور دونو حدیثون کا مطلب صحیح ہے۔ پھر مولوی وحیدالدین صاحب نے پوچھا کہ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا عِبَادَہٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم مین سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اِس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے جیسے
ید اور وجہہ قرآن و حدیث مین آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے - اور دوسری بات اُسمین یہ ہے کہ کعبہ عوام کے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسکہ فرمایا ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگون کے) سو وہان جانے
اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہین اور ثواب حاصل ہوتا ہے - اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہین - پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مُرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار و برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہین تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو ذوق شوق سے
بیقرار ہو جاتا ہے پس مُرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھکر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وُہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے - اِسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہین +

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھون سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھون پر جہاد کرنیکو کیون جاتے ہو انگریز جو اِس مُلک پر حاکم ہین وہ دین اسلام سے کیا منکر نہین
ہین گھر کے گھر مین اِنسے جہاد کر کے مُلک ہندوستان لے لو یہان لاکھون آدمی آپکا شریک اور مددگار
ہو جاویگا کیونکہ سیکڑون کوس سفر کر کے سکھون کے مُلک سے پار ہو کر افغانستان مین جانا اور وہان
برسون رہکر سکھون سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہین کر سکتے - سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہین چاہتے نہ انگریزونکا نہ سکھون کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ
سکھون سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہین - اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آجائینگے تو ہمکو اُنسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی - اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانون پر کچھ ظلم اور
تعدی نہین کرتی اور نہ اُنکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم اُنکے ملک مین علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہین وہ کبھی مانع اور مزاحم نہین ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو
سزا دینے کو تیار ہین ہمارا اصل کام اشاعتِ توحید آلہی و احیاءِ سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک
اِس ملک مین کرتے ہین پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کرین اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلا سبب گراوین - یہ جواب باصواب سُنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی +

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ ٹونک مین تشریف رکھتے تھے ایک روز

گھوڑے پر سوار ہوکر کہین کو تشریف لیجاتے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے اُسوقت
اپکا گذر ہندوگوالون کے محلے میں سے ہوا وہ گوالے اپنے مکانوں سے نکلکر بارادۂ زیارت حضرت کے
باہر کھڑے ہوگئے اُن لوگوں کا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگوں پر پڑ گئی۔ اُسیوقت وہ سب
لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائض ہوئے ہین
در مسجد اقصٰی تری طاق ابرو + کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو
خلقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان چرک
شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت
و امانت سے مالامال ہوکر رشک فزائے زمین بنجاوینگے +

سید محمد یعقوبؒ آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بوقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی
ہمشیرہ یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ اے میری بہن مینے تمکو
خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان
کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مُردہ سنت زندہ نہوگی اللہ رب العزت مجھکو نہیں اُٹھائیگا اگر
قبل از ظہور اِن واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے
کہ سید احمد میرے روبرو مرگیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نکرنا کیونکہ میرے ربنے مجھ سے
وعدہ واثق کیا ہے کہ اِن چیزون کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو ماریگا +

آپکے سفر جہاد سے پہلے (غالباً سفر حج مین) بارہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھون
پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے ستلج ستل ملک ہندوستان کے رشک فزائے چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ
اِن متواتر وعدہائے فتح سے آپکا ہر ایک مرید واقف تھا +

نواب وزیرالدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب سید صاحب بارادۂ جہاد ٹونک سے روانہ
ہوئے تو اُسوقت ایک شخص عبدالحمید خان نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک میں بدمعاش
اور شریر برادر شیطان کرکے مشہور تھا سواری میں چلتے وقت سید صاحب سے دوچار ہوگیا اُسوقت جو
نگاہ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوئے تو سید صاحب نے بیتابانہ اُسی حالت سواری مین ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور
اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اُٹھو خانصاحب بیعت کرلو۔ اُن دونوں نے اُسیوقت اپنے ہاتھ
پھیلا کر آپسے بیعت کرلی بس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ اِن دونو بدمعاشون کا حال اُسی گھڑی بدل گیا

اب وہی حمید خان سرگروہ اوباشان سرآمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی - طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات برزبان اور بجاے خندہ زنی گریان اور بجاے ہزل و جدل تسبیح گویان ہوگیا اور بعوض مجلس جُہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقویٰ و علماءِ اہل حق و یقین کا جویان ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہنچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑکر مُلک خراسان کو چلاگیا اور وہان بمقابلۂ دُرانیان دادِ شجاعت دیکر شہید ہوا +

وُہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ ٹونک سے اجمیر تک مین ہمراہ رکاب سید صاحب کے تھا اس سفر مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط مین اور بعض خاص خُدام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے تو مین دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہوکر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے - ظاہرا یہ سلام یا سوال و جواب رجال الغیب یا ارواح یا جنون سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر اور حضر مین میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال ہے کہ جس کسی ملک یا شہر مین ارادہ اِنتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعۂ قدسیہ بہت کثرت کے ساتھ وہان جمع ہوجاتی ہے اور جس ملک مین اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جماعہ قدسیہ وہان بہت کم جمع ہوتی ہے - اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعہ قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اُترتی ہے اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنیکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے تب اُنکی روانگی کو دیکھکر مین بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہون - اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینون تک ٹہیرے رہتے تھے اور پھر یکبیک چلدیتے تھے ؎ یک ذرہ نیست ہیچ جا اختیار ما + در دستِ دیگریست سکون و قرار ما ۔۔

اُسی سفر کے ضمن مین صاحب مقالاتِ طریقت لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لئے جنگل کو جارہے تھے اُسوقت اپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا گہتے از کوے فلانے بمن آر + زار و بیمار منم راحت جانے بمن آر + حضرت نے اُس سے پوچھا کہ میان سوار اِسکے معنی بھی جانتے ہو - اُسنے عرض کیا کہ نہین تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اِسکے معنی سمجھاتے ہین یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگایا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے تب وہ اُسیوقت عشقِ الٰہی مین مستغرق و از خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہونچگیا

دنیا مین آچکے ہین جنہون نے لکھو کہا اور کروڑہا خلقت کے ابائی دین بُت پرستی کو ایکدم مین چھوڑا کر موحد اور خدا پرست بنا دیا تھا - یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ مین یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری خصوصًا علم حکمت (یعنی فلسفہ و منطق) سے پاک وصاف ہوتا ہے - اُنکے دلائل منطقیہ طور پر نہین ہوتے - اِس مدرسہ کے متعلمون کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے اسیواسطے اُنکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلون کو چھید کر دار سے پار ہو جاتا ہے - اِس مدرسہ کی تعلیم یافتون کی زبردست تاثیر کو دیکھکر ہمیشہ دنیا کے لوگ اُنکو ساحر کہتے رہے ہین - اِن بزرگون کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل وفعل تکلف اور تصنع سے خالی ہوتا ہے - انکے کلام مین اکثر سیدھی سیدھی مثالین شامل ہوتی ہین جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہین ایثار یعنی ہمدردی اور خیر خواہی خلائق اُنکے رگ و پے مین سمائی ہوتی ہے - دُنیا دلفریب سے بے رغبت کرنا اور محبت الٰہی کو دلون مین جانا انکا سب سے اول کام ہوتا ہے - سب مورخ اِس بات پر متفق ہین کہ سید صاحب کی زبردست تاثیر اور نصائح دلربا کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبانِ مبارک سے صرف یہ کلمہ سنکر کہ "اللہ سے ڈرو" روتے روتے کلیجہ مونہہ کو آجاتا تھا - بڑے بڑے بدکار اور فاسقون کی اُسیوقت کایا پلٹ ہو جاتی تھی - اِسی زبردست تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور اشقیا (باتباع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپکے روبرو آنے سے ڈرتے تھے اور کہتے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہوکر گرویدہ ہو جائیگا ÷

مولوی عبدالاحد ابوسعد لکھتے ہین کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوسے اور تیس ۳۰ لاکھ مسلمانون نے آپکے ہاتھ پر بعیت کی اور جو سلسلہ بعیت بذریعہ آپکے خلیفون اور خلیفون کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ مین توکروڑون آدمی آپکی بعیت مین داخل ہوکر اُس بشارت مغفرت کے مستحق ہو چکے ہین ÷

جب یہ مقدس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسہ وہبی کے تشریف لاتے ہین تو اُنکے ساتھ آسمان سے برکت نازل ہوکر انسانون کے دلون مین داخل ہو جاتی ہے اُسوقت خود بخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش مارتا ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو تہ دل سے سنتا ہے اور بہت اعمال شاقہ کی اُنکے دلون مین پیدا ہو جاتی ہے - اُنکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزارون عالم موجود رہتے ہین مگر اپنے علمون کو مثل فسانہ کے سیکھ کر بلبل ہزار داستان کی طرح سے چہکتے پھرتے ہین پھر وہی عالم ان بزرگون کی تشریف آوری کے وقت اپنے علمون کی اصل حقیقت سے آگاہ اور ہوشیار ہوکر عمل کو ضمیمہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کرکے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہو جاتے ہین اور بہت سے زاہد خلوت گزین اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے مفاسد مکنونہ پر آگاہ ہوکر اصلاح نفس اماّرہ اور حصول رضائے الٰہی کو مدنظر کر لیتے ہین اور نام ونشان اور حُبّ جاہ کو اُسوقت پس پشت

بھیکتے ہین لوران مقدسون کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبرون پر چڑھکر بہتیری فریاد و فغان کرتے رہتے ہین مگر اثر انکا لوگون کے دلون پر جیسا چاہئے نہین ہوتا اور اُنکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہین سمجھتے جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہر کس و ناکس کے دلون مین ولولہ پیدا ہوتا ہے اُسوقت ہر آدمی اُنکے وعظ و نصیحت کو التفات سمع اور حضور دل سے سنتا ہے اور ہر محفل مین حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا ہے صرف اشقیاء ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہین چنانچہ اس انتشار برکت کو حدیث شریف مین بلفظ امانت تعبیر فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (تحقیق امانت یعنی برکت لوگون کے تہ دل مین اترتی ہے اُسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہین اسیطرح وقت تشریف آوری سید صاحب کے بھی وہ برکت مصرعہ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہید کو تقویت الایمان وغیرہ کتابین لکھنے کی سمجھ پیدا ہوئی اور کتاب و سُنت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اُسی برکت کا اثر اسوقت تک اکثر دلون پر برابر چلا آتا ہے اور بعض دل اُس سے خالی ہوتے جاتے ہین ؎

سید صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سیدھی سادی تھین جنسے عالم و جاہل دونو برابر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا اللہ سے محبت پیدا کرنا توحید اور اتباع سنت پر قائم ہونا۔ شرک و بدعت سے بچنا شکر و توکل و تقویٰ مین کامل ہونا۔ آپکی تعلیمات کا خلاصہ اور لُبِّ لباب ہے۔ تنبیہ الغافلین مین آپ فرماتے ہین کہ تمام مسلمانون کی خدمت مین عموماً اور جن لوگون نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفون کے ہاتھ پر اس سلسلہ مین بیعت کی ہے خصوصاً میری یہ عرض ہے کہ اس ناپاک دنیا کی حقیقت کو سمجھکر اسکے گرد نہ پھٹکین اور ایک ذرہ بھر اُسکی محبت کو اپنے دل مین جگہ نہ دین اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر حال مین مقدم رکھین اور یہ بھی جان لین کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے پس اول کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہین ہے) سمجھکر یہ اعتقاد رکھین کہ اولاد وہی بخشتا ہے اور مُرادین وہی پوری کرتا ہے غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اُسکے ہاتھ مین ہے سوائے اُسکے کسیکو کچھ بھی اختیار اور تصرف نہین ہے اور محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہین) سمجھکر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی خلاف ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار نکرین ہر امر مین حضرت کے اتباع کو مقدم جانین ؎

مقدمۂ صراط المستقیم مین لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور بنیاد حقیقت و معرفت کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا

یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی محبت تمام دنیا اور ما فیہا سے بڑھکر ہووے اور آیۂ کریمۂ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ - (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت مین چُور ہین) اُسی محبت اور عشق آلہی کا بیان ہے - اگرچہ اِس مسئلہ محبت آلہی پر تمامی صوفیہ کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے لیکن اسمین ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اِس زمانے کے لوگ اُس نکتہ کو نہین سمجھتے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہے درمیان حُبِّ عشقی اور حُبِّ ایمانی کے - اِسی ناواقفی کے سبب سے بعض عوام صوفیہ انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور مواجید کے مطابق نہ پاکر مفت کی سردردی اُٹھاتے ہین اگرچہ یہ دونو طریق یعنی طریق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور راہ اہل عشق و مواجید اللہ کی راہون مین سے ہین مگر ان دونو کے حصول کے طریقے اور موئدات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ ہین جیسکہ ایک یونانی حکیمون کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونو حصول صحت کے طریقے ہین مگر اُنکی نسخے اور مُسہلات اور طریق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہین - سو تفصیل اور تمیز ان دونو محبتون کی اسطرح پر ہے کہ مراد عشق اور حُبِّ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بسبب نملنے شئے مطلوب اور محبوب کے انسان کے باطن مین پیدا ہوکر تمام قوائے باطنیہ مین سرایت کرجاتی ہے اور انتہا اُسکا ملنا شئے مطلوب اور وصال محبوب کا ہے اور یہ عشق اوّل قلب مین جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے باطن مین پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلۂ فراق ٹھنڈا ہوکر کیفیت عشقی زائل ہوجاتی ہے - اور حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی سے یہ مُراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے کے فوائد اور منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہوکر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُسکے دل مین پیدا ہوا اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفین اور مشقتین جو اُسکے حاصل ہونے مین پیش آتی ہین اُسپر آسان ہوجاتی ہین اس سبب سے کمر ہمت کی چُست باندھکر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور اختیاراً نہ اضطراراً اُسکی طلب مین اپنے کو مٹا دیتا ہے (اور یہ حُب اول عقل مین جو خزانہ معلومات کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختون کی جڑ اور شاخون اور پتون اور پھلون مین سرایت کرتا ہے ویسے ہی یہ حُب تمام قوائے باطنیہ مین پھیل جاتی ہے تب جو فکر اور تدبیر عقل مین آتی ہے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور طرح بطرح کے ارادے اور ہمتین اُسکی طلب کے واسطے قلب سے اُٹھتی ہین اور ہر قسم کی مشقتین اور ترک مالوفات اُسکے واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حُبِّ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حب ایمانی کا فنا ہونا ہمت محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہے اور چونکہ حب عقلی کا جائے قرار عقل ہے ہو واسطے کسی معارض کو نہین اور ارادہ کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سنتا ہے اور سوائے حصول رضامندی کنجائش نہین ہے - اور حُبِّ عشقی بمجرد وصال محبوب کے زائل ہوجاتی ہے مگر حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی وصال

محبوب سے بڑھ کر زیادہ گنی ہوجاتی ہے کیونکہ حبِ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہوجاتی ہے اور
حبِ ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب وصال
مین اور زیادہ تر واضح ہوجاتا ہے کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب وصال پر اُن کمالات محبوب
کا عین الیقین ہوگیا - جب یہ فرق درمیان ان دونو محبتون کے ذہن نشین ہوگیا تو جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے
بعض بندون کو ان دونو محبتون مین سے ایک محبت کے واسطے روز ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدہ ازلی
ان محبتوں کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ - محبت
ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہین - اور محبت
عشقی اور اُسکے احوال اور مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء قدرت الٰہی مین مضمحل ہوکر اُسکی معرفت کا
حاصل کرنا ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہین - یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اکابر طریقت اور پیشوایان
حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کرکے اُسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہوکر سلوک راہ نبوت مین پہنچا کیا
کرتے تھے تب اُسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے ؎

حبِ عشقی کا بیان

(تمہید) اسباب تحصیل حبِ عشقی کی تصویر اس طرح کھینچی ہے کہ آگ جو عناصر مین لطیف عنصر ہے اور جسکا کرہ عناصر کے اوپر ہے تمام اجزاء لطیفہ
زمین کے جسکو بخار کہتے ہین اُسکی کشش گرم ہوکر ہین جو سب کرہ کے اوپر جذب کرنا چاہتی ہے تاکہ اُس بخار کو اپنے اندر
فنا کرکے آثار اور احکام مین ہمرنگ اپنے بنالے مگر غبار جو تہ بتہ ہوکر مابین کرہ آتش اور خاک کے جمع ہوا ہے اُس بخار کو
کرۂ نار کی طرف چڑھنے مین روک کرتا ہے تو اس سبب سے بخار اور نار مین مزاحمت اور تعرض واقع ہوکر کڑک اور
بجلی حادث ہوجاتی ہے یہانتک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدت اور حدت کے روک کرنیوالی چیزون کو
پاش پاش کرکے زمین کی طرف پھینکدیتے ہین یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کردیتے ہین تاکہ اجزائے لطیفہ
ناریہ کو اپنی طرف کھینچ کر لیجائے اور اپنے مین فنا کرلے اسی طرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلی حق جل وعلا کی ہے جب
حلق اور زبان اور دل کو گردش ذاکر کو بذریعۂ ذکر جہری کے جو واسطے رفع کرنے وسوسون اور اطمینان خاطر اور ترقی
کرنے روح کے صوفیون کے ہان مقرر ہے نور اور سکینہ اور لذتون سے مالامال کرتا ہے اور نیز ذکر سری جو کہ
حصول لذت اور حلاوت کے لئے یہان مقرر ہے بذریعۂ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت من الخلق اور ترک کلام ساتھ اُن لوگون کے کہ ذاکر کے
وہم اور خیال کو اضمحلال اور پژمردگی حاصل ہوتی ہے جب اسی لفظ مبارک اللہ کو ساتھ ملانے نفی یا کسی دوسری سے تکرار کرتا ہے اس لفظ مبارک
کے مفہوم کا تصور کرکے اُسطرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہے اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہے جو سب تجلیون
سے زیادہ لطیف اور سب تجلیون سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہے اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفہوم اس لفظ مبارک

ات کو ابسیط محض اور مجرد بحت ہے اسطرح پر اُسکے ذہن مین قرار پکڑتی ہے کہ بنظر بصیرت اُسکی ہر وقت بجانب
اُس مفہوم کے لگی رہتی ہے اور اُسکی تمامی قوت دراک مثل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہے اور اُسکے
ماسوا کی طرف ہرگز التفات نہین کرتی پس ایسکا نام انکے یہان فکر ہے - پس جب طالب اپنی ہمت سے
اس مفہوم مین استغراق قوی حاصل کرتا ہے اور وہ تجلی اُسکی جان کا پیوند ہو جاتی ہے تو اُسوقت سب سے
زیادہ لطیف اجزائے سالک سے کہ وہ روح الٰہی ہے اُس مفہوم یعنی تجلی کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تجلی روح کی
اصل کی طرف اُسکو کھینچتی ہے - اور روح الٰہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان مین قُلِ الرُّوحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّیْ (یعنی روح رب کا ایک حکم ہے) آیا ہے بسبب بند ہو جانیکے اِس جسم خاکی مین اپنی اصل کو بھول گئی
ہے اور اُسکے آئینۂ ادراک نے زنگ پکڑ لیا ہے پس جب بسبب نور اس تجلی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو
صیقل اور صفائی ہوتی ہے اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہے جیسکہ آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ
اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہمشکل اپنی تجلی کے بنایا ہے) تب اپنے اصلی وطن فراموش
کردہ کو یاد کرکے اپنے اصل کی طرف ملنا چاہتی ہے اور حظیرۃ القدس کی طرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہے مگر غبار
بشریت اُسکے حظیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے اُسوقت درمیان روح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہے
اِس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی روح طبی مین پیدا ہو کر طالب دیوانہ اور مستانہ بنجاتا ہے اور عقل اور فکر برباد
ہو جاتی ہے اور ایسی حالت مین اکثر وقت قانون شریعت اور ادب سے بھی باہر ہو جاتا ہے اور مجلسون اور
مکانون سے اُسکو وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور آہ و فغان اور زردی رنگ اور اشکباری اُسکو شروع ہو جاتی ہے
پس اس کیفیت کا نام عشق ہے اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہے اسواسطے اِسکا نام محبت نفسانی
اور عشق رکھا گیا ؛

مؤیدات حُبّ عشقی

عمدہ مؤیدات حُبّ عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے کم ملنا ہے کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت
سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہے اور نیز مؤیدات حُبّ عشقی سے اچھی آوازون اور شوق آمیز قصص اور
اشعار عشق انگیز کا سننا ہے اور نیز اُسکے مؤیدات سے ہے کہ جن چیزون سے روح طبی مین کثافت پیدا ہوتی ہے
اُنکو ترک کرنا جیسے کثرت منام و مداومت بر اغذیۂ کثیفہ ؛

آثار حُبّ عشقی - یہ حُبّ بالذات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر روح الٰہی اپنی اصل تک پہنچ جائے
پس اس سبب سے روح طبی مین شورش اور فراق پیدا ہو کر پھر نہ وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابند رہتی
ہے اور نہ طالب رضائے حق کی - اور اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ ارباب عشق اور مواجید قانون شرع اور ادب
کے پابند نہین رہتے اور نہ طالب رضائے مولا اور نہ تابع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے

بمقصد یہ ہے کہ یہ محب صرف مشاہدہ جمال ذوالجلال مین اپنا اضمحلال چاہتی ہے اور یہ اضمحلال جسطرح پہ
حاصل ہو اُسمین خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اُسکو نہین رہتی اگر اِس طالب کو گمان حصول اپنے مطلب
کا استماع مزامیر و عشق مجازی اور شغل برزخ اور ترک اذکار اور عبادت مین ہو تو اُسی کی طرف میلان اُسکی
طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئین زبردستی ان امور ممنوعہ سے روکے رکھے اِسی حب کے آثار
مین سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا ماسوائے محبوب سے اور تنگدل اور بیزار ہونا کاروبار و اشغال دنیا سے اور
پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدنی و منزلی و اقامت جماعات و اقامت احیاء و جمعات
و ایفائے حقوق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے - اور اِسی کے آثار مین سے ہے شدت سے تعلق قلب
کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان صاحب اِس عشق نے کہا ہے
کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی دوسری کسوت اور ہیئت مین تجلی فرمائے تو مین کبھی اُسکی طرف
التفات نہین کرونگا - اور اِسی کے آثار مین سے ہے کہ علم اور علامات ظاہری کی کچھ پرواہ نرکھنا اور نیز اُس
علاقہ پر جو ظاہر اور باطن شرع مین ہے کچھ التفات نہ کرنا +

ثمرات محبت عشقی جب بسبب محبت اور شدت کیفیت عشقیہ اور کمال جذب روح الٰہی کے غبار شہادت
اور مثال کا سالک پر منکشف ہو جاتا ہے اور پردۂ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے ہین تو حسب مدۂ وَالَّذِينَ
جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جو کوئی میری راہون کی تلاش کرتا ہے مین اُسکو اپنی راہین دکھلاتا
ہون) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (یعنی مجھکو یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا) مشاہدۂ جمال لایزال حضرت ذوالجلال
کا ہاتھ آتا ہے اور بمقتضائے حدیث أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي (مین اپنے بندہ کے
گمان کے نزدیک ہون اور مین اُسکے ساتھ ہوتا ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے) بعوض قلق اور اضطراب کے
کہ جدائی مین اُٹھایا تھا خلعت مکالمہ اور خوشی اور سرور اُسکو حاصل ہوتا ہے اور اُسکی وحشت اُنست سے
بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردۂ خفا سے ظاہر ہو جاتے ہین اُسوقت دریائے وحدت مین ڈوبکر
اُسکی عجب حالت ہو جاتی ہے اور کلمۂ أَنَا الْحَقّ (یعنی مین خود خدا ہون) اور لَيْسَ فِي جُبَّتِي سِوَى اللّٰه (یعنی
میرے جبہ مین سوائے اللہ کے اور کوئی نہین ہے) کہنے لگتا ہے - چنانچہ اُسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے
کے ٹکڑے کو آگ مین ڈالتے ہین اور آگ چارونطرف سے اُسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزائے لطیفہ آگ کے نفوذ کرکے لوہے مین
اثر کرکے اُسکو اپنا ہمشکل اور ہمرنگ اور ہم صفات بنا لیتے ہین تب جلانا اور بھوننا جو آگ کی خاصیت مین سے ہے اِس
لوہے کو حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر مین بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سرخ ہو کر مثل آگ کے نظر آتا ہے اگرچہ
دراصل وہ لوہے کا لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اُسکو حاصل ہو گئے ہین

تو وہ آثار اور احکام ابھی تک نئی آگ ہی کے ہین لیکن اگر اسوقت لوہے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور کہتا اَنَا
کہ مین فی الحقیقت آگ ہون جس سے کاروبار طباخون اور لہارون اور سنارون وغیرہ ارباب صنائع کے انجام پاتے
ہین پس اسیطرح یہ جذب و کشش رحمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر احدیت کی طرف کھینچتی ہے تو پھر یہ
مشت خاک مثل پارہ آہن اپنی اصلیت کو فراموش کر کے کلمہ اَنَا الحق وغیرہ کہنے لگتا ہے - کیا تمنے قرآن
مین نہین پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ مینے خود نہین
کیا) اور جیسکہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ مین اسوقت اپنے بندہ کا کان ہوجاتا ہون کہ سنتا ہے مجھ سے
اور مین اسکی آنکھ ہوجاتا ہون کہ دیکھتا ہے مجھ سے اور مین اسکا ہاتھ ہوجاتا ہون کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور
مین اسکا پانو ہوجاتا ہون کہ چلتا ہے مجھ سے اور مین اسکی زبان ہوجاتا ہون کہ بولتا ہے مجھ سے مگر یہ بات
بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اِسکے پیچھے پڑنا نہین چاہیئے لیکن جب کسی سالک پر یہ باتین
ظاہر ہون تو اُس سے انکار بھی نکرے کیونکہ جب وادی مقدس مین آگ نے کہا تھا اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِیْنَ (یعنی مین رب جہانونکا ہون) اگر نفس کاملہ اس اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذات الٰہی کا
ہے کلمہ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہین ہے ؎

اِس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگون سے خرق عادات اور قبول دعوات اور دفع بلیات بہت ظاہر ہوتے
ہین چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال مین) مجھ سے کچھ مانگیگا تو مین اُسکو عنایت
کرونگا اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو مین اُسکو پناہ دونگا - اور ایسے بزرگون کے دشمنون پر غضب الٰہی اور وبال
نازل ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے
ساتھ جنگ کرتا ہے - اور ایسے بزرگون کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ قیام جملہ موجودات کا صرف
بوجہ ذات واحد باری تعالیٰ کے اُنپر کھلجاتا ہے جیسکہ آیت کریمہ مین ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ؕ اِس مقام کے لوازمات مین سے ہے دوم وحدت وجود کا مارنا اور
لب معارف الٰہیہ پر کھولنا ؎

(بیان سلوک راہ نبوت یا حب ایمانی)

تمہید - اسباب تحصیل حب ایمانی کے حسب ذیل ہین - سو جاننا چاہیئے کہ آدمی اپنی اصل پیدائش
مین چند چیزون پر مفطور ہے سو اُن چیزونکا حاصل کرنا اور اُسکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا
ہے سو اول اور عمدہ اُن فطرتی چیزون کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہین کہ جو کھانے پینے
اور پہننے اوڑھنے کو بلا بدل دیا کرے اور ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کیا کرے پس ایسے شخص سے طبعًا
آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے پس خداوند تعالیٰ جو منعم حقیقی ہے اُسکو

اسکے ماسوا پر ترجیح دینا اور اُسکی نعمتون کا شکر ادا کرنا اور اُسکی رضاجوئی مین مشقتون کا اُٹھانا اور اپنے آرام کی چیزون
کو اُسکی رضامندی کے واسطے ترک کر دینا اور اپنے تئین اُسکے غلامون مین شمار کرنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابل
مین ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اُسکی حمد و ثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اُسکی خدمت مین لگانا اور اپنی گردن
کو بطور شکر بمقابلہ اُسکے احسانون کے جھکانا اور اُسکے احسانون کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو
اُسکی فرمانبرداری مین اُٹھانا اور اپنے ارادون کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اُسکے
نام پاک اور اُسکے کلام مجید اور اُسکے گھر شریف اور دوسرے شعائر کی تعظیم کرنا - دوسرے اُن فطرتی چیزون
میں سے ایک محبت جواد کی ہے اور جواد اُسے کہتے ہین جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگون مین
پھیلائے پس سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی جواد مطلق نہین ہے کیونکہ سوائے اُسکے ہر کسیکو امور نافع کے
جاری کرنے مین ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دُنیوی غرض ہوتی ہے - تیسرے اُن فطرتی چیزون مین سے محبت
اور تعظیم صمد کی ہے - اور صمد اُسکو کہتے ہین جو بزرگ دہار (محتاج ہونیوالا سہارے کا) اور بے نیاز ہو اور اُسکے غیر سب
اُسکے محتاج ہون سو بے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہین ہے - غرض ان ہر اقسام فطرتی محبت
سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بتقاضائے فطرت طبعاً اُسکو دوست
رکھتا ہے اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردہ غفلت اُس سے اُٹھ جاتا ہے
تو پھر اُسکی محبت جوش مارتی ہے - چوتھے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت اور تعظیم اہل کمال کی ہے
سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہین اب یاد رکھنا چاہئے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج علیا
کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اُس منعم حقیقی اور صمد و جواد تحقیقی کے نہین ہو سکتا - سو اللہ رب العزت نے اپنی
محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولون کے بذریعہ انزال کتب ہمکو
مطلع کر دیا اور سُبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے یہ دونو کلمے مخبر اُسکے صمدیت اور
بزرگ دہار ہونے کے ہین اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مخبر اُسکے انعامات کا ہے اور لا الٰہ
الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہین ہے جو مُظہر اُسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہمکو تعلیم کر دیا
اور آیات الٰہی جو عالم مین پھیلی ہوئی ہین اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری مین موجود ہین خصوصاً
انسانون مین کہ اُنکے ایجاد مین کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہین یعنی پہلے ماں کے پیٹ مین نطفہ
کا قرار پکڑنا اور پھر اُس نطفے سے لہو بنکر جم جانا اور پھر اُس لہو سے ایک گوشت کا لوتھڑا بنجانا اور پھر اُس لوتھڑے
سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اُسمین ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے متناسب اور قوتین
متخالف ظاہر ہونا اور اُسمین جان کا پڑنا اور تا ولادت اُسکو پیٹ کے اندر غذا مناسب پہنچانا اور روز بروز اُسکو

بڑھانا اور پھر وقت مقررہ پر تین پردے چیر کر اُسکو باہر لانا اور پھر صغر سنی مین پھر اُسکے بعد جوانی مین اور پھر بڑھاپے
مین اُسکو پالنا اور غذاء مناسب ہر وقت کے اُسکو پہنچانا جیسے پیدا ہونے سے پہلے ماکی چھاتیون مین دودھ
کا تیار رکھنا پھر اُسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مناسب ہر وقت کے اُسکو عطا کرنا اور اُسپر سے بلاؤنکا ٹالنا
اور اُسکی مشکلون کو حل کرنا اور عاجزون اور بیقرارون اور مظلومون کی دعاؤنکو قبول کرنا اور اُنکی ہدایت
کے واسطے پیغمبرونکا بھیجنا اور کتابونکا اُتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد اور صمد تحقیقی ہونے پر دلیل قاطع ہین
اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ اُمور قلبیہ سے ہے لیکن اقوالِ
محبت انگیز اور افعالِ تعظیم آمیز اُس محبت کو دو بالا کر دیتے ہین پس مرد سلیم الفطرۃ جو روزِ ازل مین اہلِ سعادت
مین لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبۂ صمدیت مین اور اعلیٰ مناصب جود مین واقع
ہے اور کامل صفتون سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے اور یہ شخص ہر ساعت
ہر کام مین اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتین باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی
اُس پر برس رہی ہین تو اُس فطرتی محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ
اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے تہ دل مین پیدا ہوتی ہے تب فعلاً و قولاً اُسکی تعظیم اور ادائے شکر
کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور
تعظیم سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنی کے پڑھتا ہے اور لذتین اور حلاوتین
اُن ذکرون کی اور خصوصاً قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالا مال کر دیتی ہین اور شیرینی الفاظ اور لذتِ
مضامین اُسکے دلکو شکار کر لیتی ہین اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہو جاتے ہین اور خیالات منتشرہ اور
وساوس پراگندہ اور آرزوئین باطلہ اور قصد گناہ اور محبت بغیر اللہ اُسکے دل سے ملیامیٹ ہو جاتی ہے
اور اُسکی عقل اور قلب لگاؤ حیوانی سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ کہ سالکان راہ نبوت کا ہے اور اُسکو ذکر ایکائی
کہتے ہین پس اس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک دمک پیدا ہوتی ہے
اور الفت اور تعظیم جدید ولذیذ دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا الہ الا اللہ)
کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالی کی ثابت ہے ساتھ فضائل ذاتیہ باریتعالی کے دل ذاکر مین قرار پکڑتا
ہے یہانتک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم مین موجود ہین سب کو اُسکی قدرت کاملہ سے بلا واسطہ دیگر
خیال کرتا ہے اور ہر انعام کو جو اُسکو یا دوسرونکو پہونچتے ہین سب کو آثار تربیت بالغہ اُسکے کا بلا عجاب خیال
کرتا ہے اور ہر کمال کو جو موجودات مین چمکتا ہے عکس جمال لایزال اُسکے کا سمجھتا ہے اور ہر نقصان کو بارگاہ
جلال اُسکے سے دور اعتقاد کرتا ہے پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی مین غوطہ مار کر سوائے

بادحیرت کے اور کچھ نہین پاتا اور اُسکے انعامات کو دیکھکر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتوں
کے اور کچھ ہاتھ نہین آتا سو یہ فکر ہے سالکان طریق محبت کا اور اسکو فکر یا مراقبۂ ایمانی کہتے ہین اور جب
یہ فکر اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو اُلفت شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے تہ دل سے اُٹھتی ہے اور اُسکے تمام
قوائے باطنیہ کو مضمحل کر دیتی ہے - اگر اوپر کو دیکھتا ہے تو تمامی آیات عظمت اور انعام اُسکے کے پاتا ہے اور اگر
نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکے کے اور کچھ نہیں دیکھتا اور اپنے تئین بمقابلہ ایسے انعامات
کے سراسر قاصر اور ناشکرا جانکر دریائے شرمندگی مین ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُسکے انعامات
سے خیال کر کے اُنکی محبت اُسکے دل مین پیدا ہوتی ہے بموجب بیت کے بیت نازم بچشم خود کہ جمال
تو دیدہ است + اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است + ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را + کو دامنت
گرفتہ بسویم کشیدہ است + اور جسوقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا
عظمت اور حلاوت اُس اسم عظیم سے مثل شبنم سحری کے کانپنے لگتا ہے اور اُسکے ہر بُن مُو سے ندائے عجز
واحتیاج خود و آوازہ استغنائی اور بے نیازی اُس ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے پس اس اُلفت کو حُبِّ ایمانی کہتے ہین

مؤیدات حُبِّ ایمانی - سو اوّل اور افضل مؤیدات حُبِّ ایمانی کے اجتبائے اور قبولیت ازلی ہے
جسمیں استعداد ازلی نہوگی وہ کبھی اس محبت کی تحصیل کا ارادہ ہی نکریگا دوسرے اتباع شریعت پر نہایت
بڑے استحکام سے دلی عزم کر کے نہایت سرگرمی سے سنت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکے
تہ دل مین پیدا ہو جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا پورا پورا متبع کر دے اور
اللہ رب العزت کی رضا جوئی پر کمر ہمت چست باندھے اسطرح کہ اپنا جان و مال اُسکی رضا جوئی مین صرف
کر دینا اور اپنا کل مال و متاع تعمیل احکامات الٰہی مین وقف کر دینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جَو کی
برابر بھی وزن نہ لائے اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل مین ہر عائق و مانع کو ایک ذرہ کے برابر بھی نہ جانے
اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کلّی حاصل ہو - اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و وِرد و وظائف
وغیرہ مراد نہین ہے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ عقائد شرعیہ پر اُسکے قلب کو طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی
کی تہ دل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُنکے اندر پیدا ہو جائے اور رضا جوئی حضرت حق مین کسیکی موافقت
اور مخالفت کی کچھ پروا نکرے - تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور
چٹورہ آدمی مین شدت بھوک کی حالت مین اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے
کے حوالے کر کے آپ بھوکا رہنا گوارا کرے اور اسیطرح سخت پیاس کے وقت خود پیاسا مرنا اختیار کر کے اپنے
سرد پانی کا پیالہ خالصاً لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا - اور اسیطرح باوجود کثرت رغبت طرفین اور عدم

کہ کسی معشوقہ صاحب جمال سے محض بخوفِ الٰہی ترکِ زنا اور مصاحبت کرنا وعلیٰ ہذا القیاس - چوتھے کسی
بھاری موقع پر کوئی فعل بتائید شرع یا زندہ کرنے کسی سُنت مردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت
کرنا کسی مظلوم بیکس کا یا لوگون کے اندر صلح اور آشتی کرا کے کسی فساد کو دور کرا دینا یا کسی مذہبی مقدمہ مین ثابت قدم
رہنا یا کسی مقبول خدا کی اعانت کرنا یا کسی ایسے کام مین سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقۂ حقہ کی اشاعت
کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ +

آثارِ حُبِّ ایمانی - رضاجوئی حضرت حق مین ہمت اور عزیمت کا فنا ہو جانا اور خلقت کو طرف اطاعت
اور فرمانبرداری رب العزت کی دعوت کرنا - اور نتیجہ اُنکے استغراق ہمت اور فناءِ ارادہ کا یہ ہوتا ہے کہ علاقے حُب اور
بغض ماسوی اللہ کے اُنکے دل سے باطل و محو ہو جاتے ہین اور اُنکو پورا توکل ذات باریتعالیٰ پر حاصل ہو جاتا ہے
اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہین بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نکرنا توکل
کی اصل ہے بموجب اُس بیت کے **بیت** گفت پیغمبر بآوازِ بلند + بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند + دوسرے بلاؤن
اور مصیبتون کے سہنے پر اپنے اندر شجاعت پانا اور یہ بات جنس صبر سے نہین ہے بلکہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے کیونکہ
سالک حُبِّ ایمانی کا کام ہمیشہ شکر در شکر ہے اُسکی نوبت کبھی صبر تک نہین پہونچتی بلکہ یہ سالک ہر بلا اور مصیبت
کو بمقابلہ اُسکے ہزارہا انعام کے بلکہ از قسم تربیت و تادیب سمجھتا ہے - تیسرے اچھے کھانے پینے اور پہننے اور دیگر حظوظ
نفسانیہ کے ترک کو اپنے کمالات سے نہین سمجھنا اور قصدًا اُنکو ترک نہین کرنا اور اگر کسی غرض دینی یا رضاجوئی
مولا مین اُنکے ترک کی نوبت آپڑے تو اُسوقت کمال جرأت سے اُنکے ترک کرنیکو اپنے کمالات سے سمجھتا ہے
ورنہ لذیذ کھانون اور نفیس کپڑون اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب اِس حُب کو ترقی ہوتی ہے + چوتھے
نماز اور دعا اور مناجات مین لذت اور حلاوت کا پانا - پانچوین فوائد متعدیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے
اصلاح بین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مدنی اور خدمت خلق اللہ اور اُنکی تعلیم اور تربیت مین مشقتون
کا برداشت کرنا - چھٹے تقویٰ مین پکا ہونا اور تقوے سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو امرِ الٰہی اور احکام شریعت
کا تابعدار کرنا اور لغو وسوسے جو وضو اور طہارت وغیرہ مین لوگ کرتے ہین تقویٰ مین شامل نہین - اور تقویٰ
کے بھی تین درجے ہین ایک کو اذعانِ عقلی کہتے ہین یعنی گو مرتکب نواہی کا ہو جاتا ہے مگر اُنکو بُرا جانتا ہے اور
یہ سب سے ضعیف درجہ تقویٰ کا ہے اور جسمین یہ بھی نہو وہ مسلمان ہی نہین - دوسرا اذعانِ افعالی ہے یعنی
مرتکب نواہی کا تو نہین ہوتا مگر اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے - تیسرا اذعان قلبی ہے - یعنی نہ مرتکب نواہی
کا ہوتا ہے اور نہ اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھ کر اُسکے بدن مین رعشہ اور دلمین خوف اور دماغ
مین بیہوشی ہو جاتی ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے + **ثمراتِ حُبِّ ایمانی** - جب اعلیٰ درجہ کی محبت الٰہی

اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو رضاجوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر اور باطن اور جوارح وقویٰ کو ساتھ انوار و آثار کے روشن کردیتی ہے تو شکر اور توکل اور تقویٰ اُسکے دل مین جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خلاصہ ایمان بالقدر کا ہے اُسکے ذہن نشین ہوجاتی ہے - اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی بالغ اموال اپنے کو اپنے ملک سے نہین جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر کبھی نازان نہین ہوتا اور ساتھ ربوبیت رب الارباب کے سینہ اُسکا کھل جاتا ہے اور آثار محبت آلہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہوجاتے ہین اور تمامی عقائد شرک و بدعت و الحاد اور کج راہون اور بد طریقون اور افراط و تفریط سے العدرب العزت اُسکو محفوظ رکھکر طریقۂ محمدی اور دین حنیفی خود تعلیم کردیتا ہے اور انوار رضامندی آلہی کے اُسپر جلوہ گر ہوجاتے ہین اور پھر خداوند تعالیٰ اُسکو اپنی حمایت اور ولایت مین لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے ایسے بزرگون کو شرع مین شہدا اور حوارین کہتے ہین - ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت مین محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل کرتے ہین اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بعد انکشافات مولیٰ کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے - شہدا اور حوارین سے بڑھکر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر منظور ہوتے ہین ایسے بزرگون کو صدیق کہتے ہین اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوصہ مین اور صحت اور بطلان عقائد خاصہ مین اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ مین اور صلاح اور فساد اور انتظام واجب الحفظ وقائع اور معاملات جزئیہ مین اپنے نور جبلی سے خود معلوم کرلیتے ہین اور طریق اُنکا خذ کا ایک شعب شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہین پس رضا حق اُنکی رضا مین اور اتباع حق اُنکا اتباع مین اور غصۂ حق اُنکے غصہ مین منحصر ہوجاتا ہے اور ان دونو یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت من اللہ ہے اُنکو مفہمین بھی کہتے ہین اور ان تینون سے برتر مقام موسوم بحج اللہ ہے اور ان کل سے بڑھکر مقام ریاست اور وارہ اطوار ہے اور اُنکو ناصحین و خاتمین بھی کہتے ہین اور یہ تینون آخری مقام بالذات انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہین یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصون کو بھی ظل اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے اسواسطے ان تینون آخر الذکر مقامون کی پوری تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے +

اور یہ واضح رہے کہ کشف اور شہود جو مزاولت اعمال و اشغال سے سلوک راہ ولایت مین حاصل ہوتا ہے اُسمین کافر اور مؤمن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سُنت سب شریک ہین یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال و اشغال کی کرتا ہے اُسکو کشف حاصل ہوجاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود میں اول درجے کے اُستاد ہوتے ہین لیکن جیسے ان طلسماتی نظارون سے جو کشف اور شہود مین حاصل ہوتے ہین مومن کا

ایمان اور عزم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت بھی اُس سے دہ چند ہو جاتی ہے۔ پس صرف اُس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اِسی غلطی مین بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہو گئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو چاہیئے کہ ان سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دور کرے تاکہ کچھ اُنکا اثر باقی نرہے۔ ؎ خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن ز درون سینہ + حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت + کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ + صراط المستقیم مین ان دہ گانہ رذائل کو بطور بیماری کے قائم کر کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہین۔ جب سالک کے قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہمیشہ کے واسطے بالکل دور ہو جاوین گے تو فضائل دہ گانہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ بجائے اُنکے متمکن ہو جاوینگے ؎ خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم + دہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت و صدق و یقین + عفت و جود و توکل و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب تک کوئی طالب ان رذائل دہ گانہ یعنی بخل و حسد وغیرہ سے بالکل پاک ہو کر فضائل دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہو گا انعام حق اُسپر کبھی نازل نہو گا خواہ مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملایک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسمانی نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب الٰہی سے اُنکو کچھ بھی تعلق نہین ہے + پس جس شخص پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت الٰہی کے ظاہر نہون تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ ان دسون رذائل مذکورۂ بالا سے اُسکے اندر موجود ہو گا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہیئے کہ جسطرح اشغال اور مراقبے واسطے حصول معرفت الٰہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے ان رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جاوے مگر رذائل کا معلوم کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہین ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ پہلے کسیقدر قرآن و حدیث بامعنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہو کر پھر اُس یادداشت پر جو طریقۂ نقشبندیہ مین مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ مین پختہ ہو جائے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُنسے بچنے کا قصد اُس ملاحظۂ اول کے ساتھ ملا کر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ مین اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستون اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال مین اس خیال کو اپنے دل مین قائم کرے کہ ذرا میلان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل مین نگذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے دل کو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی رہے اور امر شرعیہ مین بھی خاصکر نماز اور تلاوت قرآن مجید

اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو رضا جوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر اور باطن اور جوارح و قُویٰ کو ساتھ انوار و آثار کے
روشن کردیتی ہے تو شکر اور توکل اور تقوی اُسکے دل مین جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خلاصہ ایمان بالقدر
کا ہے اُسکے ذہن نشین ہوجاتی ہے - اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی الا امول اپنے
کو اپنے ملک سے نہین جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر بھی کبھی نازان نہین ہوتا
اور ساتھ ربوبیت رب الارباب کے سینہ اُسکا کھل جاتا ہے اور آثار محبت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہوجاتے
ہین اور تمامی عقائد شرک و بدعت اور الحاد اور کج راہون اور بدمذہبون اور افراط و تفریط سے اللہ رب العزت
اُسکو محفوظ رکھکر طریقۂ محمدی اور دین حنیفی خود تعلیم کردیتا ہے اور انوار رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوجاتے
ہین اور پھر خداوند تعالی اُسکو اپنی حمایت اور ولایت مین لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے ایسے بندگون کو شرع
مین شہید اور حوارین کہتے ہین - ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت مین محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل کرتے ہین
اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بجہا کشادت جدا
کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے - شہید اور حوارین سے بڑھکر مقام
ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر مفطور ہوتے ہین ایسے بزرگون کو صدیق کہتے ہین اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا
حق کے افعال و اقوال مخصوصہ مین اور صحت اور بطلان عقائد خاصہ مین اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور
ملکات شخصیہ مین اور صلاح اور فساد اور انتظام واجب الحفظ وقائع اور معاملات جزئیہ مین اپنے نور جبلی سے خود
معلوم کرلیتے ہین اور طریق اُنکا اخذ کا ایک شعب شعب وحی سے ہے کہ اُنکو وحی باطنی کہتے ہین پس رضا حق
اُنکی رضا مین اور اتباع حق اُنکے اتباع مین اور غضب حق اُنکے غصہ مین منحصر ہوجاتا ہے اور ان دونو یعنی شہید
اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے اُنکو مقربین بھی کہتے ہین اور ان تینون سے برتر مقام موسوم بہ
حجۃ اللہ ہے اور ان کُل سے بڑھکر مقام ریاست اور وارد اطوار ہے اور اُنکو قائمین و خاتمین بھی کہتے ہین اور
یہ تینون آخری مقام بالذات انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہین یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصون کو بھی ظلی
اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے اسواسطے ان تینون آخر الذکر مقامون کی پوری تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار
مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے +

اور یہ واضح رہے کہ کشف اور شہود جو مزاولت اعمال اور اشغال سے سلوک راہ ولایت مین حاصل ہوتا ہے
اُسمین کافر اور مؤمن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سُنت سب شریک ہین یعنی جو شخص مزاولت اُن
اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُسکو کشف حاصل ہوجاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود مین اول
درجہ کے اُستاد ہوتے ہین لیکن جیسے ان طلسماتی نظارون سے جو کشف اور شہود مین حاصل ہوتے ہین مومن کا

ایمان اور جزم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت
بھی اُس سے دہ چند ہو جاتی ہے۔ پس صرف اُس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر
غلطی ہے۔ اِسی غلطی مین بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہو گئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل
تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل
اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو چاہئیے کہ ان سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دور کردے
تاکہ کچھ اُنکا اثر باقی نرہے۔ ؎ خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن ندرون سینہ + حرص
و طمع و بخل و حرام و غیبت + کذب و حسد کبر ریا و کینہ + صراط المستقیم مین ان دہ گانہ رذائل کو بطور بیماری کے
قائم کر کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہین۔ جب سالک کے قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہمیشہ کے واسطے
یکقلم دور ہو جاوین گے تو فضائل دہ گانہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ بجائے اُنکے متمکن ہو جاوینگے ؎ خواہی
کہ شوی بمنزل قرب مقیم + دہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت صدق و یقین + عفت و جود و توکل
و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب تک کوئی طالب ان رذائل دہ گانہ یعنی بخل اور حسد وغیرہ سے بالکل
پاک ہو کر فضائل دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہو گا انعام حق اُسپر کبھی نازل نہو گا خواہ
مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملایک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسماتی
نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب آلہی سے اُنکو کچھ بھی تعلق نہین ہے + پس جس شخص
پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت آلہی کے ظاہر نہون تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ ان دسون
رذائل مذکورہ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہئیے کہ جسطرح اشغال اور مراقبے واسطے
حصول معرفت آلہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے ان رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جاوے مگر رذائل کا معلوم
کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہین ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ
پہلے کسیقدر قرآن و حدیث بامعنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہو کر پھر اُس یادداشت
پر جو طریقہ نقشبندیہ مین مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ مین
پختہ ہو جائے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُن سے
بچنے کا قصد اُس ملاحظہ اول کے ساتھ ملا کر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ مین
اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستون اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال مین اس خیال کو
اپنے دل مین قائم رکھے تو میلان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل مین نگذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے
دل کو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی رہے اور امر شرعیہ مین بھی خاصکر نماز اور تلاوت قرآن مجید

کا سب سے زیادہ لحاظ رکھے اور ہر حال میں اُسکے دل کا تعلق نماز کے ساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا
اذان سنے پھر اُسکی طرف سے غفلت نکرے اور کسی کام کو ہمیشہ نماز پر مقدم نہ رکھے جیسا کہ جب کسی کا محبوب اور
معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتا گو ہزاروں کام اُسوقت فوت ہو جائیں
پس حسب فحوائے حدیث قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میرے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز کو موجب راحت
اصلی کا سمجھ کر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نکرے پس اسی طرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد
کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرتا ہے - جب ایک مدت تک اسطرح پر لحاظ رکھے گا تب اُسکی کل عادات عبادات
ہو جاوینگی مثلاً کھانا نہ کھاویگا جب تک اُسمیں ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا نہو اور نہ سوئیگا جب تک
اُسکا دل گواہی نہ دیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ۔

چونکہ اموامر اور منہیات شرعی بہت ہیں اُنسے واقف ہونیکے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرلے اور اگر
حفظ ہو سکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمے پر واقف ہو کر بہت تدبر اور تفکر سے تلاوت
قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ
ایزدی کا مثل اسکے ہے کہ گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے صرف غفلت ایک حجاب
اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ واصل ہوا - لا سمجھنے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے
قرآن مجید کے وظیفے یا استعمال کرنا یا تسبیح کھٹکانا نادانی سے خالی نہیں ہے -

اعمال میں چاروں مذہبوں مروجہ میں سے کسی مذہب کا اتباع کرنا بہتر اور خوب ہے لیکن علوم نبوی
کو کسی ایک مجتہد میں منحصر نجانے بلکہ یوں سمجھے کہ علم نبوی تمام دنیا میں پھیل کر حسب مقتضائے وقت
ہر ایک مجتہد کو پہنچا مگر جب بعد زمانہ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئیں اُسوقت جمعیت
علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جاے اُس حدیث پر بلا تامل
عمل کرے اور ایسے حال میں کسی مجتہد کا اتباع نکرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصور کر کے دل سے اُنکے
ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہیں اور بوجہ
اس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہو کر مقبول نظر اُس
جناب رسالت مآب کے ہوے ہیں -

ہر مسلمان کو دو چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک تکبر سے کہ آدمی اپنے تئیں دوسروں سے بہتر اور بلند تر
تصور کرے اور یہ خصلت کبر کی ایسی بری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہونچا کر شیطانوں کا بھائی بنا دیتی ہے - دوسرے
مسلمانوں کی جماعت میں فساد اور خرابی ڈلوا دینا - سو اس رذیلہ خصلت پر اس زمانہ کے بہت سے مولویوں کا

عمل ہوتا ہے جو ذرا ذرا سے فروعی اختلاف پر مسلمانون کی اہانت اور غیبت کرکے اُنکو مسجدون سے نکلواتے اور ہر وعظ مین اِس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہین ایسے مولوی بدترین خلایق کے ہین۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یارسول اللہ آپنے فرمایا کہ لوگون مین سے فساد کو رفع کراکر صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے اور مسلمانون مین فساد ڈلوانا ایمان کو بے زینت کرنا ہے +

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہِ نبوت اور راہِ ولایت مین در اصل کچھ تبائن اور تخالف نہین ہے مگر اسکو سمجھنا چاہیئے کہ راہِ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہے اور حُبِ عشقی اور راہِ ولایت قبیل حالات اور ارادات سے ہے سو حُبِ ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلہ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادۂ عمارت کے سمجھنا چاہیئے اور حُبِ عشقی اور طریق ولایت اور اُسکے ثمرات شور انگیز کو مثل گل بوٹے دلکش کے تصور کرنا چاہیئے کہ بعد تیاری عمارت کے اُسپر نقش کئے جاتے ہین نہ کہ عمارت سے پہلے مگر اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانۂ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کرکے سلوک راہ نبوت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حُبِ عشقی مین پڑکر برباد ہوگئے حالانکہ آمن ثم جاہد (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے +

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوے اُسکے دو طریق ہین ایک طریقہ کو طریقۂ اصحاب الیمین کہتے ہین سو اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع سے مطابق کرکے بقدر ضرورت اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امیدوار اجر جزیل کا ہے اور حظوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ جائزہ سے فائدہ اُٹھائے اور جسقدر چاہے مال جمع کرے مگر اُسمین سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے پس سعی اُسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا۔ دوسرے طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ اور تحلیہ پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمت رکھتے ہین یہانتک کہ اپنے مال وعیال وجوارح واعضا اور مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے اِن سب کو از آن منعم حقیقی اپنے کا جانتے ہین اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اُسکی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہین اگر اُنکے سب اعمال کسی کافر متمرد کو دیدیے جائین یا بلا سبب ضبط ہو جائین تو وہ اُسکی کچھ پروا نہین کرتے اور اُنکے دل سے رحمت ربانی وخیرخواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہین کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات مین رو رو کر عرض کرتے تھے

یہ بُود سے کہ دوزخ زمن پُر شدے + مگر دیگران را رہائی شدے +

جو کوئی ان مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوئے متصف ہو یا صرف ان حالات کو شغل کر کچھ فائدہ اٹھائے تو تعظیم و تکریم عاملین اور غافلین ان مسائل سے بھی کوتاہی نکرین بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کرے کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالیٰ کا نام پاک لینے سے قاصر نہین ہے - پس فقط اس نام پاک کی جہت سے اُسکی تعظیم تکریم کرنی ضرور ہے اور سوائے اسکے حال آغاز و انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ ہر ایک آدمی اول پیدایش مین بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسیکو معلوم نہین کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی رحمت عام اور قدرت کاملہ ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ مین قطب کر دے اور جس کافر کو چاہے ایک دم میں مسلمان کر کے ولی اور مقبول بنا دے ٭

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلی رذائل اور تحلی فضائل و اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اُس شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ الٰہی مین حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لا اِلٰہ اِلّا اللہ ہے کہ اُسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے اقرار کرے اور کفر سے محترز ہو گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہو جاتے ہون لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پائیگا اور یہ بھی یاد رکھا جائے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مصدق مضمون کلمہ کا ہوگا لا بد وہ گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا گو گناہ کو ترک نکرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز سو بار ہوا کرے مگر خداوند تعالیٰ کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر نہو جائے کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے ٭

قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشغال طریقۂ قادریہ جسکو سید صاحب نے کسی قدر تغیر تبدل کر کے موجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کر دیا ہے (ذکر) اول قبلہ رو مثل نماز کے بیٹھکر ذکر یک ضربی اسطرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے منہ کے سامنے ضرب کرے اور وقت تلفظ کرنے اس لفظ کے ایسا خیال کرے کہ ہمراہ اس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے منہ سے باہر نکلا بعد تمام ہونے ضرب مذکور کے ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے خیال مین جائے پس اس پہلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچا جائے اور اُسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھا کر مثل نورانی چادر کے اپنے مونہہ کے سامنے سے سر پر لے آئے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤن تک وہ چادر نورانی چھا جائے پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کر کے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے مونہہ سے داخل ہو کر وسط سینہ مین جمع ہو گئی اور پھر چند بار تکرار کرنے سے متنبہ ہو کر سمجھ جائے تمام جسم کے وہی نور قایم ہو گیا - اور اس سکوت مین اپنا لحاظ ذات بحت کی طرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا جائے یہانتک کہ قابو مین آجاے - جب ذکر ایک ضربی مین مزاولت ہو جائے

تو بطریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز کے قبلہ رو بیٹھکر لفظ مبارک اللہ کا وسط
سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ داہنے زانو مین ضرب کرے اور مثل سابق اُسکے پیچھے ایک آواز خیال کرکے
آہستگی سے اُسکو داہنے مونڈھے تک لیجا کر وسط سینہ تک پہونچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اس لفظ
کے نکل کر زانو اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام نور کر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہوکر بجائے اُنکے نور
قائم ہو گیا پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہو جائے تو اس لفظ مبارک کو ہمراہ اُس
نور کے وسط سینہ سے تا بشانہ راست لیجا کر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کرکے خیال کرے کہ جو نور جانب اعضا
راست پر محیط ہوا تھا قلب مین اُتر گیا پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب مین اُتر گیا تھا
اُسکے سارے بدن پر چھا گیا + اسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھکر بقاعدۂ مذکورہ بالا ایک ضرب داہنے
اور ایک ضرب بائین اور تیسری ضرب قلب پر مارے۔ اسکے بعد ذکر چار ضربی ہے کہ بطریق مذکورہ بالا چار زانو
بیٹھ کر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے منہ
کے روبرو مارے اور اِن ضربون کے ساتھ یہ ملاحظہ کرتا جاوے کہ نور ہمراہ اِن لفظون کے نکلکر نیچے کی طرف سے
بڑھتا ہوا اُس شخص کے سارے بدن کو اپنے مین غرق کر گیا بلکہ بجائے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہو گیا۔ غایت
اس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باری تعالی کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہوکر بشریت تمام بدن سے
عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہو جائے اور فنائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہو جائے کہ جسکے سبب
ذکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہوکر ذکر سے فکر مین انتقال کرنیکو اقرب و آسان ہو جائے۔ پس جب آثار اذکار چارگانہ
کے ظاہر ہو جاوین تو فکر یعنی مراقبہ مین مشغول ہو جائے +

(فکر) سب سے اوّل مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کی کہ وہ
لاشریک لہ ہے ہر جگہ لحاظ کرے کہ ہر دم ہر مکان مین وہی ذات پاک یگانہ ہے مگر ہر چیز کو نفی کرکے بجائے اُسکے
صرف وجود حق تعالی کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالی کو عین اُن چیزونکا خیال کرے بلکہ اُسکے وجود کو یگانہ
غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصوّر کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالی کو
مثل لفظ ہست اور لفظ ہے کے خیال کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی
چیز کا ہے۔ پس جب مراقبۂ وحدانیت مین مشق ہو جائے تو مراقبہ صمدیت کا شروع کرے۔ اُس مراقبہ
کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اُسکی طرف محتاج ہے اور وہ کسی شئے کا محتاج نہین بلکہ ہر شئے سے مستغنی
ہے اور اُسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد مین شرح وار نہایت محبت اور الفت اور نہایت
تضرع اور عجز سے ملی ہوئی اسطرح خیال کرے کہ مین ہر چیز مین اُسکا محتاج ہون اور میرا کوئی کام بدون

ہوجاتی ہے اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوکر اسمین نورانیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے اب اگلی منزل شغل نفی
مین مدد ہوکر وہ آسان تر ہوجاویگی - ہرچند روح بشری قابل چڑھنے عالم قدس اور آسمانون کے نہین ہے
لیکن ذکر آلہی اُسکا رہبر ہوکر جہان روح کے جانے کی طاقت نہین ہے وہانتک اُسکو پہونچا دیتا ہے - اِسکے
بعد شغل نفی شروع کرے حسب فحوائے آیت کریمہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی اللہ نور ہے آسمانون
اور زمین کا) مثل وجود وہستی باری تعالیٰ کے جیسا کہ مراقبہ وحدانیت مین بیان ہوا اُسیطرح پر انوار آلہی کو بھی
ہر مکان مین موجود سمجھے کیونکہ اُسکے وجود کو انوار بھی لازم ہین جہان اُسکا وجود ہے وہان انوار آلہی کا ہونا
بھی ثابت ہے گو کہ انوار ہر جگہ موجود ہین لیکن قوت دراکہ انسان کی بسبب خیالات اشیار کثیفہ ظلمانیہ
کے کہ وہ اجسام فلکی اور عنصری ہین اُسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے اُن خیالات مذکورہ سے
پاک وصاف ہونا چاہئے تاکہ اُسکو انوار آلہی معلوم ہون پس جب اُسکا آئینہ ادراک زنگ خیالات مذکور
سے صاف ہوگا تو پھر انوار آلہی ہر جگہ موجود ہین اور طریقہ اُنکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہے کہ پہلے شغل
نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیار کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہین اگرچہ فی الحقیقت نہ کوئی شئے ہے
اور نہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہے کیونکہ جو کچھ موجود ہے وہ سب اُس مالک
حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے اسلئے باوجود اُسکے پاک ہونے کے ایک ربط خاص ہر ایک چیز موجودہ کے
ساتھ اُسکو حاصل ہے پس اس صورت مین نفی وجود اُن اشیار کی فی الواقع ممکن نہین ہے مگر اس مشق نفی سے
محض اپنی قوت دراکہ کا صاف کرنا ہے گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہے مگر ان سب سے زیادہ دشوار
اپنے وجود کی نفی کرنا ہے اسواسطے اول تمام عالم کی نفی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی کرے اور بدن مین جس
عضو کی نفی کرنا دشوار ہو اُسی عضو سے اسطرحپر نفی شروع کرے کہ کلمہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا فَاعِلَ اِلَّا
اللّٰهُ کے معنی سمجھ کر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فوراً اُسکی نفی ہوجاویگی اور جب شغل نفی کی
مزاولت خوب ہوجائے تو اُسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اُس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہروقت
بیٹھنے اُٹھنے اور کھانے پینے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون اور بیچگون کے رکھے
یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہو اور بعد ملکہ یادداشت کے حق یادداشت کو اُسکے ساتھ بلا لیوے
اُسکے بعد شغل نفی النفی اور فنار الفنار کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورت پیش آتی ہین کبھی توحید
صفاتی اُسپر کھلجاتی ہے اور گاہے انوار زنگارنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہین اور یہی صورت حصول راہ مقصد
طالب کی ہے اور وہ انوار ذات بحت حق جل وعلا کے ہین اور جس کسیکو بعنایت آلہی یہ سب پردے طے
ہوجائین تو بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے اور وہان پہونچکر حالات عمدہ اور اطوار مختلفہ اُسکو پیش

آتے ہین چنانچہ اسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ وہان ہمیشہ جدے جدے تماشے
قدرت الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہین +

اشغال طریقۂ چشتیہ +

جنکو سید صاحب نے بطرز جدید بموجب نوبت اترو عرت بہور فوائد بیاز منہ قلیلہ اور آسان کردیا ہے +
(ذکر) باوضو دوزانو بطور نماز کے بیٹھکر اول فاتحہ بنام اکابر اُس طریق کے یعنی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے کرکے توسّل ان بزرگون سے کے جناب باری مین
نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دعا کشود کار خود کرکے ذکر دو ضربی شروع کرے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک
اللہ کا دوبار متصل کہے اور بہت زور سے اُسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے اور آخر کو اول سے
زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت مین زیادہ کرے۔ پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے اور ایک نور اُسکے
سینہ سے نکلکر اُسکے لب پر پہنچکر ٹھیر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اور نور نکلا اور دونو نور جمع ہوکر اُسکے
مونہہ سے نکلکر اُسکے سر پر جا پہنچے پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اُسکے سر پر ایک ہاتھ اونچا ٹھیرا ہوا ہے۔ اسوقت
اِس ذکر کو حضوری دل سے بار بار کہے اور حضوری کے واسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اُس ذات پاک
کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہر دم اور ہر جگہ موجود ہے۔ پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر
کے اُسکے سر پر قایم ہوگیا اور پھر وہ نور متوجہ ہوکر اُسکے بدن پر پہنچا اور اُسکا تمام بدن اُسمین گم ہوگیا۔ جب ذکر دو ضربی
مین مشق ہوجائے تو دوسرا ذکر اِلَّا اللہ کا بطور مذکورۂ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے مگر اتنا فرق ہے
کہ اس کلمہ اِلَّا اللہ کو نیچے کی طرف درمیان دوزانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اول مین نور کو اوپر کی طرف خیال
کیا تھا اسمین نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اسکو بھی نیچے سے اوپر لیجاوے تاکہ وہ نور بمنزلہ ایک ستون نور
کے کہ اسمین اُسکا سارا بدن گم ہوگیا ثابت ہوجاے۔ جب اِس دوسرے ذکر مین مشق کامل ہوجائے تو تیسرا
ذکر آہستگی اور ملائمت سے شروع کرے۔ اس ذکر مین بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا ایکبار کہے اور یہ خیال
کرے کہ اُس نور مین جو بجائے اُسکے بدن کے قایم ہورہا ہے اِس ذکر خفی سے بطور چہار طرف کے گردش ہورہی ہے
تاکہ اگر اُس نور مین کچھ کدورت ہو تو صیقل ہوکر صاف ہوجاے اور چمکنے دمکنے لگے۔ پس جب اِس صیقل سے وہ
نور اسقدر صاف ہوجائے کہ اُسکی شعاعین ہر طرف سے دُور دُور پڑنے لگین اور اُسکی صفائی اُسکے قابو مین آجاے
تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے۔ اور چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اُسکو ساتھ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اسطرح کرے
کہ پہلے لفظ لا کو اپنے خیال مین کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کرے اور یہ تمام دور کرکے لفظ اللہ کو اپنے اندر تمام کرے
اور شروع مین لفظ لا کو اپنے مونہہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کرکے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر

اُسکو اسطرحپر متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے ہوکر پھر اپنے مقام مین پہنچا
پھر ساتھ لفظ اِلَّا اللہ کے بجانب فوق بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لا اِلٰہ کے نفی
معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال مین مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت
ضرب اِلَّا اللہ کے اشارہ بذاتِ بحت باریتعالی کے کرے کہ حسب اشارہ آیہ کریمۂ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ
اسْتَوٰی (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اِس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذاتِ بحت کا بالائے
عرش مجید سے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریائے زخار کے جوش مارتا ہوا آکر تمام عالم کے محیط ہو جائیگا بلکہ
جسطرح ذکر اول مین فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمین تمام عالم گم ہو جائیگا - پس جب اِس ذکر مین مشق کامل
ہو جاوے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اِس ذکر کو چھوڑکر
اُسی نور مین جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرحپر مراقبہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدہ عرش سے
ہوئی تھی اِسکے قابو مین آجاوے مگر پہلے بدون لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُسپر آسان
ہو جاوے گو کہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہین ہوتی لیکن طالب کو چاہئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر شغل نفی
کو مستحکم اور مضبوط کرلے کیونکہ بعد مستحکم ہو جانے شغل نفی کے یا تو توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہو جاویگی یا انوار آلہی اُسپر
ظاہر ہو جائینگے اور اُن انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے پس یکے بعد دیگرے اُن پردہائے نور
کو طے کرتا ہوا پردہ بےرنگی تک پہونچ جاوے اور جب پردہ اخیر سے پار ہوگا تو وہی وصول ذات بحت باری
تعالی کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہو جائیگا +

واسطے کھلنے حالات آسمانون اور ملاقات ارواح اور فرشتون اور سیر جنت و دوزخ اور معلوم کرنے وہانکے حقائق اور مطلع ہونے
لوح محفوظ پر یا حیُّ یا قیُّوم کا ذکر اسطرح پر کرتے ہین کہ لفظ یا حیّ کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہین
اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چسپان کرکے پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالتے ہین اور چونکہ اس لفظ اخیر کا تلفظ متصل
پہلے لفظ کے واقع ہوگا تو ضرور ہے کہ اثر اِن دونو اسم مبارک کا جمع ہوکر قوت پکڑے پس اِن دونو لفظون کے بیچ
مین روح کو رکھکر عرش تک پہنچادے اور وہان پہونچکر تھوڑا توقف کرکے اِدھر اُدھر اور سیر کرے اور جب چاہے
ساتھ مدد ذکر خیالی یا حیّ کے تہیہ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور بمصاحبت یا قیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر
واپس پہونچ جاوے +

واسطے کشف قبور کے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوحِ مقرر ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم
سبوح کے ناف سے لطیفہ اخفی تک پہنچ جاوے اور ساتھ اسم قدوس کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم
رب الملائکة والروح کے وہانسے انتقال کرآوے اور بطور ضرب کے دلپر مارکر دل کے اوپر کے دروازے سے داخل

ہو کر خیمے کے دروازہ سے نکلکر قبر کی طرف متوجہ ہو - اور اگر ایکبار مین یہ مدعا حاصل نہو تو ساتھ حضوری اور
توجہ اور التجا و زاری کے کوشش کرتا رہے امید ہے کہ بفضل الٰہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہو جائیگا
ناواقف لوگ اس کشف قبور کو موجب قرب الٰہی کا جانتے ہین اور فی الحقیقت یہ مورث دوری کا ہے

اشغال طریقہ نقشبندیہ جنکو سید صاحب نے آسان اور سہل الحصول کر دیا ہے

طالب کو پہلے قیام لطائف ششگانہ کے معلوم کرنے چاہئین - سو لطیفۂ قلب زیر پستان چپ اور لطیفۂ
روح زیر پستان راست اور لطیفۂ سر ان دونو لطیفون کے بیچ مین وسط سینہ پر اور لطیفۂ نفس مین ناف
مین اور لطیفۂ خفی پیشانی پر جہان ماتھا ختم ہو کر بال شروع ہوئے اور لطیفۂ اخفی تالو کی جگہ جہان بچون کے
سر مین حرکت ہوتی ہے واقع ہین - اس ترتیب سے ان لطیفون کو ایک دوسرے کے بعد ذاکر کرے اور انکا
ذکر اسقدر ہونا چاہئے کہ طالب خود اس ذکر کو معلوم کر سکے اور سکھلانے والے کو چاہئے کہ اپنے لطیفون کو ذاکر
کر کے ہمت تمام طالب پر القا کرے اور نہایت عجز و زاری سے انکے ذاکر ہونے کی خداوند تعالیٰ سے دعا کرے
اول ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی اسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال
کرے - اول ہر لطیفہ کو جداگانہ ذاکر کر کے پھر ایکبارگی کل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت مین معلوم
ہونے لگے اور اسمین ایسی مشق ہو جائے کہ جب چاہے بلا تکلف انکو ذاکر کرے - چونکہ ہر ایک لطیفے کے واسطے
ایک نور مقرر ہے پس وہ نور ذاکر پر ظاہر ہونے لگیگا - پس جب ذکر لطائف مین مشق ہو جائے تو حبس نفس کے
ساتھ نفی اور اثبات کا شغل شروع کرے اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ مؤدب دو زانو رو بقبلہ بیٹھکر اپنے دم
کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفۂ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفۂ سر اور لطیفۂ خفی
پر تھوڑا توقف کر کے لطیفۂ اخفی پر جا پہنچے اور الٰہ کو لطیفۂ اخفی سے کھینچکر لطیفۂ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو
لطیفۂ قلب مین ضرب کرے - مگر ان حرکات خیالیہ مین حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور منہ اور لب اور
زبان کی نہونے پائے اور اس شغل کو بقدر طاق عمل مین لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کر کے پھر نفس کو چھوڑ دے
اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اسیقدر عدد ذکر
کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس مین اکیس بار تک پہنچ جائے اور جب اسکی مزاولت ہو جائیگی تو پھر سیکڑون
تک نوبت پہنچیگی - اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی انکے لطائف مین پیدا ہو جائیگی - جب یہ شغل
اپنے کمال کو پہنچ جائیگا تو ایک شعلہ جوالہ طالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کر کے مثل خرمن
آتش کے پھیل جائیگا - بعد مزاولت نفی اور اثبات کے سلطان الذکر شروع کرے - سو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک
ٹکڑا جسم انسانی کا ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہین اور قرآن مجید مین

مین وارد ہے وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (یعنی ہرایک چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم اُنکی تسبیح کو نہین سمجھتے) سوحسب فحوائے اس آیت کے ہرایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی مین مصروف ہے لیکن بوجہ پردہ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہین سکتا پس اس سلطان الذکر مین ہرایک عضو کے ذکر پر طالب آگاہ ہوجاتا ہے اُسوقت سارے اجزائے بدن کوایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کرکے مثل لطائف کے ذاکر کرے اور تلقین کرنیوالے کوبھی چاہئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کرکے مثل لطائف ششگانہ کے طالب پر القا کرے اور اس ذکر کے آثار سے یہ ہے کہ طالب کے تمام بدن مین ایک حرکت نمایان معلوم ہونے لگیگی یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پانو اور دوسرے اعضا بدون اُسکے ارادے کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی مثل رعشہ کے تمام بدن مین حرکت ظاہر ہوجائیگی اور گاہے چیونٹیان سی بھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی اور تمام بدن مین ایک قسم کی خنکی اور خشکی محسوس ہوگی اور ایسا معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلائش نکلکر نہایت ہلکا اور سُبک ہوگیا اور تمام بدن اور در و دیوار وخس وخار اور سنگ وخاشاک سے آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانون مین پہنچنے لگیگی اور اگر طالب کا درجہ زیادہ بڑھ گیا تو اُسکے ہمنشین بھی اُس ذکر کو سُن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا جب سلطان الذکر قابو مین آجاے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کو بھی ملالے - اُسکے بعد شغل نفی النفی عمل مین لائے یہانتک پہونچنے کے بعد سالک پر یاتو توحید صفاتی ظاہر ہوجائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے - اور نورانیت کے پردونکا ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک پہنچنے کا ہے - جب یہ نورانی پردے ظاہر ہون تو مراقبۂ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردون کو طے کرتا ہوا پردۂ بےرنگی تک پہنچ جائے اور پردہ بےرنگی تک پہنچنا وہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے اُسوقت سلوک متعارف ختم ہوکر سیر فی العدم پیش آتی ہے جسمین عجیب وغریب معاملات ظاہر ہوتے ہین ؛

اس طریق مین کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین وآسمان اور جنت ونار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی شغل دورہ کرتے ہین جو اوپر مذکور ہوا اور واسطے کشف وقائع آئندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے دو رکعت نماز بہ نیت کھلنے واقعۂ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت مین تین بار سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سر کو سجدے مین رکھکر نہایت خشوع وخضوع وعجز وزاری سے ایکسو بار یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ کہے اور پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت عاجزی سے اُس واقعہ کے کھلنے کی دعا کرکے سو رہے امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب مین یا صراحۃً یا کنایۃً اُسپر حال اُس واقعہ کا کھل جائیگا ؛؛

اصطلاحات طریقۂ مجددیہ - اِس طریقہ مین مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر

پستان راست اور لطیفۂ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسط سینہ اور مقام لطیفۂ خفی بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفیٰ درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کے بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے - اول لطائف کو ذاکر کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ طالب مؤدب با وضو ساتھ خضوع اور خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر جمع اور خیالات کو دور کرکے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کا کہے اُس وقت مرشد کو چاہیے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کرکے ساتھ ہمت تمام کے القا لطائف کی لب مین کرے پس جب لطائف شش گانہ جاری ہوجاوین تو واسطے حصول سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر بہت توجہ کرے مرشد لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہوجاویگا +

جب سلطان الذکر مین کمال حاصل ہوجائے تو ذکر لا آلہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کے واسطے عمل مین لائے - اول نفی تمام عالم کی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر دماغ تک پہونچائے اور جہان جہان سے لفظ لا گذرتا جائے اُسی جگہ نفی خیال کرتا جائے اور لفظ الٰہ کو لطیفۂ روح مین پہنچاکر لفظ الا اللہ کو قلب مین ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اُسکے اطراف کو ہمراہ لفظ الٰہ کے نفی کرے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کو نفی کرکے اثبات ذات حضرت حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات محض ساتھ قوت خیالیہ کے عمل مین لائے اور زبان سے کچھ تلفظ نکرے اس شغل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اُسکی قوت خیالیہ مین ہر دم قایم رہیگی - اُسکے بعد نفی النفی اور فنا الفنا کی مشق کرے - اسکے بعد مراقبۂ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ کو قلب سے اُٹھاکر عرش مجید تک پہونچا دے تاکہ اُسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اُسکا ظاہر ہونا ایک نور کا ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہوکر ایک ستون نور کا بنکر عرش مجید تک پہنچ جاتا ہے اور اسکی شعاعین تمام عالم کو گھیر لیتی ہین اور چونکہ اس نور نے نہایت وسیع اور فراخ ہوکر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرۂ امکان ہے اور دوائر سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایت صغریٰ ہے اور اس دائرہ مین مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے اس دائرہ مین تحت قلب کا بھی کھلجاتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشان ہوجاتا ہے کہ چارون طرف سے اُسکے انوار چمکتے دکھتے ہین اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کرکے حد لامکان تک پہونچکر غیر متناہی ہوجاتا ہے صرف اصل قلب باقی رہ جاتا ہے - اسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم [illegible] ولایت کبریٰ ہے اور یہ ولایت مشتمل [illegible] تین دائرون اور ایک قوس یعنی نصف دائرے کے ہے - ولایت

کبریٰ کے اول دائرے مین مراقبہ معیت ذات پاک باریتعالیٰ کا کرتے ہین اور اُسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت خداوند تعالیٰ کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہین اور اپنے تئین اُس سے دور اور غائب نہین جانتے بلکہ ہر کام مین شریک اور شامل تصور کرتے ہین جیسکہ آیۂ کریمۂ اِنَّ اللہَ مَعَنَا (یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے) مین معیت باری تعالیٰ کی ثابت ہے پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور جلوت مین ہردم اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی مین معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے اور جب مراقبہ معیت مین پختہ ہوجائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور نور اس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّہُم وَیُحِبُّونَہٗ (یعنی دوست رکھتا ہے وہ اُنکو اور وہ دوست رکھتے ہین اُسکو) کا ہے۔ اِس مراقبہ مین اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے۔ اور اس مراقبۂ محبت مین بھی دو دائرے اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہین۔ اوّل مرتبہ ابتدائے محبت کا بمنزلہ شروع آشنائی کے ہے کہ ابتدائے محبت مین مُحب نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونو خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اول ہے اور جب محبت ترقی کرجاتی ہے اور مُحب کو اضمحلال اور فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہان سے دوسرے دائرے محبت کا شروع ہے اس دائرہ مین نفع اور فائدہ محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہین ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دی گئی ہو بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محب کے تہ دل سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے۔ اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہنچا اور کوئی نشان جانب محب سے باقی نہین رہا تو یہان پر دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا اس نصف دائرہ مین پہنچکر محب فنا الفنا ہوکر نسیًا منسیا ہوجاتا ہے۔ اِسکی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالیٰ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہے اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہین منجملہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور اجسام اور افعال اور احکام مین جو تکوین اور تشریع مین ظاہر ہوتے ہین اور کارخانہ رزاقیت ایک مظہر اُسکے مظاہر کا ہے اور علیٰ ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور انزال کتب اور توفیق کلمۂ پند آمیز کہنے کی جو ایک عام مسلمان سے صادر ہوتی ہے ایک دوسرا مظہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنیکا ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر تا سرود سرائی یعنی گانے بجانے تک ہے سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر کے ملاحظہ کرکے طرف اصل مُسمّٰی اِس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے۔ اِسکے بعد اسم الباطن کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزون کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہے اسی واسطے اس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے

ہین کیونکہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہے اور مراد ملاء اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القا کرنے والے احکام آلہی کے ہین کہ جو حکم اُس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اول اُسکو لوگون کے دلون مین القا کرتے ہین اُسکے بعد وہ حکم دنیا مین ظاہر ہوتا ہے اس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عوالم اجسام کے ہین اور اُنکا تعلق اسم الباطن سے زیادہ تر ہے اور نیز مورد فیض اس مراقبے کے تینون عناصر باطنی بھی ہین یعنی آگ اور ہوا اور پانی کیونکہ یہ تینون عناصر بھی جسد انسانی مین باطن ہین اور چوتھا عنصر یعنی خاک اُسمین ظاہر ہے - لیکن جب یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو تجلیات اسم الباطن کی اس سیر مین ظاہر ہو جاتی ہین اسکے بعد سیر تجلی ذاتی دائمی کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے ٭

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہین اور سلوک متعارف ختم ہو جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہین کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیاء عظام کے ہو گئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق اعمال کے ایک کافر اور بدعتی اور ملحد کو بھی ممکن ہے چنانچہ ہندو جوگی اور ساکنان جبش قدیم سے ان فنون کے اُستاد اور مشاق ہین اور علم مقناطیس حیوانی جسکا در یولا یورپ مین بڑا زور ہے انہین اشغال کا ایک شعبہ ہے پس اسمین شک نہین کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق کریگا اُسپر وہ مقامات متعارفہ سلوک کے کھلجاوینگے لیکن رضا اور قبول ایک دوسری چیز ہے - مردودان بارگاہ آلہی کا وہان تک پہونچنا بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہنچ جاوے مگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے تائب نہوگا تو گرفتار غضب سلطانی ہو جائیگا اور یہ بھی یاد رہے کہ مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک مین بمنزلہ ابجد خوانی کے ہے کچھ کمال کی بات نہین ہے اگرچہ مقبول لوگون کو مقام معرفت ذات تک پہنچنے مین اور ترقیان بھی ہو جاتی ہین - جب سالک مرتبۂ مشاہدۂ جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ ہر امر و نہی مین اتباع شرع شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح دونو سے کرنے - مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی بے وضو اُسکو نہ چھوسے اور جب مصحف مجید کو ہاتھ مین لے تو کسی دوسرے کام مین متوجہ نہو اور عظمت قرآن مجید کی دل سے بجا لاوے اور قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ مین ایسی معظم اور مطہر چیز محض لفضل آلہی پہنچی ہے ورنہ مجھکو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہان تھی اور ایسے تصور سے مارے خوشی کے سینہ اُسکا مالامال ہو جائے اور اگر ایسا خیال خود بخود اُسکے ذہن مین آئے تو بہتر ہے ورنہ بتکلف ایسا خیال اپنے دل مین پیدا کرے - اور اسیطرح عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہئے اور نیز مال کو اُسکی راہ مین خرچ کرنا اور طریقۂ ایثار

کو اختیار کرنا اور نوافل کا مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسی طرح سے منہیات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے
مثلاً اگر وسوسہ زنا کا اُسکے خیال مین گذرے تو اُس سے ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کی ٹوکرا اُسکے کھانے کے واسطے
اُسکے سامنے رکھا گیا - اور اسیطرح انبیاء و اولیا بلکہ تمامی مسلمانون کی تعظیم مین کوشش کرے سب اُسکے شافع
اور ساعی ہون اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے - اس مقام پر پہنچکر وجہ اللہ
کا مراقبہ کیا جاتا ہے یعنی متوجہ ہونا اللہ رب العزت کا اپنے بندے کی طرف جیسیکہ قرآن مجید مین آیا ہے
اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (یعنی جدھر تم مونہہ کرو وہین اللہ موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی پر
غور کرے تو بالیقین اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ
نعمت عظمیٰ بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھکو عنایت ہوئی پس اسی طرح پر اور ہزارون
نعمتون کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزین عالم مین موجود ہین اُنمین غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شے
اُسی کے واسطے ایک نعمت ہے اور ہر چیز افلاک سے لیکر خس و خاشاک تک اِسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے
پس اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کی نعمتون مین غور کرکے ہر دم اُنکو پیش نظر اپنے رکھے - پس جب اسطرح رحمت الٰہی بلا غرض
بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اسیطرح بندہ کو چاہئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا
کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور افتخار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب نار کے اُسکی طرف متوجہ ہو
چنانچہ طریق اِس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الٰہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اُس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان
حال و قال سے اُس شان کے کھلنے کا ملتجی رہے پس جب یہ مراقبہ وجہ اللہ کا بخوبی سر انجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ
مقبول بارگاہ الٰہی ہو کر ایک نور مقدس ازلی جو ہر مومن کے حصے مین آیا ہے اُسکو مرحمت ہو جائیگا اور وہی نور
تخم عقل کا ہے اور عقل اِس تخم کا شجر ہے اور ایمان اِس شجر کا ثمر ہے چنانچہ کریمۂ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا مین
اِس نور ازلی کی طرف اشارہ ہے - پس اس مراقبۂ وجہ اللہ کے کرنیوالیکو وہ نور پہلے پہل دور سے مثل ستارہ
کے چمکتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر
تمام بدن مین پھیل جاتا ہے اور جیسے آدمی نور بینائی سے سب ظاہری چیزون کو دیکھتا ہے ویسے ہی اِس نور
ازلی سے مرضی نامرضی خداوند تعالیٰ کو معلوم کرنے لگتا ہے - پس جب یہ طالب قصد کسی کام کا کرتا ہے یا کسی
طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اُس تجلی مین بطور اظہار رضامندی یا نارضامندی حق تعالیٰ کے پیدا ہو جاتا
ہے اور بعض کم درجہ بزرگون کا نور قلب سے تجاوز نہین کرتا وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہین پس اگر رضامندی
الٰہی اِس کام سے متعلق ہے تو اُسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح اُنکے دلونمین اور رغبت طرف اُس کام کے
خود بخود اُنکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اگر نارضامندی الٰہی اُس کام مین شامل ہے تو ایک قسم کا انقباض اور نفرت

اُس کام کی طرف سے اُنکے دل میں لاحق ہو جاتی ہے اور یہ دریافت رضا یا ناراضا باری تعالیٰ کی کچھ اجتہاد یا قیاس سے
نہین ہوتی بلکہ مثل حسّ ظاہری کے یہ شناخت اُنکو حاصل ہو جاتی ہے - اِس مقام کے لوازم سے ہے خلعت مکالمہ سے
سرفراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا۔

اب بعد بیان کرنے سلوک راہ ولایت کے طریق حصول توبہ راہ نبوت کا بیان کرکے تعلیمات احمدیہ کو ختم کیے
دیتا ہوں (طریق توبہ) جو شخص طالب راہ نبوت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق و اداے عبادات پہلی چیز
جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہ نبوت کو چاہیے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ
قبیل اعتقادات سے ہون خواہ قسم افعال و اقوال سے خواہ اخلاق و ملکات سے خواہ جنس افراط تفریط عبادات
سے ہون ان سب کو قرآن و حدیث سے تتبع اور تفتیش کرکے ٹھیک کرلے اور اُسکے بعد خلوت مین بیٹھکر غور کرے
کہ ناخوشی ایسے منعم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میرے حق مین کہ سر سے پانون تک احتیاجون سے بھرا ہوا ہون
کسقدر بُری اور قبیح ہوگی اور اس خیال کو اپنے ذہن مین ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی
کی اُسکے ذہن مین جگہ پکڑ لیوے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاویں
اور بُرائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن مین خوف و دہشت پیدا ہو جاوے
پس جب اس مراقبہ مین مزاولت پیدا ہو جائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید)
ایک صفت صفات ازلیہ ربانیہ سے ہے اُسکو اس عالم مکان مین کسیطرح بھی مناسبت نہ تھی مگر اُس رب
العزت نے محض اپنی عنایت سے عربی زبان کے لباس مین اُسکو نازل فرماکر اپنے اور اپنے بندون کے بیچ
ایک واسطہ ٹھیرا دیا ہے - القصہ عظمت اس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن مین ایسی مستحکم ہو جاوے کہ جس وقت اپنی
نظر مصحف مجید پر ڈالے تو مارے عظمت کے اُسکی آنکھیں چُندھیا جائین اور سینہ اُسکا پاش پاش ہو جائے
پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکا حقہ جگہ پکڑ لے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے اور کسی مبارک دن مین مثل
جمعہ یا عرفہ کے مصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان مین داخل ہو اور جناب باری تعالیٰ مین بہت عاجزی سے
عرض کرے کہ بار خدایا مین ہر طرح سے عاجز ہون اور تو ہر چیز پر قادر ہے توبہ کہ قدم اول راہ نبوت کا ہے مجھکو
عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نہ کر کیونکہ لیاقت دُنیا بھی تیرے ہی ہاتھ مین ہے موجب بیت ؎
تو کرسا قی نشوی دردتنک ظرفی نمی ماند + بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا + اُسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہیت
ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خضوع اور خشوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد ادائے نماز
وہی انعامات حق اور قبائح تغیرہ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ سے اپنے دل
مین حاضر کرے اگر اُسوقت عظمت اور خوف الٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال اور قلب اور وہم اور طبائع پر

باطن کو گھیر لے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدۂ مذکورۂ بالا عمل کرے اور جسدن وہ حالت پیدا ہو جائے تو اسی اثنا مین
عظمت کلام مجید کی اور اُسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان ربّ العزّت کے ایسے چُست طور پر لاحظہ
کرے کہ سینہ اُسکا اس خیال سے بھر جائے اُسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بار خدایا
مینے اس تیرے کلام پاک کو تیرے حضور مین اپنا شفیع کیا اور ساتھ اس حبل متین کے مینے اپنے کو مضبوط باندھا پھر
سارے گناہون سے توبہ کرکے اور قرآن مجید کو ایک توسّل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بار خدایا تیری عنایت
پر توکل اور بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال مین مینے اپنے اوپر لازم کرلیا اور جانب شرع کو اپنے نفس اور جان
اور مال اور آبرو اور فرزند و عیال اور استاد اور پیر اور آقا غرض تمامی مخلوقات پر مینے ترجیح دی۔ اے بار خدایا مین
عاجز محض ہون تیری عنایت پر توکّل کرکے التزام اس امرِ عظیم کا مینے اپنے اوپر کرلیا ہے پس تو محض اپنے کرم
عمیم سے اس عہد کو مجھ سے پورا کرا۔ بعد ازان اس مچلکہ اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ
عالیجاہ سے مینے عہد باندھا ہے مبادا اسمِین موا اسمین فرق ہو کر داغ نقضِ عہد کا دائمًا میری پیشانی پر لگجائے
اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتباع قرآن و حدیث اور اجتناب بدعات
مین اُس زمانہ مین مشہور ہو ظاہر کرلے لیکن ہر حال مین قرآن مجید کو مرشد حقیقی اور اُس بزرگ کو شیخ ظاہری
خیال کیا کرے۔ جب طالب راہ نبوّت کو رسوخ کامل مقام توبہ مین حاصل ہو جاوے تو ذکر ایمانی اور مراقبہ
ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس یا ضبط اوقات مراد
نہین ہے مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اُسمین پیدا ہو جایا کرے اور ایکبارگی ایسی کثرت بھی نکرے جس سے
طبیعت ملول ہو جائے بلکہ بتدریج نفس کو اُسکا عادی بنائے پس اسیطرح پر کچھ وقت ذکر مین اور کچھ وقت
فکر مین صرف کیا کرے اور اُسکے عمدہ مؤیدات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصًا یتیمون اور مسکینون
اور مفلسون اور مریضون اور محتاجون کی اور حُبِ ایمانی اپنے کمال کو پہنچیگی تو منزل فنا ارادہ کو جو اظہر
علامت اس طریق کی ہے پہنچ جائیگا اور فنا ارادہ کی بھی اس طریق مین دو قسم ہین ایک وہ جو مبادی
سلوک راہ نبوّت مین حاصل ہوتی ہے اُسکا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو حق تعالیٰ کے ارادہ کا تابع کردے
دوسرے جو انتہائے سلوک مین نصیب سالکین ہوتی ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ برائے انتظار ورود امر از جانب
مولائے خود اپنے ارادہ کو معطّل کردے اور ان بزرگون پر رحمت ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہوجاتی ہے اور
جو حکم مولا کی طرف سے صادر ہوتا ہے اُسکو چُستی اور چالاکی سے عمل مین لاتے ہین اور جب فنا ارادہ اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدّثین اور شہدا مین داخل ہو جاتے ہین۔ اِسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے
اور معیّت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس ہر حرکت اور سکون کو جو اُس سے یا اُسکے غیر سے صادر ہو جایا

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالیٰ اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ سارے حالتون مین تنہا نہ جانتا و اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ مدد کی وعلاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری وغیرہ علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہو اور بعض حب وجودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا مین اور ثواب جزیل عقبیٰ مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گنہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت اور نفرین کرتا ہے اور ذلت و خواری دنیا مین اور عذاب شدید عقبیٰ مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی سکی شان ہے۔ اور ایقان اُسکا اُسپر غالب آجائے کہ حال اُسکا اندر اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑ کر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوا اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین نہین دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جبتک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوے ہے امواج بحر ذخار اور گرد باد ہوا مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو پھر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موج دریا اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ اسیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جابر سے باوجود قلت اپنے مددگار کے رو بہ رو کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس آخر زمان مین جب مقدمہ خاندان سید صاحب عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلاخوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے تھے کہ جسکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل و سوح انکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدا کے سرو ہو جاتے ہیں۔

ہمنے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط مستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ؎

حصہ سوم

اب مین آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کا ذکر شروع کرتا ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۱۳) مین پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے بمقام رام پور حید قوا آمد ولایتون کی زبانی کچھ مسلمان عورتون کو سکھون کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور دردِ ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسیطرح مسلمانان پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو اب ابتدا ئے ہجرت جبکہ کئی قدر مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنسے اُسوقت سرکار انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اُسوقت آپکے ساتھ قریب دس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہون نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا عہدِ واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا سنہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر جائے ولادت جامع کتاب ہذا مالیر کوٹلہ - ممدوٹ - بہاولپور - حیدر آباد سندھ - شکارپور - جاگن - خان گڈھ - درہ ڈھاڈر - درہ بولن - پشین - قندہار - کابل پھر براہ درہ خیبر داخلِ پنجاب ہو کر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی مین پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے - مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگلی اقوام مین سے جو آپکی راہ مین پڑی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی - جب آپ اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس شتر پر آپ سوار ہو کر وہان پہنچے تھے ہزارہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئین اور جب تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرکِ خلائق بنگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھون کو ملتا تھا - پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین غازیون مین ایک ایک تا ملوٹ غلہ بطور رسد تقسیم ہوا - باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شاد و فرحان تھا - سید صاحب جماعہ مجاہدین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا خزانہ غیب سے تمکو برابر روزی پہنچائیگا - بوقت شب شعار مقرر ہو کر ہر ایک سردار کو اُسکی اطلاع دیگئی سب غازی بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرداگرد بستر کر کے سو رہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھکر نماز پڑھی اور حضرت کی دعا مین شریک ہوے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان بہت آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ؛

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا - اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا لشکرگاہ کیا - لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ؛

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدۂ شریعت اس مضمون کا بھیجا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے اگر یہ صورت تمکو اسلام منظور نہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کرکے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت میں بھی جب تک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہو - تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ - اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد مین تھوڑے ہین مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا میں جان دینے کو تیار ہے - اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہین جیسے تم شراب کو - دربار لاہور نے بجواب اس اعلام کا کچھ جواب نہین دیا بلکہ قاصد آورندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا - اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی *

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو طمع زر دیکر جاسوس مقرر کرکے سید صاحب کے لشکر مین واسطے جاسوسی اور لانے خبرون کے بھیجا - قندھاریون کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپکے لشکر مین تھی اُس جاسوس کو گرفتار کرکے سید صاحب کے حضور مین حاضر کیا - جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی مین اُسکو بلا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کرکے بھیجا ہے مگر اب مین اپنی بری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے مین لشکر کفار کی خبرین حضور مین لایا کرونگا - چونکہ آپکے مزاج مین رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کرکے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا - دوسرے دن صبح کو امیر خان سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ خواص خان پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مدت سے مجھ سے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ مین مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ مین اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ مین بڑھکر آنا خوب نہین ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کرکے دریائے لنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو - یہ مصلحت کو سید صاحب نے پسند کرکے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی مین جو جانب اکوڑہ ہے قیام فرمایا - لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گاؤن تھا وہان ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار

نہ ملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے فضل آلہی پر بھروسا کر کے واسطے پہونچانے روزی مومنین کے جناب باری مین دُعا کی۔ دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی آدمی نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجئے۔ آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدئے اور بقیہ آدمیون کے ساتھ نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی۔ قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے مین سے تھوڑا سا آٹا اُٹھا کر دعا برکت کر کے پھر اُس آٹے کو انبار آرد مین ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔

اسوقت اپکا لشکر آٹھ جماعتون یا پلٹنون مین منقسم تھا۔ جماعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ بارکتی تھی۔ جماعت دوم مولانا محمد اسمٰعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈونس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی جماعت سوم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ لفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی۔ جماعت چہارم الٰہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ ریئر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی۔ پانچوین جماعت کے سردار مُلا لال محمد قندہاری تھے۔ چھٹی جماعت کے سردار مُلا قطب الدین ننگرہاری۔ ساتوین جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی۔ آٹھوین جماعت کے سردار جعفر خان قندہاری۔ یہہ چارون جماعتین آخر الذکر قلب لشکر مین تعینات رہتی تھین۔ ان جماعتون کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور ڈپو یعنی فاضل مُعینۂ لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا اور اور متفرق کام تھے۔ سید صاحب مع وُزراء خود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے۔ خویشگی سے کوچ کر کے لشکر نوشہرہ مین پہنچا پہنچتے ہی لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوسون نے یہ خبر حضور مین پہنچائی کہ سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ مین داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریان کر رہا ہے۔ اُسوقت سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مُسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے کھانے پینے سے فارغ ہو جائے۔ بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مُشیرون سے مشورہ کر کے سب جماعتون مین سے جوان اور تندرست اور چُست چالاک اور شجاع آدمیون کو منتخب کر کے ایک سریہ تیار کیا۔ الٰہ بخش جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوا دی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیون کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کر آؤ چنانچہ جمعدار نے کور بعد عبور قیام گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا۔ جب سب آدمی سریہ کے عبور

کرچکے تو جمعدار کو بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کرکے شریک سریہ ہوگیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرمادیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ گیارہ بار سورۂ لِاِیلٰفِ قُرَیش پڑھنے کا حکم دے۔ کل
آدمی اس سریہ کے قریب نو سو کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیون سے اپنے قصور معاف کراکے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہان ورنہ میدان
محشر مین پھر ملاقات ہوگی سو قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارہ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اس تاریک شب
مین ملکی آدمی اسکے رہبر تھے۔ واقع ۲۰ رجادی الاولی ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھون
سے ہوئی۔ سیدہ تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکر گاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہان جاکر دیکھا کہ
سکھون نے اپنے لشکر کے چارون طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعتہ
سارے لشکر نے باواز بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن سر بسر غافل تھے آواز تکبیر نے انکو خواب
غفلت سے جگایا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے اسوقت سب غازی سکھون
کے قتل مین مصروف ہوئے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت داد
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھون کو واصل جہنم کیا چنانچہ عبدالمجید خان جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے چودھوین وار مین انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہون نے پھرتی کرکے مولوی احمد الدین
سے جو دو تلوارین باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی انہون نے بہت سے کافرون کو مارا عبداللہ یا ہدایت اللہ مغنت جسکا قصہ اوپر بیان ہوچکا ہے
سات آٹھ کافرون کو تہ تیغ کیا الہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان و حیدر خان
و شیخ ہمدانی و علی حسن و شیخ بدھن و شیخ رمضان نے بھی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیان بہا دیتے تھے انکی آواز تکبیر سے
کافرون کو غش آجاتا تھا لشکر کفار مین بھگی پڑ گئی غازیون نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ گولہ انداز کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ مین خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کرکے اپنے خیمہ سے
نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہوگئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ مین پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھون
کا جمع ہوگیا۔ تب سکھون کی قواعد دان پلٹنون نے جمع ہوکر چند بار تعین حملہ آورون پر ایسی باڑین کین جنسے

اکثر شجاع تلوار بازپیش رو مجاہدینون کے شہید ہوگئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلجائین مگر دوسرے تشنگان شہادت نے اُنکو للکارا اور شرم دلائی وہ اُسی دم معہ پچاس ساٹھ آدمیون کے مثل زخمی شیر کے پھر لوٹ پڑا اُسوقت دونو لشکرون مین دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس میدان مین کام آیا - اِس عرصہ مین صبح نمود ہونی شروع ہوگئی تھی اُسوقت بایار اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہین کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدینون نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور اقامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب بیسر پیمظفر و منصور کنارہ دریاے لنڈہ پر آپہونچا جسکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اُسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے - اُسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور مین عرض ہوا حضرت نے شہدا کے واسطے دعائے خیر کرکے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدہ سنگھ اُسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑکر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی مین جا اُترا +

اس پہلی جنگ مین حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۳۵ - آدمیون کے مجروح ہوے اور لشکر سکھون مین سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوے - نام نامی شہداء اکوڑہ کے یہ ہین - اللہ بخش[۱] خان مورانوی امیر سریہ - شیخ باقر علی[۲] قاسم غلہ - عبدالمجید[۳] خان جہان آبادی - شمشیر[۴] خان جمعدار مورانوی - شیخ بڈھن[۵] - شیخ رمضانی[۶] مورانوی - شیخ ہمدانی[۷] خالص پوری - علی حسن[۸] گنتوری - غلام حیدر[۹] خان خالص پوری - غلام رسول[۱۰] خان خالص پوری - خدابخش خان[۱۱] ممبئی - شادل[۱۲] خان خیرآبادی - کریم بخش[۱۳] بڈھانوی - میانجی[۱۴] احسان اللہ بڈھانوی - شیخ معظم[۱۵] جگدیس پوری - دین[۱۶] محمد کور ہرستانوی بیسواڑہ - عباداللہ[۱۷] میو - قاضی طیب[۱۸] - امام خان[۱۹] خیرآبادی - اولاد علی[۲۰] باڈھوی - ہمایون[۲۱] بیگ لکھنوی - امام الدین[۲۲] خان رام پوری - باز خان[۲۳] خالص پوری - سید محمد[۲۴] لہاروی - محمد کمال[۲۵] خورم پوری - فہیم خان[۲۶] حسین پوری بڈھانوی - سید عبدالرحمن[۲۷] سیابلی - شیخ مخدوم[۲۸] مسجد فتحپوری دہلوی - غلام نبی[۲۹] خان گوالیاری - عبدالرزاق[۳۰] دیوبندی - جواہر[۳۱] خان لکھنوی - منور خان[۳۲] ملیح آبادی - عبدالجبار[۳۳] مورانوی - حیات[۳۴] خان بریلوی - برکت اللہ[۳۵] بنگالی - سید عبدالرحمن[۳۶] سندھی - حسن[۳۷] خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدہ سنگھ اسقدر ہراسان ہوا تھا کہ اُسنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبض و تصرف مین کرلیگا +

ایک مہی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ دو گونی تو امد دان فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا مسلمانون کے دل بڑھ گئے۔ بڑی بڑی امیدین قائم ہوگئین۔ اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے نامی شجاع اِس جنگ مین کام آئے مگر بہرحال مسلمانونکا شہرہ اس جنگسے تمام ملک مین پھیلا و ملکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے۔ ہندوستان کو اِس فتح نمایان کی نوید لکھکر روانہ کی گئی۔ اِس جنگ کے دو روز بعد خادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا۔ ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پُرفضا مقام تھا۔ یہی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیون کے تھی +

اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے۔ یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا۔ حضرو کے قریب سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی۔ اُسی سے اِس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کیجاتی تھی۔

شبخون حضرو

خادے خان اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جاے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہوگئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اِس ملک کی راہ و رسم و نشیب و فراز سے بھی واقف نہین ہین۔ اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو۔ اُن لوگون نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارۂ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہمکو ملے آپ ہمارے واسطے دعا فرمائین ہم اس کام کو خود انجام دے لیںگے۔ اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی۔ ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی اُنکا شریک نہین ہوا مگر قندہاریون مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہوگئے مگر حضرت سید صاحب نے اس شرط پر قندہاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اُسکے جان و مال کو ہرگز نہ پہنچانا +

جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناس کے اباسین سے پار اُترکر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا جب سید صاحب نماز صبح سے فارغ ہوے اُسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سرخ رنگ کے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندہاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

لدھی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کرلیا ہے اور یہ گھوڑا اُسی مالِ غنیمت مین سے بطور ہدیہ حضور کے پاس
بھیجا ہے سید صاحب نے اُس ہدیہ کو قبول فرماکر پھر اُسی لانے والے کو واپس عنایت کردیا - جب صبح روشن
ہوئی تو دیکھا گیا کہ بازار حضرو کی طرف سے ولایتی لوگ بہت سامال سرون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین اور
اُنکے پیچھے قندہاریون کی جماعت بھی جو شریک اِس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقین سر کرتی ہوئی چلی
آتی ہے پھر دیکھا کہ اُن قندہاریون کے تعاقب مین پندرہ سولہ سکھون کے سوار بندوقین چلاتے ہوے بڑے
جوش وخروش سے آرہے ہین - اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندہاریون نے ایک چھوٹی سی نہر کے کنارون
کی آڑ پاکر اُن دشمن کے سوارون کو روکنا چاہا وہ سوار مخالفین تھوڑی دیر رُکے تھے کہ اس عرصہ مین قریب
پانسو سوار اور پیادون دشمن کے جابجا سے جمع ہوکر اپنے پندرہ سوارون کی مدد کو آن پہنچے - اِس پچھلی کمکی
فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھین مگر اس فوج نے اُن قندہاریون اور پندرہ سوارون کو اپنے حال مین
چھوڑ کر اُن ملکیون پر جو مال مغروتہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا مُلکی لوگ شاہین کی گولیون
سے پراگندہ اور بیقرار ہوکر کوئی شناس پر اور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہوکر مع مال مغروتہ پار ہونے
لگے - اسوقت سوائے ۴۷ نفر قندہاریون کے دفع دشمن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا مُلکی لوگ حسب
عادت قدیمہ خود مال مغروتہ لے لیکر بھاگنے لگے مُلکیون کے آگے دریائے قہار اباسین اور پیچھے دشمن
کی شاہین تھین - یہان مُلکیون کو لینے کے دینے پڑ گئے - اس افراتفری مین بہت مُلکی لوگ بدحواس ہوکر
مع مال مغروتہ کے اباسین کی نذر ہوے - سید صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادیخان کو
بُلاکر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیون کو زیر حکم انور شاہ کے قندہاریون کی مدد کے واسطے روانہ کرو - اُسوقت وہ
چند قندہاری پانسو دشمنون کا مقابلہ کر رہے تھے - خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قریب پچاس نفر
ہندوستانی بھی بلا حکم و اجازت سید صاحب کے اباسین سے پار اُتر گئے - جب خادیخان کے آدمی عبور
کر گئے تو سید صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھکر اباسین کے اس کنارہ پر جاکر
کھڑے ہوجاؤ - اب اُن پچاس ہندوستانیون نے جو خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قندہاریون کی
امداد کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لمحہ مین اپنی بھرمار کے زور سے پانسو کافرون کو شکست فاش
دیکر پیچھے ہٹادیا بلکہ چند میل تک اُنکا تعاقب کر کے اُنکو حضرو کی دیوارون کے اندر داخل کردیا برکت اللہ
بنگالی اور حیات خان دو آدمی اس حملہ مین شہید ہوگئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوے مگر کفار کے
سینکڑون آدمی ان چند لمحون مین دار البوار کو پہنچے - اِن دونو واقعون یعنی اکوڑہ اور حضرو کے بعد سید
صاحب کو معلوم ہوگیا کہ اِس ملک کے آدمی طامع اور خود رائے ہین - اپنی طمع اور خود رائی سے جنگ کو بے ترتیب

غارت کرکے ہندوستانیوں کے گلے ڈالدیتے ہیں - ان دونوں سرحدوں میں اگرچہ لاکھوں روپیہ کا مال ولایتیوں
کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم نہیں ہوا جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لیگیا حضرت کے قوم کے بعد سردار
خانے خان کے چاہتا تھا کہ سب مال جمع ہو کر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم ہو مگر انکی تابعین مال مقابلہ کو گھر لیکر ہوگئے
اور کسی کی نہیں سنتی اسواسطے باتفاق اہل علما و رؤسائے ہندوستانی و ولایتیوں کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۶
ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آئندہ کو انتظام جہاد اور
تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ و عیدین دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی و محتسب وغیرہ کا کر کے خلافت حقہ کو جاری
کرے اور اس صورت میں سب مسلمانوں پر اسکی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہوجاوے اور اسکے حکم کی
نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے - تمامی ہندوستانی اور ملکی علما اور رؤسا نے آپکی امامت
پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قائم ہو کر خطبہ میں آپکا نام پڑھا گیا - سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار
پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعۂ خطوط آپکی امامت کو دل و جان سے قبول کر لیا - اسی تاریخ کو ایک
خط مع تشریح و بیان کل واقعات گذشتہ کے تحریر ہو کر نصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی
جب یہ خط ہندوستان میں پہنچا تو علماے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کر لیا سرداران پشاور
کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ ہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ دغا باز ہیں ضرور
کوئی دغابازی کر کے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے - اسکے جواب میں سید
صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسیکا المدرت العزت کے ہاتھ میں ہے اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اسکا ثمرہ خدا سے
پائینگے - اس واقعہ نصب امام کی خبر دربار لاہور میں بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھوں پر غالب
ہوگئی - آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کر کے
سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعہ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور آلات کے موضع سرمائی میں قریب
اوشہر کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع مقدور سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے
حاضر ہیں آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لا کر سکھوں سے جنگ شروع کیجئے - یہ خبر سنکر سید صاحب نے سردار
ارشرف خان اور سردار خادی خان کو مع پانسو آدمیوں کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے [illegible]
کیر روانہ کردیا - جب یہ دونو سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کر کے ہنڈ کو واپس آ رہے
اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھوں کے جنرل کا سید صاحب کے حضور میں پہنچا جسمیں بعد اظہار بڑے
لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ سکھوں سے جیسے اگلے اور حضور نے ہوا کچھ ہوا نہیں اگر آپ صلح

دبہادر ہین تو میدان مین ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیجئے جسکے جواب مین سید صاحب نے اپنی نیت اور ارادہ اور
انی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار بدھ سنگھ
ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے ؛

ان ایام مین بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقے مست رہتے تھے درختون
کے پتون اور گھاس پات پر انکی گذران تھی ؛

خضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھون کی کنارۂ دریا اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور
بادلہو کہ بازی دو تین توپ اور چھہ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب مین چھپا کر رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آور
پر یک بیک انکو سر کر کے بدلا لین - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہنچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر اول سب
کشتیون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر
آپ اجازت دین تو ہم ملکی فوج سے ان دشمنون پر حملہ کر کے انکو پسپا کر دین - آپ تبرکاً چند ہندوستانی
مجاہدین ہمارے ساتھ کر دین تاکہ ببرکت انکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو سید صاحب نے
سردار مذکور کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیون کے بہت سے آدمی انکے ساتھ کر دیے - جب یہ حملہ آور
لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنون کے مقابل ہوا تو انہون نے اپنی مخفی اتواپ اور شاہین کو سامنے
کر کے گولہ باری شروع کی ملکی لوگ توپون کی آواز سنکر کافور ہو گئے - ہر چند سردار اشرف خان نے انکو فرار
سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر انکو فرار سے نہ روک سکی - جب یہ کیفیت ہوئی تو آخرکار ہندوستانی
مجاہدون نے اباسین سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیان اور جیک (مشک) دریا
کی منجھدھار مین پہنچی تھین کہ دشمنون پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً بے سر و سامان ہو کر وہان
سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہین پہنچی ؛ اس توجہ کے بعد سید صاحب مع لشکر مجاہدین سرداران سمہ کے
سرداران پشاور و نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب اتواپ و سرداران پشاور کے
دریائے لنڈہ کے اُس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریاے لنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران
پشاور کے ہو گئے - اس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے - ہر روز
قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہین سید و کے میدان مین سکھون سے
جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب
ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی - مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھون کی چھاتیان
کانپ رہی تھین - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعہ غدر محمد اور

ولی محمد کشمیری با قوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے
کھچڑی اور گنڈیریوں مین زہر ہلاہل کھلایا گیا۔ تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے میں
سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہیں دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے۔ منہ زہر اگرچہ قاتل تھا مگر ایزد تعالیٰ
نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہو گئے
علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان مین مقابل ہوے۔ سردار یار محمد خان نے سید صاحب
کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے در دولت پر حاضر ہوکر آپکے سوار ہونے کے
متقاضی ہوے۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ
سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور تئے خودبخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہورہا ہے۔ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہوگئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی در
دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ مین پہنچادو
چنانچہ چند آدمیوں کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوے اور میدان جنگ میں پہنچے۔ صرف
چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہو گئے اور کفار پر حملے
شروع ہوئے۔ سکھون کے سنگر یعنی خاربندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوے سرداران سمہ پہنچگئے اُسوقت نظام
درانیون (سرداران پشاور) کی فوج بھی اُس کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون
کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی اور دھری جاتی تھی گولے اور گولیاں نہین ڈالی جاتی تھیں
شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا سمہ
کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے
نمایان تھے۔ جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک
سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہوکر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند
واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ اُنسے سرگوشی کی۔ اُسوقت سرداران پشاور میدان
جنگ سے مع لشکر وا تواپ خود فرار ہو گئے۔ جب سرداران سمہ نے درانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ
ہوکر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آپڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب
دل توڑ کر لڑے۔ جب سکھون کو حسب اشارہ درانیوں کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہوگیا تو انہون
نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپوں کا نشانہ بنالیا صدہا گولے شین شین کرتے ہوے ہاتھی مذکور
کے آس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدار دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تھے اُسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھالیا - اِس دغابازی کے سبب
لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی
اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانو مین
مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سب حال
دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر
مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ بسبب
مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالٰی نے اِس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب
مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اِس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا
وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالٰی نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت
کو مجھپر جاری کرادیا - اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی - موضع چنڈلئی
سے آخوند میر آپکو موضع مکدری مین لیگئے اِسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار
ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دُوسرے لوگ
اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ؞

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغابازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولایتون
کے ایک فتوٰی اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے
منافقون کا خون بحل کیا گیا - اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی
کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا
نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کڑاکے کے پڑکر کسی دن کسی گاؤن مین دعوت
ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر بھوکھ کو دبادیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی
نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مُٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر یعنی
نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھ کر شکر اور حمد
باری تعالٰی زائد از حد کرتے تھے - سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھ کر واسطے فراخی رزق
مؤمنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع نواکئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے
کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر تیچھے مجاہدین کو تقسیم کردیا عزیز
یہان سے چلکر آپنے ملک بنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے یہ دونو ملک آپکے حلقہ بیعت مین داخل ہوئے

اسی سفر مین بمقام گوٹ گرام مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا۔ جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد مین تھے آپنے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا۔ پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف مخاطب ہو کر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قلب تھے آج یہ لشکر قلب سے خالی ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے سید صاحب نے خود انکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر مین اُتارا۔ اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندھار کابل کا لبا چکر کھا کر تو ترن مین پہنچتے تھے سید صاحب اسوقت تک اس دورو سیر مین تھے کہ بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچگئے چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحی صاحب اور میان مقیم رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے۔ جب مولوی عبدالحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور انکو لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا محمیان (محافہ) بھیجا اور لب سڑک انکا استقبال کر کے انکو لائے اور اپنے پاس ایک مکان میں انکو اُتارا۔ اس دورو سیر سے فارغ ہو کر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۲ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکر گاہ) بنایا۔ اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی آدمی پیچھے ایک ایک تاملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہو کر کھالیوے۔ بروز بقر عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیان بند ہوگئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے لیے آتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے۔ اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ روپے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا۔ مجاہدین کی آپسمین بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوت اسلامی تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا۔ بیارون کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہوچکی تھی بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر و منی کی بیخکنی ہوگئی تھی فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہورہا تھا۔ ایکدن مولوی الٰہی بخش رامپوری چکی پیس رہے تھے کہ سید صاحب بھی اسوقت وہان تشریف لے آئے اور انکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون انکے ساتھ پسوائے۔ جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو جاتے تو بارہا سید صاحب بھی انکے ساتھ جاکر اور گٹھا لکڑیونکا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے +

ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضامین کی آرہی

نھین کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہان تشریف لا کر بمقابلہ سکھون یا قومی دشمنون کے ہمکو مدد دو - اس عرصہ مین ایک
وکیل **حبیب اللہ خان** رئیس **پکھلی** کا مع ایک عرضی کے پہنچا جسمین لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھون نے حملہ
کر کے میرے بیٹے کو محصور کر لیا ہے اسکی مخلصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کرین - اسواسطے اب بھیجنا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانون کے ضرور ہوا - مولوی محمد **اسمٰعیل** صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کر کے میان محمد مقیم رام پوری کو مع ایک سو نفر نو آمدہ رام پور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیون
کو بجانب پکھلی روانہ کر دیا - یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا - سردار **ہری سنگھ** نلوہ ناظم پکھلی اور چھچ ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سنکر **بھیول سنگھ** نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
مین بھیجدیا - جب مولوی محمد **اسمٰعیل** صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ مین معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کر کے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ سو آدمیون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیون کے زیر حکم میان محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کئے گئے اور مولوی **خیر الدین** شیرکوٹی میان
محمد مقیم کے نائب مقرر کئے گئے اور شعار اس شبخون کا عبد الصمد تجویز ہوا - جاے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچنے مین اُن ڈیڑھ ہزار ملکیون مین سے صرف قریب تین سو آدمیون کے باقی رہگئے
اور باقی سب کافور ہو گئے اور لشکر بھیول سنگھ مع ملکی آدمیون کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا حسب دستور سکھون کے لشکر کے
گرد سنگھر یعنی خاربندی ہوئی میان مقیم نے وہان پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی کے اندر کود کر آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفارون کے
دل ہل گئے - پھر بندوق اور قرابینون کی بھرمار اس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفارون کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہو کر دونو طرف سے بندوقین سر کرنے لگے میان
مقیم اور اسکے کل پچاس نفر ہمراہیون نے چار حملہ پے در پے کر کے چھ ہزار کافرون کو خاربندی سے باہر
نکال دیا - جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خاربندی سے باہر ہو گیا تو ملکیون نے کافرونکا مال
لے لیکر بھاگنا شروع کیا - کافرون نے ڈمگلہ کے گانو مین جا کر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آورون کے چند چھپر کے گھرون مین آگ لگا دی جنکی روشنی سے وہ معلوم کر گئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لے لیکر بھاگ رہے ہین - دشمن قریب تھے کہ خاربندی کے چارون طرف سے حملہ کرین یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی **خیر الدین** میان محمد مقیم اپنے زخمیون کو اُٹھا کر فوراً خاربندی سے باہر ہو گئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہو گئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی مین کوئی بھی مانع اور مزاحم نہین ہوا - اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونیکی خبر سنی گئی - جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

واپس جاتا تھا راہ میں انہوں نے بندوقوں کی آواز سنکر معلوم کیا کہ قیامگاہ پر ابھی مولوی محمد اسمٰعیل اور کفار کے
جنگ ہو رہی ہے - یہ لوگ جلدی جلدی قدم اٹھا کر قیامگاہ کو واپس آئے مگر انکے وہان پہونچنے سے پہلے مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کر دیا تھا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے سریہ مین دو دن
پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غلہ میسر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین میں
سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اسوقت بہ بہانہ
رو د گشت ایک سکھونکا لشکر گڑھی تنگار سے جو قیامگاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا ہوا تھا
محمد اسمٰعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہیں
آپ جھٹ پٹ اپنے لوگوں کی کمربندی کراکے ایکدم باڑھ مار کر آگے جا کھڑا ہوا اور فرمایا کہ یارو بچنے نہ دو کفار بھاگنا شروع کیا
اسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب مین سے اپنے ساتھیون کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی
مین تم کیون بھاگتے ہو یہ پکار سنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل کے
ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمٰعیل غازی تھے تل
دیوار مسجد کے وہیں جم گئے اور پھر مار شروع کی اسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از
ضرب شمشیر اسکو گولی سے مردار کر دیا جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اسوقت دوسرے کافر
نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ
مین رنجک ڈال رہے تھے اسوقت ایک کافر کی گولی آپکی انگلی پر لگی اس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ
بندوق سے جدا ہو گیا اس حالت میں آپنے وہ بندوق تو چلا دی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا
ارادہ کیا تو اس مجروح انگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے بارود بھی تر ہو گئی اور ہاتھ میں طاقت
بندوق بھرنے کی بھی نرہی - اس حالت بے بسی مین ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے
باوہوشیاری اسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اسکے سامنے کردی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہو گیا اور
مولانا اسکی ضرب سے بچ گئے - اسکے بعد کفار کے پاؤن اکھڑ گئے - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اس انگلی
کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالی قبول کرے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ
بہت سے زخم لگتے ہین اور انمین کچھ ثواب نہین ہوتا - اس شب مین ایک سو نفر سکھ ان بارہ آدمیون کے
ہاتھ سے مردار ہوئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھوں
کے محاصرے مین محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا - بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان
جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک مین مجاہدین کی مدد کی ضرورت نہ رہی تو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اپنے

سے مظفر اور منصور ہوکر پنجتار کو لوٹ آئے مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید
احمد علی صاحب ہمشیرزادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی
صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین
چھ سو آدمی ہونگے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک فساد عظیم برپا کرکے مع بہت سے
آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے۔ پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا
حال اسطرحپر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سدراہ ہونے درانیون
کے مقام کندہ مین ٹھیرے ہوئے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر انکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ میز
جلد راہ اس کی تجویز کرکے تمکو بُلا لیتا ہون۔ اِس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور جانبازانہ گھاٹ
والون پر جبر اور تعدی کرکے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچ گئے۔ مولوی محبوب علی صاحب جو
بڑے تیز مزاج اور خودرائے آدمی تھے درانیون کے سدراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہوکر بلا دیکھے بھالے
نشیب و فراز زمانہ کے مقام کندہ سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑکر پہلے ان کلمہ گو
کافرون یعنی درانیون سے جنگ و پیکار شروع کرو۔ خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت
تمام پنجتار مین پہنچ گئے۔ لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے افروختہ
ہو رہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ برافروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے
روز بروز اُسکا شعلہ بڑھتا گیا۔ پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک
نہین ہوئے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اُسمین رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانون کی
مانند خود سید صاحب پر اُنھون نے اعتراضات شروع کر دیئے۔ اوّل اعتراض اُنکا یہ تھا کہ سید
صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ
مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب
قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطرداری اور تواضع کے واسطے اُنکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور
صرف وہی غلہ اور بکری و مُرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین
اُسمین لگتا ہے کچھ بیت المال سے اُسمین صرف نہین ہوتا۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف
بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا
آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجائے میرے مہمانون
کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہوکر اُنکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

ایک فرمایا ہے کہ یہان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض مین مولوی صاحب کو لاجواب ہوگئے تو انہون نے آپکی امامت مین قدح کرنا شروع
کیا انکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک مین لائق اس کام کے نہین ہون تو
خود آپ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہین اس بار گران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہین ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کو انصرام کرین۔ جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کرکے در پردہ اور علانیہ غازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہین تم ان سب حقدارون کے حقوق تلف کرکے یہان کیون کھنچے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہین تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کس دن تم نے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے۔ بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین۔ بہت سے کچے لوگ انکے بہکانے مین آگئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے انکو یہ لغو بیانی سخت ناگوار گذری انہون نے اسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایک روز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہان
رہنے کو کس واسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ در پیش
ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہین ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
گاہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور ان کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کرتے ہین آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہوجائے تو آپ اسوقت اپنی کونسی کرامت سے آکر اس راہ بعید دور دراز کو طے کرکے
داخل جہاد ہوجاؤگے۔ مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سنکر لاجواب ہوگئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے انکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ انکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہوجانے کے اور کچھ فائدہ نہین ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان لے

ہوگئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی
محبوب علی صاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانون کے لائق رکھتے ۔

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کاروبار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا درانی
کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند
ہوگیا اکثر معاونین جہاد سُست ہوگئے - جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب
مین لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب
صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہوکر روانگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی ۔

ان دنون کے واقعات قابل تحریر مین سے ایک واقعہ جانکاہ وفات مولانا عبدالحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر
۸ رشعبان ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا - سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا کلمہ آخری مولوی صاحب
مرحوم کی زبان پر یہ تھا الحقنی برفیق الاعلیٰ ۔

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب
کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر اُن بزرگون کے سوانح مین
تحریر ہوگا ۔

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت
کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا - یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ
بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین بمقام ٹونک اُنکا انتقال ہوا ۔

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار
ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لنڈہ سے عبور کرکے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے
ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے - بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین
و سرداران سمہ و سوات کے درانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین - قریب اٹھہزار مجاہدین اور ملکیون
کی فوج درانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات
خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسون کے حال لشکرگاہ اور قوت
اور ہوشیاری اور غفلت درانیون کا دریافت کرکے اپنے لشکر کو دو حصے کردیا - ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب کے کرکے اُنکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو - دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر
دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی گانون کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونو لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

درانیون مین سے جو ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کردو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑدو اور جو بھاگ
جاوے اُسکا تعاقب نکرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑی جوانی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ
ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایک دوسرے کے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے
بڑھے۔ جب آپ دشمن کے لشکر پر پہنچ گئے اُسوقت سنتری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار
للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتری نے اپنی بندوق کو سر
کرکے سودھیا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا
اور توپون پر جا پہنچے گولا انداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر
فرمایا کہ توپ کو درانیون کے لشکر کی طرف پھیر دو اُسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد آپنے
دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولا انداز کو تلوار سے مردار کردیا۔ جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی
تو کانون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد فتح کی آوازین
بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کیئے گئے۔ اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی درانیون نے اپنے لشکرگاہ
سے بھاگکر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی ادھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے انہین
توپین لگادی گئین۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل
رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی
اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے مین یا دنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی
بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولون سے دشمن کی اطرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر
اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین۔ شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن
کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان
رئیس اتمان زئی اور اہل خیبر جنہون نے سید صاحب کی مدد کا عہد و پیمان کیا تھا درانیون سے ملگئے اب
سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی
جاوے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس اتمان زئی کو طلب
کرکے فرمایا کہ سید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے درانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہئے اور
یہان درانیون کے مورچال کے تعقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان
دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس
گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار ہوجاؤ ادھر اپنے مورچال سے توپ

شب سید صاحب نے اپنی فوج براہ جلالہ واپس کرنی شروع کردی۔ صرف راجہ رام نام ایک راجپوت ہندو جو
مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیواڑہ سے جاکر شریک لشکر اسلام تھا مورچال مین باقی رہ گیا جو صبح تک
تہا دونو توپون کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف
شب خون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اس عرصہ مین
لشکر اسلام منظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا گاؤ والے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر
یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہان واپس آوینگے اسواسطے اُنہون نے بھی مارے ڈر کے درانیون سے اسلامی
مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہین کی۔ اس جنگ آتمان زئی مین جان و مال سے درانیون کا بہت
نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہین ہوا اور درانیون کو ایسا سبق ملگیا جسنے
مدت تک اُنکو شرارت سے باز رکھا +

اس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میان نظام الدین چشتی کو
بجمعیت نو آدمیون کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیگر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلا بطور ہدیہ
اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجدیا اس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے +

غرہ ماہ شعبان ۱۲۴۲ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علماء اور کئی سو خوانین اور ہزار ہا رعایا نے
جمع ہوکر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کرلیا سبقت کرنیوالا اور نمبر اول ان معاہدین
مین سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا۔ جا بجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام اُن ممالک مین جنکے
باشندون نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نرہا اور تمام تنازعے اور مقدمے ازروے شرع محمدی کے قانون
کے حکم سے فیصل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دنون مین یہ ملک رشک عرب ہوگیا۔ چوری چکاری زناکاری اور
قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نرہا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگون کے دلون مین ایسا ایمان اور اخلاص
پیدا ہوا کہ اُنہون نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسوان حصہ) دینا قبول کرلیا۔ سردار خادیخان
رئیس ہنڈ ان برکات سے محروم تھا بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو بیحد نفرت اور عداوت پیدا ہوئی
کہ اُسنے درخواست کرکے سکھون کا لشکر اپنے ملک مین بلالیا +

حسب الطلب سردار خادیخان کے انٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھونکا مع فوج کثیر کے
پہلے حضرو مین پہنچا مگر خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو مین اُسکے پاس
حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کرکے درخواست کی کہ حضور عبور دریاے اباسین کرکے ملک سمہ
مین رونق افروز ہون اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے۔ انٹورا صاحب دریاے اباسین سے

مجبور کرکے اول ہنڈ ریاست خادیخان میں آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا۔ انٹورا صاحب کے ساتھ قریب
دس پندرہ ہزار فوج اور اتواپ اور شاہین تھیں۔ جب سید صاحب کو انکے آمد کی خبر پہنچی تو آپنے اُن دو نو پہاڑون
کے بیچ میں جہان سے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قد آدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور برج بنوائے
اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے۔
جب یہ دیوار تیار ہو گئی تو جابجا ہندوستانی اور قندہاری آدمیون کے چوہرے وغیرہ اسپر مقرر کئے گئے۔ ایک
رات کو شتر سواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کوہ تک آپہنچا۔ سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور
دھوان ہوتا تھا جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانو اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے
چلے آتے تھے۔ چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ ظالمون کی آمد کی علامت بھی مورخون نے یہی آگ
اور دھوان لکھی ہے۔ اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار
کر رکھا ہے اللّٰہم زد فزد +

اُسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندہاریون کے قریب نو سو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آیہ بیعت الرضوان
پڑھکر اُسکا بیان بڑی وضاحت اور فصاحت سے کرکے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ اُسوقت
ہزار ہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جب تک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے۔ اس بیعت
کے بعد آپنے سر برہنہ ہو کر اپنا ضعف و درماندگی جناب باری مین ظاہر کرکے بڑی تضرع اور الحاح و انکسار سے ثابت قدمی
اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا۔ اُسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کرا کے مرنے پر مستعد
ہو گیا۔ اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوئے آپکے لشکر کے
تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَن یَّرغَبُ عَن مِّلَّۃِ اِبرٰہِیمَ تا آخر پارہ
نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا۔ یہ نشان مولوی ابو الحسن نصیر آبادی کے پاس رہتا تھا۔ اور دوسرا نشان
جسکا نام مطیع اللہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورہ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا
نشان فتح احد تھا۔ اُسپر رکوع اخیر سورہ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا۔ جب لشکر
کفار موقع تالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اُسوقت انٹورا صاحب نے دوربین لگا کر لشکر اسلام کا جائزہ
لینا شروع کیا۔ لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہو گئی چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلا کر کہا کہ
تو نے از راہ فریب و دغابازی کے مجھسے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے آدمی ہین اب تو دیکھ کہ سامنے کا سا
وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے یہ کہکر بعض بخوف مبادا تحقیقات سنگھ
انٹورا صاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع

کیا - مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہوکر سوارون کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولہ انداز و افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تاکہ کفار آگے نہ بڑھنے پائین - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین سے گولون سے مُردار ہوگئے - اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انٹورا صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہا سے درہ تک اُنکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھرمار سے بہت سے بھاگتے ہوے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب نے یہ نصرت الٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انٹورا صاحب کے دل پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فورا دریائے اباسین سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا ؁

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بعیت کرکے پھر امام وقت اور خلیفۂ برحق سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کو خلاف اور رؤسا اُس دیار کے اپنے ملک مین جاری نہین ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ کردیا - انٹورا صاحب کو واسطے مقابلۂ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کے جو سید صاحب کے مطیع اور فرمانبردار تھے سدہا گانو جلوادیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اور واسطے مقابلۂ مجاہدین کے درۂ پنجتار تک انٹورا کے ساتھ آیا - اسواسطے باتفاق رائے جملہ علماء و رؤسا یہ فتوٰی شرعی تجویز ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جائے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرءت نکرے اس فتوے سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت مال جایز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعزیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمٰعیل غازی مقرر ہوے - مولوی صاحب موصوف براہ موضع بازار و گدھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع مین جو ہنڈ دار الریاست خادیخان سے سات کوس ہے پہنچے - اس مقام پر قلعہ ہنڈ مین داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئین - اس تیاری کی خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہین جب مین اُنکو آتے سنونگا راہ مین جاکر تہ تیغ کردونگا - ایک شام کو اندھیری رات مین پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ مین سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا - اس لشکر مین قریب سات سو آدمیون کے تھے تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلاکر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵؁ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ کے

کے بھیجدیا۔ راستے میں آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا صاحب سے جدا ہوگیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعۂ
ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا اب حاجت سیڑھیوں سے حملہ کرنیکی نہیں ہی
اسواسطے آپنے موٹا پچیس آدمی عمدہ قرابین جی اور تفنگچیوں کو سب سے اوّل روانہ کر کے حکم دیا کہ جلدی
سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جا کر مخفی ہو جاؤ اسوقت اہل قلعہ پاخانہ اور پیشاب کے واسطے دروازۂ قلعہ
کا کھولکر باہر آوینگے تم بمجرد کھلنے دروازہ کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کر کے
پھر مار شروع کر دینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اُسکو نہ روکنا۔ پس جب دروازہ قلعہ کا کھلا یہ گروہ اول مجاہدین
کا ایک باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی باڑھ کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی یورش کر کے مع سارے
لشکر کے داخل قلعہ ہوگئے۔ اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند دشمن جو مقابلہ سے
پیش آئے مارے گئے باقی افتان وخیزاں خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولانا نے دروازۂ قلعہ کا پورا بندوبست
کر کے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ کیا۔ قرابین اور بندوقوں کی باڑھ نے اُسکو خواب
استراحت سے جگا کر اس حال ناہموار سے مطلع کیا اُسوقت اُسنے اُٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کرنیکا حکم دیا
مگر بے سود کیونکہ اُسوقت تک اُسکی فوج نہتی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی
اور تمامی ہتیار اور قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ آچکا تھا آخر اس حیص وبیص اور اضطراب میں کوٹھے پر پھر تا تھا
یہ منافق بھی مسلمانوں کی گولی سے دار البوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اُسکے مال ومنال اور نقد وجنس پر دست
درازی نہیں کی مگر تھوڑے سے اونٹ اور ہتیار وغیرہ جو سامان حرب وضرب کے وہاں پائے گئے سب غازیوں
کے تصرف میں آگئے۔ مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی مُلّاؤں نے بطمع دنیا
بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر جلدی سے اُسکو دفن کر دیا۔ خادیخان کے مرنیکے بعد اُس ملک میں مجاہدین کی مخالفت
روز بروز بڑھنے لگی یہانتک کہ راہ آمد ورفت پنجاب اور ہندکی بند ہوگئی ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی۔ مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے اگرچہ بیرون قلعہ ایک دو کوس
تک بلا جماعت آدمیوں کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر روسا
اُس ملک کے مقام زیدہ جو قلعۂ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لیگئے۔ امیر خان برادر خادیخان از راہ نفاق
ایک طرف سید صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعۂ ہنڈ مرحمت ہو جاے میں احکامات شریعت کو
قبول کر کے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہونگا چنانچہ اس چاپلوسی اور دھوکہ میں خود سید
صاحب بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے دخل دہانی امیر خان مذکور بر
قلعۂ ہنڈ تحریر کر کے آپنے بھیجدیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کر کے اُس حکم کو پھیر

منسوخ کرایا اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس اشناقیین حاکم پشاور کے بیس ہزار روپیہ کے بار ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا۔ یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سرداروں موضع ہریانہ دار الریاست امیر خان برادر خادیخان کو بھیج دئے۔ سنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابلہ پہنچنے سے منع کرکے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے انتورا سا نامی جنرل پنجاب کا باوجود گی پندرہ ہزار فوج کے گترا کر بھاگ آیا اور پھر کبھی اسطرف مونہہ نہین کرتا۔ مگر یار محمد خان نے اس نصیحت کو نہین سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے برے نتیجے مین اُسنے جان و مال و آبرو سب برباد کردی۔ ان دنون مین (جبکہ دُرانی سوار ہریانہ مین مقیم تھے) باہم لشکر امیر خان اور مجاہدین کے چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار سخت نقصان اُٹھا کر بے نیل مرام پسپا ہو گئے۔ اسوقت تک دُرانیون کا لشکر جو قلعہ ہریانہ مین مقیم تھا مجاہدین کی پھرتیون اور پھر مار کا تماشا دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہین ہوا۔ اس عرصہ مین خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھ ضرب توپ اور چند شاہین اور دو ہاتھیون اور بہت سے اونٹون وغیرہ سامان حرب و ضرب کے موضع ہریانہ مین پہنچ گیا اور اپنی سلامتی سے ہریانہ مین داخل ہونے کی خوشی مین بہت سی توپین سر کرا کے ملک مین اپنی آمد کا ولولہ ڈلوادیا چنانچہ ملکی لوگ توپون کی آوازین سُنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہو گئے جو مخالف تھے وہ فوراً درانیون سے جا ملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپون کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلو تہی کرکے پہاڑون پر بھاگ گئے یا اپنے گھرون مین چھپ کر بیٹھ رہے۔ اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ والا اور کچھ مومنین ملک ہمہ مجاہدین کے شریک تھے۔ یار محمد خان کے ہریانہ مین پہنچنے پر سید صاحب نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ مین طلب کرکے صرف مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیون کے واسطے حفاظت قلعۂ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب لشکر اسلام کی تین آدمی یعنی فوج کلان زیدہ مین جمع ہوئی تو مخالفون نے بوقت شب قلعۂ ہنڈ کے قریب ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو یہان سے قلعہ ہنڈ مین گولہ باری کرینگے۔ مولوی مظہر علی صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسون کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہو گیا اُنہون نے اسی وقت ایک جماعت بندوقچیون کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالون کو جا دبایا اور چند بار جھپٹ پھیری سے مار کر بہتون کو داخل جہنم کردیا اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہین چھوڑ کر فرار ہو گئے اور ایسی ہیبت اُنپر غالب ہوئی کہ پھر ارد گرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا ✣

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجا نہین پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن کے جوتے بھی مین چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف توپ اور شاہین
اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب و ضرب لے لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال ملکی لٹیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب
کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر باری تعالی بجا لا کر مظفر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار اپنے ہیڈ کوارٹرم کو واپس آئے جس جنگ کا نوبت سید صاحب
کا نوکی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا - اس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا
سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا امین موضع ہریان اور دو ڈھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے
ساتھ مر گیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے - سید صاحب نے پنجتار مین
پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کر کے لوٹ کی برائیان سنائین اور فرمایا کہ عین معرکۂ جنگ مین
لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین
اور مال غنیمت کا چورون قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا - اس وعظ کی تاثیر
سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیرون نے واپس کر کے سید صاحب
کے حضور مین حاضر کر دیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدۂ شریعت سوار کو دو حصے اور
پیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا - اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے
منافقون کے قلعون پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدہ سے تقسیم ہو گیا -
اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوے
تھے - اس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی مین گرفتار ہو کر فنا ہو گئے جس سے
معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت
سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے
خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور مین
طلب کیا - اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک
شہر پر اُنکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ
سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۶ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ ہجری باتفاق سارے جملہ علماء
سے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و
پشاور کے روانہ کی گئین - یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرنا

نہین جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجکو نہایت پسند ہے بعینہ نقل کرتا ہون - یہ فقرہ صفحہ ۲۶۲ منظورۃ السعدا مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی مین درج ہے سید صاحب لکھتے ہین نہ باکسے انامراۃ سلین منازعت داریم ونہ باکسے از زو ساء مومنین مخالفت - باکفار لیام مقابلہ داریم نہ با مدعیان اسلام - صرف باد را زمویان (یہان اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہین مراد ہے) جویان مقابلہ داریم نہ با کلمہ گویان دراسلام جویان ونہ باسرکار انگریزی کہ مسلمانان رعایائے خود را برائے اداے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است *

بایام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہون نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ مین پہنچے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد دو محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسون کو بھی کھلا امداد و اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بوقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا مین پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اس نامہ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیرون اور مشیرون نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر دراصل مرسلہ نصاریٰ (انگریز) حکام ہندوستان کے ہین اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہان کے خبر اخبار لینے کو آئے ہین انکو جلد رخصت کر دینا چاہئے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار اور دو حمد و یا بو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا *

ان ایام میں عبد الحمید خان رسالدار رامپوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک در پیش ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے یہان رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنون میں حسب الطلب خان زمان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور رسالے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ مین تربیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اسوقت پانچہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندر پور مین تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑنا پڑا تربیلا واپس آکر سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ مین مہمان ہوئے اور وہان سے چلکر پائندہ خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

ن کی ملاقات ہوئی سید صاحب ابھی تک اُنہین اطراف مین تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور
مکہ اِس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہوکر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے
لہ کیون نہین لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھا
تا اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہون نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک
دہ کے اندر محصور ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملون سے قلعہ کو خالی نکرا سکے تو
راہ دریائی بند کرادی پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نرہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب
کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی
خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائین اور جہان چاہین چلے جائین کوئی اُنسے مزاحم نہوگا۔ جب اِس عہد و پیمان کے
بعد غازی قلعہ سے باہر ہوئے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کرکے اُن سب کو گرفتار کرلیا اور کہا کہ اپنے بھائی
یار محمد خان کی قبر پر لیجاکر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اِس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالبًا کوئی
انگلستین تھا ناراض ہوکر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہوگیا +

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی
شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اِس تیاری حملہ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فورًا قلعہ ہنڈ کو خالی کرکے
پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیون کو بھی ساتھ لیگیا راہ مین بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک
مکان مین قید تھے رات کو نقب لگاکر فرار ہوگئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچگئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہوگیا
تو سکھون نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے آکر اُسپر قبضہ کرلیا۔ اُسوقت بھی ملک سید
کا معاملہ دگرگون ہوگیا تھا اور ملکیون نے چارون طرف سے باغواے سرداران پشاور براہ مخالفت آغاز
کردی تھی اِس سبب سے سید صاحب نے ناراض ہوکر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر
کے بھیجکر اُس ملک مین انتظام قیام لشکر اسلام کا کرین اور وہین سے کاروبار جہاد کا شروع کرین جب مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہوکر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوئے تو پایندہ خان
حاکم امب و عشرہ نے جسکے ملک مین سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہین دیا
اس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پایندہ خان کو لکھکر بھیجا اور اُسکے
ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف
آئین تو حرب و ضرب سے تیار ہوکر آئین۔ پایندہ خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیون کی زبانی معلوم ہوا
کہ پایندہ خان اپنے ملک مین جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ ایک لشکر

اسلام واسطے تادیب پایندخان کے اُس طرف روانہ کرین۔ اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع کھار
مین چھوڑکر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کرکے جانب آنب روانہ کردیا اور مولانا ممدوح کو تاکید
کردی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نکرین اگر پایندخان مقابل ہو تو پھر سیف وسنان سے جواب دینے کا اختیار ہے
یہ لشکر دو حصے ہوکر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فروسہ مین پہنچا اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہوکر اُسی نواح مین لوگون
کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے۔ پایندخان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے
محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار
انقیاد اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کرکے درخواست صلح کی کی۔ مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندخان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت
مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیدًا لکھدیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندخان
پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندخان نے دستہ اسلام متعینہ آنب کو غافل پاکر خود اُن پر حملہ
کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہوگئی تھی اُنہنے پایندخان کے لشکر کو آگے دیکھکر
وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہوکر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ
عشرہ بھی آکر شامل ہوگیا اس دستہ دوم کے پہنچنے تک پایندخان براہ گھاٹ چتر بائی دریاے اٹک
عبور کرکے فرار ہوگیا اسکے فرار ہونیکے بعد قلعہ آنب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اس جنگ آنب میں پانچ
غازی شہید ہوے۔ اُسی یوم مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا۔ اسی جگہ یعنی
قلعہ آنب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بُلا لیا تھا۔ اس ملک مین بھی احکام شریعت جاری
ہوکر جابجا قاضی اور محتسب مقرر ہوگئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر (جیسے کہ پہلے سے
ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہوگئی تھی۔ دفتر وغیرہ سب آنب مین آگیا تھا۔ اسوقت سید صاحب کے
دفتر مین نودس محرر تھے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری سید صاحب
کے وزیر تھے۔ سید صاحب کی مہر جسپر اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کُھدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور
کاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی۔ ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب
کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ کندہ تھا
منشی فضل الرحمٰن صاحب کے پاس رہتی تھی۔ ان ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی
کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کرکے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا۔ ملک کاغان مین جو

کشمیر سے ملحق ہے بہت لوگ داخل بیعت ہوئے سید ضامن شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کاغان بذات خود بھی واسطے حصول قدمبوسی سید صاحب کے ان کو آئے تھے۔ کشمیر مین بھی یہ دعوت جہاد بڑی گرمجوشی سے قبول کی گئی بلکہ بہت سی عرضیان مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحب کے حضور مین پہنچی تھین کہ دیوان کرپارام صوبہ دار کشمیر معتوب ہوکر لاہور کو بلایا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف لاکر دخل کرلیوین اور ہم سب مسلمان دل وجان سے مجاہدین کی اعانت کرینگے۔ ان عرضیون کے پہنچنے پر بجانب کشمیر جانیکا سید صاحب کا ارادہ بھی ہوگیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہان سے دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر کثیر اسطرف کو جائیگا تو غالبًا وہان پہنچنے سے پہلے دربار لاہور تک اسکی خبر پہنچ جائیگی اگر کشمیر کے مسلمان جو سمہ کے ولایتون سے خودغرضی اور بیوفائی اور دغابازی مین کم مشہور نہین ہین عین موقع پر دغا دین تو پھر اس نادیدہ ملک مین سخت مشکل ہوگی ÷

ان ایام مین سید صاحب کو منظور ہوا کہ غازی نکمے نرہین بلکہ دریائے اباسین کے اس پار جو سکھون کا ملک اور قلعے ہین انپر حملے کئے جائین اسیواسطے ایک لشکر تیار ہوکر مولوی محمد اسمٰعیل غازی اس لشکر کے امیر مقرر ہوئے یہ لشکر تین گذرگاہون سے عبور کرکے بمقام پھولڑہ جمع ہوا۔ مولوی محمد حسن رامپوری اور سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسمٰعیل اس لشکر مین سردار تھے مسلمان رعایا راجہ رنجیت سنگھ جو ملحق کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر احکامات شریعت پر چلنا قبول کرکے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ کرکے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک مین بلانا چاہتی تھی۔ ایسے لوگون کو امان نامے مہری سید صاحب اس مضمون کے عنایت ہوگئے تھے کہ فلان رئیس فلان دیہ کا اینجانب کے حضور مین حاضر ہوکر احکام شریعت پر چلنا قبول کرکے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بذمہ خود اختیار کرگیا اور اسقدر نقد و اسباب واسطے خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام اسپر اور اسکے گانو پر کوئی غازی دست درازی نکرے اور اسکے مال و اسباب کو مسلمانون کا مال تصور کرے۔ جب بین آدمی یعنی فوج کلان اس حملہ آور لشکر کی پھولڑہ مین پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب راہ مین ایک گڑھی کفار کے فتح کرنے پر مصروف ہوگئے۔ صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے یہ دونو سردار فن جنگ سے ایسے واقف نہ تھے جیسے انکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اس کام مین برق تھے۔ اس فوج کا لشکرگاہ بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے بڑی بیموقع جگہ پر ہوا تھا۔ فجر کو جبکہ یہ فوج ادائے نماز صبح مشغول تھے لشکر کفار نے یورش کرکے ایک غازی کو تین تین سوارون نے جا گھیرا۔ اس گھبراہٹ مین غازیونکی صف

ہوکر جہاد کا بھی کچھ موقع نہونے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دونو سردار بھی شہید ہوگئے۔ سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہین دیسکے تھے۔ اس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین چیون کی ایک آزمودہ کار افسر کے ماتحت صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوئے جسنے چند بار ہون مین سکھون کا دو چند نقصان کرکے انکو پسپا کردیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنکلی اور گڈھی چھمری کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد وپیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اس کل لشکر کو ساتھ لیکر آنب کو لوٹ گئے ؛

اندنون سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہوکر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے انعام تصور کرکے بلا مزاحمت اور اُسکو اپنے قبض و تصرف مین رکھین اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور ہمیں امیر ہون سو امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقرا کو دعا گوئی امرا کی ضرور ہے۔ اگر سید صاحب اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیا دارون کے حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کرکے اُنکی سرکوبی کی جائیگی۔ اگر سید صاحب اسقدر پر قانع رہین تو انکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب نامہ کے ارسال فرمائین ؛

یہ دونو سفیر جب انب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہوگیا مگر سید صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تا وقت مصلحت وموقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیر خواہی اہل اسلام کی کرتا رہے۔ ان ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے لنڈہ کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اُسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کردیا۔ مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہوکر مع جواب نامہ راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کئے گئے۔ یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب میں تھی بھیجی گئی جہاں بمجرد پہنچنے اس سفارت کے تعداد و جنس عندر رسا اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار خالصہ سے مقرر ہو گیا۔ ایک ملاقات کے گکر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی دوسرے دن مولوی خیر الدین صاحب حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسلح اُنکے خیمہ مین داخل ہوئے اُسوقت اُس خیمہ مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ السلام علی من اتبع الہدیٰ کہکر میز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کر کے ان سفیرون کو پاس بٹھلا دیا پھر انٹورا صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے۔ حاجی بہادر شاہ خان صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب سے کہا کہ مین آپسے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون۔ مولوی خیر الدین صاحب نے ازراہ دوراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر مین آئے بلا تکلف فرمائین مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے۔ پھر کہا کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اُسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی کی لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور زیرباری سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کی بھلائی ہے۔ کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا۔ مولوی خیر الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل دروغ ہے کسی مکار نے بکسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو اطاعت کفار اور اُنکو مالیہ دینے سے کیا کام۔ خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست مین نہین آئے۔ یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر اُنکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور ذخائر اور فوج و عساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و جدال کا رکھتے ہین۔ مولوی صاحب نے فرمایا تم غالبًا آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان مین بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق ہین اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید رشید اور جان نثار ہین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوے مثل امیرون کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے
دنیا کے انکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹورا صاحب نے کہا البتہ مین سنا ہے کہ خلیفہ
صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہانکے حاکم اور امیر انکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے
تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی محض
بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑون مین شقت اٹھانا اور باوجود
بے سر و سامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب
کے نہین ہے اب آپ دل لگا کر سنیئے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر
ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہین کرا رکھے بلکہ انمین ایک لطف اور لذت دالرکھی ہے
یہ ہے کہ دین اسلام مین بعد ایمان توحید آلہ پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہین کہ انکے ادا کرنیکی اللہ
تعالی کیطرف سے بڑی تاکید اکید آئی ہے وہ پانچون حکم نماز - روزہ - زکوۃ - حج - جہاد ہین - نماز روزہ
تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض
ہے اور حج تمام عمر مین ایکبار صرف غنی لوگون پر فرض ہے - نماز روزہ - زکوۃ تینون سے مشکل حج کا ادا
کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سستی اور خوف سفر و دور و دراز کے محروم رہتے ہین مگر خلیفہ صاحب نے باوجود
بے سر و سامانی کے سات آٹھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے ان ایام مین کسی امیر
اور دولتمند سے بھی اسطرح پر نہین آیا - انٹورا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسی
سے نہین ہو سکا اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے
بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچوین فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہین اور صدہا حیلے
حوالے کر کے اس سے منہ چراتے ہین - اس سبب سے ان پہلے چار فرضون سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ
ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے مین جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرض نہین ہوا تھا بلکہ حضرت موسی
اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات
آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹورا صاحب نے کہا ہان یہ بات راست ہے
اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہین - اسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی
ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑی صاحب جاہ اور اولو العزم ہے - بعد ادائے
حج انہون نے چاہا کہ اس پانچوین فرض یعنی عبادت شاقہ کو بھی ادا کرین اور اس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سُنا تھا کہ قوم یوسف
سکھون سے لڑتی بھڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے اُنمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ا
کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور بڑی کوشش
اور ترغیب تحریص سے اِس ملک کے لوگون کو بھی شریک اس کام کا کرلیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون
آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرلی اور اُنکو اپنا سردار بنالیا۔ پس اسی روز سے آپ
بلفظ امام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور
جنگ وجدل ہی مراد نہین ہے لفظِ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور حوصلہ
خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیانِ باطلہ اور ذلتِ کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد
ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا
کرے۔ ترقی دین اور اُسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت
جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال
کہتے ہین پس اگر فتح ہوجائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب
ترقی دین کی ہے اور فتوحات اُسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرطِ حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ
مجاہد اور غازیون کے فضائل بھی قرآن وحدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ
کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہداء کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ ان
سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سروسامانی مین کہ
نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیا دارون
کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ
ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت
دلا دیتا ہے اگر آپکو اس سے انکار ہے تو آپکا دعویٰ تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج
اور توپ رہکلہ نہ تھا اُنکو محض بتائیدِ الٰہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انٹورا
صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کُل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو پنجاب پر جائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے پنجاب
جانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اب مین ہین اور اُنب کے ایکطرف دریائے
اباسین اور دوسری طرف بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گزار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اُس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے - انٹورا صاحب نے کہا حقیقت لب ایک سخت مقام
ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور مین
مین بدنام ہو رہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہوگا اُسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی
پھر انٹورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ مابین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور
تحائف کی جاری ہو جائے پہلے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب
اُسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہانسے واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے
ہو جائے اُسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک
پر کبھی نہ آئیگی - مولویصاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو
کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو - خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت
ہین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سرپند یا کلاہ یا
جُبہ ہوتا ہے اور اُنکی سرکار مین ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہین تعجب نہین کہ کوئی ہتیار بھی عنایت
کر دین - انٹورا صاحب نے کہا کہ سرپند و کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا بالعوض میرے تحائف
کے عنایت کر دین اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجایش ہو جائے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ
مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ
صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کر لینگے کیونکہ یہ بات دوراندیشی طلب ہے
اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ
وہ کہتا ہے قبول کر لو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل و دوراندیشی سے مشورہ کرکے پھر یہی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص
قبول کر سکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو
اُسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مین ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا
کیونکہ مین اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ مین دونو برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ
ودیگر اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہو جاتے ہین اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل
ہو جائیگا - ایسے سوال کے انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونو برابر ہین - انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے
کے اور دو تین بار اصرار تمام مولوی صاحب سے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال
کی بے سود ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے
کا ہے پھر ہم آپکو بطور خراج گھوڑا اسطرح دین - اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب ازراہ کرامت

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفه صاحب کے
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفه صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر
آپ خلیفه صاحب سے ملاقات کرین تو انشاء اللہ تعالی بعد سننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفه صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولویصاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود
ایک لفظ ان سوال وجواب کا خلیفه صاحب کے روبرو مو بمو گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچا ہوگا۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفه صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ویسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولویصاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ بلکہ ہندوستان مین خلیفه صاحب کے لاکھون مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفه
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا ناحق
اِتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ اُنہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عیدالبقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اُسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفه صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالی اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم خفیہ مولوی خیرالدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے ۔ آپ مولوی اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس یورش کی اطلاع کر دیوین ۔ آخرت
مولوی صاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کر دیا اور اُسکو یہ بھی کہدیا
کہ راہ مین جو گانو مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا جب ایک پہر رات
باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جا کر مقیم ہوا بعد
غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہوگیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا
اِس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑگیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس
رات کو نہین سویا ہر سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوئے کھڑا رہا ۔ رات کو پانی
کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہوکر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون
آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصویر ہوکر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ
اُس رات کو لشکر خالصہ مین ایسے طرح شور و غل ہوکر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا ۔ انٹورا صاحب نے
لشکر کا یہ حال دیکھکر یوسف خان جمعدار اور دوسرے افسرون کو بُلا کر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت پڑی ہے
کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلی اور تشفی دیکر بھاگنے
سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لمحہ تک نہ رہا ۔ جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع افسر سارا لشکر بڑی سرعت
سے پسپا ہوکر دریائے لنڈہ سے براہ پل عبور کرکے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے
سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے بنگیا تھا یہانتک
حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریائے لنڈہ سے عبور کرکے بلا حکم کسی افسر کے پل کو بھی توڑ ڈالا
کہ کہین غازی اس پل کے راستے سے یورش نہ کرائین ۔ اُسی دن مولوی خیر الدین صاحب بھی بلا حصول
جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہوکر پنجتار کو چلدیے ۔ اور پنجتار مین مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب سے ملاقات کرکے دوسرے دن بمقام امب خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت
سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی ہو بہو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کردی سید
صاحب نے سنکر فرمایا شاباش جزاک اللہ خیر یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے
اور اس فقرہ کو سنکر کہ گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے سید صاحب بہت خوش ہوے سید صاحب نے
یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ اپنے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +
اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعۂ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اُسکو خالی کرکے بجانب حضرو فرار ہوگئے
اُنکے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعۂ مذکور پر جاکر قابض ہوگیا +

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اُس ملک کی کواری عورتون نے جو بعد
کوئے دنا یعنی منگنی معہ ایجاب و قبول اور نیز اُن عورتون نے جو بلا کوئے دنا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڈھیان ہوجاتی تھین آوازۂ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سُنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جلسا کا برخوانین اور علماء حامی دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلا اپنے کسب کا کرلے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین پس جسقدر رقم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کردینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست مین جا کر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مرجاتے ہین اور بہت آدمی اُن ملکون مین کسی عورت کو مُفت پاکر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڈھیان ہوجاتی ہین اور اکثر انمین تقاضائے
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہوجاتی ہین اگر یہ کل لڑکیان جو اسطرح سے رُکی ہوئی ہین بروقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین چلی جاتین تو اُنسے ہزارون مسلمان پیدا ہوئے ہوتے اور یہ سب خرابی
اُس روپیہ معاوضۂ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کرکے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا۔ جابجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون نوجوان لڑکیان شوہر والیان ہوگئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی و مردان کے ایک شبخون ہوتی و مردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمعیل
صاحب تھے۔ انکے ہمراہ عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعہ سے
اس شبخون کی خبر پہنچگئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولایتون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کرکے گڈھی اُنسے چھین لی مگر قاضی حبان صاحب جو ولایتون مین اول درجہ کے مؤمن و معین لشکر اسلام
سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہوگئے مولانا محمد اسمعیل

صاحب نے دونو گڈھیون کو فتح کرکے بعد لینے عہد و پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگذاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول **خان** برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے
احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان بڑی سعی اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھا لایا - جب درانیون کا لشکر حکمنی مین پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی - سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کرکے اس مضمون کے روانہ کئے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مارڈالا اور گڈھی ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے سید صاحب کے قبضہ مین آگئی پس اب مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض تمسے اور سید صاحب سے تلوار سے لون یہ یورش ایسی پرجوش تھی کہ تمامی افواج درانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان حسن پیر محمد خان برادران و حبیب اللہ خان برادر زادہ سلطان محمد خان بھی اسمین شریک تھے اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیون کو بکلی نیست و نابود کرکے سمہ کے ملک کو بھی اجاڑ دینگے سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آوری درانیون کے بھیجکر مین انکے راہ پر گڈھی امان زئی مین اپنی کسیقدر فوج بطور ہراول قائم کرادی - امب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی مین مع کسیقدر غازیون کے چھوڑکر خود سید صاحب بھی امب سے روانہ ہوگئے - جب سید صاحب ستھانہ مین پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ باشارۂ درانیان ادھر سکھون کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ امب اور چتربائی کے چڑھائی کرکے آتا ہے تب سید صاحب پھر امب کو لوٹ آئے اور ایک خندق بجانب شمال قلعۂ امب کے کھدوادی - سکھون کی فوج نے محاذی گڈھی چتربائی کے اباسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ مین توپین رکھکر گڈھی چتربائی پر گولہ باری شروع کی غازیون نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے انکو خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اُٹھاکر پسپا ہوگیا جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع تین آدمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار مین پہنچے اور وہانسے بعیت چار پانچ سو غازیون کے گڈھی امان زئی مین داخل ہوئے اُسوقت مسلمانون نے درانیون کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ و شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعہ امب اور چتربائی سے کچھ توپین اور شاہین واسطے جواب و مقابلہ درانیون کے منگا لینا چاہئے آپنے فرمایا کہ ہمکو توپ رہکلہ پر بھروسا نہین ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے - گڈھی امان زئی مین پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسون کے معلوم ہوا کہ درانیون کا لشکر حکمنی سے کوچ کرکے براہ ہشت نگر اتمان زئی مین پہونچگیا تب سید صاحب

واسطے رفع حجت مخالفون کے حسب قاعدۂ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب کو
مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک مین واسطے مقابلہ و مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہین مسلما
کلمہ گو سے لڑنے نہین آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کر کے کار و بار جہاد مین خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈ
بمقابلۂ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپکا ارادہ ہمپر حملہ کرنیکا ہے تو ہم عاجز و ناتوان بھی اللہ پر بھر
کر کے آپکا جواب بضرب سیف و سنان دینے کو حاضر ہین اور فتح و شکست خداوند تعالی کے ہاتھ مین ہے
سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامۂ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع
پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک مین کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہین اور کلمہ گویون سے
لڑنے نہین آئے - یہہ سب آپکی ابلہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہے آپ فقیر ہو کر ارادہ امارت
اور حکومت کا رکھتے ہو - پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ تمکو قتل کر کے اس زمین کو تمسے پاک
کرین - جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے
چارہ نہین ہے تحریر و تقریر کی گنجایش نہین رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجئے - لیکن
سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت مین غفلت کرنا مناسب نہین ہے مگر میرے نزدیک ایکبار
اور لکھکر پوری حجت قائم کر دینا چاہیئے تاکہ عند اللہ اُنکو کوئی جائے عذر باقی نرہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ
بمضمون اُنکو لکھ کر روانہ فرمایا - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تمنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لاکر خدا کے واسطے
کمر باندھنے والون مین اپنے تئین شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے
اعمال اور افعال مین موجود ہو تم اُسکو ثابت کرو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت و جہاد اور صلح و جنگ مشمولہ اُسکی رضا
کی ہے اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدۂ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت مین آپکو کچھ حاجت
لشکر کشی کی ہمپر نہوگی ہم خود دونو ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کے بسر و چشم آپکی خدمت
مین حاضر ہو جائینگے اور آپکو یہانتک آنیکی تکلیف نہ دینگے - وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ÷ اور اگر کوئی امر خلاف شرع
شریف ہماری نسبت ثابت نہوا اور ہم اور تم دونو نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اُسکی
تلاش کرنی چاہیئے کہ تم دونو مین کون آدمی اپنے دعوے مین جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے
ہے پس بعد تلاش اُسکو ترک کر کے تابعدار حکم الٰہی کا ہو جانا چاہیئے - وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی وَالْاِثْمُ
عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی - اب اس آخری نامۂ لاجواب کو پڑھ کر اُس کو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نرہی اُس
آخری نامہ کو پڑھ کر سید صاحب کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے -
بعد پہنچنے اِس فرعونی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کو

جلکلام کی باقی نرہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شرکو ہم پر سے خود دفع کریگا اور وہ منتقم حقیقی اِس نخوت و
تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سرِ ناپاک سے دور ہو جائیگا اُسی روز سوارانِ طلایہ نے
آکر خبر دی کہ دُرانیون کا لشکر گدھی مہیار مین داخل ہونیکا قصد کرتا ہے اُسی دم لشکر اسلام مین تیاری
کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر تمنا تیار ہو کر بجانب مہیار روانہ ہوا مگر راہ مین خبر ملی کہ اہلِ قلعہ مہیار کو درانی
لوگ ہوشیار پا کر خائب و خاسر سپا ہو گئے اُسدن لشکر اسلام وہین ٹھیر گیا۔ دوسرے دن بعد نماز فجر
کے پھر میدان مہیار مین تمام لشکر درانیون کا بارادۂ جنگ صف آرا ہوا اِدھر سے لشکر اسلام
بھی تیار ہوکر بارادۂ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعہ مہیار اور ردوبار مہیار کی حفاظت کے واسطے
وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام بہمہ اقسام اُس روز ساڑھے
تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ
اور دس شاہین تھین سید صاحب نے پیادون کو آگے اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون
کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپون
کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سید صاحب نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے
بھائیو تم دوڑنیکو اپنا اوپر حرام سمجھ کر صرف تیز روی سے یک بیک مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی
توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلی صف پیادون میں شامل
ہو گئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ
جان سید صاحب کے داہنے بائین قائم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا
بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ شیر خدا
توپون پر پہنچ گئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑ کر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی
شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی ڈاڑھیون کو اپنے دانتون مین
دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیون پر حملہ آور ہوئے اُن سب سوارون کے پاس کاذہلی
تیز تھے جنکا ایک ایک فیر کر کے نیزے اور تلوار اُنہون نے پکڑ لئے اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد
کے "سید کجاست سید کجاست" کہتا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے
بڑی پھرتی سے صف آرائی کر کے بھر مار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق اُن درانیون کی باڑھ پر باڑھ
مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور دو دو تین تین آدمی تو صرف بندوقین بھر بھر کر سید صاحب
کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہکر "سید ہمین ہست سید ہمین ہست"

ایسی سرعت سے انپر پھر بار کر رہے تھے کہ چند لمحہ مین صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے مردار ہوکر انکی
خلف کے مقام پر پہنچے۔ درانیون کی لاش پر لاش پڑکر لاشون سے میدان بھر گیا اور غازیونکا بہت
تھوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار درانی مارے گئے تو انہون نے سخت ہزیمت اٹھاکر پسپائی شروع
کی اسوقت غازیون نے دشمن کی توپون پر جاکر قبضہ کرلیا اور انہین توپون سے بھاگتے ہوئے دشمنون
پر گولہ باری کرکے انپر قیامت برپا کردی قریب تین ہزار کے درانی مقتول و مجروح ہوئے اور انکے
بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اسدن مارے گئے۔ غازیون کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے
اسیقدر مجروح ہوئے۔ میدان غازیون کے ہاتھ رہا اور اتواپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور
خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیون کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحب نے اس میدان
مین ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار مین
پہنچے اور وہین شب باش ہوئے دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چارون طرف سے خوانین اور علماء
دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ ہتی و مردان مین جہان اس جنگ کے ایکروز پہلے درانیون
نے شراب نوشی کرکے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر بکا تھا اسدن بھاگتے ہوئے بہت سا اپنا
اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہتی و مردان مین جاکر اس اسباب
پر بھی اپنا قبضہ کرلیا +

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی اسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی
فوجون کے حاضر ہوکر شریک لشکر اسلام ہوگئے۔ مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہنچا گانونکے
والے جو درانیون کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال
کرکے تہنیت اور مبارکباد کی آوازین بلند کرتے اور اپنی زبان مین خوشی کے گیت گاتے اور از راہ حوصلہ
خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے۔ پشاور کی راہ مین کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم
نہوا بلکہ راہ مین جہان جہان درانیون کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم سنکر خود بخود ڈر کے مارے
بجانب پشاور فرار ہوتا گیا + سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادون کے
اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے۔ جب سید صاحب موضع ایکی مین پہنچے تو
بذریعہ جاسوسون کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کوہاٹ کو
روانہ کردئے اور خود خائف اور مرعوب ہوکر ایک گانو مین قریب پشاور کے ٹھیرے ہوئے ہین اور کچھ تیاری
مقابلہ کی نہین کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہین۔ بمقام کمٹ فردوسی ارباب

فیض اسد خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور درا کرنے صلح کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبۂ انسدام کرنے کے واسطے حاضر ہے اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر ایمان لائے تو آپ اسکو ضرور مسلمان کروگے اور جبکہ مین مسلمان
اور مسلمان کی اولاد ہون اور اپنی خطاؤن ماضیہ کا مقر اور تائب ہوکر اقرار کرتا ہون کہ تاحیات اپنے تئین
آپکے خادمون اور غلامون مین شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرمائینگے اسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھسے
توبہ کرا کے مجھکو اپنے خادمون مین داخل کرلین اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائین اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخش کر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کردین سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک مین آئے ہین اور چاہتے ہین کہ سب مسلمان اس کام مین ہمکو مدد دین
تمہارا سردار معض اپنی کم فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑکر سکھون سے جو ہمارے اصلی دشمن ہین جا کر مل گیا اور سکھون
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہمسے جنگ کرکے خود اپنی جان کھو بیٹھا اسکے بعد تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلامنامے اور خطوط لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر حمایت
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر یہ نصیحت اسکے فہم مین نہین آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ مہیارکی پہنچی
اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہوکر ہم عاجزون کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اسکا تعاقب کرکے یہانتک آپہنچا ہے۔ اسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کرکے وکیل مذکور نے پھر
مراجعت پشاور کو واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی طرف سے
وکیل مذکور نے پیش کی کہ مین تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کرکے حضور کے خادمون
مین داخل ہو جاتا ہون پھر ملک کا عطا کرنا نکرنا حضور کے اختیار مین ہے جسکو چاہین عطا فرمائین۔ اسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ مین اس شرط پر یہ ملک اسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ پر سچے دل سے توبہ
کرکے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جائے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو۔ جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اسد خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی۔ اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل
شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے کلان مین جاکر فروکش ہوا اور اسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
مین سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اس مکان عالی شان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے۔ جب یہ لشکر پشاور مین داخل ہوا تمامی مرد و عورات
اپنے اپنے دروازون اور برجون پر کھڑے ہوکر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

بقرحید کے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہونیکے سا
رعایا کے اطمینان کے واسطے امن کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے بتاکید فر
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے د
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور فاحشہ عورتین جو اُس شہر مین ہزار ہا تھی
اپنے اپنے گھرون مین چھپ گئین یا شہر چھوڑکر فرار ہوگئین - بنگ چرس افیون وغیرہ مسکرات کی
دوکانین بھی خود بخود بند ہوگئین اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہوگئے گویا ان مسکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکامات شریعت جاری ہوگئے اور محلہ
درمحلہ اور مسجد درمسجد نماز کی تاکید ہوگئی - تارکان صلوٰۃ پر تعزیرین مقرر ہوگئین - دو تین روز کے اندر برکت
قدم سید صاحب کے یہ شہر رشک عرب ہوگیا چور بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھ
دو سو مُہر کی طلائی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی تھین اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذات مقدس سید صاحب کے کوئی غازی یا ملکی دل
سے راضی نتھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سردارون کو بامتثال امر سید صاحب چون و چرا کا حوصلہ ہی نہ تھا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوائے آمنا و صدقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے
فرمایا کرتے تھے ؎ رموز مملکت خویش خسروان دانند + تمکو صلح کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور نیت
سمجھنے کا مادہ ہی نہین ہے تم خاموش رہو اور اسمین چون و چرا نکرو - آخر ایکروز ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کرکے اس صلح سے بد دلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپکے حضور مین ظاہر کرکے بڑے
زور سے اُسکے بُرے نتائج کو بیان کیا سید صاحب نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان کہ مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو اُن پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوگ پھر
دغابازی کرینگے تو اُنکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین اُنکی بیخ کنی ہو کر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سوائے اسکے مجھکو ادب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کرکے مجھسے ملتجی
ہوئے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہوجائے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کا نہین ہون بلکہ محض لِلّٰہ فی اللہ بارگراں اس عبادت جہاد کا مینے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھکو بھی مثل دوسرے فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہین تعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رؤساء اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے یہ عرض
کیا کہ اگر حضور کو یکسنا اس ملک کا منظور نہین ہے تو مجھ خیر خواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شرط پر یہ ملک مرحمت ہو جاوے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھکر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت مین ہمیشہ حاضر رکھونگا اور انکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا
اور کل احکامات شرعی کو اس ملک مین جاری کر کے مثل ایک ملازم خادمی کے ہمیشہ آپکا مطیع اور فرمانبردار
رہونگا اور اگر سرداران پشاور جو اسوقت یا آئیندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو مین اپنی قوم اور لشکر سے انکا دفعیہ
خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا نہونگا - اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال مین نہین آئی - اسکے بعد ارباب فیض اللہ خان
وکیل سردار پشاور نے پیغام دیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کر کے نیابتہً آپنے بیعت
کر لین چنانچہ موضع ہزار خانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہان جاکر
اُنسے ملاقات کی بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ اور استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیاداروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کئے اور پھر اپنے اعمال اور افعال ناشائستہ
سے توبۃ النصوح کر کے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ
اپنے ملک مین شرع محمدی کو جاری کر کے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین مین سرگرم رہونگا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کر پشاور کو تشریف لے آئے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزار خانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا - دونوطرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اُسدن اُس میدان مین حاضر ہو کر اتحاد باہم
پیدا کرین - بروز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک تلوار زیب تن فرما کر بہت
عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی مین دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر مع تمامی لشکر اسلام کے بجانب
میدان مقررہ کے روانہ ہوئے - تمام شہر پشاور کے ادنیٰ اعلیٰ امیر و غریب ہندو و مسلمان اس تماشائے
بے نظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دوچند ہو گئی - دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک دوسرے
کے صف بندی کرکے کھڑے ہو گئے مابین اُن دونو لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر
مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب
کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید
صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم کچھ فاصلے
سے دور دور کھڑے رہے - دونو لشکر اور تماشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خرمی سے نظارہ کر رہے
تھے - ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب مدارج جہاد اور اعانت مجاہدین اور
قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے
رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنا و صدقنا کہتا جاتا تھا - اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو
تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے
عالم کامل اور شجاع اور مدبر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمر الدین صاحب داماد مولوی
الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہان چھوڑے گئے
پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کرکے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقہ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات
دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدہ شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے
آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی
شروع کی - خوانین سمہ جو بوجہ تقرر عشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت
در پردہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل رسائل کرکے سید صاحب
کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور میں بھی ہونے
لگا سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمیں
لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت
کا رکھتا ہے جسمیں میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے - اسکے بعد سردار سلطان محمد خان
نے بجائے جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس میں بلا کر پوچھا کہ تمنے جو شخص
بالائی کو قتل کر دیا سو اُسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا: میں نے اسکا جواب بطور دفع الوقتی
سردار مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل میں یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اُس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی کوئی آدمی اس بیعت کرانیکے واسطے آپ پر تقاضی
تھا آپنے بخوشی خود بڑی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل
علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے تھے اور یہان حاضر نہ تھے اور مین نادان خواندہ
تھا اس سبب سے بلا تحقیق مینے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی پھر مین نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے
تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھولنے لگے تھے اس امر مین آپکے علما کے یاد
دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہین ہے کہ آپکے علما اُسوقت
پشاور مین حاضر نہ تھے محمد عظیم آخونزادہ آپکا اُستاد جو اُسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور
مین موجود تھا بلکہ اُسنے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر مین وہ لاجواب ہوئے تو
پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار مذکور نے سید
صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی۔ باغی کا قتل کرنا شرعاً جائز ہے
مسئلہ باغیون کا کتب فقہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو۔ پھر اُنہون نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا
بغاوت کی تھی مینے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہنڈ مین سید صاحب سے لڑنے کو نہیں
گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی۔ اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور مین رخصت
ہوکر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو مین مع ہمراہیان خود خدمت مبارک
مین حاضر ہو جاؤن سید صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتویٰ مدلل بدلائل شرعی جواز قتل یار محمد خان
کا تحریر کراکے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اُس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ
بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہان
مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُنسے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آؤ۔ یہ جواب ابھی
راہ ہی مین تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ
خان کو جنسے بڑی حجت سے یہ صلح کراکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس
مین بلاکر قتل کرادیا۔ جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی
ملک سمہ مین مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہوکر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین
بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہین اُنکو ایک ہی رات مین قتل کردیا جائے ایک مخلص
آدمی نے جو اس مجلس مشورۂ قتل مجاہدین مین شامل تھا تاریخ مقررۂ قتل مومنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ
کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کردی تھی مگر سید صاحب نے اس

خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل ستمہ ہمسے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعۂ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور اُنکے بیچمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چارون طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثۂ پشاور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینہ ملک ستمہ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ اپنی
اپنی جگہہ کو چھوڑ کر پنجتار کو چلے آوین مگر یہ حکم نصر اللہ خان رئیس گڈھی امان زئی کو جو پنجتار مین حاضر تھا معلوم
ہوگیا اُسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک ستمہ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارۂ مقررۂ سابق ہر ایک
گانو مین نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانون پر آگ جلائی گئی۔ مجاہدین جو اسوقت تک اس غداری
سے سراسر ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنہون نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلۂ عشر کے ہر گانو والے تیار ہو رہے
ہین تاکہ جمع ہوکر خندروس کو ٹین اور ان دغاباز ملکیون نے خندروس کوٹنا غازیون کے قتل کرنیکی ایک نئی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین۔ اس دھوکہ مین اکثر سب غازی غافل
ہوگئے۔ اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدا ادائے نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے اُنکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا۔ کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از فجر اور بعض گانو مین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل گائے اور بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین
شیرکوٹی وغیرہ کے زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے۔ اس سانحۂ دردناک قتل تحصیلداران
عشور کو دیہہ بدیہہ مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکۂ کربلا کے لکھکر ناظرین کو رُلایا ہے مگر میرا
قلم اسکی تفصیل لکھنے پر جرأت نہین کرتا۔ جب سید صاحب کو جا بجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اُسکا کچھ اثر
آجتک اُنپر نہوا بلکہ بجائے اصلاح حال خود اُنہون نے تمرد اور سرکشی کرکے اُن مسلمانان دیندار کو جو لُب لُباب
اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کرڈالا اب مینے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی انسے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لے لیگا۔ اب مین اس ملک مین نہ رہونگا بلکہ یہان سے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آپنے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہان آپکی دو بیویان مقیم
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

بسالعد تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے تمکو اس عبادت جہاد مین میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج
وراحت اور فتح و شکست مین محض واسطے حصول مرضی باریتعالیٰ کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی
اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب مین اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دوردست مین جانیکا
ارادہ رکھتا ہون اور مین یہ بھی نہین جانتا کہ خداوند تعالیٰ مجھکو کہان لیجاویگا - غالباً اس سفر مین بھی
تکلیف آبودانہ اور ترک مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت
کر کے صبر و استقامت کرسکے اور کلمۂ شکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے مبادا ایسا
نہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس مین قوت صبر و استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک
ہو اور مین تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولا حقیقی مین صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف
جسمانی و نفسانی پر صبر نکر سکے اُنکو اختیار ہے جہان چاہے جاوے مگر سواے ملک عرب کے اسوقت کوئی
جگہ اس کی نظر نہین آتی - یہ کلمات پند و نصائح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک
آدمی اُنکو سنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تا دم زیست
آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ مین فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی
کرنی بھی منظور نہین ہے - ان ایام مین کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلاء
ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہان
ملک سمہ مین جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزارہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت
بابرکت مین حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردان خدو
خیل جس قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس مین حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اس ہجرت
سے مانع ہوے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہین ہوئی ہم بدستور
آپکے تابعدار اور غلام ہین پھر ہمکو چھوڑ کر یہان سے تشریف لیجانا خلاف مروت ہے - سید صاحب نے
اُنکے جواب مین فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگون سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہین ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے
اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہون نے ناحق کسقدر مسلمانون کو قتل کر ڈالا میز
تم سے بہت خوش نہین ہون مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی و جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ دار
ہو کر خود مجھ سے درخواست نکریگا مین اس ملک مین نرہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس مین حاضر
تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی مین کچھ باتین کی گو وہ باتین کسی پر ظاہر نہین ہوئین مگر غالباً

بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ واری مجاہدین کا اُٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا۔ بعد اس سرگوشی کے س
صاحب نے مردمان خدو خیل سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خا
کو میرا قایم مقام سمجھکر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تمنے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شرع
پر بدستور قایم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچائے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے
ملک ہندوستان سے آوے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہونے دینا۔ موسم
سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرا لیا اور جب سب طرح سے
تیاری ہوچکی تو بوجہ مخالفت پایندہ خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑکر بماہ رجب ۱۲۴۶
ہجری آپ براہ کنکلی و بزڈھیری اور سکابل گرام پہاڑون کے بیچ کو روانہ ہوئے۔ سردار فتح خان
پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے۔ بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے
آپنے اُن دو توپون کو جو دُرانیون کے مال غنیمت سے آئی تھین ایک محفوظ جگہ مین دفن کرا دیا اور دو
قراگند یعنی جلتہ مع دو عدد برجامہ اور دو خود آہنی جنمین ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند
خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزود بندوقین اور تلوارین سید رسول ساکن نواکلی کو
امانتاً سپرد کردین۔ جب لشکر اسلام بمقام نکرلی پہنچا تو آپکے حرم محترم بمعیت عبدالقیوم صاحب اور
غازیان قلعہ انب اور عشرہ اور گڈھی حبیتر بالی بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے۔ مقام
کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہوکر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آئے
ملک سمہ سے ہجرت کرکے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے
لُنڈا سے عبور کرکے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع
خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش مین تھے کہ ہزارہا اہل سمہ کو اُنہون
نے قتل کرکے ہر ایک گانو مین آگ لگاکر خاک سیاہ کردیا اور اُنکے بچون اور عورتون اور مال مویشی کو
پکڑ لاکر لاہور کو لیگئے۔ اِس خونریزی مین لشکر خالصہ نے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات
کردیا بروقت حملہ اور قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تمنے اپنے پیر مرشد اور امام کے
ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالصہ ملک سمہ مین داخل
ہوا تو صدہا اہل سمہ سید صاحب کو راہ مین جاکر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج دواری
ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کردیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ
قائم اپنے سوختہ گھرون کی جاکر مرمت کرلو۔ مؤرخون کا بیان ہے کہ جس جس گانو مین جس جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دشمن دشمن گونہ اہل سمہ ہر ایک گانو مین مارے گئے اور شل شہدائے
کربلا دنیا ہی مین اس بجذ ظلم کا انتقام لیا گیا - چہارم شعبان سنہ ۱۲۴۶ ہجری کو بجمعیت تمام لشکر اسلام بمقام
راج دواری (واقعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہوگیا اور بسبب شروع ہوجانے موسم برف باری کے وہان
مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے - ساتوین شعبان سنہ ۱۲۴۶ ہجری کو آپکے حرم محترم مین بمقام
راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین - راج دواری مین پہنچنے کے ساتھ ہی چار سو مجاہدین
تیار ہوکر طرف سچون اور درۂ بھوگرمنگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمٰعیل
غازی کے روانہ کئے گئے - مولوی خیر الدین شیر کوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے اور جب
کبھی موقع پاکر درۂ بھوگرمنگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُنکو زک دیکر پسپا کر دیا - اس ملک
کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیون کی فوج
اُس ملک مین پہنچی تو اُس ملک کے ملکیون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کر کے وہ مالیہ بخوشی خود
مجاہدین کو دینا شروع کیا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سچون اور بھوگرمنگ سے بڑھکر بالاکوٹ پر
قبضہ کر لیا - ان ایام مین راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفر آباد کے پشاور گیا ہوا تھا
اور مظفر آباد جو اُس ملک کا دار الریاست اور سکھون کا ہیڈ کوارٹر تھا سرداروں سے خالی تھا حسب
مشورۂ سلطان زبردست خان و راجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی
خیر الدین شیر کوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندہاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہون نے
بعد مقابلہ اور مقاتلۂ سخت کے چھاونی کو سکھون سے چھین لیا - سکھ گڑھی مظفر آباد مین جاکر پناہ گزین
ہوئے اور ادھر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیون کے سچون اور
بھوگرمنگ مین پہنچگئے - جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڑھی
حبیب اللہ خان مین جو ما بین مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفر آباد
جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ مین فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفر آباد سے واپس ہوچکی
تھی اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کر کے درۂ بھوگرمنگ اور سچون پر جہان خود سید
صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بذریعہ
عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے گڑھی حبیب اللہ خان پر
ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہوکر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

ساحب نے بارسال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمعیل صاحب کو مع کل غازیون کے سچون کو طلب کر
تب مجبور شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایماء سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کرکے مو
مع کل غازیون کے سچون کو چلے گئے۔ جب غازیون کا کل زور سچون اور درہ بھوگڑمنگ کی طرف ہوگیا
تو راجہ شیر سنگھ نے اسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کرکے خالی میدان پاکر بالاکوٹ پر چڑھائی کردی۔ جب
لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچگیا تو اسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہوکر سید
صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے
سے آدمی واسطے حفاظت بھوگڑمنگ اور سچون کے چھوڑ آئے۔ آپکے حرم محترم اسوقت راجدواری مین
تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت
کے واسطے وہان متعین تھے ✤

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیون کی سنکر ہرگدھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور اتواب ور
شاہین وغیرہ منگواکر بالاکوٹ مین جمع کرنا شروع کیا۔ گو راجہ شیر سنگھ کا لشکرگاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس
تھا مگر درمیان مین بالاکوٹ اور لشکرگاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ انمین سے گذر لشکر
خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی ان پہاڑون مین سے تھا مگر اس
راستہ پر صدہا درخت اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم
ہی نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ مین پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ
تعینات کردیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسی آدمیون کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے
روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا
اسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کردیا تھا اس انتظام مین زور تقدیر سے یہ
غلطی واقع ہوئی کہ اس کوہی راستہ پر تھوڑے سے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ
اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ مین کسی پنجابی یا
ولایتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جاکر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے
اسکو مطلع کردیا بلکہ اسکے آدمیون کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلادیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس راستہ کی پوری
[اطلاع] ملگئی تو اسنے ایکدن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کراکے یک بیک مسلمانون کے کوہی گارڈ پر حملہ کردیا
[مح]مد بیگ پنجابی (افسر گارڈ) نے گو تھوڑی دیر تک حملہ آورون سے مقابلہ کرکے اخیر کو سخت نقصان اٹھاکر
ہوگیا۔ اسوقت سکھون نے اس سنگر پر اپنا قبضہ کرلیا۔ بوقت شروع حملہ سکھون کے ایک آدمی بھی

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور مین بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا
کہ مسلمانون کے قبضہ سے ستعذ نکل کر سکھون کے قبضہ مین آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ
سے نیچے اُتر آئے تھے اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر مثل مور
و ملخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا - اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور بابا
بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھون کی فوج کو نیچے اُتر آنے کے واسطے سینکڑون راہین
موجود تھین اُسوقت اُنکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد کلان کے چارون
طرف جسمین سید صاحب مقیم تھے تختون سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہان سے
مقابلہ کیا جائیگا - سکھون نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع
سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی
مہردار جو اُنکے ہاتھ میں رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک مین پہنا دی - تب صحن مسجد مذکور مین
شاہین رکھوا کر کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آورون کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی
بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا - ملا لال محمد قندہاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ
کرنے کو تعینات کئے گئے - اُس مسجد کلان کے نیچے ایک وسیع مکان مزروعہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
جناب مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوئے اور یہ تجویز پختہ ہو گئی تھی کہ جب لشکر کفار دامنے
کھیتون اور دلدل کو عبور کر کے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر اُنہین مورچالون سے
گولیون کا مینہ برسا کر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستون
سے معافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہو کر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور
حور جوش پر تھا - اسی مسجد مین کچھ غیبی آوازین جنکو سوا ے سید صاحب کے اور کوئی نہین سنتا
تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگین - ابھی لشکر کفار نے وہانکے کھیتون اور دلدل
سے عبور نہین کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنون کی ہمتین پست ہو گئی تھین اور قریب تھا
کہ دشمن نا کامیاب ہو کر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کرین - اُسوقت سید صاحب یکا یک مسجد بالا
سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمین ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کر کے واسطے
روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک مزروعہ
مکان مین تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

ہی ساتھ نیچے والی مسجد مین پہنچے - اس مسجد زیرین مین پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک ص
غیبی بار بار بطرف میدان جنگ کے بلاتی ہے - اِسوقت سید صاحب ایک ملکی صفات مین تھے آ
چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسیکی نظر اسپر نہین ٹھیرتی تھی - کنارۂ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے
قریب پہنچ گئے تھے کہ انکی گولیان نیچے والی مسجد مین پہنچکر نقصان کرنے لگ گئین تھین ادھر کی بندوقین بھی
دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھین - دشمن کے سامنے دلدل تھے اور اُنکے سر پر مجاہدینون کی پھر
بھرمار سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے اُنکو کوئی چارہ نہ تھا - ایسے
نازک وقت مین سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے ورلے کنارہ پر
جا پہنچے اب مابین دونو لشکرون کے کچھ دھانون کے کھیت اور دلدل حائل تھی - جب سید صاحب
مسجد زیرین سے باہر نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے تھے اُسوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باواز بلند یہ حکم
دیا کہ کل قرابین چی بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ جان سید صاحب کے اردگرد ہو جاوین مولوی جعفر علی نقوی
جنکی کتاب سے مین یہ واقعات نقل کر رہا ہون اُسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ مین شامل تھے سید
صاحب کنارۂ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے تھے - دشمن بھی غازیون کی یورش جانب دلدل
دیکھ کر اپنی فرار سے رُک گئے اور اپنی ساری ہمت سے اُنہون نے مجاہدین پر گولیون کا مینہ برسانا شروع
کیا - اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے شاہین لاکر لگا دو - شیخ موصوف شاہین
لانے کو روانہ ہوئے - ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے جان نثار سید صاحب کے تھے
اُسوقت سید صاحب کے بائین طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندھاریون
کی جماعت جو اس کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اُسطرف
بہت زور دیا ہے قندھاریون کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئین سید صاحب نے یہ سُنکر فرمایا
کہ اُسقدر کافی ہین اور آدمی بھیجنے ضرور نہین ہے - اُسوقت ایک بیقرار غازی نے دلدل مین کود کر چاہا تھا
کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کرکے مراد دلی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اُسکو
منع کردیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا - اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافرون پر جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر پرلے کنارے دلدل
حملہ آور ہین یورش کرکے اُنکے قتلے قتلے کردون - ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے
ئے ہین اُنکا قتل کرنا کچھ مشکل نہین مگر اسوقت پہاڑ والے کافرونکا ہم نشانہ ہو جائینگے اور پہاڑ کی
تنگ اور دشوار گذار ہین پہاڑ والے کافرون پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے - اس بات کو سید

صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ چند لمحہ اس گفتگو کو ہوئے تھے کہ سید صاحبؒ اپنے اڈے کی
کسی آدمی کو اطلاع نفرما کر بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل مین کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری
اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن مین
دلدل سے پار ہو گئے اور تن تنہا ہزارون دشمنون کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ او بکریون کے ریوڑ
(گلہ) مین شیر اکر کودتا ہے دشمنون پر آپکی تاخت سے قیامت برپا ہو گئی۔ جو مجاہدین اسوقت کنارہ
دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل مین کود پڑے اور بمشکل تمام اُس سے پار ہو کر آپکے بعد آپ سے
آ جا کر مل گئے اس دلدل مین اکثر مجاہدین کی بندوقین بھیک کر نکمی ہو گئی تھین ایک لمحہ مین وہ
ہزارون دشمن جو پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے کنارے دلدل پہ تھے غازیون کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ
کے اوپر سے اسوقت قریب دس ہزار بندوقون کے غازیون پر چھوٹ رہی تھین۔ غازی دشمنون کو مارتے
ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیون کی بندوقین بھی ایسی نکمی ہو گئین تھین
کہ پہاڑ والے دشمنون کو گولیون سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب
مثل تیر اپنی جماعت مین کھڑے تھے کہ اسوقت یک بیک آپ نظرون سے غائب ہو گئے۔ مولوی جعفر علی
نقوی جو آپکا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ "جناب حضرت امیر المومنین
درمیان جماعت از نظر من غائب شدند" یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو واقع ہوا۔ اسوقت بوجہ
آپکے غائب ہو جانے کے سارے لشکر اسلام مین ہل چل پڑ گئی ہر شخص اُس گولیون کی بارش مین اپنے بچاؤ
کو بھولکر مثل عاشقون کے آپکی تلاش مین پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ "حضرت کہان ہین"
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاءالدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت
وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسیوقت دشمنون کی گولیون سے شہید ہو گئے۔ غازیون نے سارا میدان
جنگ ڈھونڈھ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نملا۔ اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ
بھی مردے سے بدتر ہو گیا۔ اُس حالت یاس مین لشکر اسلام اپنے سردارون سے خالی بالاکوٹ
کی طرف پسپا ہوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی پہاڑ پر سے گولیون کا
مینہ برس رہا تھا بوقت واپسی وہان کے کھیتون اور دلدل مین صدہا آدمی شہید ہو گئے۔ اسوقت
کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ مین زندہ رہون ہمتین پست ہو گئی تھین دل ٹوٹ گئے تھے جان بلب
ہو رہی تھی۔ اسوقت دشمنون نے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اور بالاکوٹ مین پہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیان
کا لوٹ لیا اور دکانون مین آگ لگا دی۔ اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش مین مصروف تھا - مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے
کہ پیچھے لوگون کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا
اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے روبقبلہ ہوکر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب
ہوگئے - یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملئی مین پہنچکر ہمکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب
موضع مٹی کوٹ مین (جو ایک گوجرونکا گانو میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجرون کے گھر مین
زندہ موجود ہین اور اُس پتھر پر سے جہان آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اُٹھاکر اپنے گانون مین
لے گئے تھے - اور بعض لوگون کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور
کاغان کے سفیر ہوکر گئے تھے اور مولوی عبد اللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہوکر آپکے رفیق غیبوبت ہوگئے - مولوی جعفر علی نقوی پایۂ شہادت کو غلبہ دیتے ہین
چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ شیخ وزیر گولہ انداز کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے لشکر سکھان مجھکو گرفتار کرکے مقتل شہدا مین لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت
کرایا مینے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی
لاش پر دوشالہ ڈلواکر اور اپنی فوج کے مسلمانون اور نیز ملکیون سے اُسپر نماز پڑھواکر بڑے اعزاز اور
اکرام سے اُسکو دفن کرادیا - اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے
ہین کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھون نے چند زخمی غازیون کو لیجاکر سید صاحب کی لاش کو اُنسے شناخت
کروایا تھا چنانچہ اُنہون نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اُسی بےسر
کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلواکر اور نماز پڑھواکر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا اسی بنیاد
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ مین موجود ہے - بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھون
کا لشکر وہان مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھان وہانسے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ مین واپس
آئے اُسوقت تک کل شہدا کی لاشین مثل لالہ زار کے مقتل شہدا مین پڑی ہوئی تھین - ملکیون نے
مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشون کو علیحدہ علیحدہ دو قبرون مین دفن
کرکے باقی کل شہدا کی لاشون کو جمع کراکے ایک گنج شہدا بناکر سب کو ایک جگہ دفن کردیا - اس واقعہ کے
چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہان اپنے قبرستان مین دفن کیا
ایسی بھی بہت روایتین ہین کہ اس واقعۂ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگون نے سید صاحب اور اُنکے رفیقون
دیکھا - اسمین شک نہین کہ آپکی شہادت اور غیبوبت مین روز اول سے اختلاف ہے مگر اب بسبب

بعد زمانہ کے جو ساٹھ برس سے بھی زیادہ ہو گیا خیال غیبوبت خود بخود لوگون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحب جن سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلا شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہانسے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - سُنا ہے کہ جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان (جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے) تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیر الدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اُسی کوہستان مین لکیر پر فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعۂ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار سنہ ۱۸۴۶ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا + بلاحظہ مکتوبات احمدی جن مین سید صاحب کا اصل ما فی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا کرتے تھے کہ اس الہام مین وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے - ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہوگی - لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا - اب اُسکا جواب یہی ہے کہ ازروئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس وقت کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کرسکتے ہین اور غالبًا سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی ∴ بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا - بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ کل مسلمان امرا اور رؤسائے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے ایسی کارروائیون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکا اسلام کا بج گیا ہوتا +

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولو العزم اور شجاع غرض ولی اللہ امل اور اولو العزم سپاہی چند صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا - اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانون کے دلون کو مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے - مگر جیسے اُسکا یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو - بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس زرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا اُسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت سیکو عنایت کردینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم کردینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی - توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ پتلا تھا - جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود نہ تھا مگر اسکے یقین نے اسکے دو برس کے لمبے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اٹکنے نہین دیا جسقدر کی

اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا - اِس سے بڑھکر عجب یہ دو ہزار غازیون کو بآمادۂ جنگ سکھان
ساتھ لیکر براہ سندھ و قندھار و کابل و پشاور یاغستان مین پہنچا اسکے پاس نہ کمسریٹ تھی نہ خزانہ اور نہ
میڈیکل اسٹاف اور نہ سلح خانہ اسکے لشکر مین دونو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم
لوگون کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہوجاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول اللہ کے اسکے ساتھ ایک ایسی قربانبردار اور
جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہون نے برسون رنج راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست
اور بھوک پیاس مین ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز آخیر تک اُسکا ساتھ دیا ہے کہ جسکا نظیر سوا صحابہ
رسول کریم کے تواریخ اسلام مین اور کوئی پایا نہین جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے
حصول رضامندی باری تعالیٰ کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - اُنکا ہر متنفس جام
شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنون لیلی کا - بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب اور
توکل اور زہد اور اُلوالعزمی کے اس بے نظیر بندۂ خدا کو پولیٹکل پیچیدگیون اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ
نہ تھی اُنہین دونو نقصون نے اُسکے بنے بنائے کام کو بگاڑ کر آخر اُسکو بالاکوٹ مین وہ دن دکھایا کہ
جسکی یاد سے آجتک ہزارون خلقت کے دل دُکھتے ہین - اگر ان سب خوبیون کے ساتھ جو اُسکی ذات
مقدس مین موجود تھین فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اِس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے
پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ہرگز ارادہ نہین تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی
ہی عملداری سمجھتے تھے اور اسمین شک نہین کہ اگر سرکار انگریزی اُسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی
تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُسوقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھونکا زور کم ہو +

قریب چار ہزار صفحون کے مختلف مؤلفون کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہین مگر لوگونکی پست ہمتی
اور کم مائگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کرکے مینے اُن پھولون کے پشتارون سے جو میرے سامنے میز پر رکھے
ہین اُردو زبان کے بھبکہ مین رکھکر سب تازی اور شیرازی پھولونکا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کہ و مہ
اُسکا ایک پھویا لیکر معطر ہو جائے اور با این اختصار پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہین دیا
گو بہت قیمتی کراماتی واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - مین اس سوانح مجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم
کرکے آپکے بعض خلفا بعد اسکا حال لکھتا ہون +

حصہ چہارم

بیان خلفاء حضرت سید احمد صاحب

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزارون ہین صرف جنکے نام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئین اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب
ولایت اور کرامت ہوئے ہین اُنکے عجایب غرایب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے۔ تمامی
اسلامی دنیا اور خصوصًا ہندوستان آپکے خلفاء سے معمور ہوگئی تھی شاذونادر کوئی بے نصیب
شہر اور قریہ ہوگا جہان آپکے خلفا کا گذر ہوکر توحید آلہی کی منادی نہوئی ہو۔ اسوقت تک کروڑون
آدمیون کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہیگی۔ یہ عمل بالحدیث
کا چرچا جو اسوقت ملک ہندوستان مین ہو رہا ہے آپ ہی کی ذات مقدس کا پرتوا ہے۔ آپکے
ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگون کو قرآن حدیث سمجھنے کا بہرا ہوا۔ جیسکہ حدیث
شریف مین آیا ہے اِنَّ الْاَمَانَۃَ تَنْزِلُ فِیْ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ
(ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگون کے دلون مین اُترتی ہے اُسوقت قرآن اور حدیث کے
مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہین۔ اب مین بطور تبرک فقط آپکے چند خلیفون کے نام نامی درج ذیل
کرتا ہون۔ اوّل اور افضل سارے خلیفون کے مولوی عبدالحی صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب کے ہین۔ دوم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید۔ یہ دونو بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہما کے آپکے یار غار اور جان نثار تھے۔ سوم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب ابن مولوی رفیع الدین صاحب۔ اس بزرگ کا اخیر عمر مین سر
پھر گیا تھا۔ مولوی سید محبوب علی صاحب دہلوی یہ بزرگ قبل از واقعہ بالاکوٹ ناخوش ہوکر اپنے وطن
مالوفہ کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی حیدر علی صاحب رامپوری۔ مولوی محمد علی صاحب رامپوری مولوی ولایت علی
صاحب عظیم آبادی۔ ان دونو بزرگون کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب
نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجدیا تھا یہ دونو بزرگ
سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہین کرتے تھے مگر بادل محزون بہ تعمیل حکم مرشد برحق کے ہندوستان
دچلے آئے اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
لاناہم آپکو تخم کرکے اُٹھاتے ہین (غالبًا اس فقرے کے یہ معنی ہونگے کہ اس تخم سے اتنے پودے
ن گے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا۔) مولوی وحید الدین صاحب پھلتی شاگرد رشید

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین۔ مولوی حافظ قطب الدین صاحب پھلتی
برادر مولوی وحید الدین صاحب موصوف مولوی خدابخش صاحب ساکن میرٹھ مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی یہ
بزرگ خزانچی اور خانساماں سید صاحب کے تھے مولوی احمد الدین صاحب پھلتی قاضی عماد الدین صاحب حکیم مغیث الدین
صاحب سہارنپوری یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون میں سے ہین آخوند شاہ محمد ولایتی مولوی حبیب اللہ صاحب قندہاری
یہ بزرگ علماء خراسان و بخارا و ماوراء النہر کے ساتھ مسئلہ وجوب تقلید شخصی کی بابت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی صاحب شہید کا اور دوسرے اشخاص قافلہ کا رنگ ڈھنگ دیکھکر
اُنکے ایسے معتقد ہوگئے کہ بوقت بحث سر نیچا کئے ہوے مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب
اُنکے ساتھ والے مولویون نے اُنسے کہا کہ بوقت بحث تم کچھ نہین بولتے اور ساکت بیٹھے رہتے ہو انہون نے
جواب مین کہا تھا کہ مین تو ان لوگون کا طریق اور روییہ مثل صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھتا ہون پھر
ایسے بزرگون سے کیا بحث کرون۔ آخر کو یہ بزرگ سید صاحب کے مرید ہو کر بڑے نامی مشائخون سے ہوے
مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنسے امرتسر وغیرہ ممالک پنجاب مین بہت ہدایت ہوئی اس بزرگ سے
فیضیاب ہوے تھے۔ اب بھی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی اولاد و احفاد امرتسر مین رہتے ہین اور وہ
چشمۂ ہدایت بدستور اس خاندان سے جاری ہے منشی ظہور علی صاحب پیرجی محمود شاہ صاحب نبیرۂ حضرت
شاہ عبد الرزاق صاحب جھنجھانوی حکیم غلام سبحانی صاحب جھنجھانوی آخوند عبد العظیم خان صاحب مفتی
الٰہی بخش صاحب ساکن کاندھلہ شاگرد رشید مولوی شاہ عبد العزیز صاحب۔ اس بزرگ نے ساتوان بقیہ
ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے مفتی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا جب ایک
ہزار شعر کا ترجمہ ہو چکا تو آپکا انتقال ہو گیا آپکے انتقال کے بعد مولوی ابو الحسن صاحب آپکے فرزند ارجمند
نے اور ایکہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ اُنکا بھی انتقال ہو گیا مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ
بھائیو ساٹھ برس سے آجتک جو ہمنے جیسا تھا وہ سب دلیا تھا اب سید صاحب کی بدولت میدہ ہو گیا
مفتی صاحب ایسے بڑے عالم متبحر تھے کہ اپنا نظیر نہین رکھتے تھے مگر سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا فخر
دارین جانتے تھے۔ حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی شہید میانجی شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی انہین کے
مرید رشید اور خلیفۂ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال مکہ معظمہ مین اپنے انوار سے ہندوستان اور
عربستان وغیرہ ممالک کو منور کر رہے ہین چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے مثل مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جنسے ہزارہا خلقت کو ہدایت ہوئی مولوی
سخاوت علی صاحب جونپوری مولوی کرامت علی صاحب جونپوری صاحب مفتاح الجنۃ یہ دونو بزرگ

بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ اسیطرح ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی شجاعت علی صاحب عظیم آبادی
محمد حسین صاحب عظیم آبادی مولوی عنایت علی صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب
مولوی فرحت حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب مولوی الٰہی بخش صاحب عظیم آبادی
مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی صاحب کے حالت قید مین بمقام
پورٹ بلیر (کالاپانی) کے راہی فردوس ہوئے یہ دونو بھائی بڑے اولیاء کبار اور صاحب کرامات تھے اپنے
استقلال اور ثابت قدمی اور صبر وشکر مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے جامع کتاب ہذا بہت برسون تک حالت قید
مین ان بزرگون کے ساتھ رہا ہے اور انکے حالات اور کرامات کا ایک چشم دید گواہ ہے - ان بزرگون کے
حالات عجیبہ لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیئے مولوی غلام جیلانی صاحب رام پوری رام پور کا خلیفہ آپنے اس
بزرگ کو مقرر کیا تھا مولوی محمد عظیم صاحب نابینا پشاوری مولوی فخر الدین صاحب سہارنپوری مولوی
نصیر الدین صاحب دہلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب نصیحۃ المسلمین
انکی اور بھی بہت تصانیف ہے رسالۂ جہادیہ بھی انہین کی تصنیف ہے افسوس ہے کہ یہ بزرگ باایہمہ اوصاف قبل از
معرکہ بالاکوٹ رنجیدہ ہوکر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی
نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال مولوی عبد القدوس صاحب کشمیری مولوی شہاب الدین صاحب
بٹالوی ملک پنجاب مولوی میان فضل صاحب سیالکوٹی امام الدین صاحب حافظ محمد صدیق صاحب صوفی نور محمد
صاحب سید عبد اللہ صاحب ولد سید بہادر علی مولوی اکرام الدین صاحب دہلوی صاحب تفسیر سورۂ فاتحہ مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی تمم ہوشیارپوری اس بزرگ اور انکے بیٹے نے سنہ ۱۲ ہجری مین بھی سید صاحب کی زیارت کی
ہے مولوی عبد اللہ بنارسی مولوی شاہ لطف اللہ سلونی - اس بزرگ کو بوقت جانے حج کے سید صاحب نے اپنا
قائم مقام کرکے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری غیر حاضری مین جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو انسے پوچھے
مولوی نظام الدین صاحب دہلوی قاضی یوسف مرکی ساکن بمبئی مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن بمبئی -
مولوی شیخ جیون صاحب مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کویل مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد
متصل جائس ملک اودھ یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے مولوی سید محمد صاحب مولف
مخزن احمدی مولوی سید یعقوب صاحب یہ دونو بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے میر احمد علی صاحب
اس بزرگ کا انتقال بمقام رائے ویلور ملک مدراس سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین ہوا سید حمزہ ساکن ملک بریہا مولوی یعقوب
صاحب دہلوی مولوی شاہ اسحق صاحب دہلوی مولوی مرتضیٰ خان صاحب رام پوری مولوی سید محمد حسین
صاحب ساکن بھنگرہ ضلع مظفر نگر یہ بزرگ اسوقت تک زندہ اور منتظر ظہور ہین مولوی چشتی صاحب

ساکن کاندھلہ مولوی عبداللہ صاحب لوگون کا بیان ہے کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ یہ دونو بزرگ بھی سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہوگئے بلکہ مولوی چشتی صاحب کو تو میرے بعض دوستون نے بعد معرکۂ بالاکوٹ کے بہت دفعہ
دیکھا بھی ہے اور اُنکے قرابت دارون سے بھی سنا ہے اور اُنکے ہاتھ کے لکھے ہوے خطوط بھی بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے اُنکے گھر پہنچے ہین واللہ اعلم بالصواب - اب مین مولانا وبالفضل اولانا مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور اُن دو
خلیفون کا جنکو سید صاحب نے تعمیم ہدایت کرکے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری
ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہون +

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمتہ

آپکے بڑے خلیفون مین مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہین یہ دونو بزرگ بمنزلۂ ابوبکر و عمر رضی
اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبدالحی صاحب کا مزاج بوجۂ بردباری اور وقار حضرت
ابوبکرؓ سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجۂ تشدد علی الکفار و فجار حضرت عمرؓ سے زیادہ تر مشابہ تھی
ان دونو بزرگون کا ذکر خیر سید صاحب کے سوانح عمری مین جا بجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونو بزرگ
داخل خدام ہوے تھے اُس تاریخ سے تا مرگ بلا کسی دینی ضرورت کے آپکی خدمت بابرکت سے ایکدم بھی
علیحدہ نہین ہوے اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگون نے سید صاحب کو خوب پہچانا تھا - اُنکی جان نثاری اور فرمانبرداری
ضرب المثل ہے یہ دونو بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پانو دوڑنیکو اپنا فخر دارین جانتے تھے - ان دونو سراج ملک
دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ تک کرتے تھے اپنے تئین بالکل مٹا دیا تھا - پاخانہ کمانے چکی پیسنے دانہ دلنے گھاس
کھودنے بوجھا اُٹھانے سائیسی کرنے غرض کسی قلیل سے ذلیل کام سے بھی انکو عار نہ تھی - روحانی برکات حاصل
ہونیکے بعد یہ دونو خاندانی بزرگ مقتدائے قوم و امیرزادے ناز و نعمت مین پلے ہوے دہلی سے خوش خوراک
اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بھی کبھی کھچڑی یا اُسکی کھرچن کھا کر یا دو تین وقت کڑاکے کے فاقے کھینچکر
اور چٹائیون یا خالی زمین پر سو کر ایسے خوش و خرم اور شادان و فرحان رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی اُنکو دہلی کے
پلاؤ و قورمہ و توشک و تکیہ مین بھی نصیب نہوے تھے - در اصل مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ
کوئی دنیوی نعمت اُسکی لذت اور شیرینی کو نہین پہنچتی بلکہ دنیا مین کوئی ایسی چیز موجود ہی نہین ہے جسکو مزہ
ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجا سکے - مینے ایک مقبول بارگاہ الٰہی کی کتاب مین لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے
ہین کہ جسطرح بیاہ کی نئی دلہن اپنی ناکتخدا ساتھیون اور سہیلیون سے اپنے مزۂ وصال کو کسی کھانے یا میوے
وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہین کرسکتی اُسی طرح سے مزہ ایمانی کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اُسکو

تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین
کے لوگ ایسے آدمیون کو ہمیشہ دیوانہ بتلاتے آئے ہین ع لذت مے نہ شناسی بخدا تا نچشی + دنیا
جہان را چکند + ان دونو ستارون کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہین ع دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی + دیوانہ تو ہر دو
بصارت کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ جب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرۂ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ
اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونیکا دعوی کرے تو مین بلا تامل اُسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ مولوی صاحب شہید کی خوبی
معروف چند وڑے سے (جو ایک اولیا کامل صاحب کشف ملتان مین تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء
اللہ مین سے سب سے بزرگ ولی مقبول خدا کون سا بزرگ ہے انہون نے جواب دیا کہ عالم ارواح کی سیر مین مینے
دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء ہند مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ مینے مولانا شہید کو
جنت مین ایک چھپر کھٹ پر لیٹے ہوے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوے دیکھا ہے۔ ایک روز
کسی کور باطن ظاہری علم والے نے ان دونو بزرگون سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اجل
اور قران و کتب احادیث کے حافظ ہو کر سید صاحب ایک اُمّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے انہون نے
اُسکی کور باطنی پر تعجب کر کے اُسکے جواب مین فقط اتنا نکتہ کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزارون کتابون مین پڑھا
اور حدیثون مین دیکھا ہے باوجود اُمّی ہونے کے سید صاحب کو اُن سب کا عامل پایا ہے۔ ع
منکشف اُسپہ ہر ایک شئے کی ہے لیت + نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر + علم کو اُسکے
مگر علم لدنی کہئے + جو کہ آتا ہے اُسے سہے وہ کیسے مستحضر + مولوی عبدالحی صاحب سلوک راہ ولایت
اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن مین اُستاد کامل تھے اور
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید سلوک راہ نبوت کے سالک کامل اور پورے عامل تھے اسواسطے
آپکے ملفوظات سلوک راہ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور
سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی عبدالحی صاحب کا لکھا ہوا ہے ع ہر گلے را رنگ و بوئے
دیگر ست + مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے قصص ذہانت و فطانت کے بہت مشہور ہین مگر
ذہانت اور فطانت اُس کمال سے جو انسان سے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب آئے
تھے کچھ علاقہ نہین رکھتی اسواسطے مین اُنکو یہان بتمامہ درج کرنا نہین چاہتا۔
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید خلف مولوی عبدالغنی صاحب نبیرۂ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
[illegible]لوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔ مولوی کرامت علی صاحب حیدرآبادی جو مولانا شہید کے
[illegible]سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کر کے رکھ [illegible]

تھے اور کبھی مطالعہ وغیرہ کچھ نہ کرتے تھے آپکے ہم سبق طالب علمون نے اس بے پروائی کی شکایت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی تب شاہ صاحب نے اُسکا سبب اُنسے دریافت کیا اُنہون نے اپنا سبق اچھی طرح پڑھا ہوا شاہ صاحب کو زبرسنا دیا اُسوقت اُن طلباء کو آپکی خداداد ذہانت اور فطانت کا حال معلوم ہوا مولوی سدیدالدین خان صاحب خلف الرشید مولوی رشیدالدین خان صاحب امین مدرسہ کلکتہ جنکا نہ موروثی کتب خانہ غدر دہلی ۱۸۵۷ عیسوی مطابق ۱۲۷۳ ہجری مین لوٹا گیا تھا فرمایا کرتے تھے کہ ہمکو اپنے کتب خانہ کے لوٹے جانیکا افسوس نہین ہے جسقدر اُن حاشیون کے ضائع ہو جانیکا ہمکو افسوس ہے جو علمی کتابون پر مولانا شہید نے چڑھائے تھے کیونکہ وہ کتابین تو پھر بھی مل سکتی ہین مگر اُن حاشیون کا ملنا سراسر محال ہے - بیان کرتے ہین کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کسی بڑے اہم مسئلہ کا فتویٰ لکھکر اور اُسکو اپنی نشستگاہ مین چھوڑکر اندر مکان مین تشریف لیگئے تھے اس عرصہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید بھی وہان تشریف لے آئے اور اُس فتوے کا ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتون کی اپنی قلم سے تصحیح کرکے فتوے کو وہین رکھکر چلے گئے - جب شاہ صاحب واپس تشریف لائے اور اُن ترمیمون کو دیکھا تو نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ علم ابھی تک ہمارے خاندان مین باقی ہے - مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمٰعیل نے لی اور تحریر رشیدالدین نے اور تقوی اسحاق نے - مولوی محمد اسمٰعیل نے تمامی درسی کتابین شاہ صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب سے ختم کر لین تھی اور بوجہ اپنی ذہانت و فطانت کے خود ایک دریائے ذخار علم کا ہو کر اُسکی موجون مین تموج کر رہے تھے کہ اس عرصہ مین اُنکی خوبی قسمت سے سید صاحب سا پیر کامل اکمل اُنکو ملگیا جنکی برکت صحبت اور انوار ہدایت سے وہی علم (جسنے مولوی عبدالرحیم عرف عبدالرحیم آپکے ہم مکتب کلکتہ والے کو دہریہ بنا دیا تھا) اُنکے حق مین ایک عمدہ آلہ اشاعت اور ترویج دین حق کا کمال خوبی کے ساتھہ ہو گیا یہانتک کہ آپکے مخالفون کو آپکے روبرو بات کرنی دشوار تھی مولوی فضل حق معقولی خیرآبادی جو اُس زمانہ مین حاکم اعلیٰ شہر دہلی کے سرشتہ دار اور علم منطق کے مسیلے اور افلاطون وسقراط وبقراط کی غلطیون کی تصحیح کرنے والے تھے مولانا شہید کے سخت مخالف ہو گئے چنانچہ کتاب تقویت الایمان کے اِس مسئلہ پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا دوسرا پیدا کر دینے پر قادر ہے اُنہون نے سخت اعتراض کیا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا دوسرا پیدا کرنے پر ہرگز قادر نہین - اسکے جواب مین مولانا شہید نے ایک فتویٰ بدلائل عقلی ونقلی نہایت مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر یہ فتویٰ تمامہ چھپ بھی گیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس خوبی سے آپنے مخالفون کا مونہہ بند کیا خاتمہ آپکے

یکروزی سے مولانا شہید لکھتے ہین کہ قدرت ایک عمدہ صفت ہے [illegible]
ہے پس جو مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تحت قدرت الٰہی کے داخل ہے تو تحت تقدیر
نہ یہ کہ وقوع اسکا لازم آئے۔ اور تقویت الایمان کے اس مقام پر بھی ثابت کیا ہے کہ مقصود یہ ہے
کہ رب العزت جل جلالہ حضر صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ مقصود نہیں ہے
ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا کریگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہو چکے پھر آپ نے بوجہ
ثبوت قدرت الٰہی کے یہ آیت لکھی ہے أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ
أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ترجمہ کیا وہ ذات پاک جسنے زمین وآسمان کو پیدا کیا
اس بات پر قادر نہین ہے کہ مثل اُنکے یعنی بنی آدم کے اور پیدا کرے۔ ہان وہ ضرور بڑا پیدا کرنے والا
اور جاننے والا ہے۔ پھر آپنے لکھا ہے کہ اس آیت مین ضمیر جمع مذکر کی کل بنی آدم کی طرف جنمین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین راجع ہے اور گو اس آیت مین بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے
مثل پر اُسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ؀

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب اور دبدبہ شہر دہلی مین تھا
خود بادشاہ بھی انکی خاطرداری کرتے تھے۔ جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت الٰہی
مین لاجواب ہو گئے تو اور مخالفت بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے
بند کرا دیا گیا تھا لیکن خلقت شہر کی آپکے وعظ پر شیدا تھی مجبور بادشاہ کو جامع مسجد مین آپکے وعظ
ہونیکی پھر اجازت دینی پڑی مگر اُسوقت جامع مسجد کے اندرونی حوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمین
صدہا ہندو لوگ بھی دُکانین لگاتے تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانۂ خدا مین
بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوؤن کے شامل ہونے کی لکھکر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور
عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا فوراً بادشاہ نے وہ بازار بند کرا دیا۔ ایک روز ایک جلسۂ وعظ مین ایک
روسیاہ بدعتی نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور
پکڑا گیا۔ سبحان اللہ یہ بھی ہادیان اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ اُنکے قتل کا ارادہ کرین
اور روشنی ہدایت کو مونہہ کی پھونک سے بجھانا چاہین مگر اس اقدام مین ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا
والآخرہ کے ہوتے ہین۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باتباع فعل سید صاحب کے شہر دہلی مین سب سے
پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبر سن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کرکے رانڈون کے نکاح کرانے پر کمر باندھی
اور نکاح ثانی کی فضیلتین اور اُسکو عیب سمجھنے کی بُرائیان ایسی فصاحت اور قابلیت سے بیان

کرلی شروع کین کہ ہزارہا رانڈون کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی مین ہو گئے - ایک معتبر و ثقہ شخص جامع کتاب ہذا سے کہتا تھا کہ اُسوقت قریب دس ہزار کے بیکس اور بیبس رانڈین آپکی سعی اور کوشش سے شوہر والیان ہو گئین اور آپکی بدولت یہ رسم زبون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے اُٹھکر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو گئی - اسوقت بھی پچاسون آدمی آپکا وعظ سننے والے دہلی مین موجود ہین وہ کہتے ہین کہ جب آپکا وعظ گرم ہوتا تھا تو سامعین مین نالہ وزاری سے شور ہو جاتا تھا اور روتے روتے ہچکیان بندھکر بیخود ہو جاتے تھے - ایک دولتمند شیعہ نے جو اُسوقت دہلی کا تحصیلدار تھا مولانا شہید کو بُلاکر آپکا وعظ اپنی قوم مین کرایا تھا قریب تین چارسو شیعون کے اُسوقت آپکے وعظ مین حاضر تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وعظ گرم ہوا تو اکثر شیعہ بیہوش ہو گیا - بعد اختتام وعظ کے اُنہون نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا مگر آپنے منظور نہین فرمایا - ایک روز خانم کے بازار مین قریب تین ۳۰ کسبیون کے آپنے جمع کراکے اُنکو وعظ سنایا اُس شام کو اُنہین سے اُنتیس ۲۹ کسبیون نے توبہ کرکے نکاح کر لیئے ✦

صاحب ذکر جلی ایک اس قسم کا قصہ مولوی محمد علی صاحب رامپوری کی زبانی تحریر کرتے ہین کہ ایکروز مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے آپنے دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتین رتھون اور بہلیون مین سوار ہو کر بلا پردہ کہین کو جارہی تھیں مولوی صاحب نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون عورتین ہین ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیان فلانی کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہان جارہی ہین - تو مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان ہین اُس شخص نے کہا کہ ہان مسلمان ہین تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہین تو ہماری بہنین ہین کیا خداوند تعالیٰ ہم سے نہین پوچھیگا کہ اسقدر مسلمان عورتین بدکاری اور زناکاری مین گرفتار تھین اور تم نے اُنکو نصیحت نہین کی اسواسطے اب تو مین اُنکے مکان پر جاکر اُنکو نصیحت کرونگا آپکے رفیقون نے کہا کہ آپکے وہان تشریف لیجانے سے آپکو بدنام کر دینگے کہ کنچن دارے مین بھی آپ جانے لگے - آپ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو اس بات کی کچھ پروا نہین جب اللہ اور رسول کا حکم سُنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سناویگا اسکے واسطے سب کلمہ گو مؤمنون کا حق برابر ہے آپنے اول اپنے دلسے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیان کاٹکر چیلون کو کھلا دین یا سر سے جسم کو ہاتھی کے پانو سے باندھکر کھنچوا ئین کیا تو اُسوقت بھی اللہ ہی بات بولتا رہیگا دل نے کہا ہان جبتک میرے اندر سانس ہین خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤنگا

جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشون کا سا بھیس بدلکر اُس کسبی کے مکان پر پہنچے جہان
کسبیان جمع ہوکر کچھ گا بجا رہی تھین آپ نے وہان جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اللہ والے
اللہ والیہ - اُسوقت چند چھوکریون نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے
سنائیگا اور تماشا دکھائیگا وہ سمجھین کہ کوئی تماشا گر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلا لیا آپ نے
بہت نرمی سے پوچھا کہ تبرکی صاحبہ کہان ہین اُنہون نے کہا کہ اوپر بالا خانے مین مع اپنے مہمانون
کے جشن کر رہی ہین مولانا صاحب اوپر تشریف لیگئے اور دیکھا کہ تبرکی صاحبہ بڑے تزک اور
مع اپنے مہمانون کے کرسیون پر بیٹھی ہین چارون طرف شمعدان روشن ہین چونکہ مولانا صاحب
نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجود بھیس بدلنے کے بھی
پہچان گئین اور اپنی اپنی کرسیون سے اُٹھکر آپ کے سامنے مؤدب کھڑی ہوگئین اور پوچھا کہ حضرت
آپنے کیونکر تکلیف فرمائی آپنے فرمایا گھبراؤ نہین مین کچھ صدا سُنانے آیا ہون تم سب جمع ہوکر ایک
جگہ مین آرام سے بیٹھ جاؤ - چونکہ اُنکی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھ گئین
صاحب نے حمایل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھا کہ اُسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئین پھر آپنے
آیتون کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہان نہ حسن و جوانی
کو قیام ہے اور نہ مال و زندگانی کو یہانکی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے - یہ بیان ایسی شرح اور بسط
فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جان کنی
کی سختی اور اُسوقت کی بیکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے
بیان کیا کہ ساری عورتین ہوش باختہ ہوگئین پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر و نکیر کا سوال اور
وہانکے عذاب کا بیان اس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھاگئی اور ہر طرف سے نالہ
و آہ و گریہ و زاری شروع ہوئی پھر اسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا
بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکارون کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کئے جاوینگے اور جو
کوئی اس فعل بدکاری کا دنیا مین سبب یا وسیلہ یا موجد و معاون ہوا ہے وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشوا
ہوگا - جب بروز قیامت تم ایک ایک مجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کی جاؤگی تو ہر ایک زانیہ کے
ساتھ سینکڑون اور ہزارون زانی و بدکار بھی لائے جائینگے جنکی زناکاری و بدکاری کی تم
باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز و ادا نے اُنکو اس آفت مین پھنسایا تھا تو سب
گروہ کہ ایسی حالت سے جبکہ سینکڑون اور ہزارون زانی و بدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے

اسد رب العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا - یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ سبھون کی ہچکیان
بندھ گئین تب آپنے آب توبہ سے اُن خستہ حالون کے دلون کو ٹھنڈا کرنیکو توبہ کی فضیلت بیان
کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اِس بیان وعدہ عفو اور شرح غفاری
اُس غفور الرحیم سے اُن بیدلون کو کچھ ہوش آیا - مگر اسکے آپنے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع
کی اور آخر مین فرمایا کہ جسکا دل جس سے چاہے اُس سے نکاح کرلیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے
تائب ہوجاوے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ترجمہ حضرت صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا
کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اُسنے گناہ ہی نہین کیا - جب یہ وعظ ہو رہا تھا
اسکی شہرت تمام شہر مین ہوکر ہزارون خلقت اُسکے سُننے کو وہان آکر جمع ہوگئی تھی - راستے
بند ہوگئے تھے آس پاس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لدگئے تھے - نتیجہ اس وعظ دلپذیر
کا یہ ہوا کہ جسقدر جوان عورتین قابلِ نکاح اُس مجمع مین موجود تھین سبھون نے توبہ کرکے نکاح
کرلئے اور جو بوڑھی اور سن رسیدہ نائکہ وغیرہ تھین اُنہون نے محنت و مزدوری سے
اپنی گذران کرنی شروع کی +

ایک دن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیون پر گندری بازار مین کھڑے
ہوئے وعظ فرما رہے تھے اُسوقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ جگے تو وہ بھی مہندی لگائے
ہوئے اور ہاتھون مین چوڑیان کڑے اور پانو مین بچھوے اور زنانہ سُرخ جوڑا پہنے ہوئے
بغرض تفننِ طبع مولوی صاحب کے نزدیک آکھڑا ہوا اور وعظ سُننے لگا جب اُسکے دل پر
کچھ اثر ہوا تو محو ہوا آپ کے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھکر اُسکی
طرف متوجہ ہوگئے اُسوقت آپ نے اُسکی زنانی ہیئت کی بُرائی اور بیان مواخذہ الٰہی اور عذاب
آخرت کا اِس زور شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہین بیٹھے بیٹھے چوڑیان
توڑ ڈالین اور زیور نکال کر علیحدہ کردیا اور ہاتھ پیرون سے مہندی کا رنگ دور کرنے کے واسطے
سیڑھیون کے پتھرون پر اُنکو اسقدر رگڑا کہ خون جاری ہوگیا - بعد اختتام وعظ کے تائب ہوکر
آپکے خادمون مین داخل ہوگیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور دلی کا مخنث بمقابلہ سکھان بہادر
مردانگی کی دیکر شہید ہوا +

ایک دفعہ ایک وعظ مین مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اِس خوبی سے کیا کہ مولوی
امام بخش صاحب صہبائی اور مولوی عبد اسد خان صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب وغیرہ

ایک سفر مین جب آپ ایک سراے مین ٹہرے ہوئے تہے اوس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی
تشریف آوری کی خبر سنکر آپکی زیارت کے واسطے سراے مین حاضر ہوئے وہان پہونچکر اون لوگون
نے بجاے مولوی کے ایک سپاہی کو دیکہا کہ گلے مین تلوار لٹکائے ہوے اپنے گہوڑے کی خدمت
کر رہا ہے اونہون نے اوس سپاہی سے پوچہا کہ میان سپاہی مولوی محمد اسمعیل صاحب کہان
ہین سپاہی نے جواب دیا کہ اون سے آپکا کیا کام ہے اونہون نے کہا کہ زیارت سے مشرف
ہوکر کچہہ مسائل کی تحقیق کرینگے آپنے فرمایا کہ کیا مسائل ہین اونہون نے بڑے بڑے ادق مسائل
جو سوچ کر لائے تہے بیان کئے آپنے گہوڑے پر کہریرا کرتے کرتے اون کے ایسے جواب باصواب
دیدیئے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے مہینون مین بہی نہ بن آتے تب وہ لوگ سمجہہ گئے کہ غالباً یہی
شخص مولوی محمد اسمعیل ہے تب اونہون نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپکے ساتہہ کچہہ کتابین
نہین ہین آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے مین ہے اول اوس سے سمجہاتا ہون جب کوئی اوس
سے نہین مانتا تو یہہ تلوار جو میرے گلے مین پڑی ہے اوسکا علاج ہے ان دو کے ہوتے اور
کتابون کی کیا ضرورت ہے مولوی عبدالاحد ابو سعد لکہتے ہین کہ عبداللہ سراج جو بروقت حج کو
تشریف لیجانے مولانا شہید کے مکہ معظمہ مین شیخ العلما تہے مولانا شہید کے روبرو دوزانو بیٹہہ کر
اپنے شبہات علمی کو پوچہا کرتے تہے اور علم مناظرہ اونہون نے مولانا شہید ہی سے سیکہا ہے۔

صدہا مولوی اور عالم کابل اور قندہار اور سمرقند اور ماوراء النہر وغیرہ کے جمع ہوکر
بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید مین آپ سے بحث کرنے کو آئے تہے چنانچہ ایک ہفتہ تک بحث
رہی آخرکو وہ سب مولوی لاجواب ہوکر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہہ
شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اوس مین غوطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون
جیت سکتا ہے لیکن باوجود اس فتحیابی کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمعیل صاحب سے فرمایا
کہ یہہ وقت ترک تقلید کا نہین ہے ہمکو اسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جہگڑا اوٹہا کر اپنے
اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہین ہے اس جہگڑے سے جسکی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب مین
ہے ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہوجاوے گا۔ یہہ بہی اوسوقت کی ایک
روایت ہے کہ جب بہت سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیان اور جبے پہنے ہوئے مولوی محمد اسمعیل
صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین مین آئے تو اوسوقت مولانا شہید چکی سے اپنے گہوڑے
کا دانہ دل رہے تہے وہ سارے ولایتی مولوی آپکا یہہ حال دیکہکر بے اختیار رو پڑے اور کہنے

لگے کہ ٹھیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی چال پر یہی شخص ہے اور ہم دُنیا کے کتے ہین -
روایت کرتے ہین کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپنے لکہی اوسوقت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب دونو زندہ تہے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
اوس کتاب کو دیکہا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اِس گہر مین ابہی تک محقق
علم حدیث کے موجود ہین - مولانا شہید نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے
لوگون کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابین لکہی ہین منجملہ اونکے ایک تقویت الایمان ہے یہہ
کتاب توحید اور اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی بُرائی مین ایک لاثانی کتاب ہے
اِس کتاب سے اِسوقت تک لاکہون آدمیون نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری
آیندہ نسلین اوس سے ہدایت پاتی رہین گی - ایک شاعر نے اس کتاب کے حق مین کہا ہے ؎
جسپہ ہو جاوے مگر الطاف حق + تقویت الایمان کا لیوے سبق + ہر جزاوسکا ہے ہدایت کا سبق +
آسمانی علم کا اظہار ہے + دین ایک مدت سے سوتا تہا پڑا + غازیئے حق نے دیا دین کو جگا +
ورنہ رفتہ رفتہ قبر اولیا + سجدہ گاہِ خلق ہوتی بر ملا + شکر خالق کا ہمین درکار ہے +
اب جو اسمعیل غازی مولوی + دین کے دریا مراتب مین ولی + جب اونہون نے تقویت الایمان لکہی +
اوس مین تفریق حق و باطل مین کی + پہر گیا جو شخص نا ہنجار ہے + مومنون کے حق مین تقویت ہے وہ +
فاسقون کا باعث لعنت ہے وہ + فاقبلوا من ربکم نعمت ہے وہ + قد خلت من قبلکم سنت ہے وہ +
کفر کے حق مین گویا تلوار ہے + تقویت الایمان کا پہلا حصہ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنون کی تفسیر
مین) مولانا شہید نے اپنے ہاتہہ سے لکہہ کر تمام کر دیا تہا اسواسطے اوسکی عبارت بڑی پُر زور
مثل ننگی شمشیر کی ہے جسکی نورانی شعاعون سے مشرکون اور گور پرستون کے دل کباب
ہوتے ہین دوسرا حصہ اس کتاب کا (مشعر تفسیر محمد رسول اللہ کے) آپکی وفات کے بعد مولوی
محمد سلطان خان صاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اوسکی عبارت ایسی پُر زور نہین ہے
اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتہہ سے لکہا جاتا تو عجب گُل کہلتا اور پہر معتقدان سید صاحب
کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نرہتا دوسری کتاب آپکی دینی تصنیفات
مین حقیقت امامت ہے - اس کتاب مین آپنے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کے ساتہہ
بیان کیا ہے اوس کتاب کی تصنیف سے دراصل سید صاحب کے فضائل اور اپکی اطاعت کی خوبیان
اور نافرمانی کے بُرے نتایج کا بیان کرنا مقصود تہا - اوس کتاب کے ہر ہر فقرے مین مشارٌالیہ

سید صاحب ہین کتاب مذکور مین سید صاحب ہی کی شان مین آپنے لکہاہے ہر کمالیکہ در خدمت
گذاری او مصروف نگردید خیالے ست پُر انفعال وہر علمے کہ در بیان اعظام و اکرام او بکار نیاید
وہمے ست سراسر باطل ومحال تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے اس کتاب
مین آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثون کو جمع کرکے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر مؤکدہ
اون سنتون مین سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے رفع یدین کرنے والا ثواب
پاوے گا مگر رفع یدین کے تارک پر ملامت نکیجاوے اگرچہ عمر بہر نکرے اور جو عالم احادیث
ثبوت رفع یدین کا ہو کر رفع یدین کرنیوالون پر طعن کرے وہ اون لوگون مین داخل ہے جو مخالفت
کرتے ہین رسول اللہ کی بعد ظاہر ہو جانے ہدایت کے ۔ تنویر العینین کے خاتمے مین آپنے لکہاہے
کہ امام کے پیچہے سورہ فاتحہ پڑہنے مین دونو طرف دلائل قوی ہین لیکن طرفین کی دلائل مین تامل
کرنے سے امام کے پیچہے سورہ فاتحہ کا پڑہنا اولی اور افضل ہے اوسکی ترک سے اور پہر آپنے لکہا
ہے کہ اسی طرح آمین پکار کر کہنا آہستہ کہنے سے اولی اور افضل ہے کیونکہ جہر کی روایتین بہت آئی
ہین اور صبح کی نماز مین قنوت کا پڑہنا یا نہ پڑہنا دونو مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے
کی روائتین بالجہر کی روائتون سے زیادہ ہین تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑہنا بہتر اور روشن ہے ۔
اور ہاتہہ چہوڑ کر نماز پڑہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا اور ناف کے نیچے یا ناف
کے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتہہ رکہنا مساوی جہان چاہے رکہے کیونکہ دونو طریق اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہین

چوتہی کتاب آپکی دینی تصنیفات مین ایضاح الحق اسم بامسمی ہے پانچوین کتاب حقیقت
نبوت ہے اس کتاب کو جامع نے نہین دیکہا ۔ آپنے ایک فارسی قصیدہ بہی سید صاحب کی شان
مین کہاہے اوسکی چند بیت بطور تبرک یہان لکہی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے ؎ بیا و تہنیت شجرۂ امامت
کُن + کہ بعد گم شدنش آن چگونہ گشت پدید + ہزار شکر بہ یزدان پاک کز فضلش + ز نور قدسی
عنبس کہ قطرۂ بچکید + ز فیض او بقلوب جمیع اہل یقین + زچار سوگند آن قطرۂ جذب و الہام
بطرز سنگ کہ معروف شد بہ حدید + بلا ہشتہ ہمہ احبار این زمان دانند + کہ زان اوست ازین
عرصہ منصب تجدید + ہمہ کمال تو موروث ز احمد مرسل + کہ عرق پاک تو اوصاف پاک او بکشید
چو نام نامی او بقرعۂ تو رسید + فلک بگفت گرفتی زہے سہام سدید + درین زمان تو ئی جانشین
پیغمبر + خلیفۂ خلف و وارث و وصی رشید + ایک مثنوی معروف بہ سلک نور بہی آپکی تصنیف ہے

ہے جسکا شروع اسطرح پر ہے ✤ الٰہی تیرا نام کیا خوب ہے ✤ کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے ✤ اسی سے ہے ہر دل کو آرام وچین ✤ وہی سب زبانون کا ہے زیب وزین ✤ ۔ صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قفس تحریر مین آئی آپکی بزرگی اور علو مرتبت پر ایک بڑی شاہد عادل ہے ۔ اس کتاب کے دیباچہ مین آپنے لکھا ہے کہ میرے اوپر انعام الٰہی بے حد وبے شمار ہین اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی خدمت بابرکت مین میرا حاضر رہنا ہے اور آپکی مجلس مبارک مین حاضر رہنے سے مین نے آپکے کلمات ہدایت آیات کو سن کر بہت فائدہ اوٹھایا پس اسواسطے خیر خواہی مسلمانون کے میرا ارادہ ہوا کہ کسیطرح سے ان فیوض اور برکات مین غائب مسلمان بہی شریک ہو جاوین اور طریقہ اسکا سوائے تحریر کرنے اون مضامین بلند پرواز کے اور کوئی نظر نہ آیا اگرچہ حاضر اور غائب مین جو فرق ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہین ہے جو فائدہ حاضر اوٹہاتا ہے غائب نہین اوٹہا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری نہ مل سکے تو جسقدر تہوڑی ملے اوس کو بہی ترک کرنا نہ چاہیے اسواسطے مین نے کمر ہمت کی چست باندہ کر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اسی اثناء مین کچہہ اوراق متضمن سلوک راہ ولایت جنکو مولانا عبدالحی صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سنکر تحریر کیا تہا مجہکو ملگئے سو اونکو بہی غنیمت جان کر دوسرا اور تیسرا باب اس کتاب کا اون سے مرتب کر دیا اگرچہ ان اوراق کی اس کتاب (یعنے صراط المستقیم) کی تالیف مین یہہ بات تہی کہ اس کتاب کے مضامین بعینہ ویسے ہی لکہے جاتے جیسے کہ آپکی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوئے تہے لیکن آپکا نفس عالی اپنی مبدء فطرت مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اس واسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور راہ دانشمندان کلام اور تحریر وتقریر سے بالکل صاف ہے سو میرے خیال ناقص مین ان اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدون تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہو رہے ہین صرف اون لفظون سے جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوئے سمجہنا دشوار ہے اسواسطے تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف سے کر کے ان مضامین کو لکہا گیا مگر اسکے ساتہہ ہی جہان تک مین لکہتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپکے سمع مبارک پر عرض کر دیا اور جو کچہہ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اوسمین غلطی ہوئی تہی اوسکی آپنے اصلاح کر دی ۔

الحمد رب العزت کا صد ہے کہ یہہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تہا واقعہ ۲۴ - ماہ ذیقعد ۱۲۴۶ ہجری بوقت ظہر صدہا کافرون کو اپنے ہاتہ سے تہ تیغ بیدریغ کرکے بالاکوٹ مین شہید ہوا لکہا ہے کہ آپکے گہوڑے سے جدا ہونے کے پہلے آپکا جسم مبارک گولیون سے چہلنی ہوگیا تہا تاہم آپ نے صدہا کافرون کو داخل جہنم کیا آپکو ناس سونگہنے کا بہت شوق تہا اپنی شہادت سے چند لمحے پہلے آپنے اپنی ڈبیہ نسوار کی نکال کر سونگہی اور پہر اوسکو جہاڑ کر پہینک دیا اور فرمایا کہ بس یہہ آخری سونگہنا ہے ناس کو سونگہہ کر اور لشکر کفار مین گہس کر آپ شہید ہوگئے یہانتک ایک روایت ہے کہ آپکی وفات کے بعد راجہ شیر سنگہہ خلف مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے جو سکہون کی فوج کا جرنیل تہا آپکی لاش پر دوشالہ ڈلوا کر بہت عزت سے آپکو دفن کرا دیا چنانچہ اسوقت تک ایک کچی قبر آپکی بنی ہوئی بالاکوٹ مین موجود ہے - اور دنیا کے لوگون کی عقل پر بہت افسوس ہے کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی قبر پر اب وہان کے لوگ نسوار چڑہا کر منتین اور مرادین آپ سے مانگتے ہین مولوی محمد عمر صاحب آپکے صاحبزادے تہے سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین وہ بہی لاولد اس جہان سے رحلت کرگئے اور اس دنیا ناپایدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہے کہ اوس خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب مین جسمین بیسیون عالم فاضل موجود تہے اب ایک شخص بہی نہین رہا بالکل خاندان بہر کا خاتمہ ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون -

مولوی سید محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہہ بزرگ رامپور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیدر علی صاحب کے چہوٹے بہائی تہے - سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تہے اور چند بڑے بڑے معرکون مین شریک جنگ بہی رہے ہین - حسب الہام الہی انکو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کردیا تہا اور چونکہ انکی واپسی حسب مرضی الہی بہ تجویز سید صاحب ہوئی تہی اسواسطے ان دونو بزرگون کے ہاتہ سے لوگون خلقت کو فائدہ پہونچا اور دوسرے چند عالم جو خود جو جہاد کی سختیون کی برداشت نکرکے بلا اجازت اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تہے مین اونکی کارروائیون کو اس مجموعہ مین شامل نہین کرتا لیکن دعا کرتا ہون کہ اللہ رب العزت اونکی تقصیرات کو معاف کرکے

اوس وعید شدید سے بچاوے جسمین حکم ہے لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً یعنے نہین ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلاحکم امیر کے ایک بالشت بہر جدا ہوکر چلا جاوے مگر جب مریگا تو حرام کی موت مریگا۔

جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سندہ ہندمین پہونچے تو آپسمین مشورہ کرکے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکہن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدراس کو تشریف لیگئے۔ بماہ محرم ۱۲۴۵ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس مین پہونچے۔ اور مولوی عبدالرب صاحب خلف مولوی عبدالعلی صاحب کے مدرسہ مین فروکش ہوئے اور اپنی کارروائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید اور اتباع سنت کی شروع کی ہزارہا خلقت آپ کے وعظ و نصیحت سے راہ راست پر آئی جب آپکے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ بہی جو ایک بڑے معزز رؤسائے مدراس سے تہے ایک اتکو دو آدمیون کو ساتہہ لیکر مولانا صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ مین تشریف لائے بمجرد ہمکلام ہونے کے نواب صاحب موصوف جنمین مادہ ازلی سعادت کا مکنون تہا آپکے مرید ہوگئے یہہ نواب صاحب بہی مثل دیگر امراء ہند کے منہیات شرعی اور خصوصاً راگ باجے مین غرق تہے۔ ہروقت آپکی مجلس مین راگ رنگ رہا کرتا تہا۔ ایک علیحدہ کمرہ ہرقسم کے مزامیر اور انگریزی باجون سے بہرا ہوا تہا ایک عملہ باجہ نوازون کا علیحدہ مقرر تہا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپکے دل کی کیفیت بدل گئی بلا فہمایش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجاے اشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اوسکی برائی آپکے دل مین گہس گئی اوسی رات کو گہر مین پہونچکر باجون کا توڑوانا شروع کیا۔ جب شوقین لوگون کو آپکے ارادہ کی خبر ہوئی تو ہزارون روپیہ دیکر اون عمدہ عمدہ باجون کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب نے بموجب اس قول بزرگون کے۔ آنچہ برخود میپسندی بر دیگران میپسند۔ باجون کو فروخت نہین کیا بلکہ توڑوا کر پہینکدیا نواب صاحب کا سبہ خاندان معہ زن و بچہ باستثناے والدہ نواب کی مولوی صاحب کا مرید ہوگیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا سن اوس وقت قریب ساٹہہ برس کے تہا شرک و بدعت مین ازسرتاپا غرق تہین اور کاٹہہ باوا کی مرغی ہر مہینہ مین نذر چڑہایا کرتی تہین۔ چونکہ یہہ مخدومہ حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمة اللہ علیہ کی اولاد سے تہین اونہون نے اپنے جد امجد حضرت غوث الاعظم کو ایک مرتبہ خواب مین دیکہہ کر عرض کیا تہا کہ مین آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہون اوسوقت حضرت قطب سبحانی نے ایک جوان انکو دکہلا کر کہا تہا کہ انکے ہاتہہ پر بیعت کرنا سو جب کوئی مشایخ اس مخدومہ

کو ایسا مرید بنانا چاہتا تہا یہہ اوسکی صورت دیکہکر اور مطابق اوس حُلیہ لکہہ کے بنا کر ہمیشہ انکار
کر دیا کرتی تہی جب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کے واسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب
واسطے تطبیق حُلیہ کی بحیلہ دعوت نواب صاحب کی والدہ کے گہر مین بولائے گئے - یہہ مخدومہ
مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکہکر بول اوٹہی کہ یہہ وہی شکل ہے جو میرے جد امجد
نے مجکو دکہلائی تہی - یہی میرا پیر ہے پس اوسی وقت مولانا صاحب کے ہاتہہ پر بیعت کر لی اور
تمامی رسومات شرک و بدعت کو ترک کرکے موحد متبع سنت بن گئی اب تو نواب صاحب کے گہر
مین ہر مرد و عورت نوکر چاکر دائی دادا کہنا پنجگانہ پڑہنی پڑی تہوڑے دنون مین ببرکت بیعت مولانا کے
یہہ گہر جو فسق و فجور سے مملو تہا صالحین اور صالحات کا مسکن ہو گیا - بجائے راگ باجا کے یہان
اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا اس ملک مین ترسو نام ایک ہندون کے
دیوتا کی مسلمان بہی پوجا کیا کرتے تہے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہو جاوے مسلمانون
نے گائے کا گوشت کہانا اپنے اوپر حرام کر رکہا تہا مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد اور خیال
ناقص کو مسلمانون کے دل سے دور کرنیکے واسطے ایک عام جلسہ مین گائے کے گوشت کے کباب پکوا کر
سب حاضرین جلسہ کو کہلائے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اون سے ناخوش ہو جاوے گا
اونکے دل سے دور ہو گیا اوس ملک مین جب کسی شخص پر اثر جن یا پری یا بہوت یا ترسو دیوتا کا
ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب یہ دیکہلا کر بہیجدیتے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت امیر المومنین سید
احمد غازی تمکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت
یہان سے چلے جاؤ - یہہ پیام توپ و رہکلہ کا حکم رکہتا تہا جن بہوت اس پیام کو سُن کر فوراً
چلا کر بہاگ جلتے اور پہر اوس طرف رُخ نکرتے -

انہین ایام مین ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
مین آپکے ہاتہہ پر بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تین باتون کی پروانگی مانگتا ہون آپ نے پوچہا کہ
وہ تین باتین کیا ہین عرض کیا کہ مین پُتلیان نچایا کرتا ہون اور ترسو کی پوجا عورتون سے
کرایا کرتا ہون اور شراب پینے کا عادی ہون یہی تین باتین جنکو مین ترک کرنا نہین سکتا مولانا نے
فرمایا بڑے میان بیعت تو کر لو اسی وقت اوس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتہہ پہیلایا
آپنے اوسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیکر کئی بار کلمہ پڑہوایا اور سخت توبہ کرائی اوسکے بعد الفاظ
بیعت کے اوسکے مونہہ سے کہلائے اور پہر دعا کے واسطے اپنے ہاتہہ اوٹہائے آپ بہت گڑگڑا کر

اُسکے واسطے بہ آوازِ بلند دعا کر رہے تھے ابھی دعا تمام نہوئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہوگئے
پیر مرد کا دِل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت مین وہ بیٹا را پٹیلیون کا جلا دیتا ہون
اور ترسو کی پوجا کرانے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہوا۔ اُسوقت مولوی صاحب
نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک مریدان خاص سید صاحب سے آپکے ساتھ تھے فرمایا کہ
آپ بڑے میان کو لیجا کر گرم توجہ دو اُنہون نے اُسکو لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ مین بڈھا بیہوش
ہوگیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور مین حاضر ہوکر شکر یہ حصول
اس نعمتِ دارین کا کرنے لگا۔ ایک روز ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک
پہلوان آدمی اور بڑا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ وغیرہ پہنے ہوے
مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کرکے حضرت کے
سامنے بیٹھ گیا اور بہ آوازِ بلند بڑے کڑاکے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیرالمومنین
کو مولا مشکل کشا نہین کہتے مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہہ
لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تب مولوی صاحب
نے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہین اور اُنکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے
پر ہے اس سوال کو سُنکر وہ گھبرا گیا اور ہوش باختہ سا ہوکر بولا کہ لفظِ کشا تو فارسی اور لفظِ مشکل
عربی ہے تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ذرا غور تو کرو کہ عربی لفظ مین فارسی ترکیب کے ساتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی مین دیتے یہ جواب باصواب سنکر وہ غالی
شیعہ بغلین جھانکنے لگا اور لاجواب ہوکر چلا گیا۔ کئی روز بعد پھر وہ مولوی صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسوقت بالہام غیبی مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی وہ جو اندرونی درد کی
تمکو شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی بشر واقف
نہ تھا یہ غیبی بات مولانا صاحب سے سُنکر اُسکے دل مین کچھ جگہ ہوئی۔ اس عرصے مین کھانے
کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے
اپنے ہاتھ سے ایک مُٹھی بھر چاول اُسکی رکابی مین رکھ دیے اُسوقت خداوند تعالی نے اُن
مُٹھی بھر چاولون مین ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیرون چاول اُڑا جاتا تھا اُس
مُٹھی بھر سے سیر ہوگیا تب تو اُسنے ہاتھ دھوکر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عقیدہ رفض سے

تائب ہوکر تمامی زمانہ عمر اُسوقت نکالکر پھینکدیا اور تادم زیست نہایت متقی اور پرہیزگار رہکر خاتمہ بخیر کے ساتھ
اس دنیا سے گیا ؛

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا
صاحب کی خدمت مین رہا کرتے تھے - ایک رات کو اس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر
دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہین ہین اور اُس حجرے کی جسمین یہ دونو آدمی سوتے تھے اندر کی
زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھولکر باہر نکلا
تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر کھڑے ہوے غسل کر رہے ہین - جب بعد غسل کے مولانا صاحب
تشریف لاے تو اُس صاحبزادے نے جرات کرکے پوچھا کہ اندر کی زنجیر برابر بند ہی پھر حضور کسطرح
باہر تشریف لیگئے اُسوقت آپنے تبسم کرکے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندون کو کوئی چیز نہین
روک سکتی مگر تم اسکا چرچا مکرنا ؛

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندۂ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقۂ رُشد کے مدت
دراز سے ایک مُرشد کامل کی تلاش تھی - ماہ محرم مین ایک روز اس شخص نے سُنا کہ مولوی سید
محمد علی صاحب مسجد والاجاہی مین شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہین اور جملہ حاضرین
ڈاڑھین مار مار کر رو رہے ہین اس شخص کو تعجب ہوا اور اس نالہ زاری کا تماشا دیکھنے کو مع چند آدمیون
کے اُس مسجد مین گیا - مولوی صاحب کے دل پُردرد کی تاثیر ساری مسجد مین چھائی ہوئی تھی چونکہ
مسجد بہت لمبی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیون پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوے
ابھی مولانا کے بیان کی آواز انکے کان مین نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیر اُنپر پڑی دل بھر آئے
اور بے اختیار رونے لگے اس سبب سے سید جواہر علیخان صاحب کو کچھ خلوص دلی مولوی صاحب
کے ساتھ ہوگیا مگر یہ تمنا تھی کہ اگر سید واعظ یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن ہین تو میرے
مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کرنیکا خود حکم دینگے سو انکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہوا
کہ مولانا صاحب سید جواہر علی خان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُنکا ہاتھ پکڑکر فرمایا
کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجئے اُنہون نے عرض کیا کہ کچھ مٹھائی منگا لیتا ہون کہ
اُس سے آپکا پس خوردہ کھاؤنگا - تب مولانا نے از روئے الہام فرمایا کہ خان صاحب آپکے پاس
تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کرلو - یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اُس مصری کے
موجود ہونے پر سوائے خان صاحب کے اور کوئی آدمی واقف نہ تھا یہ بات سنکر خان صاحب

اور بھی معتقد ہو گئے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے بڑے متقی اور پرہیزگار اور خادم جان نثار مولانا کے ہو گئے اور اپنے سارے کنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرادی +

راجہ ٹیکم چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا اہلکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سننے کا بہت مشتاق تھا ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد نواب والاجاہ کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایون محل مین مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا یہ راجہ بھی اس وعظ مین حاضر ہوا اور اس خیال سے کہ کہین وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جائے لوگون نے اسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگنے کا موقع نہ رہے - القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدبخت ازلی تھا بھاگنے کا موقع نہ پا کر شال سے اپنے کان بند کر لئے - لوگون نے اُسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو مولانا کا وعظ سُننے کے مُدت سے مشتاق تھے اب آپنے کان کیون بند کر لئے اُسنے جواب دیا کہ کلمات اِس وعظ کے میرے دل کے وار پار ہوئے جاتے ہین اور دل طرف اسلام کے مایل ہوا جاتا ہے اسواسطے مینے کان بند کر لیے ہین کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قایم رہے اس وعظ مین حضرت مولانا صاحب نے صاحبخانہ یعنی نواب والاجاہ کو بھی مواخذۂ آخرت سے بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ مین اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریان کرائی تھین مگر افسوس نہے کہ آخرت کے بڑے لمبے سفر کے واسطے جہان بسوائے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب اُمیدین منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہین کی - بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہان اُنکا کون رفیق و ہمدرد ہوگا - وہان اُنکے لیے ڈیرے اور خیمے کسکے اہتمام سے کھڑے کئے جاوینگے وہان شمعدان اور قندیلین کہان سے آوینگی اور سوائے ٹکڑے کفن کے وہان کوئی لباس گرمی اور سردی کا اُنکے جسم پر نہ ہوگا یہ سب کر و فر چھوڑ کر اکیلے اندھیرے گڑھے گور مین بے توشک اور تکیہ کے بیکسون کی مانند سونا ہوگا وہان سوائے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور سبب روشنی کا نہوگا اور منکر و نکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہوگا - اِس بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہان کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت نفسی نفسی (آیا ہنہالی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے مین آہ و زاری کا شور مچگیا اور روتے روتے لوگون کی ہچکیان بندھ گئین +

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دلمین یہ ارادہ کرکے کہ آج کچھ

تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے سنین گے غیروقت مین مولانا کے قیلولہ کی پالکی مین سوار ہوکر
مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے - مولانا صاحب اُسوقت ایک بند حجرے مین قیلولہ کر رہے
تھے مگر بمجرد تبہنچنے نواب صاحب کے کتاب عوارف مولفۂ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ
اللہ علیہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے
نواب صاحب موصوف کو سُنانے لگے - پھر ایک اور دن بھی نواب محفوظ علیخان صاحب مولوی
صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے اُسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آئنہ رکھا ہوا تھا
اُس آئنہ کو دیکھکر نواب صاحب کے دل مین آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آئنہ مجھکو دیوین تو اُس
سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کرون - جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہوکر
پالکی مین سوار ہونے لگے تو مولوی صاحب نے وہ آئنہ نواب صاحب کو بھجوا دیا - غرض اس قسم
کی صدہا کرامتین اس پہلے سفر مین مولوی صاحب سے ظاہر ہوئین اور ہدایت کا تو یہ حال
تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب کی دین توحید پر قایم ہوگئی مسلمانون
کے متقی اور پرہیزگار ہو جانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہان بھی شراب کی دوکانون پر افت
آئی شراب بکنا بند ہوگیا یہانتک کہ مدراس کے کلالون نے سرکار مین اس مضمون کی عرضی
پیش کی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہین کر سکتے اِس شہر مین ہندوستان سے
ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُسنے تمام مسلمان خریدارون کو سیندھی اور شراب نوشی سے
منع کر دیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہوگیا - بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے
پولیس نے اسکی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالون کا استغاثہ بالکل صحیح ہے +

اُنہین ایام مین کسبیون اور طوائفون نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار مین
عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار مین اس نووارد سید کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑگیا
ہے سرکار مین ہماری جسقدر باقیات ہین وہ مرحمت ہو جائین تاکہ اُس سے ہمارے روزمرہ کا
خرچ تو چلے - جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب
مین ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعہ بالاکوٹ کے شہر مدراس مین بہت
سے خلیفے مقرر کرکے جہاز مین سوار ہوکر براہ کلکتہ پھر رامپور اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے
مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپکے ہمراہ رکاب رامپور تک آئے تھے راہ مین بھی اشاعت
دین حق کی اور کرامتین آپ سے ظاہر وہویدا ہوئین +

چار پانچ برس آپ نے امامت کرکے پھر ۱۲۶۳ہجری میں بہ ارادۂ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و
اطفال خود کلکتہ میں پہنچے - آپ ابھی جہاز پر سوار ہوکر عربستان کو روانہ نہوے تھے کہ شہر مدراس میں
آپکے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی تو بیگم صاحبہ والدۂ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت
واپسیِ وطن آپکے ہمراہ رام پور تک گیا تھا ایک خط بطلب حضرت ممدوح لکھکر بسواری جہاز کلکتہ
کو روانہ کردیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحلِ کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زنانہ
اُس جہاز پر حضور تشریف لاوین تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا - اُس خط میں آپکو تکلیف دہی
کا سبب یہی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اول (نواب محمد خان عالم خان بہادر
تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے چار برس ہوئے اُسکی شادی ہوئی مگر آجتک اُسکے ہاں کچھ
اولاد نہیں ہوئی آپ یہاں تشریف لاکر اُسکی اولاد کے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کریں - اور
نواب محمد خان عالم خان بہادر اور اور خلیفون نے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار اشتیاق قدمبوسی
کے تحریر کرکے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کئے تھے - جب یہ خطوط مولانا صاحب کو بمقام
کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالابار سے جہاز پر سوار ہوکر بیت اللہ
کو روانہ ہو جائینگے - غرض کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوکر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۶۵ہجری کو دوبارہ
آپ رونق افروز شہر مدراس ہوے - ہزارہا خلقت اُس روز آپکے استقبال کے واسطے گھاٹ
پر گئی تھی جہاز سے اُترکر متیال پیٹ کے محلے میں ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپ نے
نزول اجلال فرمایا - بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ میں تشریف لائے تو قریب دو سو
آدمیوں کے آپ کے ساتھ ساتھ آپکے مکان پر چلے آئے - پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر
تک آپ کلمات نصیحت آمیز سُناتے رہے - اِس عرصے میں سحری کا وقت ہوگیا دستر خوان بچھایا
گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقوں میں ڈالکر لائے گئے مگر مولانا صاحب کی بدولت اُسمیں
اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ اُن چار پانچ سیر چاولوں سے دو سو آدمی سیر ہوگئے اور کچھ
کھانا بچ بھی رہا - بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دعا کرائی دعا سے دو ماہ کے بعد ماہِ
ذیقعدہ بفضلِ الٰہی آثارِ حمل کے نمودار ہوگئے اور رامتہ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہوکر
فوت ہوئی - اِسی دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے
پر کھڑا تھا کسی بیدین نے اُسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھ کر ازراہ تضنّع بہت ادب سے کہا کہ
بندگی صاحب - اُسکے جواب میں صاحبزادہ نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے

تم السلام علیک کہو وہ شخص یہہ جواب ایک چار سالہ بچے کے مونہہ سے سنکر دنگ ہوگیا کہ جنکے
بچون کی ایسی توحید ہے تو پہر بڑون کا کیا کہنا ہے –

شہر مدراس مین آپکے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانون اور خصوصاً
پیرزادون وغیرہ نے جنکی روزی مین توحید اور اتباع سنت کے پہیلنے سے خلل پڑتا ہے بُرا بہلا
کیا مگر مولوی صاحب نے سواے صبر اور تحمل کے اور کچہہ نکیا بلکہ بلوائیون کے واسطے یہہ دعا
کیا کرتے تہے کہ اے خداوند تعالی تو نے مجکو بہت نعمتین بخشی ہین بعض مسلمان بہائی اون نعمتون
پر حسد کرتے ہین سو تو اونکو بہی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتون سے سرفراز کر تاکہ اونکا حسد دفع ہووے
ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت سے جو آپکے زنانے مین آیا جایا کرتی تہی آپکو زہر بہی دینا چاہا تہا مگر
وہ زہر آمیز کہانا آپکی ایک لڑائی کے کہانے مین آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہکر بفضل الہی بہراچہی
ہوگئی مولانا صاحب کی بیوی نے یہہ تعدی بلوائیون کی دیکہکر اونکے واسطے بددعا کرنا چاہا تہا لیکن
مولوی صاحب نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جد امجد حسن مجتبی کو زہر دیا گیا تہا تو اونہون نے
یہان تک صبر کیا تہا کہ زہر دینے والون سے انتقام بہی نہین لیا تہا۔ نواب صاحب مدراس بہی
جنکی بہو کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تہی باغواے شیاطین مولوی صاحب کے دشمن
ہوگئے مولوی خان عالم خان صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ کہ جو سو روپیہ ماہوار ماسی بعد آپ
سے نواب صاحب نے بند کر دی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہو جانے کی پروا نکی
اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے بہو بیگم بنت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب مدراس
کی بہو تہی زیادتی کی گئی کہ کسیطرح اپنے عقیدہ توحید سے پہر کر حسب رواج قدیم مشرک ہو جاوے
مگر اوس بہادر عورت جانباز کی بیٹی نے اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو مین آپکی بیوی اور تابع
فرمان ہون مگر پاداش اعمال اور معاملہ گور اور مواخذہ آخرت ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ ہوگا اس
واسطے مین آپکے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہین ہو سکتی اس جواب باصواب کو سُن کر
نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا کمانڈر انچیف کا ایک خانسامان جو آپکا مرید تہا حسب ایماء
کمانڈر انچیف صاحب کی ایک عرضی لکہوا کر آپکے دستخط کرانے کے واسطے آپکے پاس لایا مگر
آپنے دستخط نہین کئے بلکہ اوس عرضی کو پہاڑ کر پہینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالہ کرو
آخر مخالفون نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے مین یہہ سمجہا کر
مولوی صاحب کے مدراس مین زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف اونکو گزند

پہنچاے اسواسطے بہتر یہ ہے کہ جلد یہان سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں آخر پولس نے وہی کارروائی شروع کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام پھر واپس پہنچگئے - یہ واپسی اخیر ۱۲۵۳ھ ہجری مین ہوئی ۱۲۵۴ھ تک آپ اسی کام ترویج ہدایت مین مصروف رہے اور ۱۲۵۴ھ ہجری مین معرکۂ بالاکوٹ سے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوے اور مولانا شہید سے جا ملے +

مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن مُلّا محمد سعید بن قاضی احمد اللہ بن مُلّا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن مُلّا غلام رسول بن جناب مولانا فخر العلما صوفی زمان زاہدِ دوران مخدومِ جہان مُلّا شکر اللہ اُستاد و مرشد شاہزادۂ والا تبار مرزا محمد معظم خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر معروف بہ اورنگ زیب بادشاہ دہلی - آپکا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم احمد یحیی مُنیری رح تک پہنچتا ہے جو قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی النسل سے ہین + آپ ۱۲۰۵ھ ہجری مین پیدا ہوے - جب حسب معمول شرفاءِ ہند آپکو چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبون مین سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے - سات برس کی عمر مین آپکو یہ لیاقت ہوگئی تھی کہ اُس معمولی میانجی سے جو آپکے پڑھانے کے واسطے مقرر تھا آپکی تشفّی نہوتی تھی آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا - بارہ برس کی عمر مین آپنے مختصرات سے فراغت حاصل کرلی - اُسوقت آپکے والد نے آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے جو بڑے ذہین اور ذکی اور معقول کے استاد تھے سپرد کیا - پندرہ برس کی عمر مین آپکی شادی مولوی سید کاظم علی صاحب ساکن لبنہ شکھولی ضلع آرہ شاہ آباد کی لڑکی سے ہوگئی تھی - یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عرفی طور پر ہوئی تھی - شادی کے بعد بھی آپ درس تدریس مین مصروف رہے یہانتک کہ بشوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لیگئے اور وہان مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت مین پڑھنا شروع کیا - قریب چار سال کے آپکی صحبت مین رہے اُسی اثنا مین حضرت سید احمد صاحب رونق افروز لکھنؤ ہوے اور ہزار ہا عالم اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے - مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپکی خدمت مین بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین ملاقات کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ سمجھے ہوے تھے کہ مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب کو پیر میان بنا رکھا ہے جب تخلیہ مین

ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہوجاویگی سید صاحب نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو
منظور کرلیا اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی
ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت مین وقت مقررہ پر حاضر ہوئے اُسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے اِن
دونو عالمون اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہان موجود نہ تھا مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد
مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً
لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے سید صاحب نے دو گھنٹہ کامل اسکا بیان اس وضاحت کے
ساتھ بیان فرمایا کہ ان دونو مولویون کی روتے روتے ڈاڑھیان تر ہوگئین بعد ختم ہونے بیان کے انہون نے
ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی - اُسی دن سے مولوی ولایت علی
صاحب کا رنگ بدلگیا جب سید صاحب بارادہ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو اُسکے پہلے مولوی ولایت علی
صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستون اور عزیزون کو
لکھکر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپ سے بیعت حاصل کرلو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہین ملیگا -
چنانچہ بموجب اُسی تحریر کے آپکے والد ماجد اور جناب **شاہ محمد حسین** صاحب سید صاحب سے جاکر
ملاقی ہوئے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہو سکے - جب مولوی
ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نکرنیکا حال انکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور
ساری کیفیت اور کرامات سید صاحب کی جو لکھنؤ مین مشاہدہ کی تھی آپنے لوگون سے بیان کی تب ہر ایک کو
بدرجہ غایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا - مولانا صاحب نے اُسیوقت سے جمعہ اور جماعت اپنے ہان قائم کرکے
وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا - کچھ عرصہ کے بعد سید صاحب بھی حج کرکے واپس تشریف لے آئے اور
دوبارہ پٹنہ مین رونق افروز ہوئے شہر مونگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب آپکی
پیشوائی کو تشریف لے گئے - مولوی ولایت علی صاحب نے سید صاحب کی مع سارے قافلہ کے دعوت
کرکے آپکو اپنے گھر پر لائے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتون اور بچون کے آپکے ہاتھ پر بیعت
کرادی دوسرے روز اسی طرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کرکے آپکو اپنے مکان
پر بلایا اور اپنے سارے خویش واقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی سید صاحب نے شاہ صاحب کو
خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی - تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب ولد مولوی
احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر مین دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا اُسی مجلس مین مولوی احمد اللہ صاحب
کا نکاح صبیہ کلان جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے ہوا - جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن

کو روانہ ہوسے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ تینون حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سید صاحب کے ہوگئے اور اس دنیا ناپائیدار اور اُسکے عیش و عشرت پر لات مارگئے تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی صاحب زوج خواہر عالی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی قمرالدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہو گئے +

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوسے اوائل عمر مین بڑے بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکون کا سا تھا کاکلین آہن تاب پشت پر پڑی ہوئین اونچی چولی کا انگرکھا مشرقی بند زرد اور چوڑی دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوسے پہنا کرتے تھے - آپکے نانا رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبۂ بہار کے تھے بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے - مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ ریشمین یا زرین لباس یاڈھاکے کی جامدانی اور تن زیب کا جوڑا آپکے زیب بر تن رہتا تھا خوشبو اور عطریات کا بھی آپکو بڑا شوق تھا سونے کی انگوٹھیان اور چھلے ہاتھون مین پڑے رہتے تھے - لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایک ساعت کے اندر انکا حال بدلگیا حین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت مین بسر تی تھے اور اُنہین سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے مولانا شہید نے اپنی جماعت مین اُنکو اپنا نائب مقرر کردیا تھا مگر مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزۂ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والون کی آپ خدمت کیا کرتے تھے - اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خمر حُبّ ایمانی سے مخمور ہوکر جنگل سے لکڑیان کاٹکر اور اپنے سر پر رکھکر لایا کرتے تھے - کھانا اپنے ہاتھون سے پکاتے - مٹی گارے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت مین جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا مین مشغول رہتے - انہین ایام مین جب آپ تحصیل حُبّ ایمانی مین بمقام بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت مین رہتا تھا چار سو روپیہ نقد اور دس پندرہ جوڑے عمدہ کپڑون کے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپکے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا - جب وہ نوکر مع اسباب وغیرہ کے بریلی مین پہنچا تو اُسنے قافلہ مین جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان مین - لوگون نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کر رہے ہین وہ نوکر دریا کے کنارہ پر پہنچا وہان بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام مین لگے ہوسے تھے اُنمین مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند لگا ہوا باندھے ہوسے

اور بگاڑے مین لتھڑے ہوے اپنا کام کر رہے تھے اِن ایام مین آپکی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُس
قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپکا خدمتگار رہا آپکو نہین پہچانا ـ خود مولوی ولایت علی صاحب سے اُسنے پوچھا
کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین آپنے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہے اُسنے
بہت خفنے ہوکر کہا کہ مین تمکو نہین پوچھتا مین اُن ولایت علی کو کھوجتا ہون جو مولوی فتح علی صاحب
عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہین آپنے فرمایا کہ
بھائی صادق پوری ولایت علی تو مین ہی ہون وہ نوکر اور بھی زیادہ خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھسے ہنسی کرتے
ہو جب آپنے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہین ہوتا تو آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ مین تلاش کرو جب وہ اور طرف
گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص
ہے جنسے تم دریا کنارہ پر بات کر آئے ہو تب وہ دوبارا آپکے پاس آیا اور اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہوکر آپکے
قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی آپنے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے اُسنے
وہ چار سو روپیے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط آپکے حوالے کئے اور عرض کی کہ ان عمدہ کپڑون کو پہنیے اور روپیون
کو اپنے خرچ مین لائیے ـ کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ نہونے خرچ کے آپکی ایسی صورت سیرت ہو رہی ہے
اسیلئے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک و روضع کو یاد کرکے اُسنے زار زار رونا شروع کیا ـ آپنے اُسکی تسلی کرکے
اُسکو چپ کیا جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوے آئے تھے ویسے کے ویسے
ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوے اور اُن سب کو آپکے سامنے رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے
اور دوسری فجر کو اُسی دیرینہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے ـ تین چار روز تک وہ نوکر وہان رہکر اس بات
کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا آمدہ پٹنہ اپنا زیب تن کرکے میرے پژمردہ دلکو خوش کرینگے لیکن
اُسنے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت مین ذرا بھی تغیر نہین ہوا آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو
رخصت کردیا ـ اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ مین آکر بیان کی جسکے سُننے سے صاحبزادون کو سرور اور بیخبرون کو
رنج ہوا ـ سـ ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ـ دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند +
اِس کیفیت کو سنکر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین صاحب اپنے چھوٹے
بیٹے کے خود بریلی مین پہنچے اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت مین رہکر فیضیاب ہوے +
اسوقت واسطے جہاد اور مقابلہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے تمام ہندوستان مین نفیر عام ہوگئی تھی اور سید
صاحب مع جملہ مجاہدین ملک افغانستان کو کوچ کرنیوالے تھے اسوقت سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبر سنی اور
مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغر سنی پٹنہ کو واپس کردیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی +

مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دونو
حقیقی بھائیون اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت دارون کے ہمراہ
رکاب سید صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہو گئے - جب خراسان مین پہنچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع
ہوا تو اُسوقت سید صاحب نے ہر ایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات
ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیرون مین ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ
والی کابل اور دوست محمد خان اُنکے وزیر کے پاس مع مراسلون کے بھیجے گئے تھے جب آپ کابل
مین پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امراء کابل بہت تعظیم اور توقیر سے پیش آئے ایک عمدہ
شاہی مکان آپکے رہنے کے واسطے مقرر کردیا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل مین رہے روزانہ وعظ
و نصیحت توحید اور اتباع سُنت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے اور پنجاب کے سکھون نے جو ظلم مسلمان
رعایاے پنجاب پر کئے تھے اُنکو خوب واضح کر کے سُنایا اور حمیت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا - ایک روز
اثناے وعظ مین بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی مین دربارۂ ردّ شرک آپنے بنا کر پڑھ دیا
اس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا -
چند ابیات اُس قصیدہ کی بطور نمونہ درج کی جاتی ہین ؎ فرمود رسول آشکارا + من نیز برادرم شمارا
ہرگز نہ عبادتم نمائی + نہ غوث و قطب نہ انبیارا + من مشکل خود نمی کشایم + بر غیر مرا کجاست یارا + طاقت
نبود سواے ایزد - درویش و فقیر و اولیارا + کار پاکان دعاست لیکن + تبدیل نمی کند قضارا + جز حق نبود
کہ دست گیرد + مسکین و غریب و بینوارا + مخصوص بحق بود عبادت + با بندہ بس ست یک مدارا + غیر از در
شاہ بندہ پرور + پیش کہ بریم التجارا + ہم درد تو دادۂ خدایا + ہم از تو طلب کنم دوارا + تو مشکل دشمنان کشائی
تا چند گداری آشنارا + جز ذات خدا بہ پیش دیگر + ہرگز نہ برید با جرارا + تو بندہ بندگان چرائی - بگذاشتی در
خدارا + حاجت طلبی بغیر مولا + عیب ست غلام باوفارا + ہر کس کہ شریک با خدا کرد + در دوزخ و نار ساخت
جارا + از شرک گریز صد منازل + دوزخ دایم مکن گوارا + فرمود خدا کہ مردہ و کر + نشنید گہے ز کس ندارا + فریاد
کنید آن خدارا + کان می شنود ز تود خارا + تابوت و نشان و قبر بنرہ + این جملہ مثل سنگ خارا + در قبر بود
سوال اعمال + پرسند نہ حال کربلارا + عالم بہ نماز و روزہ مغرور + شرک و کفرش گرفت پارا + مشرک شدہ زاہد
و مشائخ + گیرند براے زر یارا + صد حیف کہ عالمان این دہر + کردند شعار خود دغارا + قرآن و حدیث را
بپوشند + تبدیل کنند مدعارا + اے مومن پاک اے مسلمان - گر خواستی رہ رضارا + قرآن و حدیث را بالبد
بنہ + بگذار کلام ماسوارا + جب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اُسوقت سید صاحب

کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی ملکوں میں بھی کوئی آدمی بھیجکر دین حق کی ترویج کرانی چاہئے سو اس کام
کے واسطے مولوی محمد علی برادر خورد مولوی حیدر علی صاحب رامپوری جنکا سوانح اوپر تحریر ہو چکا ہے اور
مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا یہ سوانح ہے تجویز کیے گئے - ان دونوں بزرگوں کو اپنا خلیفہ کرکے
بغرض ترویج دین حق بلاد دکن آپنے روانہ کردیا - یہ دونوں بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے انکو ہرگز
سید صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی انہوں نے بہت معذرت کی اور اس خدمت سے معافی چاہی
لیکن سید صاحب نے منظور نہ فرمایا بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے
اُٹھاتے ہیں (جس فقرے کے غالباً یہ معنی ہیں کہ اس تخم سے بہت سے پودے پیدا ہوکر یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا)
آخر کو یہ دونوں بزرگ بچشم گریان ودل بریان بجا آوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری سمجھکر وہاں سے ہندوستان
کو واپس ہوئے - ہندوستان میں پہنچکر ان دونوں بزرگوں نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب
روانہ مدراس ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ بڑے حضرت حیدر آباد دکن اور
بمبئی کی طرف رہگیر ہوئے - مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کیں اُنکا ذکر تو اوپر ہو چکا اور
مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ بڑے حضرت اول حیدر آباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت
شروع کی - اس شہر کے ہر گلی کوچہ میں آپکے وعظ کا شہرہ ہوا - نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب
ناصر الدولہ والی حیدر آباد نے بھی آپکے وعظ کا شہرہ سنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے
آپکے پاس روانہ کئے - جب وہ عالم آپکی مجلس میں حاضر ہوئے اور چند سوالوں کا جواب باصواب پایا تو
وہ لوگ وہیں آپکی بیعت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیوں کو جاکر بیان کیا - نواب
صاحب نے اور دو عالم جو آپکے دربار میں نہایت سرفراز اور علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی
زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت میں روانہ کیا یہ دوسرے مولوی بھی آپسے
ہمکلام ہوکر فوراً بیعت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیوں کو بیان کیا اُسوقت نواب
صاحب کو بڑا شوق ہوا فوراً آپکی دعوت کرکے آپکو مکان میں بلایا اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا
آپسے چند سوال کرکے اپنا اطمینان کرلیا - پھر آپکا وعظ سنا اور بیعت سے مشرف ہوگیا - بڑے حضرت
نے نواب صاحب کو پابندی شریعت اور ترک محرمات کی نہایت تاکید کی - اس روز سے نواب صاحب
کا بھی رنگ بدلگیا - نواب صاحب کے گھر میں دو درجن سے زیادہ بی بیاں تھیں اُنہوں نے اُسیوقت چار
بیبیوں کو اپنے نکاح میں رکھکر باقیوں کو طلاق دیکر اپنے مصاحبوں سے شادی کرادی اور تمامی منہیات
شرعی کو اپنے دربار سے دور کرکے مثل متقیوں اور پرہیزگاروں کے رہنے لگا +

بڑے حضرت حیدرآباد اور اُسکے اطراف مین برابر دورسیر کرتے رہے اور اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکی بیعت
سے مشرف ہوے حیدرآباد مین بڑے حضرت نے ایک رئیس سید و حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ
حیدرآباد ہی مین مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان بڑے حضرت کے ۱۲۴۱ ہجری مین پیدا ہوے - اُسکے
بعد بڑے حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے - آپ ملک دکن ہی مین تھے کہ یاغستان مین معرکۂ
بالاکوٹ مین جہاد کا کام تتر بتر ہوکر حضرت سید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی - اُدھر عظیم آباد مین
مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپنے وہان سے طرف عظیم آباد کے مراجعت کی
اور اثنائے راہ مین جبل پور اور برہان پور اور نرسنگھ پور وکندولی و سیونی وغیرہ کی دورسیر کرتے ہوے دو
برس کے عرصہ مین مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان پر پہنچے - عظیم آباد مین پہنچکر رحمت اللہ نام پسر
دومی آپکے پیدا ہوے - آپنے عظیم آباد مین پہنچکر وعظ رد شرک و کفر و بدعت کا کہنا شروع کیا اور آپکے عزیزون
کو باستماع خبر شہادت سید صاحب کے پژمردگی ہوگئی تھی اُنکو بھی آپنے کلمات طیبات سے تروتازہ کیا پھر
سبھون نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی - مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ
معاش واقع لبنا پٹھکولی ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبرگیری مین حیران پریشان ہوے پھر رہے تھے اُنکو
اُس سے چھڑاکر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید
صاحب کو جو آپکے ماموں ہوتے تھے محلہ نمو ہیہ کی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کرکے جمعہ جماعت کی تاکید
کی اور دورسیر چھپرہ و مظفرپور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نواب فخرالدولہ کی مسجد
مین جمعہ قایم کیا کہ ہر جمعہ کو وہان تشریف لیجاکر آپ وعظ فرمایا کرتے قریب دو برس کے آپ عظیم آباد مین
رہے اِس عرصہ مین ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا - بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ تک ملک بنگال مین
دورہ کرکے خلقت کو ہدایت کرتے رہے پھر عزیمت سفر حج کی کرکے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ مین
پہنچے - بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک یمن کو روانہ ہوگئے اور تمامی اطراف ملک
یمن اور نجد و عسیر و سقط و حضرموت و سواکن و مخا و حدیدہ مین دورسیر کرتے رہے اور قاضی علی
شوکانی سے ملاقات کرکے سند حدیث کی اُنسے لی اور مثل دُرۃ البہیہ وغیرہ چند کتابین اُنکی تصنیف
سے اُنسے لین اسی دورسیر مین آپکا پسر دومی رحمت اللہ نام کا انتقال ہوگیا اور اُسکا نعم البدل
مولوی ہدایت اللہ پسر سومی بمقام حدیدہ آپکے ہان پیدا ہوے جب بعد چند سال آپ ملک عرب
سے مراجعت کرکے بمقام کلکتہ پہنچے تو عبدالرحمن پسر چہارمی آپکے یہان تولد ہوا - کلکتہ سے چلکر
ملک بنگالہ کی دورسیر کرتے ہوے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک

بنگال مین تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے۔ عظیم آباد مین پہنچکر مولوی عنایت علی کو واسطے مقابلہ گلاب سنگھ
وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگون کی ہدایت مین
مصروف ہوے۔ انہین دنون کا ذکر ہے کہ ایکدن حکیم عیدو صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ساکن
محلہ دیوان گوڑ ہٹہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور وعظ سننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد مین تشریف لائے اور
آپکا وعظ سُنا بمجرد وعظ سننے کے حکیم عیدو صاحب کا رنگ بدلگیا بعد ختم ہونے وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ
پر بیعت کرلی اور عرض کیا کہ کل آپکی دعوت ہے غریبخانہ کو اپنے قدم کی برکت سے رونق دیکر ما حضر تناول
فرمائین۔ آپنے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت ہے یا ہمارے ہمراہیون کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ
سمجھکر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیون کے تشریف لائین۔ غرض حکیم صاحب
رخصت ہوکر اپنے گھر چلے گئے اور دوسرے دن کوئی آٹھ دس آدمیون کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کیا
اِدھر مولوی صاحب مع تین سو آدمیون کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر
پہنچے۔ حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیون کو دیکھا تو رنگ فق ہوگیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہوکر دلمین کہنے
لگے کہ اسوقت اتنے آدمیونکا کھانا کسطرح تیار ہوسکیگا۔ بڑے حضرت نے انکے چہرے کا رنگ دیکھکر
فراست سے معلوم کرلیا کہ انپر کوئی مشکل پڑی ہے حکیم صاحب کو تخلیہ مین بُلاکر حال پوچھا حکیم صاحب نے
کل کیفیت عرض کردی تب بڑے حضرت نے انکی بہت تسلی و تشفی کی اور کہا گھبراؤ مت ذرا وہ کھانا
مجھکو دکھلاؤ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ مین گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل ماحضر
فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہوگیا تو آپنے ایک بڑی چادر
منگاکر اسپر ڈھانکدی اور ہر ایک کھانے مین سے کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرماکر اپنا پس خوردہ اسمین
ڈالدیا اور برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے
نکالکر لوگون کو کھلانا شروع کرو چنانچہ حکیم صاحب نے بموجب حکم آپکے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ
تھے سب نے سیر ہوکر کھالیا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا۔ حکیم یہ کرامت بڑے حضرت کی دیکھکر بڑے
معتقد ہوے اسوقت تک یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہین۔ انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ حیدر آبادی
اور انکے بھائی ناصر الدولہ مین ان بن ہوکر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہوگئے
اس سبب سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدر آبادی مع اور چند علما کے بھاگکر عظیم آباد
پہنچے مولوی ولایت علی صاحب نے انکو بہت خاطر داری سے اپنے مکان مین رکھا اور پھر ہر ایک کو
خلعت خلافت کا عطا کرکے بنگال اور اڑیسہ اور الہ آباد وغیرہ کو روانہ کردیا۔ انہین دنون مین مولوی

احمداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر چہار
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم پانچوین بیٹے
آپکے یہان پیدا ہوئے - مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآباد والی
کا انتقال ہوگیا - اِس عرصہ مین مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمداللہ صاحب بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوچکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا (جسکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب
معرکۂ بالاکوٹ مین شہید ہوچکے تھے) نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کردیا - یہ سب سے پہلا
نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانون مین ہوا - اِس نکاح کا بڑا شور وغل عظیم آباد اور
اُسکے اطراف مین ہوا - اِس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس سُنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزارون
بیوہ دن کے نکاح کرادیے - مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلمار آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن
صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوے - مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی
ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے
بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کرگئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے
صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے - بالاکوٹ مین پہنچکر معلوم ہوا کہ
مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین
مصروف تھے - بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کرکے
آپنے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کرلی - وہان پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ
کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے - اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف مین آگیا
تھا - جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ مین آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی اُسنے نہ
لاسکا تو اول اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی
نہین ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانون کو جو تیری رعایا مین تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات
مذہبی ادا کرنے نہین دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلومون کے ہم تجھ
سے لڑتے ہین سو تو مثل رعایاے انگریزی کے اُنکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک
مین علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تازیست تیری چاکری
مین رہینگے - اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے اِن شرطون کو قبول نہین کیا اور وہان سے مایوس ہوکر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کرکے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین ہے
اسوقت اُس سے لڑنا مین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تمکو چاہئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت
کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد اگنیو صاحب اور لمزن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ اُنہون نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام
کرکے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کرکے ایک روز مقررہ مین
سارے ملک مفتوحہ مین غدر کرا دیا اُس روز جا بجا اُنکے عمال اور اہالیان پولیس قتل کئے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہو گیا تب مولوی صاحبون
نے اُس ملک کو ترک کرکے سوات کے ملک مین سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی اُنہون نے خوشی سے اِس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرارنامہ لکھکر بھیجا کہ بامن وامان آپکو
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات مین جانیکی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر
مجاہدین اور روہیلون کے جو انکی نوکری مین تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ
ہوکر جب سرکاری عملداری مین پہنچے تو فوج انگریزی نے اُنکا محاصرہ کر لیا اور وہ افسران فوج جنہون نے
بامن وامان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہو گئے اور موجودہ
کماندر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اِس دلیل سے کالعدم کر دیا کہ اُن افسرون کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل نتھا کیونکہ اُنہون نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہین کی
تھی اسواسطے اُسکی تعمیل ہمپر ضروری نہین ہے اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھکر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کرلی۔ اُن افسرون نے اُنکو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور
کے روانہ کر دیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات
کو چلے گئے اور بمقام ستھانہ جاکر مقیم ہو گئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو آدمیون کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونو حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور مین پہنچے - اُن ایام مین جان لارنس صاحب
بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے - چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھکر مولوی صاحبون کا
استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے اُنکو لاہور مین لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور ہمدردی
ان حضرات کی کرکے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت
سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو
حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائین اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار
انگریزی کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکی قیمت سے روہیلون کی بقایا تنخواہ دیکر اُنکو برخاست کردین - اُسوقت
صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے - سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایکروز گورنمنٹ
انگریزی کی طرف مولوی صاحبون کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے
خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنر
پنجاب کے تھے دعوت کی - بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام واکرام مولوی صاحبون کو
مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ مین پہنچے تو اوّل صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اُس روز تمام شہر
آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا - صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا
استقبال کیا اور اندر لیجا کر کرسیون پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونو آدمیون سے دو دو
سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے پھر وہان سے
آپ رخصت ہو کر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ
مین مصروف ہو گئے - بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجّہ دیتے اور نوآموز لوگ
واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحیٰی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے
کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے
سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھون مین لیکر
بیٹھتے اُسوقت صدہا مُرید واسطے سُننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا
بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دوسرے بنگالہ کو تشریف لیگئے - اس اثنا مین مع لڑکے
اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہو گیا اُنکی بیوہ کا جو صاحبزادی
خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدّت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا -

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان مین تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا- اُس روز تمام اہل برادری اور مرید جمع ہوے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی- اِس نکاح مین دو سنت نبوی پر عمل ہوا ایک تو سنت نکاح ثانی- دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت بوقت نکاح وہان موجود نہ تھے صدہا کوس کے فاصلے پر ملک بنگال مین تھے یہان اُنکی طرف سے نیابتہً بڑے حضرت نے ایجاب و قبول کیا اور جیسیکہ نجاشی بادشاہ حبش نے امّ المؤمنین حضرت میمونہ رض کا نکاح ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرکے اُنکو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو کشتی پر سوار کراکے مع چند ہمراہیان معتمد اور محرم کے منجھلے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کردیا*

انہین دنون مین جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر مین برکت سے حضرت کے شروع ہوا تو فرقہ مُقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کو خط بھیجکر واسطے مقابلہ اور مباحثہ اہل حدیث کے بلایا اور اُنسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو مین اہل حدیث کو مغلوب کردوگے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے- مولوی محمد فصیح حسب الطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوے- مولوی منور علی صاحب اور نیز شمس العلما مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ سے منع کیا مگر اُنہون نے نمانا- آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیون کی دعوت کی اور بہت سے علما اور فضلا اور خاص و عام شہر کے بھی جمع ہوے- جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان مین پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام مین گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور خواہ مخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے- مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے مین لیجاکر بڑے حضرت نے بحاضری چند خاص لوگون کے اُن سے فرمایا کہ مین حنفی المذہب ہون اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہین ہوتا بمجوائے قول امام علیہ الرحمۃ- اُترکوا قولی بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ مین ترک کردو) یہ رفع یدین اور آمین بالجہر سُنت ہین اور انکا سُنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے- جب یہانتک بڑے حضرت فرماچکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ انکا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے

اسیوقت تصانیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاخرالدین الہ آبادی وغیرہ
پیش ہوئین بعد ملاحظہ اُن کتابون کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب
حق پر ہین اور ترجیح بالدلیل پاکر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے
خارج نہین ہوتا۔ جب تخلیہ مین یہ بات طے ہوچکی تو بڑے حضرت مع مولوی محمد فصیح صاحب
کے مجمع عام مین تشریف لائے وہان مولوی محمد فصیح صاحب نے باواز بلند پکار کر فرمایا کہ یہ لوگ
حق پر ہین جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ انکا مذہب ہے ہم دونوا ایک
ہین اسیوقت جلسہ برخاست ہوگیا۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان
سے رخصت ہوکر محلہ لودی کٹرہ اپنے جاے قیام پر تشریف لیگئے تو اُنکے مریدون نے اور خاصکر
اُن لوگون نے جنھون نے اُنکو دو ہزار روپیہ دینے کرکے بلایا تھا بہت شور وغل مچایا اور کہا کہ آپنے
ہنسی کرادی اور پھر انکو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد ہوگئے اور اُن لوگون نے یہ
چاہا کہ اس دفعہ تخلیہ مین بحث نہو ہمارے سامنے جلسۂ عام مین گفتگو ہو اور مولوی واعظ الحق
صاحب اور نیز چند دیگر علماء اسدفعہ انکی تائید کے واسطے مقرر ہوے۔ آخر مولوی محمد فصیح صاحب
مع معاونین بہ ارادۂ بحث دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لاے اور از سر نو
جلسۂ عام مین بحث شروع ہوئی۔ بڑے حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو اُنکے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرکے آپ وہان سے علیحدہ ہوگئے۔ مناظرہ شروع ہوا مولوی یحییٰ علی صاحب اور حکیم ارادت حسین
صاحب کتابین کھول کھول کر مقامات مبحوث عنہ دکھلانے لگے الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے
مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اول کے پھر معترف اور مقر ہوے اُسوقت اُنکو کہا گیا کہ آپکا زبانی
اعتراف اور اقرار معتبر نہین ہے اس اقرار کو ضبط تحریر مین لانا چاہئے چنانچہ وہ کل مباحث
بطور مختصر اُسی وقت لکھے گئے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب والا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث
صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کرلے تو وہ اپنے امام کی تقلید
سے خارج نہین ہوتا۔ اُسی مجمع مین مولوی محمد فصیح صاحب نے اُس کاغذ پر مُہر کردی ہر چند مولوی
واعظ الحق صاحب وغیرہ نے شور وغل کرکے اُنکو مہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد فصیح
صاحب ایسے بیڈھب پھنسے تھے کہ سواے مہر کرنے کے اُنکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی ؛
اس قیام شہر پٹنہ مین بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہانکے شریفون
مین دستور تھا کہ جب کہ زوجۂ اول زندہ ہے کوئی برادری والا اُسکی دوسری شادی کے واسطے

واسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا۔ اس رسم خلاف سنت کے توڑنے کے واسطے بڑے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرادی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھیں۔ دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زوجہ اول کے حکیم امداد حسین صاحب سے کرادی۔ یہ دونوں شادیاں بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئیں اور تمام برادری جمع کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اٹھوادیا +

بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے بڑے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا۔ اس ملک ہندوستان میں واپس آ نیکا بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا اکثر دوپہر دن کو اور راتوں کو زیر آسمان کھڑے ہوکر اور سجدے میں سر رکھکر نہایت بیقراری اور اضطراب کیساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعائیں کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے ؎ اب کے مت نکال کے مجھے گلستان سے میرا دامن بندھے تو باندھ دو گل کے گریبان سے +

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پورے ہونے میں چند مہینے باقی رہے تو آپنے دولت خانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور اصطبل میں عمدہ عمدہ گھوڑے خرید کر باندھ دیے اور عمدہ عمدہ رنگ کبوتروں سے کبوتر خانہ بھروادیا دیکھنے والوں کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دنیا میں پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور آرایش کو چھوڑ کر نہ جاوینگے۔ لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اس دولت دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چلدیے۔ مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کرا کے اور گاڑیوں پر لدوا کر مع عیال واطفال کے چلے آئیو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آراستگی مکان سے بھی آپکو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے اسباب طرب ونشاط کو دفعتاً چھوڑ دینا نفس پر دشوار ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ پٹنہ سے روانہ ہوکر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڑھانا میں جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہاں ایک ہفتہ تک قیام کیا۔ اس عرصے میں مولوی عبداللہ صاحب بھی مع عیال واطفال کے وہاں پہنچ گئے۔ جب شہر والوں کو آپکے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہاں جاکر آپکے شریک سفر ہوگئے۔ جب آپ گوڑھانہ سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیوں کے آپکے ساتھ ہوگئے تھے۔ گوڑھانہ سے چلکر موضع کوئیلور میں جو سون دریا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا۔ حاجی امام علی صاحب رئیس کوئیلور نے آپکی دعوت کی تیاری کی مگر آپنے اُنسے پوچھا کہ کیا کچھ سود آپکے یہاں

نہین ہین اُنہون نے کہا کہ ہان حلوا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ اپنے گھرون مین ستو تیار رکھتے ہین آپنے فرمایا کہ دعوت کا لمبا چوڑا کھیڑا مت کرو وہی ستو لاؤ۔ اُنہون نے لاچار ستو حاضر کر دیے آپنے بڑی بڑی مٹی کی نادون مین جو بیلون کے کھانے کے واسطے وہان موجود تھین بعد صاف اور پاک کرانیکے اُس ستو کو اُنمین گھُلوایا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل و عیال کے وہی ستو کھلایا وہان سے کوچ کر کے آپ آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت بشیر صاحب کے مکان مین فروکش ہوے۔ چودھری صاحب بڑے ذی مقدور آدمی تھے اُنہون نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا۔ بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب دوپہر ہو گئی ہے اگر آپ ہمکو آرام دینا چاہین تو جو مین کہون اُسکو قبول کیجیے چودھری صاحب نے منظور کر لیا تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو اتنے آدمیون کے واسطے کفایت کرے مع ایک دیگ کے ہمکو دیدیجئے۔ چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کر دی بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکواکر مع اہل و عیال و اطفال خود سارے قافلہ مین تقسیم کر دی اور آرام سے سو رہے۔ وہان سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے آپکو استقبال کر کے اپنے مکان مین لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہان بہت نزدیک ہے اگر آپ وہانتک تشریف لیجاکر مراقبہ اور دعا کرین تو باعث کمال مشکوری کا ہوگا۔ بڑے حضرت نے منظور کر لیا اور وہان تشریف لیگئے اول دعا مغفرت کی کی اور پھر مولوی یحییٰ علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب سے مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی مراقبہ مین ملاقات ہو کر بہت سی باتین ہوئین منجملہ اُن باتون کے ایک یہ بات بھی تھی کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح صاحب کو نہین ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتا دیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے بعد فراغت مراقبہ کے جب مولوی یحییٰ علی نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس پتے پر وہ کتاب مل گئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت اور مولوی یحییٰ علی صاحب کے بڑے معتقد ہو گئے کہ دونو وقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونون حضرتون کو کھلاتے اور پس خوردہ کو اپنے گھر مین لیجاکر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والون کو کھلاتے +

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوے ڈیڑھ برس کے عرصہ مین دہلی پہنچے۔ اگر آپکے ہر ہر مقام کے عجائب حالات اور کرامات کو یہان درج کرون تو کتاب کو طول ہو جاویگا اسواسطے مین غازی پور سے جست لگاکر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلم انداز کر کے صرف دہلی کا کسیقدر حال

سنانا چاہتا ہون - دہلی مین قریب ایک مہینے کے آپکا قیام رہا گا ہے جامع مسجد اور گاہے مسجد فتحپوری
مین بروز جمعہ آپ وعظ کرتے دہلی مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوگیا قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف و
جوانب سے اکثر آپکے وعظ مین شریک ہوتے - مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے استاد تھے
آپکے مُرید ہوے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جاکر بیان کئے بادشاہ اور زینت محل
کی طرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اول تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل
اور انکے استاد کے بناچاری آپنے قبول کیا - اُسدن بادشاہ نے دیوان خاص مین اجلاس فرمایا
اور تخت شاہی کے نیچے فرش مکلف بچھوایا - بڑے حضرت مع صاحبزادگان اور اہل قافلہ کے کہ قریب
پچھتر آدمیون کے ہونگے قلعہ مین تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اُترکر لب فرش تک استقبال
کرکے بڑے حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر مرادی اعلیٰ آپکے ہمراہیون سے مصافحہ کیا اور پھر
تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُسپر ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا اور ایکطرف آپ بیٹھے اور
باقی سب ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھ گئے - ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی - اُسوقت
صاحب رزیڈنٹ دہلی اور دیگر امرا و وزرا اپنی اپنی جگہون پر باقاعدہ کھڑے تھے - صاحب رزیڈنٹ
اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچھل ہلارہے تھے - بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی بڑے
حضرت سے دریافت کی - آپنے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگون کا عطیہ ہے کہ جس سے اسوقت تک گذر
اوقات ہورہی ہے - یہ سُنکر بادشاہ آبدیدہ ہوے - اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت
پڑھی اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ الخ آپنے اِس آیت کے معنی بیان کرکے
بے حقیقتی اور بے ثباتی دُنیا کا بیان اِس وضاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھون مین دُنیا اندھیری ہوگئی
پھر جب آپ عَذَابٌ شَدِیْدٌ پر پہنچے تو وزیر اعظم نے جُھک کر آپکے گوش مبارک مین عرض کیا کہ دوزخ اور
عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے - بادشاہ کو اِس سے رنج پہنچے گا اور یہان دستور
ہے کہ جو عالم اور فاضل وعظ کہنے کو آتے ہین وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہین دوزخ اور اُسکے
عذاب کا بیان نہین کرتے مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نکیا اور عذاب قبر اور ہنگامہ
حشر اور دوزخ کا بیان ایسی صراحت کے ساتھ کیا کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار
مجلس بہت متاثر ہوے اور زار زار رونے لگے - جب وعظ مین دنیا و دون کی بے حقیقتی کا بیان ہوتا
تھا اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مینے بھی کچھ اشعار ترک دنیا کی بابت کہے ہین - اُسوقت بڑے حضرت نے
یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا

جاوے تو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو
سننا چاہئے اور اُسکے بیچ مین دوسری بات کرنا کمال بے ادبی ہے یہ بات سنکر بادشاہ چپ ہوگئے بعد ختم
کرنے وعظ کے بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ اُن اشعار کو ارشاد فرمائین مین اُنکا مشتاق ہون۔ وہ اشعار
ایک بند کاغذ پر لکھے ہوے تھے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اُس بند کو اپنے ہاتھ مین لیکر اشعار پڑھنے
شروع کئے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام۔ اُسکے بعد جلسہ برخاست ہوا بادشاہ
نے رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپکو موتی مسجد اور حمام اور ساون بھادون وغیرہ
مکانات شاہی کی سیر کراؤ۔ چنانچہ یہ دونو صاحب بڑے حضرت کے ساتھ ہوے اور حضرت نے کل ہمراہیون
کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی اندرون قلعہ کی سیر کی۔ جب وہان سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر
پہنچے تو قریب پچاس خوانون کے انواع قسم کی نعمتون اور کھانون سے بھرے ہوئے بادشاہ کی طرف
سے پہنچے۔ اس مقام دہلی مین بہت سے شاہزادے اور شاہزادیان خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوے
اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے عمائد اور عالم فاضل اور درویش اور عوام مومنین آپکی بیعت سے مشرف
ہوے۔ اِن ایام مین دہلی کے لوگون مین بابت حِلّت و حُرمت اُلّو کے جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگ
اِس جھگڑے والے بڑے حضرت کی خدمت مین بھی حاضر ہوے اور اُلّو کی حلّت اور حرمت کا فتوےٰ
پوچھا آپنے ایک ذومعنیین برمحل ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہوکر چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ
بھائیون مین اُلّوؤن کے جھگڑے مین نہین پڑتا مجھے معاف رکھو *

۲۹ تاریخ شعبان المعظم کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لاکر
رہین ایک مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کردیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ مین ہم لوگ رمضان
بھر شریک رہینگے پھر بعد عید کے آپکو رخصت کرینگے۔ اِدھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک
ساتھی سے پوچھتے تھے کہ مولوی صاحب کا کیا نام ہے اور کہان سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے
ہین اسواسطے مولوی صاحب نے یہان زیادہ ٹھیرنا مناسب تصوّر نہین کیا اور بادشاہ کو معذرت کر بھیجی
اور اسیوقت دہلی سے کوچ کرکے شام کو جمنا پار آکر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہان سے کوچ
کرکے منزل درمنزل طے کرتے ہوے قریب لودھیانہ کے پہنچے اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی
عنایت علی صاحب کے انتظار مین وہان ٹھیرے رہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی عنایت علی صاحب
بھی وہان آپہنچے اور سب ملکر منزل درمنزل بمقام ستھانہ ملک یاغستان مین پہنچگئے۔ سید اکبر بادشاہ
اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی۔ جب ملک ہندوستان مین آپکی فرودگاہ

ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچگئے بڑے حضرت شب و روز تعلیم و تلقین اپنے یارون مین مصروف تھے صدہا آدمی فجر کو مراقب بیٹھتے تھے توجہ دیجاتی تھی پھر حدیث اور تفسیر کا سبق ہوتا تھا - اسوقت یہ لشکر سلوک حب ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ ہورہی تھی کیونکہ پنجاب مین اسوقت ایک ایسے عادل اور بے رو و ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسی طرح مخالفت جایز نہین اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر ستھانہ سے کشمیر بہت دور پڑگیا تھا اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت مین آگیا تھا - مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم تھا انہون نے جہانداد خان والی آنب سے بوجہ اسکی شرارت کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی مگر بڑے حضرت نے اسبات کو منظور نہین کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت مین تھا - یہ بات مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چارسو آدمیون کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے علیحدہ ہوگئے اور بمقام منگل تھانہ سید عباس کے پاس جارہے - اس عرصے مین بڑے حضرت کو عارضہ خناق ہوکر بماہ محرم سنہ ۱۲۶۹ ہجری چونسٹھ برس کی عمر مین آپکا انتقال ہوگیا - چنانچہ آپکی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ ولایت علی رہبر دین حق + بماہ محرم چو شد زیر خاک + بگو از سر آہ سال وفات + شدہ جاے سیرش بفردوس پاک +

بعد وفات بڑے حضرت کے منجھلے حضرت امیر ہوئے مگر سنہ ۱۲۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۸ع مین انکا بھی انتقال ہوگیا سنہ ۱۲۷۴ ہجری مین یہان ہندوستان مین چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اسکے ایک برس بعد سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالا کو وصال ہوگیا - تب ہندوستان مین بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین صاحب کے مولوی یحیی علی صاحب مقرر ہوئے - اور کام وعظ اور درس تدریس و جمعہ جماعت صادق پور اور متھنہ یہ دونو جگہون کا انجام دینے لگے اور وہان ستھانہ مین بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان مولوی ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوئے جو غالبًا اسوقت تک زندہ ہین سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۶۴ع کے غدر مین مولوی یحیی علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الہی بخش صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت قید ہوکر کالے پانی بھیجے اور صادق پور کا کل کارخانہ درہم برہم ہوکر مکانات سکونت تک ان بزرگون کے کھدوا کر کھنپکوادیے گئے مولوی یحیی علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہین کالے پانی مین انتقال ہوگیا - اور مولوی عبد الرحیم صاحب رہا ہوکر مارچ سنہ ۱۸۸۳ع مین اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحییٰ علی صاحب ۵ چونکہ یحییٰ علی ستودہ خصال + عالم و زاہد و محدث بود + روح پاکش گذاشت محبس تن + راہ بملک وصال حق پیمود + ہاتف سال آن از روئے الم + رضی اللہ ربہ فرمود

تاریخ وفات مولانا احمد اللہ صاحب ۵ چو مرد خدا مولوی احمد اللہ + مقیم جزیرہ بحکم نصاری + شب ماہ ذی الحجہ و بست و ششم ز دنیا بدون شد بفردوس اعلیٰ + بتاریخ فوتش ندا کرد ہاتف + رہا گشتن مومن از سجن دنیا + تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر ۵ تنے چند از عظیم آباد پٹنہ + کہ بودند اہل علم و فضل ماہر + برایشان با عبور بحر بر شور + چو شد حکم دوام حبس صادر + از ایشان چند کس مردند در قید + رہا گشتند باقی ماندہ آخر + بحکم وائسرائے قیصر ہند + کہ دارد بر رعایا رحم وافر + یکے ز آن مولوی عبد الرحیم است + کہ وصف او نگنجد در دفاتر + چو کردم فکر تاریخ رہائی + مرا بیتے خوش آمد بخاطر + نظیرش کم تواند یافت آنکس + کہ باشد در فن تاریخ ماہر + پس از طول زمن الحمد للہ + رہا گشتند اسیران جزائر + حروف صد بیان سال ہجری + سنین عیسوی از شعر ظاہر +

ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا مگر مولوی ولایت علی صاحب اور انکے پیرو لوگ بلا تصنع حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہیں - یہ لوگ اپنے تئین اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہلاتے بلکہ اپنے تئین سب سے پکا حنفی المذہب جانتے ہیں کل مسائل حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی حدیث صریح غیر منسوخ کے نہوں عمل کرتے ہیں - صراط المستقیم اور تنویر العینین سے سید صاحب اور مولانا محمد اسمعیل شہید کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے - یہ لوگ کسی غیر مقلد یا مقلد کو برا نہیں جانتے انکا اصل مطلب یہ ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے توحید اور اتباع سنت میں پختہ ہو کر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہئے سو محبت الٰہی کے حاصل کرنے میں مقلد اور غیر مقلد دونو مساوی ہیں اسیواسطے اس گروہ میں مقلد اور غیر مقلد دونو داخل ہو کر تحصیل سلوک کرتے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہیں جانتا +

یہ بزرگ اللہ کی راہ میں بیٹھے ہوے تھے باوجود خاندانی امیر ہونیکے انکی وضع گزران بہت سیدھی سادی اور تکلف سے خالی تھی انہوں نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا روپیہ نہیں سمجھا سب کو اللہ کا مال جانتے تھے - ہمیشہ دو تین سو طلبا و مسترشدین انکے ہاں جمع رہتے جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ کے لئے پکتا وہی یہ بزرگ اور انکے گھر والے بھی کھاتے تھے - جب مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب پسران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دولہا یا دلہن کے واسطے کبھی تیار نہیں ہوا - پرانے کپڑوں کی مرمت کراکے پہنا دیا کرتے تھے - ان بزرگون کے وقت

مین خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھیون مین بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی مین تخمیناً پندرہ یا بیس من غلہ ہوتا اُسمین سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دونو وقت خرچ ہوتا اور پھر اور تین تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہوتی - باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپیہ کا غلہ فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا - ماہ رمضان مین ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد عورتون کی ان حضرت کے ہان دعوت ہوتی قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت مین جمع ہوتے لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکتا تھا - جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از تقسیم تشریف لاکر دیگون کو اپنے ہاتھ سے کھولکر ایک ایک لقمہ اُسمین سے تناول فرماتے اور اپنے پس خوردہ کو دیگ مین ڈالکر اُسکے مونہہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے کہ دیگون کا مونہہ کُھلا نہ چھوڑنا تب تھوڑا سا مونہہ کھولکر کونڈون مین ڈالکر کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا پھر اُسمین ایسی برکت ہوتی کہ اُس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہوکر کھا لیتے اور کھانا بچ رہتا جو اہل محلہ اور قرابت دارون مین تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہین - اربعین فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہین - ایک مشہور رسالہ موسوم بہ عمل بالحدیث بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے - تیسرا رسالہ موسوم بہ تیسیر الصلوٰۃ بھی آپ ہی کی یادگار سے ہے - آپ شاعر بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہنے مین آپ لاثانی تھے ایکدفعہ لوگون نے شب برات کی عیدی کی آپ سے درخواست کی آپ نے دو عیدیان اُسیوقت لکھکر حوالہ کردین ایک یہ ہے عیدی آئی شب برات کرو رب سے تم دعا + مُردون کو میرے بخشدے زندون کو اے خدا + پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو جب روز ہوے روزہ کرو رب کا تم ادا + (دوسری یہ ہے) آئی شب برات کھلے بدعتون کے در مُردون کو آج حلوا کھلاتے ہین گھر بہ گھر + دیپک چھوڑین دیرا مان پھلجھڑی + مثل ہنود طرز دیوالی ہے سر بسر

حصہ پنجم

مجموعہ مکاتیب احمدی

سید صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پس و پیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کئے ہین جیسے آپکے اکثر سوانح - اُس منتشر مکتوبات مین جسمین سے مین نے یہان یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے مولانا محمد اسمعیل کے بہت سے خطبے اور روزمرہ رپورٹ مین کارروائی اور نیز بہت سے خطوط مرسلہ رؤسا و خوانین

دخوانین بنام سید صاحب اور نیز سید صاحب کے گلدستہ کر خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد
مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہین مینے بغور اُس مُٹھے کا ملاحظہ کرکے منجملہ
کل متفرق تحریرات کے جو اُسمین شامل ہین صرف ساٹھ مکتوب جو لُبِّ لُباب اُس مجموعہ کے تھے یہان شامل
کرکے اصل مُٹھا اُسی مالک کو واپس کردیا اب اُس مُٹھے مین کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہین ہے
جو اِس کتاب مین نہ آچکا ہو اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے مینے غیرون کے خطوط اور
خطبے و کرسی نامہ وغیرہ اسمین شامل نہین کئے ٭

نمبر ۱ مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مکۂ معظمہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب محی السنۃ قامع البدعۃ حجۃ اللہ
علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم - بعد عرض سلام مسنون
و تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب اخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ - الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت
تمام در مکۂ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آن بلدۂ امین ہستیم و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ
داریم اللہ تعالیٰ بعنایت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید - امیدوار ادعیۂ وافیہ متبرکۂ آنجناب
ہستیم بفضل اللہ تعالیٰ درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ
این فقیر یافتہ است پارۂ ازان کہ اینوقت ضبط آن بقید تحریر میسر است بنابر تفریح خاطر مقدس آنجناب
وسائر برادران مومنین کہ بسامعۂ ایشان رسد عرضہ میدارد - درین عرضہ ہم اظہار نعمت اللہ تعالیٰ است
کہ صورتے از صور شکر است و مرافعۂ این عرضہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات بر حال
فقیر ابتدائے آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ دعا فرمودہ اند بفضل اللہ تعالیٰ نوبت
بہ اینچنین معاملات رسیدہ و امیدواری ادعیۂ وافیہ علی الدوام است تا کہ حق تعالیٰ بمقصد اعلیٰ و مطلب اسنیٰ
رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلایق گردد جہرًا بر روئے کار آید پس منجملۂ آنہا اینست کہ در
تہیۂ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ مداد و سند وغیرہ بسیار رو بکار میماند تا کہ از صبح نوبت
بہ نیم شب میرسید در ہمان ایام شبی ہمچنین کارے در خانہ خود مشغول بودم و مکان نو تیار مختصر از سعی و
تردد برادران مومنین بامداد و اعانت دستہائے نیک مکان بنا شدہ بود در ہمان مکان بودم کہ روحانیت
آن مکان نمودار شد رو بروے من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریان استاد چیزے دیگر از مخلوقات
الٰہیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود و روحانیت مسطور بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آن چیز دیگر شدہ
گفت کہ فردا آقائے نامدار ما را گذاشتہ خواہند رفت و گریہ بسیار بروے غلبہ کردہ بود کہ قلقش درین نیز اثر کردہ

دمراہم بگریہ آورد و با مالک حقیقی خود ہم این بندۂ کمینہ را دران زمان حالتے و وقتے خوش بود بجناب او
تعالی عرض کردم کہ این ہمہ اُنست و اُلفت این روحانیت از فضل تست والا مثلِ من ہزارہا بندہ
عاجز اند کسے آنہا را نمی پرسد و مکان ہا را گذشتہ میروند و آن مکانہا بدرد نمی آیند و پروائے نمیکنند
این اُنست و الفت او بنا بر فضل تست و فی الحقیقت این محبت بانست و مکافات و تسکینش
تو خود فرما مرا حکم شد کہ با وے بگو کہ ترا بجنت خواہم برد و این خطاب وے ہم می شنید لیکن من ہم
حکم بجا آوردم و با وے این بشارت گفتم خوشوقت و آسودہ گردید و تسکین گرفت و روزیکہ از دلمئو
روانہ شدیم و در کشتی ہا سوار شدیم چنان مفہوم گشت کہ کشتی فلانے ازین کشتیہا غرق خواہد شد و در آن
کشتی از اسباب مردم بار شدہ بود برائے این فقیر کشتی دیگر غیر آن معین شدہ دانستم کہ اگر تقصیر کسی خواہد بود
پس من ہم بوجہے ہرچند غفلتے شدہ باشد و در آن تقصیر شامل آمادگی سواری خود در آن کشتی نمودم
از جانب غیب ارشاد شد کہ الحال آنرا غرق نخواہم کرد۔ شکر الٰہی ادا کردہ گذاشتیم الحمد شد کہ ہمہا بسلامت
و حفاظت رسیدند و ہرگاہ از کلکتہ روانہ شدہ بدریائے شور رسیدیم و آثار دریاے شیرین منقطع گردید روح
دریائے شور بکمال ابہت و شوکت و دبدبہ و طمطراق کہ حق تعالی او را عطا فرمودہ است پدیدار گشتہ با فقیر ملاقات
کرد و بمقابلہ و مواجہہ ہستاد و الفاظ کلامش بیاد نماندہ اما اینقدر محفوظ ہست کہ رعب و ہیبت خود می نمود
و درخواست می کرد کہ التجاے و تضرعے و انکسارے پیش او کردہ شود چونکہ گاہے او را ندیدہ بودم و
او بکمال شوکت و بزرگی پیش آمد از شوکت و ابہت آن متعجب شدم فاما در آنجا بخیال مشاہدۂ ذوالجلال
جل جلالہ ہم حاصل بود ہرگز غیبتے و غفلتے از ان سو نبود چون ہیئتش دیدم و درخواست او معلوم
کردم رعب و ترس آن اصلا در نفس من اثر نکرد و پروائے آن نمودم و در جواب آن گفتم کہ من و تو ہر دو بندۂ
خدا تعالی ہستیم مرا از التجا بتو چکار ہرگز بسوئے تو التجا نخواہم برد بلکہ تو و من و آسمان و زمین و موجہا بدست
قدرت مالک خود یکسان ہستیم و مدح و ثنائے و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمتہ بیان نمودم
آن روح این بیان شنیدہ از مواجہ ام رفت فاما شادان معلوم می شد و آنوقت کہ جہاز بمقامے رسید
کہ بہ قاب و تمری معروف ہست و آن مقام مشہور ہست کہ در جہاز ہا تزلزل و خطرات بسیار می شود
و جائے مخوف ہست در جہاز ہا ہم جنبشے پدیدار گردید مردمان را بسبب دوران و غیرہ اضطرابے و رنجے
پیدا شد با وجودیکہ جہاز ما بس فراخ و پہنا و رو گران بود حتی کہ دو جا ہائے دیگر سر نشیں مردمان نشستہ را
ہرگز محسوس نمی شد آنوقت تجلی نمودار شد کہ از جانب میرفت وارشاد شد کہ اگر ترا غرق کنم چہ خواہی کرد
و کدام کس خواہد برآورد عرض کردم کہ خداوندا اگر غرق شدن من پسندیدۂ تست و مرا غرق کنی تو عالم

مرا خواهد که بگیرد و برآرد و دستگیری من کند هرگز راضی برآمدن نیستم و دست خود بدست کسی نخواهم داد کیفیتی که به تبسم توان گفت نمودار شده فرمود که ترا غرق نخواهم نمود چونکه جهاز محاذی بندر عدن رسیده لنگر کرد و آن روز پنجشنبه ناخدای جهاز از جهاز فرود آمده به بندر مذکور رفته و این فقیر درخواست نزول از جهاز کرد که فردا روز جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه در اینجا گذاریم و فقیر را تردد بود که احیانا اهل قافله را خصوصا زنان را بسبب غیبوبت فقیر رنجی و تعبی خواهد رسید در فرود آمدن خود متردد بودم شب جمعه مرکبی دیگر بنظر آمد و آن روز دوربین میدیدم و اندیشه آن بود که مبادا قزاقان و قطاع الطریق باشند و مسموع شده بود که گاهی قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش می کنند و غارت می نمایند ازین معنی خلجان خاطر گشته بود حفاظت و صیانت بهر حال مرجو و مدعو از جناب ایزدیست و در فرود آمدن از جهاز تردد زائد بهم رسیده بود که از بارگاه بی نیاز مطلق ارحم الراحمین جلشانه بشارتی یافتم باین مضمون که تو بعدن برو و اینها را بما بگذار یا بسپر دریا کن و درین بشارت هرچند اهل قافله که در آن جهاز بودند همه شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و لواحق این عاجز زائد از دیگران در آن بشارت فهمیده می شد صباح جمعه که بزورق سوار شده متصل کوه عدن بکناره رسیده بعد ادای چند رکعت نفل دعا ها کردم بحمد الله اجابت از آن سو متوجه بود و مژدها رسید یکی از جانب حق بحال کسانیکه همراه فقیر بودند عنایت خاصه بطوری متوجه شد که آنرا به پوشانیدن خلعتهای فاخره که از خوشنودی و رضای وافره است تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهده فقیر بتفصیل می شد و رحمتی تدریجا از اینها بعا زمان حج که در آن جهاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جهاز که اهل قافله در آنها بودند من بعد بتمام مبایعان بر دست فقیر متوجه شده که مضمونش بخشش و غفران بود و همه اینها مفهوم میگشت و سابق ازین دو جای بر زبان فقیر اجرا فرموده بودند که حاصلش این بود که این دیار و ملک و جوار تو و پیغمبر تست صلی الله علیه و سلم و ما را بفضل خود درینجا رسانیده پس عنایتی فرا الفاظ بعینها محفوظ نیست اما همچنین بود و بعد از انکه این معنی معروض گردید اجابتش ظاهر شد و نیز به نشر هدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش تا اقالیم روم بر دمان مژدها میرسید و بشارت خاصه در حق این فقیر چنان بود که بکمال محبت و مودت خاص ارشاد شد که تو هر جا که خواهی بود بر دریا هستی و مطلبش چنان می فهمیدم که چنان غور و پرداخت بپاس خاطر و تفقد و تکفل هر کار و عده کرده بود مقتضای عموم و فرط کرم از کریمان می باشد همچنین آن اکرم الاکرمین جل مجده حسب عظمت و علو شان در حق این فقیر وعدهٔ احسان و اکرام فرموده در مخا قریب یکماه توقف شد مردمان بسیار در آنجا بیعت می کردند روزی پیر مردی کم بین و قطع مسافت نکرد

آمده بجناب ایزدی التجاے عجیب میکرد و شرمندگی خود و ترس از معاصی و ذنوب میگفت باعتقاد مسلک
مالک القلوب والابدان در رویش راسخ بود و توسط و توسل باین فقیر می نمود و درخواست دعا می کرد و
جوش رحمت الٰهیه در آنوقت اولاً بحال آن پیر مرد که صراحةً معائنه می شد که او را بجانب سعادات الٰهیه
فوراً بردند ثانیاً عموم و شمول آن معلوم می شد تا که در جوش رحمت دریافت شد که هر که امسال حج خواهد کرد
بسبب تو با یاران که تو در آنها خواهی بود همه را بخشیدم و چونکه جهاز محاذی یلملم رسید و استعداد احرام
کردیم فقیر غسل می نمود و چندے از رفقا غسل مے دادند و اعانت در آن کار میکردند مغفرتے و بخششے
در حق آنها که این عمل می نمودند معلوم شد که همه آنها آمرزیده شدند من بعد که وقت تلبیه رسید شخصے
در آن مجمع سبقت کرده به تلبیه آواز خود را بلند ساخت عتابے باین معنی رسید که هر که پیش از تو تلبیه می گوید
تلبیه اش را نمی شنوم - و در روز حصول شرف سعادت دخول در مکه معظمه هر گاه که از بیرزی طوی گذشته
متوجه گرا شدیم تا اثنان راه درآئیم حالتے عجیب برین فقیر بود که شرحش متعذر است طاری و نمودار بود حتی
که بر همه حضاران آن واقعه اثرش نمایان می شد لبیک که میگفتیم و این گفتن مخاطبه مشافهه صریح بود
و اجابت و قبول آن می دیدیم و در دعائے آنوقت فتحے شده بود که بخوبی تمام مطلب عرض میکردم در آن
حال این مضمون به تعبیر عجیب از زبانم آسان شد که مردم جائے گنهگار و شرمنده از بلاد دور دست بجرم و
امن تو رسیده اند و انهارا امن آورده ام و چنین و چنان خواهند در آنحال عجیب بشارت حیرت افزا
پیش آمد باین کیفیت که انهارا چه گفته اید یعنی آنها خود مستحق کمال رحمت و عنایت اند خصوصیتے
می دارند اشارتے رحمانی بود که شرح و تفصیلش همین است و این لفظ یاد است که با خود از سند گرفته تا
انقضائے بخارا بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد در خاطر وسوسه رسید که اما این عنایت مختص باحیا است
یا اموات هم داخل اند گویا رحمتے متوجه بفقیر شده ممانعت ازان می کنند که تخصیص ما گمان مبر رحمت عام
را خاص مکن من بعد دیدم که مردگان را آمرزشے رسیده بود تا آنکه بعضے گرفتار بودند رہائی و مخلصی یافته خوشوقت
می شدند و این مغفرت عامه بتمام مومنین رسیده هر کرا در دل ایمانے گو ضعیف شده باشد ازین مغفرت
محروم نمانده در لیلة القدر رمضان شریف دعاها بسیار عموماً و خصوصاً کرده شد و اجابت را متوجه آن
دعاها دیدم که بهمه قبول در رسید حق تعالیٰ آثار انها بوقوع آورده جلدتر جلوه گر فرماید همه مسلمین بدیدن آن
مسرور و شادان شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب هم که این عرضی بسامع شریفه خواهد رسید متوقع و
مرجو است چه اینهمه بشارات اند و ثمرات توجهات جزیله و ادعیه نبیله آنجناب است و آینده را ترقیات
ببرکت ادعیات زاکیات امید وارم و جاے واثق است که دعاها فرموده باشند و فقیر و تمام معتقدین

مخلصین درااکن واوقات متبرکہ دعاہا میکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید - انہ علی کل شئی قدیر و بالاجابت جدیر - زیادہ بجز آداب چہ عرض نماید - والسلام والاکرام ؞

(نمبر۲) نقل خط مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی بنام منشی نعیم خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص سلمہ اللہ تعالیٰ و نزول علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرۃ - از فقیر عبد العزیز بعد از سلام مسنون با دعاے خیر مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح و لایح باد کہ رقیمۂ بہجت ضمیمۂ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ بہ المسلمین بملاحظہ در آمد و سوال نیز مفصل دریافت شد - صاحب من ہمین قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشان را پیش آمدہ بود کہ علو مراتب خود بر ایشان مکشوف می شد و وعدہ ہاے دور دراز غیب بر ایشان وارد می نمود - مردم ہمین استفسار نمودند سید الطائفہ فرمودند کہ تِلْکَ خَیَالَاتٌ تُرَبّیٰ بِہَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَۃِ یعنی این خیالات بے اصل نیست یعنی از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت کہ تابع شخصے می شوند و آنہا را دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا مادر و پدر او را مواعید عمدہ می دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلان نعمت بتو خواہیم داد و از تو بسیار خوش و خورم ہستیم و لوح سیمین در کنار تو خواہیم نہاد و علی ہذا القیاس از کبرا و اولیاء سابقین مثل غوث الاعظم قدس سرہٗ و دیگر بزرگان وعدہ ہاے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بطفیل ایشان نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شدہ و آن ہمہ وعدہ ہا صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدال کہ درین امت ہیچ زمانہ از ان خالی نمی باشد کہ بِہِمْ یُمْطَرُوْنَ اَہْلُ الْاَرْضِ وَبِہِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِہِمْ یُرْزَقُوْنَ - یعنی مردم زمین را بطفیل ایشان باران می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد را بعضے ازین مراتب حاصل شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشان را اثرے از ان رسیدہ باشد غرضکہ انکار این معنی خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار این مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر سازد پس انیہمہ صادق اند زیادہ بجز ترقیات دارین چہ نویسد ؞

(نمبر۳) اعلام از جانب امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - سپاس بے قیاس و ستایش نیاز اساس مر حضرت خداوندی را جلّت عظمتہ و عمت رحمتہ کہ مومنان پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوٰۃ الدنیا بالآخرۃ مخاطب فرمودہ و منافقین بد نہاد و معاندین پر فساد را وعید

شدید فقل لن تخرجوا معی ابداً ط انکم رضیتم بالقعود اول مرة فاقعدوا
مع الخالفین ه معاتب نمود- و هزاران هزار بلکه بے حد و شمار از اصناف درود
وسلام بانواع خضوع واکرام بود بنائے جمهور انام و پیشوائے هر خاص و عام
که باداے مضمون نعمت مشحون آیهٔ وافی هدایه یا ایها النبی جاهد
الکفار والمنافقین واغلظ علیهم ومأوٰهم جهنم وبئس المصیر
امور ریاست و اجرائے معاد حکمت بنیاد کریمهٔ سیاست ضمیمه لئن لم ینته
المنافقون والذین فی قلوبهم مرض والمرجفون فی المدینة
لنغرینک بهم ثم لا یجاورونک فیها الا قلیلا ملعونین اینما
ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ط موعود بر کافه آل و اصحاب و سائر اتباع
و احباب که بتحسین شرافت آمین و من الناس من یشری نفسه ابتغاء
مرضات الله مشرف گردیدند و بکلام بشارت التیام و اخری تحبونها
نصر من الله و فتح قریب ط و بشر المؤمنین ه مبشر- اما بعد گوید
بندهٔ پروردگار خادم دین سید الابرار خیر خواه کافهٔ مسلمین ملقب
بامیر المؤمنین که این اعلامے است عام بخدمت جمیع اهل اسلام
خواه اشراف کرام باشند خواه اخلاف لئام - خواه از علماے کبار
باشند خواه از عوام خاکسار خواه از مالکین ذوی الاقتدار باشند خواه از مساکین
ذوی الاضطرار مشتمل برین معنی که مقصود خالق این جهان از خلقت
نوع انسان اشتغال ایشان است بعبادت رب و طاعت سید عرب
نه استغراق ایشان در مشاغل لهو و لعب و محافل نشاط و طرب - اصل
کمال لایزال تحصیل رضائے رب ذو الجلال است نه تکمیل مناصب جاه
و جلال و ترفیع مراتب عز و اقبال و تطویل وسادس امانی و آمال و توسیع
خزائن مال و منال - سرمایهٔ سعادات جاودانی و راحت دو جهانی
اکتساب مدارج وجاهت و جلالت است بحضور مالک دیان و مالک زمین و
زمان نه امتیاز نام و نشان درمیان اخوان و اقران - هرچند
شعار بندگان عبودیت کیش و پرستندگان انقیاد اندیش همین است

کہ در ہر حال باطاعتِ مالکِ لایزال موصوف باشد، و در ہر آن تحصیل رضائے خالقِ اکملین و مکان مصروف و ہزار دل و جان بمحبتِ خلاقِ انس و جان مشغوف مانند و بایثارِ محبتِ او بر محبت ہر محبوب و ترجیح طلب او بر طلب ہر مطلوب - درمیان اہلِ زمان و ابنائے دوران معروف قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی - اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (وقَالَ تعالٰی) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط اما حصول این مرتبۂ اخلاص و منصبِ اختصاص بہ نسبتِ جمیع افرادِ عالم و آحادِ بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول است لیکن بر ذمۂ ہر خاص و عام کہ مدعیِ دین اسلام باشد امرے لابدی است کہ در وقتِ معارضۂ نور و ظلام و مقابلۂ کفر و اسلام غیرتِ ایمانی را کار فرمایند و بر مقتضائے حمیتِ اسلامی عمل نمایند کہ ہر کہ در امثالِ این احوال ہم جانِ خود را در سلکِ انصارِ حق منسلک نگرداند بیشک مراتبِ نفاق و شقاق خود را بدرجۂ قصوی رساند و ہر کہ در ینصورت نیز از تائیدِ دین پہلو تہی کرد لاز داغ مخالفت رب العالمین بر جبینِ فساد آگینِ خود زد و ہر کہ برین تقدیر ہم ازین معرکہ روپوش گردید یقیناً جانِ خود را از دائرہ ایمان بیرون کشید قال اللہ تعالٰی اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِیْ رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ (وقال تعالٰی) وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ و ہر کہ در مقدمۂ دین ملکِ حلام انتظارِ غلبۂ جنودِ اسلام کشید بالتحقیق در دَرَکاتِ متردّدین لئام و متربصین بد انجام رسید - قال اللہ تبارک و تعالٰی هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَیَیْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ یُّصِیْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَیْدِیْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ و آنچہ در دلِ خداع منزلِ اہلِ شک و ریب اربابِ مکر و فریب خطور میکند کہ بہم رسیدن اسبابِ حرب جنگ از جنس توپ و تفنگ و اجماعِ عساکر ہزاران ہزار و قرائن بے حد و شمار از شروطِ اقامتِ جہاد است و فقدانِ آن باعثِ عذرِ عباد - پس این خیالے است بر اختلال و وہمے است سراسر باطل و محال زیرا کہ حاکم عظیم آمر حکیم در باب جمع ادوات مقابلہ و اعدادِ آلاتِ مقاتلہ ہمین قدر فرمودہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ و نفرمودہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مِثْلَ مَا اَعَدُّوْا لَكُمْ بلکہ فرمودہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرمودہ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ و نیز فرمودہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ

يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ
مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (نیز فرمود) يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ (نیز فرمود) فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ و بخنین
بعضے از ملایانِ ابلیس کیش و درویشانِ تلبیس اندیش بنا بر اغوائے تلامذہ و مریدین بلکہ اضلال
جماہیرِ مسلمین یا بپاسِ خاطرِ امرا و سلاطین نیابۃً عن الدجاجلۃ والشیاطین دادِ تزویرِ ریب آمیز و دغا
تذکیرِ فریب انگیز می دہند و نبذے از شبہاتِ نامسموع در ضمنِ چندے از کلماتِ نامطبوع بر مخاطبین
القا و در غائبین افتا می کنند کہ جہادِ لسانی افضل از جہادِ سنانی و جہادِ نفسانی اکمل از جہادِ سبانی
تادیبِ عباد اولیٰ از تخریبِ بلاد ترغیبِ موافقین اعلیٰ از ترہیبِ مخالفین تعمیرِ مساجد بہتر از تسخیرِ
مفاسد تبراصحابۂ حبیب خوشتر از مجادلۂ رقیب مکالمۂ دل و جان آلذ از مکالمۂ سیف و سنان۔
مجالستِ محبوب اعز از مخالفتِ مغضوب منادمتِ احبار انفس از ملازمتِ اعدا مسامرۂ صحابۂ
ارفع از مجامرۂ مسائۃ مواساتِ مصائبِ جموعِ مساکین انفع از مقاساتِ متاعبِ جنودِ شیاطین
و امثالِ آن از مکائدِ تضلیل ست و دعاویِ بے دلیل۔ قال اللہ تعالیٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ
تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (وقال اللہ تعالیٰ) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ
اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ
مَّرْصُوْصٌ ۝ (وقال تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ
اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ
مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (و قال) قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ
كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ بالجملہ تفضیلِ جنودِ مجاہدین بر جموعِ قاعدین
منصوصِ آیاتِ قرآنی ست و مدلولِ بیّناتِ فرقانی۔ و معارضۂ آن بوسوسۂ باطل از دسیسۂ صدق
عاطل ناشی محض از تخیلاتِ نفسانی ست و تسویلاتِ شیطانی۔ (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) لَا
يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً
وَّرَحْمَةً ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ پس کسیکه مساعی جهاد را تقبیح کند یا مشاغل دیگرا ترجیح
دهد و در خدمتگذاری حق سست باشد و در پاسداری غیر حق چست و بر تحقیر اقران خیره باشد و
در عیز ادیان صبور - بر اهانت معاندین نفسانی مسابقه کند و در اعانت مجاهدین مساهله پس همه پشت
اثم و گنهگار و ظالم و ستمگار و از بارگاه حق مطرود و مردود و بوعید شدید رُبّ تالی القرآن والقرآن
یلعنه و رُبّ مُصَلّ والصلوٰة یلعنه موعود - (قال الله تعالی) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٱقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (وقال تعالی) اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ما ئیم و اُنما دست بکار و دل بیار و بلسان سرآزاد سبز درختان و بهار بهر
زبان و مکان آئینه دار رجال لایزال نه تخته مشق واردات فراق و وصال ادعائی مراتب جانفشانی
و اظهار مصائب پریشانی ما که در وادی دور دست سرگردانیم و در تمامی کوه و دشت بی سر و سامان
نه جان در میدان داریم نه سر بر تن جگر پاش پاش و دل فاش فاش - سینه چاک و دو دستان غمناک
یکدست بدامان حبیب دو دست دیگر بگریبان رقیب و امثال آن از حکایات جور و لطف و شکایات
عشق و شور آن هم در گوشهٔ عافیت مجرد وهم و خیال فقط شعبدهٔ قیل و قال و در میدان مردآزما سراسر
ثبوت صدق مقال و ظهور حقیقت حال اینهمه حرب زبانی است و اینهمه جانفشانی - اینهمه حکایات است
و اخبار و این سراسر صداقت و اظهار آن همه تکلف و تملق و این سراسر تحقیق و تخلق - الغرض چون
ما مردم که بندگان پروردگاریم و امتیان رسول مختار بی شک دعوی اسلام میداریم و جان خود را
در محمدیان می شماریم چون کلام الله را بمعنی ناطق دانستیم و رسول الله را صادق لا محاله لله و فی الله
امتثالاً لامر الله کمر همت بستیم و اتباعاً السنة رسول الله فرائد بخت سفر بستیم و در بلاد هند و سند و خراسان
دور و سیر نمودیم و در تمامی آئین سیاحت کوه و دشت فقط طالب خیر بودیم - آخر الامر در تشکل بلاد دور دست
گردیده و تمامی این کوه و دشت نوردیده در اوطان یوسف زئی رسیدیم و برادرانِ این عباد و ست
عظمی ایشانرا باعث گردیدیم آن مخلصین احباب و مؤمنین بلا ارتیاب مشارکت این فقیر و مناصرت
دین رب قدیر اختیار نمودند و درین میدان از سائر اخوان گوی سبقت در ربودند و گرم و سرد

آمده رفت جنبیده بود نشیب و فراز فتح و شکست دیده چنانچه تا حال درهمین حتی سرگرم اند و چالاک و بلند عزم اند و بے باک بالجمله با مردم تا جان در بدن داریم و سر بر تن مشغول همین کار و باریم بصد حیله و فن - الحمد زبان شکر حق بجا می آریم که با طاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق هستیم و از غیر او چشم و گوش بربستیم و از دنیا و مافیها دست برداشتیم و محض لوجه الله علم جهاد برافراشتیم از طلب مال و منال و جاه و جلال و امارت و ریاست و حکومت و سیاست بیزار هستیم و هرگز طالب غیر حق نیستیم - باهم هرچند عاجز و خاکسار و ذره بیمقدار ام امّا بالشک بمحبت حضرت حق مست و سرشار و از محبت غیر حق بالکل دست بردار - نه با کسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نه با یکے از زمرۂ مومنین مخالفت - با کفار لیام مقابله داریم نه با مدعیان اسلام - صرف با دراز مویان (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر پر بال لمبے لمبے رکھتے ہیں) مقاتله نه با کلمه گویان و اسلام جویان و نه با سرکار انگریزی مخاصمت داریم و نه بهیچ راه منازعت که از رعایائے او هستیم و بحمایتش از مظالم بلایا - چنانچه این معنی معلوم هر خاص و عام است و مسلّم طوائف انام لیکن حیف صد حیف که سردار پشاور هرگز این معنی نفهمید و از نظر حق شناس اصلا ندید و سخن این بیچگونه بگوش هوش نشنید و لذتے از ایمان بوجه من الوجوه بکام جان نچشید بلکه بوے از غیرت اسلامی نشمید آن عساکر مجاهدین مثل وحوش رمید و در پے تفریق مجامع مسلمین هر سو دوید چنانچه عادت قدیم اوست که در تفریق جموع مجاهدین بنابر تائید جنود معاندین مساعی بلیغه بجا می آرد و آنرا از کمالات فراست و کیاست خود می شمارد چنانچه این معنی بکرات و مرات از و بمنصۂ ظهور رسیده و بحضور جمعے کثیر و جمعے غفیر از مومنین این دیار و مسلمین این اقطار این افحش اعمال و اقبح افعال از و صادر گردیده آنچه در مصاحب وزیر فتح خان با کفار اشرار و معارک سردار عظیم خان با فجار نابکار از و واقع گردیده معلوم هر خاص و عام و مشهور در میان جمهور انام است که بیخ کفر و عناد و فسق و فساد بجد و جهد تمام در دار الاسلام نشانید و خاندان سلطنت و خلافت و دودمان امارت و جلالت و حسود مجاهدین بلکه جموع مسلمین را در بلاد دور دست و اطراف کوه و دشت بے سر و سامان و پراگنده و پریشان گردانید قتل الوف اهل اسلام و هتک صنوف حرمات انام و سائر قبائح اجرام که از کفار لیام بنسبت هر خاص و عام صورت بست همه در کتاب اعمال او مکتوب گردید و تخریب مساجد هزاران هزار و تحریق معابد بے حد و شمار و لحوق انواع ذلت با ساکین ذوی الاقتدار و اصناف مضرت بمساکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس بغی و عناد که از دست کفرۂ متمردین بر سر کافۂ اهل دین گذشت همه در حساب افعال او محسوب - همچنین درین نوبت هم چون اجتماع غازیان جلادت شعار در رفاقت این عاجز و خاکسار بنابر اعلائے ملت پروردگار و احیائے سنت سید مختار

گردیده وقتِ مقابله و مقاتله و محاربه و مضاربه در پیش رسیده بود این سردارِ مذکور هر چند از ابتدائے ظهور این
نور در دلِ حسد منزلِ خود عزمِ مخالفت میداشت و در سینهٔ پر کینه تخمِ منازعت میکاشت - آخر الامر در
مثلِ این وقت که هنگامِ تموجِ امواجِ بحرِ جنگ بود و تغلغلِ اصواتِ توپ و تفنگ دادِ عداوت و نفاق در
داد و اساسِ شقاوت و شقاق برنهاد و عسکرِ مسلمین را تفریق ساخت و مقدمهٔ جهاد را در تعویق انداخت
و نردِ دغا و دغل درباخت و بنیانِ کفر و فساد را بزعمِ خود محکم کرد و بنیادِ اسلام و جهاد را متزلزل در ریاست
باطله را منتظم نمود و امامتِ حق را متخلخل علاوه برین آنکه آنچه در هلاکِ این خاکسار و اتلافِ این فدهٔ بمقدار
جد و جهدِ موفور و سعیِ نامشکور بکار برد و آنرا از جملهٔ حق شناسیِ پدرِ خود شمرد جمیعِ راز غداران نهانی و مکاران
نهانی در همین کار و بار شب و روز دوانید آخر الامر نوبت بدادنِ زهرِ جگر سوز رسانید غرضکه لطفِ ربِ خبیر
بحالِ این عاجزِ ضعیف مبذول بود و قهرِ مالکِ قدیر در حقِ بدخواهانِ این نحیف بسانِ سیفِ مسلول -
اگر همان کفالتِ ربانی و حمایتِ رحمانی شاملِ حالِ این خسته بال نمیشد فی الحال بکمالِ استعجال دلیوانه وار
لباسِ ظهورِ ناسوتی میدریدم و پروانه وار در اساسِ نورِ ملکوتی میرسیدم - غرضکه این جابرانِ نا انصاف
و ظالمانِ با اعتساف بقدرِ استطاعتِ خود در احکامِ این تزویر و اتمامِ این تدبیر دقیقهٔ از دقائقِ فساد
در حقِ این ضعفِ عباد فرو نگذاشتند خیر آخر گذشت آنچه گذشت - اما عجب تر آنکه تا حال که عرصهٔ
زائد از یکسال گذشت ازین قبائحِ افعال دست بردار نمی شود و بهمین راه لیل و نهار میرود چه حیلهائے
که برائے قتل و نهبِ مجاهدینِ هندوستان نه برانگیخت و آبروئے بسیارے از دوستانِ فقیر بریخت - وسدِّ
راهِ وصولِ مصارفِ مجاهدین گردید و در ایذائے مجمعِ مسلمین چپ و راست دوید - الله الله محبتِ
کفرهٔ فجره چه بلا ابتلا گشت که از راهِ اسلام بر ملا برگشت و در موالاتِ کفارِ نابکار چه چست و چالاک است
و در معاداتِ مومنینِ ابرار چه سفاک و بے باک در ایفائے مواعیدِ کفرهٔ متمردین نهایت سرگرم است و در
اخلافِ مواثیقِ اهلِ دین بغایت بے شرم اعانتِ رؤسائے کافران را از آثارِ ریاست میشمرد و اهانتِ ضعفائے
مسلمین را از احکامِ سیاست به مجوّبیتِ کافرین تبختر می نماید و با خوتِ ابنائے آن فاجرِ لعین بغایت تکبر - ارکانِ
حقوقِ مجهول منافیِ فتوت می شمارد و ادائے حقوقِ رسولِ مقبول مخالفِ مروت - عجب است که با وجودِ
ادعائے اسلام در بدخواهیِ سید الانام و خیر خواهیِ ملتِ کفرهٔ لئام به نسبتِ کفارِ بد انجام هم سابق تر است
و در ایذائے عباد و ممانعتِ جهاد و اشاعتِ فساد از اهلِ کفر و عناد فائق تر - و آنچه بنا بر تسلیِ طفلِ ساده
لوحانِ صاف طینت و سینه صافانِ ساده طویت در مقدمهٔ موالاتِ آن کافرِ روسیاه بمقامِ عذرِ گناه
بدتر از گناه اینچنین اظهار میکند که موالاتِ کافرِ لعین محض برائے حفاظتِ شعائرِ دین است و صیانتِ

دارد و اموال و اعراض مسلمین این هم نوعی است از خدمتگذاری ملت اسلام و قسمی است از پاسداری سنت
سید الانام پس این اضلالیست سراسر تلبیس و اغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود
کسی می دارند که بحفاظت شعائر آن اینقدر همت می گمارد و در قتل نفوس و نهب اموال و هتک اعراض
مسلمین خود چه تصور می فرماید که بجائے صیانت آن این مداهنت و فتور می نماید مگر صیانت مومنین
عباد از تعدی کفار بدنهاد از جمله شعائر دین و تخریب بلاد و اشاعت فساد به نسبت ضعفاء عباد
محض بنابر عداوت و عناد از اوامر شرع مبین یا امر اول از احکام حضرت حق است و ثانیا از منهیات
عند حق ما اوامر او تعالی مسموع است و نواهی او غیر مسموع قال الله تبارک و تعالی وَاِذْ اَخَذْنَا
مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ علاوه برین آنکه اهل خیرخواه شرع مبین جناب سید المرسلین است صلی الله علیه وسلم پس
تفوق بر ایشان در مقدمات دین از علامات منافقین انی لاعلمکم بالله و اتقاکم له حدیثی است ماثور و
کلام سعدی شیرازی ؎ بزهد و ورع کوش و صدق و صفا + ولیکن میفزای بر مصطفی مثلی است مشهور
و ظاهر است که آنجناب بجهت خوف تحقق نصرت معاندین بشعائر دین و جماهیر مسلمین گاهی در مقدمهٔ
اقامت جهاد و مقابلهٔ ارباب کفر و عناد مساهله نفرمودند و ترک آن اختیار ننمودند بلکه حصول منافع و مضار دنیویه
را بنسبت جمیع اهل دین بر تقدیر رب العالمین تفویض نمودند ما همه را نیز لازم که راه رهنمای خود را محکم
گیریم و اتباع پیشوای خود مسلم (قال الله تبارک و تعالی) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ بالجمله حال نفاق آن سردار مذکور بحدی رسیده است که نزد هر
دانای هوشیار و عاقل تجربه کار قیام جهاد بدون استیصال[1] امثال این اهل فساد صورت نه بندد بنا بر
علیه نگارش کرده می شود که قتل و قتال او و اتباع او نوعی است از ازالهٔ فساد بلکه بهتک استیصال ایشان
قسمی است از اقامت جهاد و بمقابلهٔ ایشان ماموریم و در مقابلهٔ ایشان ماجوریم مبارز عسکر ما غازی است
از جنود سپهر و مقاتل لشکر ایشان عاصی است عند الله شهید ما مقبول است و میمون و قتیل ایشان مطرود
است و ملعون و این حکم ثابت است باصول اربعهٔ اسلامیه یعنی بکتاب و سنت و اجماع و قیاس اما الکتاب

[1] از بیخ برکندن ۱۲

پس میگوئیم که سردارِ مذکور در قسمے از اقسامِ منافقین داخل ست که قتل و قتالِ ایشان منصوصِ حضرت خلاق ست اجل وعلا
و منطوقِ آیاتِ مالکِ بالاستحقاق اما اینکه داز جملۂ منافقین ست از بس که موالات باکفارِ بدانجام و مواخات
با فجارِ لئام بحدے میدارد که آثارِ آن ہویدا و آشکارست کالشمس فی رابعۃ النہار و ہمین موالات علامت
نفاق ست (قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی سورۃ النساء) وَبَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا
الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ و اما اینکه او در قسم مذکور داخل است
پس بیانش آنکه حضرت ملکِ علام در کلامِ ہدایت التیامِ خود چند اقسام از منافقینِ لئام مذکور فرموده
از انجمله بعضِ ایشان را ذکر کرده که اگرچه در دل قوتِ ایمانی و محبتِ رحمانی می دارند اما ہیچ مضرتے بروسائے
اراکین یا ضعفائے مساکین میرسانند بلکه بنا بر ظہورِ سطوت و عسکرِ اسلام و وفورِ صولت اتباع سید
الانام مرعوب گردیده جبرًا و کرہًا بظاہر در سلکِ مسلمین منسلک اند و بباطن در محبتِ شیاطین منہمک
و قومے دیگر را از ایشان مذکور فرموده که بتدبیراتِ شقاق آمیز و تزویراتِ نفاق انگیز در بدخواہی اسلام
و خیر خواہیِ کفارِ لئام جد و جہد موفور و مراتبِ سعیِ نامشکور بجا می آرند و آنرا باعثِ
حفاظت و صیانتِ خود از تخریبِ معاندینِ نابکار و تشریبِ مجاہدینِ اخیار می شمارند اما چون وقت محاربہ
و مضاربہ میسر میشود پس در آنوقت در اعانتِ کفارِ بدانجام و اہانتِ جنودِ اہلِ اسلام میکوشند چنانچه عادت
مستمرۂ سردار مسطور ست پس در حقِ این قسم منافقین بقتال و جدال و ہتک و فتک امر صادر گردید چنانچه حق
جل وعلا در سورۂ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ ۔ و[1] اقسامِ منافقین در ہمین رکوع
رکوع ذکر نموده بعد از ان آخرِ ہمین رکوع فرموده سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا
قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْا
اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا
مُّبِيْنًا ٥ و اما سنت پس بیانش آنکه از سردارِ مذکور بکرات و مرات واقع گردید که ہر وقتیکه مسلمین بنا بر غیرت
ایمانی و حمیت اسلامی شخصے را مقدمِ خود می سازند و طرح جہاد بنامِ او می اندازند این منافق بدانجام التیام کفارِ
لئام پیش می کنند و در اجتماعِ اہلِ اسلام نیش میزنند و قتل این قسم منافقینِ لئام از احکامِ سید الانام است
اخرجه مسلم عن عرفجة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم يقول من اتاکم
امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم چنانچه ہمین حدیث را صاحب
مشکوٰة ہم در کتاب الامارة والقضاء روایت کرده و اما اجماع پس بیانش آنکه اجماعِ سلف و خلف بر اینمعنی
متحقق گردیده که اگر قومے بر ترکِ چیزے از شعائرِ اسلام اصرار نمایند و معارضۂ آمرین بالمعروف اختیار

[1] محبت و دوستی ۱۲

کنند پس قتل و قتال ایشان مباح و حلال می شود چنانچه جناب خلیفهٔ رسول الله ابی بکر الصدیق رضی الله
تعالی عنه بر سر مانعین زکوة فوج کشی فرمودند هیچ تردّدے و تشکّکے در تقیدمه نمودند و در حق تارکین ختان
و امثال ایشان همین فتوی جاریست و در میان علمائے هر چهار مذهب همین دعوی ساری - و کدام شعار
از شعائر اسلام از جهاد کفار لئام ارجح خواهد بود و کدام مرتبه معارضه از ارادهٔ قتل و نهب مجاهدین اقبح -
و اما قیاس پس میاش آنکه از بسکه لشکر سردار مذکور ارادهٔ قتل و نهب مجاهدین هندوستان کرده و در بعضے
اوقات چهپاول بر ایشان برده و جائے خود را بر ایشان برانگیخت و کسیکه با ایشان نوعے از مواسات
کردی استحال آبروئش بحت پس ازین سبب غازیان هندوستان متوحش گردند و غازیان خراسان
متوقف پس گویا کار ارجاف فعلے که عبارت از افشار اخبار موحشه است ازو صادر میگردد پس وقتیکه در
حق اهل ارجاف قولی که بمراتب ضعیف از ارجاف فعلی است بافند قتل امر وارد گردید چنانچه حق جل و
علا در سورهٔ احزاب میفرماید لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ
فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا
وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۰ پس در حق مثل این اهل فساد بجواز کافه جهاد امر مذکور بالاولی ثابت خواهد شد زیرا که
علت امر مذکور در صورت منصوصه همین تفسیر مومنین و تبشیر کافرین و آن در صورت کمل یافته بلکه اگر
راست پرسی این صورت مفهوم بدلالة النص تصور باید کرد که قطعی است نه معلوم بقیاس که ظنی است چون
علت امر منصوص ظاهر و باهر است بر جماهیر دانایان لغت و وجود آن در صورت بطریق قوت و کمال
بدیهی - الغرض وقتیکه حکم مذکور باصول اربعهٔ اسلامیه ثابت شد حالانکه بر ظاهر است که ثبوت حکمے از
احکام باصلے از اصول اسلام هم کافی و شافی است چه جائیکه باصول چهارگانه مبرهن گردد لا محاله بر هر
یگانه و بیگانه ظاهر و روشن شود بنا بر علیه بخدمت جماهیر مسلمین خصوصاً مشاهیر مومنین نوشته می شود
که برای ازالهٔ فساد که اساس قیام جهاد است کمر بسته نمایند و حمیت اسلامی و غیرت ایمانی را کار فرمایند تا
عند الله و عند الرسول و کافهٔ مومنین و علمائے مجتهدین سرخرو شوند و در خیرخواهی دین محمدی یکسو و یکدل بود
انشاء الله تعالی از شقاق و الواث نفاق مطهر و پاک گردند و در امتثال احکام ملک علام و اتباع امام سید الانام
چست و چالاک - هر چند این عاجز خاکسار مع جمیع مهاجرین ابرار ساعات لیل و نهار در همین کار و بار
مشغول است و ظهور ثمرات آن درگاه خواجهٔ انس و جان عنقریب مامول - اگر کسے دیگر از مومنین مخلصین
شریک حال ما گردد پس هو نسب خوشتر و اعلی و اما توکل بر معاد کریمه بشارت منیمه یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ
حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ از همه بهتر و اولی - و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

نمبر ۲ مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار یار محمد خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از فقیر سید احمد بخدمت عمدۂ خوانین عظام قدوۂ اراکین عالی مقام حشمت مآب جلالت انتساب والا مناصب کثیر المناقب سردار یار محمد خان صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ ۔ بعد از سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکہ ۔ رقیمہ کریمہ در موضع خویشگی نزد فقیر رسید مضامین مندرجہ واضح گردید ۔ مخدوما حقیقت الامر آنست کہ این فقیر از بندگان اطاعت شعار و مطیعان مالکِ مختار ہست بجز مالک علی الاطلاق و ملکِ بالاستحقاق جلت قدرتہ و عمت رحمتہ کسی از مخلوقات و یکے را از ممکنات بر سر خود حاکم نمی داند و در حق خود منعم نمی شمارد و بہیچ یکے از مخلوقین بجز ذاتِ پاک ربّ العالمین اعتماد نمی دارد ہر چند ہمین معنی بر ضمائرِ مودّت ذخائرِ دوستانِ فقیر واضح و لائح ہست اما بنا بر مزید تاکید باز بطریق تجدید میگویم کہ خدائے پاک را جل جلالہ و عم نوالہ کہ دانائے پنہان و آشکار او عالم بجمیع خفیات و اسرار ہست گواہ می کنم بمعنی کہ آنچہ داعیۂ جہاد و عزمِ ازالۂ فسادِ درانیان (سکھان) کہ در خاطرِ فقیر ریختہ اصلاً و مطلقاً بکدورتِ طلب مال و عزت و جاہ و جلال و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران ہرگز ممزوج و مخلوط نیست آنچہ دعوتِ مسلمین بسوئے اقامتِ این رکنِ رکین از فقیر صادر میگردد بجہتِ ہدایتِ ایشان بسوئے رضا مندیِ حضرتِ رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم است و ہیچ غرضے از اغراضِ خسیسۂ دنیاویہ در میان نہ واللہ علیٰ ما نقول وکیل ۔ پس فقیر را از اہتمامِ این جد و جہد ہمین معنی منظور ہست کہ امتثالِ احکامِ الٰہیہ کہ در مقدمۂ قتالِ اہلِ کفر و ضلال وارد شدہ چنانچہ کلمہ و جاہدوا باموالکم وانفسکم در کلام مجید جا بجا واقع گردیدہ از فقیر صورت بندد بالجملہ بندۂ اطاعت شعار را بجز امتثالِ اوامرِ مولائے خود چارہ نیست و آنچہ وعدۂ الٰہیہ بکفالت و وکالتِ مجاہدین و تائیدِ نصرتِ مقاتلین صادقین وارد گردیدہ چنانچہ منطوق لازم الوثوق وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ ۔ و کلمہ كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ و کلمہ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۔ و کلمہ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۔ و کلمہ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ ہمین مواعید مذکورہ در بابِ تسلّیِ خاطر و اطمینانِ قلب و اعتماد بر جزاے حضرتِ رب العالمین این فقیر را و سائرِ مومنین مخلصین را کافی و شافی ہست پس فقیر بر ہمین مواعید الٰہیہ اعتماد نمودہ و امتثالِ احکامِ حاکمِ خود را قبلۂ ہمتِ خود ساختہ و جمیع ما سوی اللہ را پس پشت انداختہ و از چپ و راست چشمِ ہمت بستہ و راہ و راستِ رضا جوئیِ مولائے خود پیش رو نہادہ بکمالِ اطمینان و فرحت و نہایتِ بشاشت و مسرت درین راہ تگاپوے می نماید ہر کہ شرکتِ فقیر درینباب

اختیار کرد سعادتِ دوجهانی و راحتِ جاودانی بدست آورد و هر که از جنابِ رفاقتِ فقیر سر پیچید. لابد روزے دستِ ندامت خواهد گزید زیرا که فقیر درین باب به اشاراتِ غیبی مامور است و بشاراتِ لاریبی مبشر. هرگز هرگز شبهه وسوسهٔ شیطانی و شائبه هوائے نفسانی باین الهامِ رحمانی ممتزج نیست. بالجمله فقیر را امتثالِ حکمِ الٰهی از ته دل مقصود است و اعتماد بوعدهٔ آلهیه بکلی حاصل. تا اینکه وعدهٔ آلهیه بچه طریق ظاهر گردد و این بندگان عبودیت شعار را چه یارا که از مالکِ خود بپرسد که وعدهٔ خود بچه طور ایفا خواهی کرد که این سوال خارج از قاعدهٔ آدابِ عبودیت است. بالجمله از گفتگو چون رحل انداختم و از مائدهٔ اطاعت کفش ذلهٔ مینارم والسلام علی من اتبع الهدیٰ واجتنب عن اتباع النفس والهویٰ. و آنچه که آن والا مناصب نگارش فرموده بودند که فقیر مکنونِ خود را بنگارد هر چند در دل هدایت منزل از الهاماتِ رحمانی و انوارِ ایمانی مکنون می دارد از حیطهٔ تحریر و تقریر بیرون است زیاده والسلام مع الاکرام +

نمبرہ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت خانصاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمه الله تعالیٰ بعد از سلامِ مسنون و دعاء اجابت مقرون واضح آنکه احوالِ این حدود بکرمِ ربِ معبود مستوجبِ حمد و شکر است و عنایتِ رحمانی و حمایتِ ربانی بوجهے شاملِ حالِ ما ضعفا است که از احاطهٔ تحریر و تقریر بیرون است و قلوبِ خواص و عوام از اہلِ ایمان در اسلام بقدرتِ کاملهٔ خالقِ انام بحدے مسخر گردیده که صرفِ جان و مال و ترکِ اہل و عیال در رفاقتِ این فقیر و اطاعتِ این ضعیف برایشان آسان تر می نماید بالجمله حالِ جمهور مؤمنینِ این دیار عموماً و صادقینِ قوم آفریدی و یوسف زئی خصوصاً دگرگون گردیده که در عروقِ قلوبِ ایشان شادابی آبِ زلالِ ایمانی رسیده و ایشان از ابوابِ سعادتِ جاودانی و راحتِ دوجهانی مستعد گردانیده. الحق که اگر این جانِ ناتوان و نهادِ سست بنیاد و مالِ سریع الزوال و متاعِ قلیل الانتفاع در عرصتِ منسوب بذلت امروز در تحصیلِ رضائے ایزد متعال بکار نیاید پس هیچ کار آمدنی نیست و در شغل این وقت اگر مصروف نگردید صرفِ خیالی است پر اختلال بلکه جالبِ نکبت و وبال درین کلام نیک تامل فرمایند و بر مبالغه و مسامحه حمل ننمایند بلکه لبِ محض حق بحت است مرا خود میدانند که از جنسِ شعرائے خیال بند و فصحائے بلاغت پیوند که بنا بر مجرد عبارت آرائی و الفاظ پیرائی چندے از کلماتِ لطیف جمع می کنند و خیالاتِ نازک در آن ودیعت می نهند و لذتِ خیالیات از ان برمیگیرند نباشم بجز مشغولی وقت این تکلفات بکار می بندیستم بلکه این کلام هدایت التیام لبِ لبابِ معنی الهام است آمادهٔ پس بیانش آنکه حق جل و علا در کلامِ پاکِ خود می فرماید قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ تا الفاسقین ـ اما بیانِ الهام پس فقیر از

پیدا گشته به بشارات ربانی باستیصال کفار دراز مویان (یعنی قوم سکھ) مامور است و از تمکین لاریب به
رحمانی بغلبهٔ مجاهدین ابرار مستبشر پس هر که امروز جان و مال و عزت و وجاهت خود را در اعلائے کلمهٔ رب العالمین
و احیائے سنت سید المرسلین بخوشی خود صرف نخواهد کرد لا بد فردا از و بزور کشیده خواهد شد و جز باد حسرت و
ندامت در دست او نخواهد ماند بنا بر آن نگارش کرده می شود که جماعهٔ مؤمنین اضلاع خود را عموماً و رؤسا را
خصوصاً و بیهکی مناسب وقت دانند همین بخوبی فهمانند تا ایشان از مهالک دنیا و آخرت مامون و بمنافع
کونین فائز شوند — چون مکنون خاطر خود بنگارش آوردن منظور بود بنا علیه بر
سطرے چند اکتفا رفت زیاده والسلام مع الاکرام +

نمبر مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام خان خانان غلجائی رئیس قلات بیخ مکتوب نشان

بسم الله الرحمن الرحیم — از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب یادگار سلاطین کرام تذکار
خوانین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکه تاز رخش سطوت و صولت شجاعت
شعار شهامت آثار دیانت دثار جلالت نشان سردار سرداران خان خانان ادام الله جلاله و ضاعف
اقباله — بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشتمل بر مراتب محبت
و اخلاص و مودت و اختصاص و قوت و استعداد در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ بغی و فساد با دیگر مضامین خلت
آگین رسید انواع فرحت و سرور و دیده و دل را نور بخشید — الحمد لله و المنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آفاق
جهان را بمثل آن رئیس صاحب غیرت ایمانی و حمیت اسلامی منور گردانید منعم ذوی النوال بفضل و
کرم خود این تخم ایمانی را که بر حسب خاصهٔ خود در سینهٔ صفا گنجینه کاشته مثمر ثمرات جمیله در دنیا و عقبی گرداناد
و آنچه در باب توجه همت علیا باصلاح بنو داران خامه ریز فرموده بودند که از ان سو اقامت و استیصال کفر و عناد
نموده آید هر چند همین اقتضائے مقاصد قلبی است لیکن اگر عنان ظفر توامان بآن سمت منعطف گردد منافقین
و مفسدین فتنه و فساد برپا خواهند نمود پس اصلح و انسب چنان می نماید که اولاً در بارهٔ استیصال منافقین
بمال سعی بلیغ بجا آورده شود هر گاه قرب و جوار آنجناب از آثار منافقین بدکردار پاک گردد باز جمعیت خاطر
و اطمینان قلب بسر انجام دادن اصل مقصود متوجه توانند شد یعنی مصلحت وقت همین که نخستین در ازالهٔ
فساد منافقین جهد بلیغ بجا آرند و هر چند طریق دفع فتنهٔ این منافقین آنجناب خود خوب میدانند و در فن
[illegible] کوشی و کشور کشائی بخوبی ماهر لاکن بنظر این جانب مصلحت چنان می نماید که دل جهاد دوست [illegible]
[illegible] سبب اعانت کسے اقدام نماید مگر استقبال آنجناب در استیصال منافقین [illegible]
نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الا پس و قشون خود فراهم آورده خود آنجناب در فنای [illegible]

منافقین بطریق چهپاوآنما ذفرمایند وبعض را از همراهیان با جمعی کثیر از الوس قشون منهاجی کابل تعیین فرمایند
تا ایشان هم بطرز شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند وازینجانب ازین سو متوجه بر منافقین
پشاور شود وبعد از تصفیهٔ آن مهام از الواث منافقین بانصرام مجال آباد برسد وهمچنین تا انجا یکابل
فائز گردد تا منافقین مطرودین که از پشاور تا قندهار منتشر اند بوجهی متزلزل شوند که هر کس بخیال خود
گرفتار یید وبے دست وپا گردیده اعانت همدیگر نتوانند کرد واتفاق واجتماع آنها متعذر گردد اگر استقلال
خود را در ینباب باعث شورش فتنه دانند ومظنهٔ آن باشد که قوم درّانی بنا بر حمیت قومیت ودیانت
الوس خود مجتمع شوند وبر مقابلهٔ آنجناب اتفاق کنند پس لابد رؤسائے ایشانرا شریک خود باید کرد و
استعانت بارباب سلطنت باید جست اما اینکه استقلال جناب درینمقدمه باعث فتنهٔ وفساد هست یا
نیست درینباب دیانت وکیاست را کار فرمایند وباعقلائے متدین مشوره جویند ودل بایت منزل
را از حمیت الوس ورعایت منصب پاک ساخته ومجرد خیر خواهی اسلام را قبلهٔ همت نموده نیکو تامل فرمایند
پس در هر کدام شق از شقین که خیر خواهی اسلام دانند همون را اختیار فرمایند شمارا در اختیار یکی از هر دو شق
اختیار هست اگر ثانی پسند خاطر خطیر باشد خطوط ملفوفه مع خطوط خود مشتمل برهمین مضمون بهرات ارسال فرمایند
واگر اول بخاطر صائب ترجیح یابد پس اصلا حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجه کار شوند وازینجانب را
باستعجال تمام بران اطلاع بخشند تا ازین صوب سرگرم مهم گردد وحسب الطلب خطوط مشتاقانه بنام رؤسائے
بنون میدانان وغیره می رسد اما این ملحوظ خاطر دانش ذخائر باید داشت که نواب شیر محمد خان رئیس ڈیره
اسمٰعیل خان ودیگر سرحدخان هرچند بانیجانب اظهار اخلاص ومودت می نمایند اما فی الحقیقت از زمرهٔ منافقین
اند از مخالطت ایشان اجتناب کلی باید ورزید وبنوعے برایشان اعتماد نباید کرد وباقی جمیع رؤسائے وضعفاء
وحکام ورعایا اضلاع مذکوره وجماهیر مومنین ومشاهیر سادات وعلماء دین از اضلاع آجوڑ وسوات وبنیر
وحوالی پشاور وخیبر ودیگر تا پاروکهلی ونواحی کشمیر بانیجانب عقد موافقت واطاعت محکم بسته اند که عند الطلب
بجان ودل حاضر شوند ودر صرف جان ومال در تحصیل رضائے ایزد متعال واستیصال کفار ومنافقین
بدّال هرگز قصور نورزیم هرچند مستعد گردیدن اینهمه اقوام فی الحقیقت محض قدرت قادر علی الاطلاق هست
اما بظاهر بسبب ظهور منافقین وخیرخواهی آنها در حق کفار ستمگر دین وبدخواهی در بارهٔ مسلمین جمیع مومنین
را رگ غیرت ایمانی در جوش وحمیت اسلامی در خروش آمد انشاء الله تعالی بحول وقوت ربانی وتائیدات
آسمانی عنقریب نقدمهٔ گوشمال منافقین ومجاهدهٔ مشرکین پیش کرده می شود ودر جائے واثق از حضرت خالق
چنان دارم که جنود رب العالمین بر احزاب ابلیس لعین البته مظفر ومنصور گردند چنانچه در کلام هدایت التیام

سیفر اید کذالک حقاً علینا نصر المؤمنین و ان جندنا لهم الغالبون ۔ و یا ایها الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت
اقدامکم پس فتح و نصرت از مواعید صادقہ رب الجلال است و خلف در آن محال ۔ پس لازم کہ محبت مال و
جان و اخوان و اوطان پس پشت انداختہ محض تحصیل رضائے حضرت حق قبلہ ہمت ساختہ صرف بہ نیت
(یعنی خلاف آن ۱۲)
نصرت دین متین و اعلاء کلمۂ رب العالمین کمر بستہ در جنود رب العالمین داخل گشتہ خود را بمعرکۂ قتل و قتال بیندازند
انشاء اللہ تعالیٰ در ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق و اخریٰ تحبونها نصر من اللہ و فتح قریب ابواب فتوح
مفتوح خواہند گردید و تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار شرار و منافقین بدکردار ضرور
بالضرور بدست خواہد آمد لیکن این ہمہ این و آن را از زوائد منافع تصور نمودہ ہرگز مدار اقامت جہاد نباید ساخت
و آنرا از نظر ہمت بلند ما باید انداخت پس ہرگاہ باین نیت پاک خود را در سلک مجاہدین منسلک خواہند کرد بلا ریب
در جنود اللہ معدود خواہند شد و بر طبق وعدۂ حقہ نصرت و ظفر بدست خواہد آمد و علاوہ براین آنکہ اینجانب بارہا
از پردۂ غیب و مکمن لاریب بکلام روحانی و الہام ربانی در مقدمۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد باشارات
صریحہ مامور گشتہ و در بارہ نصرت و فتح بہ بشارات صادقہ مبشر شدہ و چون مواعید الہام مطابق کلام ملک
علام باشند لابد قبول باید داشت و عمل بر آن باید ساخت بالجملہ حق جل و علا اینجانب و اتباع اینجانب را بکرم
عمیم خود بہمین وجہ وجیہ در سلک مجاہدین منسلک گردانیدہ و بیخ محبت دنیائے دنیہ از تہ دل قمع ساختہ و
این طریق را بہ تعلیم خاص فہمانیدہ و بجد در قلب انداختہ و بہ تعلیم آن امر فرمودہ بہ برکت ہمین خلوص بمنصب امامت
مشرف نمودہ ہر چند این معنی بر ہزاران ہزار بلکہ بر خلائق بے شمار از واقفان حال این خاکسار واضح و لائح است
چنانچہ بسیارے از اہل ہند و سند و خراسان بر این معنی آگاہ شدہ اند و اغلب کہ آنجناب ہم مطلع بودہ باشند اما بنا بر
تاکید بطریق تجدید میگویم کہ خدائے پاک عالم السرائر و الخفیات را گواہ می نمایم کہ داعیۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر
و عناد از دل اخلاص منزل می جوشد ۔ اصلاً شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی باین داعیۂ
ربانی مخلوط نہ گشتہ ۔ واللہ علی ما نقول وکیل ۔ زیادہ بجز تاکید اکید استعجال جواب بدست قاصد تیز رو و سریع
السیر چہ نگارش رود کہ مقدمۂ عظیمہ برسیدن جواب متوقف است ۔ والسلام مع الاکرام ؛

(رمبر) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ محمود سلطان ہرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مورد الطاف ربانی معدن خلاق
جہانبانی مسند آرائے محافل جاہ و جلال فرمانروائے اورنگ عزت و اقبال رونق افزائے میادین شہامت
مترکہ پیرائے اساطین شجاعت جم جاہ رفیع پایگاہ ابد اللہ ظلال جلالہ و ضاعف اقبالہ ۔ بعد از ادائے تحیات
مسنونۂ سید الانام و اظہار تسلیمات مکنونہ قلوب اہل مودت و التیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی مباد ۔ از بسکہ اقامت

جہاد با اہل بغی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً درین چند زمان که وقت شورش اہل کفر و طغیان بحدے رسیده که تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از دست کفرۂ متمردین و بغاوت بوقوع آمده و این فتنۂ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سند را فرا گرفته پس درین صورت تغافل در مقدمه استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی و اقبح آثام است بنا بر علیه این بندۂ درگاه حضرت اله از وطن مالوفه خود برخاسته در دیار ہند و سند و خراسان دور و سیر نموده و مومنین آن اقطار و مسلمین آن دیار را باین معنی ترغیب کرد الحمد لله و المنة که اکثر مومنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را بگوش ہوش شنیده رفاقت اینجانب اختیار نمودند و اطاعت اینجانب درین مقدمه التزام کردند و از بسکه اقامت جہاد با اہل کفر و فساد بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیه جماہیر مجاہدین و مشاہیر علمای دین بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آورده خطبه بنام اینجانب خواندند از انجا که درمیان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت عظیم است که نصب امام برائے اقامت جہاد با اہل بغی و فساد است تسلط بر بلاد و امصار و تملک اضلاع و اقطار امام و اتباع آن از مقصود لذاته نمی باشد بلکه حق حکومت و سلطنت بمستحقان او میرساند بخلاف منصب سلطنت که مقصود اصلی از آن حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشورکشائی است لہذا بجناب معلی القاب شاہزادہ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی نگارش کرده میشود که بنا بر اخذ کردن حق خود مشارکت و معاونت مجاہدین فرمایند تا مجاہدین مسطورین ممالکت قدیم حضور را از انجاس مشرکین و الواث مفسدین طہر و پاک گردانیده حق بحقدار رسانند و این وعدہ بذمۂ اینجانب واجب الایفا است اما بشرط عہود چیست و مواعید درست از ایشان بر ہمین نہج که بشکر این نعمت عظمی بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بسته جہاد را جاری دارند و گاہے او را معطل نسازند و در آئین انتظام ممالک رعایت قوانین شرع بے کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس درین صورت اگر اشارت حضور لامع النور بہم شاہزادہ ممدوح در مقدمه متوجه شدن ایشان بسر انجام دادن این مہم صادر گردد البته مہم مسطور بخوبی صورت انجام خواہد پذیرفت - زیاده تطویل کلام بحضور آن سلطان اسلام لقمان را حکمت آموختن است بنا بران برین چند سطور اکتفا نموده شد - آفتاب سلطنت و اقبال دائماً تابنده و درخشنده باد +

نمبر ۹ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہزادہ کامران

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب معلی القاب سلالۂ خاندان سلاطین کرام نقاوۂ

رودمان خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکه تاز رخش سطوت و صولت یادگار
ارباب سیف و قلم جگر گوشهٔ اصحاب جود و کرم گل سرسبز چمنستان شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد
الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه از بسکه مهاجرت از
بلادِ کفر و فساد و مجاهده با اهل کفر و عناد و مقابله ارباب بغی و فساد از اعظم ارکان اسلام و تساهل و تغافل درین
اقبح معاصی و آثام لهذا وقتیکه این ملک از شیوع آثار اهل کفر و طغیان مملو و مشحون گردیده و این جانب از
وطن مالوف خود برخاسته به نیت هجرت و جهاد بسمت خراسان متوجه شده و چون درین ضلع رسید تمام
این بلاد را از مفاسد اهل بغی و عناد مملو دید بنا بر علیه دل از وطان بوسف زئی رسیده مومنین آن دیار و مسلمین
آن اقطار را بسوئے اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفار متمردین دعوت نمود الحمد لله که این دعوت
حق رفته رفته بگوش اکثر مسلمین از خانزیان اهل نگرہار و آفریدیان و ختک و مهمند و خلیل و اهل سوات
و بنیر و اهل پکهلی و راجهائے کاشمیر رسید همه مومنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را
بگوش هوش شنیده رفاقت این جانب اختیار نمودند و اطاعت و انقیاد هرگونه مسلم داشتند و از انجا که قتال
کفار لئام شرعاً بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیه مشاهیر علماء دین و جماهیر مومنین مجاهدین
بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبه بنام اینجانب خواندند ربقهٔ اطاعت و انقیاد در گردن
خود انداختند امامت این جانب مسلم داشتند - اما چندے از منافقین که فرق درمیان منصب امامت و منصب
سلطنت نفهمیده و بندهٔ درگاه حضرت الٰه را طالب سلطنت تصور کرده در پئے عداوت مجاهدین افتادند
حالانکه خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواه است بر حقیقی که گاہے بر دل اخلاص منزل اینجانب
آرزوئے حصول معنی تملک خزائن بے شمار و تسلط بلاد و امصار یا طلب عزت و وجاهت و ریاست و امارت
یا فرمانروائی بر اقران و اخوان یا اهانت رؤسائے عالی مقدار از سلب سلطنت سلاطین والا تبار گاہے
خطور هم نکرده و وسوسه آن هم هم نرسیده بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر
از اعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد
مومنین از دست بغاة مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست - علاوه برین آنکه اینجانب از پردهٔ غیب
مکنون لاریب به اشارات اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد مامور است و به بشارات فتح و ظفر مستبشر چنانچه
مکررات و مرات بکلام روحانی و الهام ربانی برین لطف رحمانی مطلع گردیده که هرگز هرگز شبهه وسوسهٔ شیطانی
و شائبه هوائے نفسانی با آن مخلوط نشده بالجمله چون منافقین مفسدین بحمایت کفرهٔ متمردین کمر بستند و
عداوت مجاهدین با بهره سے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشان از مقدمات جهاد و متممات کفر و فساد گردید

بنا برعلیه اینجانب کافهٔ مجاهدین را بگوشمالی منافقین ترغیب نموده چنانچه عنقریب بسرانجام دادن این مهم عظیم بحول وقوت رب کریم متوجه میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین بالوراثت مناصب مستحقین حکومت وسلطنت ومستعدین ریاست ومملکت تفویض کرده خواهد شد بشرطیکه شکر این انعام الٰهی بجا آرند و علی الدوام جهاد را بهر حال قائم دارند و گاهے معطل نگزارند و در ابواب عدالت و فصل خصومات از قوانین شریعت سرمو تجاوز و تفاوت بمیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند باز خود اینجانب مع مجاهدین صادقین بسمت لاهور بنابر ازالهٔ اهل کفر وطغیان متوجه خواهد گشت که مقصود اصلی خود از جهاد بر اقوام سکھ ملک پنجاب است نه توطن بدیار افغانستان و یاغستان بالجمله خان عالی شان رفیع المکان خان خانان غلجائی رئیس تلات بسبب کمال علو همت و وفور رغبت در مقدمهٔ حمیت ایمانی و غیرت اسلامی این دعوت را بگوش هوش شنید و مستعد مقاتله کفار اشرار و مقابلهٔ منافقین نگونسار گردید فالحمد لله والمنة که حق جل وعلا خان ممدوح را باین توفیق موفق گردانید لهٰذا بجناب مستطاب نگارش کرده می شود که هر چند نصرت دین و اعانت مجاهدین بصرف جان و مال بر جماهیر اهل اسلام عموماً و بر مشاهیر حکام خصوصاً واجب و مؤکد است اما چون توجه آنجناب باین دیار دشوار بنابر موانع چند در چند ظاهراً متعذر می نماید پس لازم که چند کس را از ملازمان خاص که بعقل و کیاست موصوف باشند و بعزت و وجاهت معروف و به بلند پایگی اختصاص بنسبت به آنجناب مشهور باین سمت روانه فرمایند تا بعضے از ایشان بخان ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را پیش اینجانب رسانند که در نیباب مشارکت آنجناب متحقق گردد و استحقاق حصول فوائد اخرویه و منافع دنیویه ثابت شود و استخلاص حق خود از دست باغیان مفسدین بدست آید - باقی تطویل کلام بجناب آن قدوه اولی الافهام لقمان را حکمت آموختن است چه آنجناب درین ابواب فرمانروائی و کشورکشائی حکیم و تجربه کار اند و عاقل و هوشیار - زیاده والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۹) مکتوب اطلاعی نصب امام و اقامت جهاد از امیرالمومنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان هند

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیرالمومنین سید احمد بخدمت جمیع مترصدان اخبار مهاجرین و مستفسران آثار مجاهدین از مومنین ابرار و صادقین اخیار سلمهم الله تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه الحمد لله والمنة که فقیر مع جمیع رفقا خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و عافیت تمام تا به اضلاع یوسفزئی رسید چنانچه اخبار کوچ و مقام فقیر تا به بلدهٔ شکارپور بسمع مبارک رسیده باشد بعد ازان از درهٔ ڈھاڈھر بخیر و عافیت تمام گذر کرده تا بلدهٔ قندهار رسیده در بلدهٔ مذکوره هفت

روز مقام کرد بعد ازان بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنائے راه با مومنین راسخین و مسلمین صادقین
از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید باکمال محبت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند وچون بدار السلطنت
کابل رسیدیم اهالی بلدهٔ مذکور از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و رؤسائے عالی مقام
و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نهایت اظهار مودت ملاقات نمودند دران ایام فیما بین سرداران
کابل مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بنا بر امید اینمعنی که شاید بسعی فقیر رفع منازعت و
وقوع مصالحت صورت بندد مدت چهل و پنج روز تخمیناً دران بلده اقامت نمود آخر الامر چون سعی خود را
مفید ندید رخت اقامت از بلدهٔ مذکور بر کشید و بسمت پشاور عازم گردید در اثنائے این راه هم مثل سابق
بلکه ازید ازان ازدحام مومنین مخلصین و اجماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازان به بلدهٔ پشاور رسید
و با صغار و کبار آنجا ملاقات نموده دو سه روز دران مقام اقامت کرده بسمت موضع هشت نگر که بفاصلهٔ
ده کروه بسمت مشرق از پشاور در اوطان یوسف زئی واقع است دران موضع چندروز اقامت نموده
مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را بسوئے اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد ترغیب نمود بقدرت کامله
رب قدیر جمعی کثیر و جمّے غفیر از مومنین آن اطراف و اکناف به نیت ادائے این عبادت و ادراک این
سعادت فراهم آمدند بعد ازان از موضع مذکور کوچ نموده بموضع خویشگی رسید و از انجا بموضع نوشهره آمده و قصد
اقامت چندروزه نموده درین اثنائے لشکر سکهان که بقدر ده هزار سوار و پیاده باشد بسرکردگی بدهه سنگه
ابن عم رنجیت سنگه بموضع اکوڑه که بفاصلهٔ هفت کروه از موضع نوشهره واقع است رسید هر چند درمیان
جنود مجاهدین و لشکر کفرهٔ ملاعین دریائے لنڈه حائل بود اما هیبت و رعب یکے بر دیگرے بسبب قرب
مجاورت هویدا گردید لابد مصلحت وقت چنان اقتضا کرد که جمعے از مجاهدین صادقین را ستباشباز دریائے
مسطور عبور کنانیده بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانه ساخته شود چنانچه مجاهدین ممدوحین بشب بستم
شهر جمادی الاولی ۱۲۴۲ هجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاخت آوردند مثل روز قیامت در آخر همان
شب بر سر غافلین دفعةً رسیدند و توپ و تفنگ را معطل کنانیده کار دبار بسیوف قاطعه رسانیدند و هم
صبح آب شمشیر برّان مثل ریزش باران بر سر ایشان باریدند بسیارے از ایشان بدار البوار رسانیدند و بسیارے
بزخمهائے پر خطر تا لب سقر رسیدند و اشیائے نفیسه از جنس اسپان و شتران و اسلحه و امتعه دست برد
گردید بالجمله بابے از ابواب فتوح بر روئے مجاهدین مفتوح گردید و دروازه از دروازهائے جهنم برائے تعذیب
کفار گشاده شد بعد ازان مجاهدین مذکورین بفرودگاه خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چندروز فقیر
از موضع نوشهره کوچ کرده بموضع هنڈ که گذرگاه دریائے اباسین است رسید بار دیگر جماعهٔ از جنود مجاهدین

مناسب از دریاے اباسین عبور نموده بر سر قریه حضرو که مرکز کنار آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بود تاخت
آورده جمعے را از ایشان دستِ تیغ بیدریغ گرفتند و جمعے را بطریق سبی مقید کرده آوردند و درین نوبت اموال خطیر
و غنائم کثیره از نقود و اجناس بدست عموم ناس آمد که اندازه آن از تقریر و تحریر بیرون است ـ لشکر بدھ سنگھ
مخذول حیران درین هر دو نوبت شجاعت مومنین و جلادت مجاهدین ظاهر و باهر دید از هیبت ایشان مرعوب
گردید از مورچه ها و خود اقامت برکشید و در مقام دیگر فرود کش شد که گرد لشکر خود سنگر کرد چنانچه وقت تحریر
این رقیمه بدستِ خود جانِ خود را در زندانِ سنگر مقید ساخت و از اعظم سوانح عجیبه اینست که از بسکه مجمع
جنود مجاهدین در هر دو نوبت مثل بلوائے عام و لشکرے بے سر بود و در کوچ و مقام بے انتظام و لهذا غنائم
در هر دو نوبت بر قانون شرع منقسم نگردیده بلکه هر که از ایشان چیزے بدست آورد خفیه بجائے خود برده
بنا بر علیه جمهور مومنین حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و مشایخ ذوی الاحترام و امرائے
عالی مقام و سائر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام که در آن مقام حاضر بودند بر تعیین اتفاق نمودند که اقامت
جهاد و ازالۂ کفر و فساد بر وجه مشروع بدون نصب امام صورت نمی بندد بنا بر علیه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه
سنه ۱۲۴۲ هجری قدسی بیعت امامت بردست فقیر بجا آوردند و ربقۂ اطاعت فقیر در گردن خودها انداختند و
بروز جمعه خطبه بنام فقیر خواندند انشاء الله تعالی ببرکت اداے این رکن رکین یعنی نصب امام که مدار اکثر
احکام دین است ضرور بالضرور انشاء الله الغفور مظفر و منصور خواهند گردید اینست بیان اجمالی احوال
این فقیر غرض اصلی از نگارش این وقائع آنکه وقت کار بر سر رسید و مقدمه کار زار پیش رو آمد پس هر مومن
راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است که خود را بعجلت تمام بهر وجه که ممکن باشد نزد فقیر رسانیده
سلک مجاهدین منسلک گرداند ـ حق جل و علا بقدرت کامله خود بر طبق منطوق لازم الوثوق و کان
حقًا علینا نصر المومنین این مقدمه را بانجام خواهد رسانید و دین محمدی را بر سائر ادیان بر وفق وعده
خود غالب خواهد گردانید اما هر که جان خود را درین معرکه حاضر خواهد کرد گوے سعادت جاودانی از میان
خواهد برد و هر که امروز درین مقدمه تقاعد و تکاسل خواهد ورزید لابد فردائے قیامت دست افسوس و ندامت
خواهد گزید ـ و ما علینا الا البلاغ المبین ـ والسلام علی من اتبع الهدیٰ ـ تاریخ دوازدهم جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری
از مقام هند +

نمبر۱ ـ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامه سردار بدهسنگه جنرل افواج مهاراجه رنجیت سنگه

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المومنین سید احمد بجناب ضمیر ابهت تخمیر سپه سالار جنود و عساکر مالک خزائن بدائع نادر
جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر جنگ عظمت نشان سردار بدهسنگه

ہدیٰ اللہ تعالیٰ سواء الطریق و امطر علیہ سحاب التوفیق۔ پوشیدہ نماند کہ نامۂ فصاحت شمامہ مشتمل اظہار مراتب
شجاعت و شہامت رسید مضامین مندرجہ واضح گردید ظاہرا آنچہ اینجانب را ازین ہنگامہ آرائی و معرکہ
مقصود ست آنرا خوب نفہمیدہ اند کہ نامۂ مذکورہ نگارش نمودہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید و خلاصۂ آن
بغور تمام باید فہمید کہ منازعت با اہل حکومت و ریاست بنا بر اغراض متعددہ می باشد بعضے را از منازعت
مذکورہ حصول مال و ریاست متصور می باشد و بعضے را اظہار شجاعت و شہامت و بعضے را فقط تحصیل مرتبۂ
شہادت و اینجانب را امرے دیگر مقصود ست و آن فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک علی الاطلاق و ملک
بالاستحقاق ست کہ در مقدمۂ نصرت دین محمدی وارد شدہ است خدا عزوجل گواہ ست برین معنی کہ اینجانب
را ازین ہنگامہ آرائی غیر از امر مذکور غرضے دیگر از اغراض نفسانیہ درمیان نیست بلکہ آرزوئے آن ہم نہ گاہے
بزبان جاری میگردد و نہ گاہے در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی ہر سعی بہر وجہ کہ ممکن می باشد
بجا می آرم و ہر تدبیرے کہ در آن مفید می نماید بر روئے کار می آرم و انشاء اللہ تعالیٰ تا دم مرگ درہمین سعی مشغول
خواہم ماند و تمام عمر درہمین تدبیرات مبذول خواہم کرد تا زندہ ام ہمین راہ می پویم و تا موجودم ہمین مقصد میجویم
تا سر و پا است ہمین راہ ہست و ہمین سودا خواہ مفلس شوم خواہ غنی خواہ منصب سلطنت یابم خواہ رعیت گردی
خواہ متہم بہ جبن شوم خواہ متسم بہ شجاعت خواہ بمرتبۂ غزا فائز شوم خواہ بمنزلۂ شہادت۔ آرے اگر بینیم کہ حکام
مولائے من درہمین منحصر ست کہ در معرکۂ جنگ تنہا بجان خود بیایم پس باللہ و تاللہ کہ بصد جان سینہ سپر
نمایم و در مجامع عساکر بے دغدغہ و وسواس درآیم بالجملہ مرا اظہار دعاوی شجاعت و تحصیل ریاست غرض نیست
علامتش ہمین ست کہ اگر کسے امراء کبار و رؤسائے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مردانگی او
بصد زبان اظہار نمایم و از دیاد سلطنت او بہزار جان میخواہم بلکہ در باب ترقی ریاست او مساعی میشمار
می آرم این امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف برآید در آن الزام دہند اگر بنظر انصاف غور نمایند اینجانب در مقدمہ
اصلا مطعون و ملام نیست زیرا کہ وقتیکہ آن عظمت نشان در مقدمۂ بجا آوردن احکام حاکم خود ہیچ
عذرے و حیلہ نمی توانند آورد حالانکہ آن حکومت نشان از افراد ایشان بلکہ از سلسلہ برادران ایشان ست
پس اینجانب در مقدمۂ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونہ عذر توانند آورد حالانکہ آن جلیل الشان خالق
جمیع افراد انسان بلکہ مکون سائر اکوان ہست۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ تحریر بتاریخ پانزدہم شہر
جمادی الثانیہ ۱۲۴۶ھ ہجری ✤

نمبر ۱۱۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام میاں یقین اللہ شاہ لکھنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت سجادہ نشین ارشاد و تلقین رہنمائے

ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاہ الٰہ مخدومی و مکرمی شاہ فقیر اللہ
دام اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین الی یوم الدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکہ احوال اینجا بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر ہست کہ شب و روز نعمائے منعم علی الاطلاق و الطاف
مالک بالاستحقاق برین عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار مع جماعت مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار باران
صفت می بارد غرضکہ بدرجہ اوج رسیدہ کہ از احاطۂ تحریر و تقریر متعذر می نماید بموجب ابیات +
اگر ہر بن موئے باصد زبان + کند شکر این نعمتش را بیان۔ تحریر الفاظہا بے ثنا۔ نباشد یکے از
ہزاران ہزار + از اجل نعم ربانی و الطاف رحمانی آن ہست کہ این فقیر را بمحض قدرت کاملہ خود با علائے
کلمۂ رب العٰلمین و احیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافۂ مؤمنین بسوئے اقامت این رکن
رکین و جمع عساکر مجاہدین بنابر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید۔ الحمد للہ علی ذٰلک حمداً
کثیراً ہر چند در مقدمۂ قتل و قتال با اہل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینہم سجال در ہر دو طرف فتح
و شکست محتمل ہست چنانچہ درین ایام خجستہ فرجام مجاہدین اخیار چند بار بر کفار اشرار مظفر و منصور
گردیدند و یک نوبت بسبب مداخلت چند از منافقین یک گونہ گزندے بہ مؤمنین صادقین ہم رسید
لاکن الحمد للہ و المنۃ کہ ہیچ گونہ فتورے و قصورے در ہمت عالیۂ ایشان راہ نیافتہ چنانچہ این فقیر
بعد وقوع آن حادثہ در اضلاع یوسف زئی مثل چیلہ و بنیر و سوات و دور و سیر نمودہ مؤمنین آن دیار و مسلمین
اقطار را بر اقامت جہاد و در افشا و بالمشافہ ترغیب نمودہ و بسیارے را از اقوام افاغنہ مثل نمازیان
و آفریدی و مہمندی و خلیل و غیرہم بہ ادراک این سعادت عظمیٰ و ادائے این عبادت کبریٰ بالمکاتبہ
دعوت کرد الحمد للہ کہ ہمہ مؤمنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و بگوش ہوش شنیدند
بنا علیہ در عرصۂ چند روز انشاء اللہ بحول و قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال
و استیصال اہل کفر و ضلال پیش کردہ خواہد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت رحیم برحق چنان
ہست کہ غلبۂ دین حق بر ادیان باطلہ جلوہ پذیر می گردد خاطر جمع دارند و ہرگز بر اخبار واہیہ کہ منافقین
برائے رنجانیدن مؤمنین افشا می نمایند اعتماد نفرمایند و بجمعیت خاطر و اطمینان قلب در دعائے
نصرت دین متین ببارگاہ رب العالمین مشغول باشند و خاطر جمع دارند کہ ہر چند فاعل مختار در ہر کار
و بار محض ذات پروردگار ہست و ہر مؤمن صحیح الاعتقاد را لازم ہست کہ در جمیع مقدمات خود بر کارسازی
رب العباد بجان و دل اعتقاد نمایند آرے بنا بر حکم شرع قدرے در جمیع اسباب ہم سعی بجا آرد پس
بنا بر ہمین حکم شرعی در جمع کردن عساکر مسلمین بر نہجے سعی کردہ شد الحمد للہ کہ سعی مذکور بانجام رسید

کہ اقوام کثیرہ از مومنین افاغنہ کہ شمار اشخاص ہر قوم بہ ہزار ہا و لکھو کہا میرسد بہ رفاقت این فقیر اتفاق نمودند و اطاعت این عاجز بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکہ مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد بنابر استیصال کفر و فساد و اعلائے دین رب العباد کمر ہمت چست می بندند و نیت قلبیہ درست می نمایند ضرور بالضرور بحول و قوت رب غیور مظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بمطابق منطوق لازم الوثوق کذلک حقا علینا نصر المؤمنین۔ و ان جندنا لہم الغالبون تائید ایشان می فرماید و پُر ظاہر ست کہ شوکت ہیچ کافر متمرد و منافق معاند معارضہ قدرت ربانی و تائید رحمانی نتواند کرد لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا راد لما قضیت و لا ینفع ذا الجد منک الجد شان اوست پس ہمین مضمون را پیش نظر خود باید داشت و بر وعدہ آن کریم نظر باید گماشت اللہ بس باقی ہوس۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ؁

نمبر ۱۲ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت عمدہ اراکین عالی مقام قدوۂ خوانین ذوی الاحتشام رونق افزائے چارپالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ و وفقہ اللہ لما یحب و یرضاہ و اوصلہ الی غایۃ ما یتمناہ۔ بعد اہدائے احسن تحف اہل اسلام یعنی گلدستۂ ریاحین سلام و ادعیہ از دیاد مناصب کونین مدارج دارین واضح آنکہ۔ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل مراتب مودت و اتحاد و مدارج خلت و وداد در احسن اوقات و اسعد ساعات رسید انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید آنچہ از نوک قلم مودت رقم بنظر علاقہ صداقت قدیم صادر گردیدہ بود کہ اینجانب علاقۂ اتحاد و اخلاص را کہ از مدت مدید فیما بین قائم گردیدہ از خاطر فاتر محو و منسی نسازند پس الحق از روزیکہ این جانب را بآن حشمت مآب در دار السلطنت کابل ملاقات گردیدہ و علاقۂ صداقت و اخلاص فیما بین بہم رسیدہ ہیچ گونہ الی الآن بغبار رنجش مکدر نگردیدہ و چیزے کہ باعث ملال باشد پیدا نشدہ پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البتہ علاقۂ مذکور واجب الرعایت ست اما حق جل و علا محض بکرم عمیم دل اخلاص منزل این ذرہ بیمقدار و این عاجز خاکسار را بر طریقہ بس عجیب و نہجے پر غریب از ابتدائے عمر مجبول گردانیدہ کہ در باب علائق محبت و عداوت پاسداری وجوہ صداقت و قرابت از نظر انداختہ و محض تحصیل رضائے خود و اطاعت احکام خود قبلۂ ہمت ساختہ پس محبوب من ہمان ست کہ محبوب رب العالمین ست و عدو من ہمانست کہ عدو احکام شرع مبین است لہذا بخدمت عالی گذارش کردہ می شود کہ اگر در دوستی علاقۂ خود مع اللہ کوشش بلیغ فرمایند تا جانب

بقدر آن محبوب من شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت همین است که در باب
اطاعت احکام و اعلائے کلمۂ اسلام و احیائے سنت سید الانام و استیصال کفرہ بد انجام از جمیع عائق
ماسوی اللہ خواہ از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواہ از جنس تحصیل سلطنت و وجاہت
خواہ از جنس بدست آوردن مال و ریاست منقطع گردند و درینباب از جمیع ماسوی اللہ بر دو دست
بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلۂ اعلائے احکام ربانی
مطہر سازند اگر نیک تامل فرمایند التزام این امر بر بندۂ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و مؤکد
است که بدون آن هرگز هرگز علاقۂ عبودیت خالصہ از غبار نفاق مصفیٰ نمیگردد اما امید این امر داشتن
که طمع دخول در سلک عباد مخلصین هم دارند و دل خود را از الواث مذکورہ هم مطہر ننمایند پس خیالے
است پر اختلال و وہمے است باطل و محال که هرگز هرگز گاہے شدنی نیست بموجب بیت ؎
هم خدا خواهی و هم دنیائے دون ✤ این خیال است و محال است و جنون ✤ پس وقتیکه ایمان خالص
از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلۂ همت خود ساختند همان دم مقام محبوبیت حضرت
حق یافتند (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (و قال اللہ تعالیٰ) إِنَّمَا
[وَ]لِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
[رَا]كِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝
[و ق]ال اللہ تبارک و تعالیٰ) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ تا هُمُ الْمُفْلِحُونَ پس وقتیکه در سلک حزب اللہ
[منس]لک گردید نبالانحصار محبوب من شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب همین رقیمه بتفصیل
[...]ند تا طریق آن فهمانیده شود و بحول و قوت ربانی بمنزل مقصود رسانیده شود۔ هرچند مضامین مسطور[ه]
[... م]رات در قطعات رقائم و داد نگارش کرده شده بالفعل تکرار العود می نماید لاکن چه کرده آید که بخیر خواه[ی]
[م]ؤمنین مامور و بر خواهش صلاح ایشان مفطور بنا بر علیه بار بار همین مضمون در قوالب گوناگون و
[ر]نگارنگ نگارش کرده می شود و الا حضرت رب غیور که علیم ما فی الصدور است آگاه است بهمینی که
[...] بمقدار و عاجز خاکسار هرچند بظاهر قدرے ندارد اما تمام دل اخلاص منزل از توکل محض و تسلیم بحت
[...]ت اظهار احتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ و عار می داند و فی الحقیقت طلب چیزے که غیر رضا مجاد
[...]می دارد چنانچه ایمعنی بر آن جلالت آثار کالشمس رابعة النهار هویدا و آشکار است حق جل و علا کرم

عیمم خود دراصل جبلت این امر عظیم ودیعت نهاده بموجب بیت ؎ بارها گفتم وهم باردگر می گویم + که من گم شده
این راه نخود می پویم + هر چند بهر حال در دعائے خیر مشغولم وبهر صورت خیر خواه آن حشمت مآب لاکن اگر این
معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامه به نسبت جناب رب العالمین وسید المرسلین وجمیع عباد مقربین بدست
آید باقی تفاصیل سرگذشت اینجدود باظهار حامل رقیمة المودا ذاظر غلام محی الدین نیکو هویدا خواهد شد۔
زیاده والسلام مع الاکرام۔ تحریر یکم ذی قعده سنه ۱۲۴۲ هجری +

(نمبر ۱۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت
دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکه
بر ضمیر گیاست تخمیر آن سردار کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعة النهار هویدا وآشکارا شده باشد که
آنچه اینجانب از وطن مالوف خود برخاسته ومحبت اهل وعیال واخوان واوطان پس پشت انداخته ومصائب
ومتاعب مثل این اسفار بعیده برخود گوارا ساخته درکشاکش جنگ وجدال شب وروز گذرانیده ومی گزارد
این همه لله فی الله واعلاء لکلمة الله واحیاء لسنة رسول الله ست هرگز هرگز طلب وخواهش دنیا وما
فیها بآن مخلوط وممزوج نگردیده از انجا که تطهیر این داعیه رحمانی از تلوث اغراض نفسانی یقیناً وقطعاً معلوم
آنجناب ست حاجت تکریر ندارد وبنا بر علیه آن را بر خاطر دانش ذخائر تفویض نموده باصل مدعا می پردازد که
در اوائل برپا شدن این هنگامه چند بار جنود مجاهدین اخیار بر عساکر کفار شرار تاخت آورده مظفر ومنصور گردیدند
بوده در آن مدت انواع خیر وبرکت نسبت مهاجرین ابرار ومجاهدین اخیار معائن ومشهود می گشت هر آئینه
ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر ست حاجت تکریر نیست لیکن از هنگامیکه سرداران والی پشاور
باظهار مودت واخلاص بلباس اعانت دین متین رب العالمین برخود آراسته وزی نصرت واحیائے سنت
سید المرسلین بقامت خود پیراسته مع ساز وسامان خود مشارک فقیر گردیدند از همان ایام نکبت گونه نکبت
بسوئے عسکر ظفر پیکر اهل اسلام متوجه گشت واقسام رنج وکلفت واصناف کربت وشدت بر سر آنها گذشت
که اینجانب هم به نهجے مبتلائے عارضه شد که هوش وحواس هم لمی داشت این هم موضح خاطر حشمت ذخائر
بوجه احسن شده باشد لاکن طرفه ماجرا است که چون قوافل غزاة هندوستان باخلاص نیت صرف باعانت
سنت سید الانام ونصرت دین ملک علام بعد طے مسافت دور ودراز وقطع منازل شاقه تدریجاً می رسند
چنانکه بقرب وجوار بلده پشاور وارد می شوند سردار مذکور باهمه همت خود قصد ایذا رسانی وتکلیف دهی می نمایند
گاهے براو شان قصد چهاپه می کنند وگاهے اراده جنگ میدان میفرمایند بالجمله سردار مذکور از دین اسلام

بالکل دست بردار شده و بشارکت و معاونت کفار بدکردار می کوشد و محبت این گروه شقاوت پژوه از جذر قلب
او می جوشد پس درین صورت سردار پشاور در رابطهٔ اسلامیه را قطع نموده راه بیگانگی پیموده نداے فطانت
پیراے ان منبع ریاست و سیاست و معدن حشمت و کیاست درین مقدمه چه حکم می فرماید واز بسکه بزبان
صدق ترجمان جناب هدایت مآب افادات خواجه عبدالخالق نقشبندی همت عالی در مقدمهٔ فرمانروائی و
کشورکشائی موصوف گشت بنا بر علیه نگارش میرود که بمقتضاے محبت دیرینه و خلت پارینه از اظهار ما فی
الضمیر خود دریغ ننمایند زیاده والسلام مع الاکرام ۔ مرقوم بتاریخ محرم سنه ۱۲۴۲ هجری

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاه بخارا

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ الحمد لله الذی نور قلوب المومنین باخلاص النیة واتباع السنة وتکمیل الایقان وکرم جنود
السلاطین بنشر العدالة وفضل السماحة وتائید الادیان ۔ وفضل جنود المجاهدین لعلو الدرجة وعموم المغفرة ومزید
الامتنان ۔ والصلوٰة والسلام علی المبعوث بتتمیم التوحید وتعلیم السنة ومجاهدة ائمة الکفر والطغیان ۔ وعلی
آله واصحابه الذین سووا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان البغی والعصیان ۔ وعلی الائمة
المهدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاهدین وکافة اهل الخلوص والایمان ۔ اما بعد
از امیر المومنین السید احمد بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفة الرحمانی مهبط الطاف ربانی مورد عنایات
یزدانی مسند آراے محافل سیادت و کیاست معرکه پیراے مجامع شهامت و شجاعت ۔ رونق افزاے
اورنگ عظمت و اجلال فرمانرواے کشور حشمت و اقبال سرو نهال بوستان جهانبانی گل سرسبز چمنستان
کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر امر ملت بیضا حامی انوار سنت شهباء ماحی آثار بدعت ظلماء ناصر احکام
رب العالمین قاهر اعداے شرع مبین منبع ینابیع جود و کرم معدن یواقیت اخلاص و همم مرجع اساطین
ارباب علم و حکم ملجاء اراکین اصحاب سیف و قلم جگر گوشه سلاطین خاندان عدل و سیاست نور دیدهٔ مصابیح
دودمان فضل و سیادت سلطان بن سلطان خاقان مرجع المسلمین بطول بقائه والحق المومنین بجمیل ثنائه
ونصر الدین بعز اجابه ونصر المجاهدین بقهر اعدائه ۔ بعد از اهداے تحفهٔ تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون
و تنظیمات اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب نشاتین ملتمس آنکه ۔ این عاجز
خاکسار ذرهٔ بمقدار از خاندان سادات عظام و دودمان شرفاے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین
بر سجادهٔ ارشاد و تلقین از صدها سنین در بلاد هندوستان استقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام
رب العالمین و انقیاد اوامر سید المرسلین عمرها گذرانیده اند و جماعت مستفیدین را با فاده فیوضات فائز
گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاه آله سید علیم الله که از خلفاے کبار حضرت سید

م بنوری رح دراحیاے سنت محمدیہ درمیان جمیع اقران علم بودہ اند و درافشائے طریقۂ مجددیہ از ہمہ اخوان
پیش قدم این بندۂ عبودیت شعار بعنایت قادر مختار در ساعات لیل و نہار در طریقۂ مرضیہ اسلاف کبار
سلفیہ بہ تربیت جماعت طالبین مشغول بود و درمیان کافہ سالکین مقبول چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر از مسلمین
انقیاد کیش و مومنین اخلاص اندیش بحول وقوت رب قدیر بواسطۂ این فقیر حقیر از درگاہ واہب العطیات
و بارگاہ خالق البریات مورد الطاف وکرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ القدم سینۂ صفا گنجینۂ ایشان
از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت - بر دل اخلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و سنت تافت
بقدرت کاملۂ قادر علی الاطلاق و حول وقوت مالک بالاستحقاق احبائے این بندۂ ضعیف بانعام منعم
حقیقی مشمول شدند و اعداے این نحیف بانتقام منتقم تحقیقی منکوب و مخذول - ترغیبات این عاجز و خاکسار
درمیان مہتدین ابرار معمول گشتہ و ترہیبات این ذرہ بیمقدار در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول - صحاب
سنت و اخلاص فائز بمدارج عز و اقبال گردیدند و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال - ہزاران
ہزار بلکہ خلائق بے حد و شمار بشرف بیعت مشرف شدند و در مقامات و معاملات بانواع بشارات مبشر
جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام از الواث آثام مطہر و پاک گشتند و در ... تقوی و ورع چست
و چالاک - جماعت مسلمین کامل الانقیاد در انصار شریعت محمدیہ منسلک گردیدند و در ... مخلصین راسخ
الاعتقاد در انوار طریقۂ مجددیہ منہمک - الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً لاکن از مدت چند سال بہ تقدیر قادر فعال
حال حکومت و سلطنت این مملکت برین منوال گردیدہ کہ سکھان نکوہیدہ خصال و مشرکین بدمآل بر اکثر اقطاع
غربی ہندوستان از لب دریاے اباسین تا دار السلطنت دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنا بر خمال
دین رب خبیر بافتند و تمامی آن اقطار را بظلمات ظلم وکفر مشحون گردانیدند و عزت رؤسا و کبار را بانواع
ذلت مقرون و جماہیر مسلمین را عموماً و مشاہیر حکام را خصوصاً بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد
اہل اسلام دست تعدی رسانیدند و در مقدمات ریاست و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شرع
را بر باد دادہ و آئین کفر را بنیاد نہادند بالجملہ در آن بلاد و امصار و اضلاع و اقطار رسوم کفر مشہور گردیدہ و شعائر
اسلام مستور و رایات ظلم منصوب شدہ و اعلام عدل منکوب - حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا پرستی معہود بنا برآں
علیہ سینۂ بے کینہ بملاحظۂ اینحال پر از رنج و ملال بود و دل اخلاص منزل از شوق ہجرت مالامال غیرت
ایمانی بہ نہانخانۂ دل در جوش بود و آوازۂ اقامت جہاد در گنبد سپہر در خروش درین اثنا این ضعیف را مکارم
دیگر برانگیختند و عزم اداے حج در خاطر ریختند الحمد للہ کہ جمع کثیر از مومنین مخلصین کہ تخمیناً ہفتصد مردم باشند تا آن
مقام فیض التیام رسیدیم و بزیارت حرمین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص بآن مکان متبرکہ رسانیدیم

وجبہم اشتیاق بر سر آستان معلیٰ مالیدیم و سر نیاز بر آستانۂ آن بے نیاز سائیدیم و این جان ناتوان را نثار خانۂ او جان گردانیدیم سبحان اللہ چہ دریائے رحمت مکافات این اخلاص نیت و حسن طویت موجزن گردید و چہ ملاطفات دلربا در آن مقام دلکشا دمجازات صدق و صفا بنابات بے شمار و معاملات خارج از حد و حصار بر منصۂ ظہور رسید از بے الطاف نہانی و الطاف و مہربانی کہ جان مشتاقین را شیفتہ و فریفتہ گردانید و چہ انعام بیکران و اکرام بے پایان کہ سر افتخار خاک نشین تا باوج عرش برین رسانید بموجب بیت

اگر بر تن من شود ہر موئے صد زبان + کنند شکر این نعمت را بیان + بہ تحریر الطافہا بے شمار + نباشد یکے از ہزاران ہزار + بالجملہ آنچہ مشاہدات بوقلمون و مکالمات گوناگون در آن مقام دیدہ و شنیدہ ام بہ بیان خیال و وہم نمی گنجد و بمیزان قیاس و فہم نمی سنجد آرے این عطیۂ رحمانی ست کہ ہر کرا میسر شد بعطا می نوازد و موہبت ربانی ست کہ ہر کرا می خواہند بآن مشرف می نمایند لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ تَهَبُ مَا تَشَاءُ لِمَنْ تَشَاءُ و از اعظم معاملات آن مقام این ست کہ از درگاہ واہب العطایا جلت عظمتہ و از حضور خیر البرایا علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیۃ در مقدمۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بطریق الہام ربانی و کلام روحانی باشارات غیبی در باب امت مشرف ساختند و بہ بشارات لاریبی در باب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقہ باعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین مامور ساختند و در مواعید صادقہ ملقب بمظفر و منصور نواختند پس بنا بر اقامت ہمین کرم رکین یعنی نصرت دین متین و شکست رونق اعدائے دین از حرم محترم و آن مقام معظم معاودت نمودم و الا کدام عاقل خانۂ اللہ کبار ذل آن مقام دلکشائے و مکان راحت افزائے جان خود را کشیدہ در کشاکش اسباب کفر و ضلال و اصحاب بدعت و جدال اندازد و قطع نظر ازین اشارات و بشارات اعتقاد ما این ست کہ اگر بلاد اہل اسلام در دست کفار لئام افتد بر جابر اہل اسلام عموماً و بر شاہ بر حکام خصوصاً واجب و مؤکد میگردد کہ سعی و کوشش در مقابلہ و مقاتلۂ آنہا بجا آرند تا وقتیکہ بلاد مسلمین از قبضۂ ایشان برآرند و الا آثم و گنہگار می شوند و عاصی و ستمگار و از درگاہ قبول مردود میگردند و از بارگاہ قرب مطرود بنا علیہ چند روز در وطن خود اقامت نمودیم بعد از آن راہ ہجرت پیمودیم و در بلاد ہند و سند و خراسان ورود و سیر کردیم و این تحفۂ بشارت پیش اکثر اہل صلاح و خیر بردیم و این دعوت حق را بگوش ہوش جمہور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین را درین مقدمہ رفیق خود گردانیدیم آخر الامر در اوطان یوسف زئی رسیدہ مخلصین ایشان را رفیق خود ساختیم و علم جہاد برافراختیم و بکرات و مرات با اہل کفر تاختیم و جان و مال در رضا جوئی ایزد متعال درباختیم اگرچہ در مقدمۂ قتل و قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب بیننا و بینہم سجال فتح و شکست در جانبین متصور ست اما

الحمد لله والمنة که مؤمنین صادقین را در هنگام فتح نه نخوت و غرورے بهم میرسد و نه در وقت شکست تقاعد و فتورے وازبسکه بفحواے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاواے جماهیر فقهائے عظام و مشاهیر علمائے ذوی الاحترام و صوابدید عقلائے ذوی الافهام اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار لئام بدون نصب امام بوجه مشروع صورت نمی بندد بنا برعلیه باتفاق جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاة ذوی الاحترام و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بردست این فقیر بیعت امامت واقع گردید الحمد لله والمنة که مقاتله اهل کفر و عناد و صحت جمعه و اعیاد بعد مرور دهور بروجه مشروع صورت بست هرچند این ضعف عباد اولاً بحصول این منزل بمواعید غیبی مبشر بود ثانیاً باتفاق جماعت مؤمنین باین منصب شریف مشرف گشت اما خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواه است برین معنی که گاهے بردل اخلاص منزل این بندهٔ عبودیت شعار و عاجز خاکسار آرزوئے حصول یعنی تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار و تجبر بر بندگان ملک منان و فرمانروائی بر اقران و اخوان و طلب عزت و وجاهت و ریاست و امارت و اهانت رؤساے عالی مقدار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و امتیاز خود به سائر بندگان الٰهی و امتیان رسالت پناهی خطور هم نکرده و وسوسهٔ آن هم نرسیده بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست کفرهٔ متمردین چیزے دیگر نیست و هرگز هرگز شبههٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی و الهام ربانی مخلوط نگردیده والله علی مانقول وکیل چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز ناتوان و تغیر حال این اطراف هندوستان از حجاج بیت الحرام و تجار اهل اسلام و دشت نوردان اقالیم سیاحت و واقفان بلاد دور دست تفحص فرمایند تا حقیقت الحال منکشف گردد و ازبسکه آنجناب و اسلاف بزرگواران آنجناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی موصوف اند و باعلائے اعلام دین و احیائے سنت سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشان مسلم طوائف انام است و فطانت و کیاست زبان زد هر خاص و عام بلکه جماهیر مؤمنین آن دیار و مشاهیر متدینین آن اقطار بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند و قلوب ایشان باخلاص نیت و حسن طویت معمور حتی که بخارا شریف در مقدمات دیانت و امانت ضرب المثل شده و رسوم مروجهٔ آن بلدهٔ شریفه در حق جماهیر مسلمین مظهر عمل گردیده بنا برعلیه برطبق منطوق لازم الوثوق و حرض المؤمنین علی القتال بخدمت فیضدرجت آن حامی انوار ملت بیضا و ماحی آثار بدعت ظلما و ماهر احکام رب العالمین قاهر اعدائے دین متین نگارش کرده می شود که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن جناب را بمنصب فرمانروائی و کشورکشائی کرامت ...

مناسب باب عزت واقتضائے مآرب اہل وجاہت است مشرف گردانیده پس در شکر این نعمت عظمی لازم که ہمہ اسباب راحت وفرحت وسامان عظمت ومکنت در تحصیل رضائے رب العزت مصروف کرده شود دراعلائے کلمۂ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین او کوشش داده آید کہ رؤسا وبلاد وبند وخراسان در مقدمۂ اطاعت وانقیاد تغافل ورزیده ودر باب اقامت جہاد تکاسل - واز مقتضائے حمیت غافل گردیده از حقوق عبودیت غافل الحق بنده که بنابر محبت ماسوی الله از امتثال احکام الٰہی پہلو تہی نماید فی الحقیقت بنده نیست ومؤمنے که غیرت ایمانی ندارد در نفس الامر مؤمن نے - ومخلصے که مرغوبی را از مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دہد مخلص نے - سبحان الله کسانیکه تخریب شعائر اسلام از دست کفار لئام مے بینند ومے شنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمی زند وحمیت اسلامی در سینۂ ایشان خروش نمیکند چگونه ادعائے ایمانی می نمایند وجان خود را در زمرۂ محمدیان می شمارند آرے محبت حق با محبت دنیا مخالفت می دارد وحق پرستی با ہوا پرستی مضادت تجویز اجتماع این ہر دو امر در یک قلب خیالے است پر اختلال ومعمہ است سراسر باطل ومحال - الدنیا والآخرة ضرتان لا تجتمعان حدیثے است ماثور ولا جمع بین الحقیقة والمجاز مثلے است مشہور - بموجب بیت ؎ ہم خدا خواہی وہم دنیائے دون ✤ این خیال است ومحال است وجنون ✤ چنانچه رؤسا وبلاد مسطور بپاداش این کردار رسیدند وگرفتار مذلت وادبار گردیدند واز بسکه اصول اخبار وحشت آثار بمحفل جلالت منزل شکوه بنا علیه احوال نکبت مآل تجبر کفرۂ پنجاب وتعدی منافقین این دیار بسمع مبارک رسانیده شده تا غیرت ایمانی که موروث از اسلاف کرام است بجوش آید واساس اہل کفر وضلال را از بیخ براندازد وجمعیت جنود ابلیس لعین را برہم زند ورونق بازار اہل کفر وشرک بشکند ہرچند ضلع اوطان یوسف زئی که فرودگاه این عاجز خاکسار است وسراسر کوہسار چه یارا که مہبط انوار اقبال ومحفل موکب اجلال توانند شد چه آنجناب را انواع کاروبار در مقدمات انتظام بندگان پروردگار در پیش است وضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع در اقطار وجماہیر مؤمنین رعایا ومشاہیر رؤسا این دیار باین جانب عقد بیعت بربسته اند ومستعد اطاعت وانقیاد ومنتظر اقامت جہاد نشسته درینصورت اگر سعادت عظمی از عظمائے دین ومشارکت اعلی انما اعلام شرع مبین بنسبت ایشان متحقق شود ہر آئینه علو ہمت ودفور محبت ایشان دوبالا گردد بنا علیه مناسب وقت چنانست که جمیع صغار وکبار را از علمائے متدینین وارکین معتبرین وسپاہیان شجاعت شعار در بیان انقیاد آثار ترغیب فرمایند وجمعے را از لشکر ظفر پیکر تعین نمایند واز خزانۂ عامره پرورش مجاہدین کنند تا مشارکت آنجناب در اعلائے دین رب الارباب واستیصال کفر وارتیاب باحسن وجوه متحقق گردد ومجاہدین

مذکورین را تقویت تلب بدست آید چنانچه بسلطنت این جهان فانی مشرف شده اند و بمیامن توجه عالی
اصول دین متین و رسوم شرع متین در آن دیار روا قضا مروج و در نشر انوار عدالت مصروف اند به پرورش
ارباب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلادِ مومنین از تصرفِ دراز مویان ملاعین (اقوام سکھ) بدست
عسکرِ فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایتِ سابقه بجمعیت لاحقه ممتزج گردیده بمثابه نورٌ علی نور بر انظار
مخلصین مودت ظهور جلوه گر شود و غایت منتهی از رضا جوئی مولا حاصل گردد و در درجه اعلیٰ از مدارج جنت
نعیم در جوار ملیکِ مقتدر مقعدِ صدق بدست آید علاوه بر این آنکه خرابی بے شمار و بلادِ کفار شرار در تصرف اقطاع
واخیار و مویان ملت سید مختار در آید این فقیر به تحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرض نمی دارم که
از اخوان مومنین و اقران مخلصین بلادِ مومنین را از دست کفرهٔ متمردین استخلاص نموده قوانین شرعِ مبین
در ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصود این فقیر حاصل گردیده تسلط سلاطین عادلین
را بر تمام روئے زمین بهتر از تسلطِ خود می شمارم زیرا که سلطنتِ هفت کشور را بخیال هم نمی آرم و قتیکه نصرتِ
دینِ متین و استیصالِ کفرهٔ متمردین متحقق گردید نیز سعی من بر هدفِ مراد رسید درین مقدمه نیک تامل نمایند و
فکرِ عمیق را کار فرمایند که سردارانِ ملکِ خراسان بجبن و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بنا بر علیه عایای
ایشان از حکومت ایشان بیزار اند و جنود ایشان بیکار و کفارِ دراز مویان که بر ملک پنجاب تسلط یافته اند نهایت
تجربه کار و هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهلِ خراسان بیایند بسهولت تمام جمیع بلاد آن بدست آرند و با
حکومت آنها مجدد و دولایت آنجناب متصل گردد و اطراف دار الحرب با طراف دار الاسلام متحد شود انواع
مفاسد در میانِ مسلمین دار الاسلام بحیله دیگر خواهند انداخت و علمِ مخالفت آنجناب خواهند افراخت اگر فی
الحال عسکرِ فیروزی اثر بر اینها تاخت فرماید و جنود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیالِ تسلط بلادِ مسلمین دست بردار
شوند و در کار و بار خود گرفتار این مضمون را مثل مضامین شعریه یا لطائف نثریه تصور نفرمایند بلکه اگر فی الحال در سدِ
ابواب در آمدن ملاعین بدیارِ خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصهٔ قریبه از طرف ایشان در حق اهل خراسان
بظهور خواهد رسید مشاهده خواهند فرمود که آن ملاعین عزایم بس چست و خیالات نهایت دور دست می دارند و
قطع نظر از مراعات این تدبیر مذکور را نیقدر ضروری است که این بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکه کفرهٔ پنجاب
بالفعل بر آن مسلط گردیده پس استخلاص بلادِ مذکوره از دست آنها بر ذمه جماهیر اهل اسلام عموماً و مشاهیر حکام
خصوصاً واجب این فقیر بقدر استطاعت خود کوشش می نماید آنجناب را لازم که بقدر طاقت خود سعی
فرمایند که با دنی معاونت آنجناب بلکه بمجرد نام مشارکت آن والا قباب غلبه دین ترقی می گیرد کار و بار مجاهدین
رونق می پذیرد زیرا که بعنایت لطیف و اعانت رب قدیر هیولائے قیام جهاد بکمال استعداد رسیده و مادهٔ علو

* [illegible]

دین و اجتماع جنود مومنین آماده گردیده ببین که همت عالیه متوجه گردد و بسهولت تمام سرانجام صورت این امر
عظیم بر منصهٔ ظهور جلوه سیفر باید و اختتام این مهم فخیم رومی نماید آینده سررشته بدست قادر مختار است اول
در تاسیس مبانی تدبیر مساعی جمیله بجا آورده کار آن نموده آنرا از عبادات نبیله شمرده بجهد تمام بجا آرند بعد ازان در تفویض
بسوے تقدیر همت عالیه برگمارند و آنرا از عقائد جلیله قرار داده بر الواح قلوب برنگارند که آیهٔ وشاورهم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی الله نص صریح است از کلام ملک علام و کلمهٔ التسخیر منی والاتمام من الله قولے صریح است زبان زد
هر خاص و عام بیت گفت پیغمبر بآواز بلند * بر توکل زانوے اشتر ببند * این است ملخص مقصود این
فقیر و منتج مکنون ما فی الضمیر لکن از انجا که تشریح این حال و تفصیل این اجمال بتحریر خامه بریده زبان متعسر
بنا بر علیه جناب مستطاب هدایت مآب مقرب بارگاه رب قوی مولوی نظام الدین چشتی هدی الله بکل معنی
و عوی و متع الله بکل فطن و ذکی را که براه توحید و اتباع سنت راسخ القدم اند و در مرافقت این فقیر سفار
دور دست کشیده اند و کوه و دشت نوردیده و در ملازمت این حقیر نشیب و فراز ترتیب یگانه و بیگانه دیده
اند مکرم و خزانه خشیده مع احکام هدایت مشتمل بر نفیر عام بخدمت جماهیر اهل اسلام بحضور پرلامع النور روانه کرده ام
و بواسطهٔ ایشان تفاصیل ما فی الضمیر بسمع اشرف رسانیده ام آنچه از کلام هدایت التیام آن مجمع حسنات
فائض گردد آن را بسمع قبول آرند و مضامین هدایت آگین آنرا از جنس قوانین علم معقول و منقول شمارند
و آنرا باعث سعادات دارین و جالب برکات نشاتین تصور فرمایند والسلام مع الاکرام *

نمبر (۱) مکتوب جوابی از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام ملک فیض الله خان مهمند

بسم الله الرحمن الرحیم - نیکوترین ترانهٔ عندلیب چمنستان سخن آرائی و بهترین ترنم قمریان سروستان دانش
پیرائی سپاس بیقیاس متعالی مقدس بارگاهے است که انطباق کون و مکان و صنائع زمین و زمان از سمک تا سماک
و از قعر مغاک تا اوج فلک الافلاک منصهٔ ظهور کمال قدرت سراپا ندرت اوست - حمد حکیمے که هر ذره از ذرات
بیابان و هر ورقے از اوراق درختان آئینهٔ تماشاگاه بدائع جمال حکمت بے علت اوست - بعد ادائے
حمد آن احد خوشترین کلامے که طوطیان شکر بیان آن سرایند و زیباترین زیورے که ابکار عرائس افکار
بدان آرایند ستایش نامحدود بر حکم عرصهٔ وجود صاحب مقام محمود آئینه دار جمال لایزال مظهر اوصاف ذی الجلال
مورد الهام حرض المومنین علی القتال و صلوات متتالیات و تسلیمات متوالیات بر سرور کائنات ملقب بالقاب
سید المرسلین و رحمة للعالمین مشرف بخطاب یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین و بر اهل بیت اطهار و صحابه کبار
که فرمانروایان اورنگ مشرف یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اند و کشور کشایان اقلیم وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ و بعد از

حمد و صلوٰة از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعه خان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت آب عظمت انتساب ملک فیض الله خان سلمه الله الملک المنان - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه تا حال این حدود بکرم رب معبود تا تحریر نامه مودت شمامه سراسر مستوجب حمد و شکر - رقیمه نامی صحیفه گرامی مشتمل بر اظهار مراتب خلت و اختصاص و محبت و اخلاص بسید النزول مسرت و اصناف فرحت بخشید مضامین وداد آگینش مجملاً از عبارات بلاغت آیات و مفصلاً از بیان حامل نامه اخلاص عنوان لائح گردید حکم امر الذی اجتبونا لاجله و چندے از کلمات حکمت سمات نوک تیز خامه اتحاد شمامه بر صفحه قرطاس وداد آساس شده بود بپاسخ آن نصرت شمامی پرداز و جوابش نشر شمامی طراز د آنچه در مقام عذر عدم تشریف آوری خود ارقام فرموده بودند که بدون اجازت سرداران عالی مکانات که ناظمان زمانه اند از این سعادت غلام را میسر نخواهد شد حقیقتش آنست که آنمکرم را محض بنابر مشارکت مؤمنین و معاونت مجاهدین و مشاورت در تدبیر و سرانجام دادن این مهم عظیم بقدوم مسرت لزوم ترغیب داده بودم پس اگر اطاعت سرداران زمان را به نسبت حمیت دین و حمایت شرع مبین بزعم خود واجب و لازم می‌دانند و رسوخ این علت را در سویدائے قلب از امراض ردیه نمی‌شمارند و در مداوات و معالجه آن سعی نمی‌آرند پس بحکم کل حزب بما لدیهم فرحون شادان و فرحان مانند و آنچه در مقام تدبیر قدوم نگارش نموده بودند که اگر ملاقات با بنده درگاهی ضرور است پس مکتوبے بسرداران ارسال دارند و طلبداشت غلام حلقه بگوش در حاشیه بنگارند که باذنهم مستعد شرف حضور شود صورتش این است که درخواست ملاقات کسی از مخلوقات بنابر استعانت در سرانجام دادن مهمات هیچگونه ضرور نیست زیرا که در مقدمه اقامت جهاد بر کفار شرار توکل و اعتماد محض قادر مختار دارم و برطبق وعده ومن یتوکل علی الله فهو حسبه درباره حل مشکلات صرف از درگاه واهب العطیات امید دارم هر چند عاجز و خاکسار و ذره بیمقدارم اما جاه و جلال مخلوقین در جنب عظمت و جلال رب العالمین بجوے نمی‌شمارم لیکن ازانجا که اعلام عام بخدمت اهل اسلام بحکم حرض المؤمنین علی القتال ضروری است و بسا مضامین هدایت آگین که تمام‌ها در حیطه تحریر نمی‌گنجد و بر منصه تقریر باحسن وجوه جلوه می‌پذیرد بنا علیه درخواست ملاقات نمودم هرگز هرگز راه استعانت نه پیمودم اگر مکالمه بالمشافه بمرتبه تعذر انجامید پس اصل اعلام بطریق مکاتبه هم بسمع گرامی رسید و مضمون آیت وافی هدایت وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ مؤدی گردید و آنچه در مقام تعلیم لین کلام در مخاطبه سرداران ذوی الافهام به آیت وافی هدایت فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى استشهاد فرموده بودند پس این ضعیف کلام عنیف و سخن سخیف گاهی در مکالمه ضعفا هم فضلاً عن الرؤسا بزبان نمی‌آرم بلکه آنرا از مساوی اخلاق و شنائع خصال می‌شمارم

دیگر این مرد فہیم بیدو ئے کہ آرم کہ با کسے عداوت جبلی و مخالفت کلی ندارم بلکہ ہمین قدر آرزو میدارم کہ ہر
یگانہ و بیگانہ و زمین و ضعیف را براہ حق دعوت نمایم و باطاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش ہوش
شنید در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک گردید ہر کہ پہلو تہی کرد حسرت و ندامت
با خود برد نہ نفع آن بمن می پیوندد و نہ مضرت آن بمن می رسد تا شکر آن بجا آرم و شکایت این بزبان رانم
و آنچہ در مقام استحکام علاقہ خلت و التیام با سرداران ذوی الاحترام نگارش فرمودہ بودند کہ بخلاف ایام
خالیہ ابواب رسل و رسائل بسرداران مفتوح فرمایند بر ضمیر مودت تخمیر واضح باد کہ سردار سلطان محمد خان
و سردار سعید محمد خان راہ رسل و رسائل مسلوک می دارند پس جواب آن ہمہ از ینجا می یابند بلکہ اگر مکاتیب طرفین
را شمار کردہ آید ہر آئینہ مکاتیب اینجانب در تعداد افزا بر آید چنانچہ عنقریب یک خط مسرت نمط فرستادہ بودند جواب
نگارش کردہ شدہ باشد وقتیکہ زبان خرت رسل و رسائل ممتد گردید خطے دیگر در طلب جواب ارسال داشتہ شد
فاما سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان اصلا این راہ نمی پویند تا بعلے این امر از من میجویند حالانکہ سابق
واضح گردید کہ راہ الحاح و التجا با حدے از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطہ محبت و اتحاد فوق الطاقہ سعی نمایم
آرے اعلام سرداران کثیر الاقتدار ان کہ مقصود می داشتم خطوط مشتمل بر انواع ترغیب و ترہیب بکرات و مرات نگاشتم
وقتیکہ ایشان با وجود ولایت ملبدہ پشاور کہ مخزن قراطیس و اقلام ہست در ارسال مکاتیب تساہل میفرمایند پس
ما فقرا را چہ یارا کہ درین کہسار کہ معرا از ادوات کتابت ہست بہ دفاتر نگاری مشغول شویم و آنچہ در مقام بیان شکایت
سرداران رفیع المقداران رقمزدہ کلک اتحاد مسلک شدہ کہ آن حشمت مآبان در محفل خاصہ سفیر ما نیند کہ مثل یا بان
این مثل مشہور می ماند کہ محنت بیاد گناہ لازم پس ظاہر ہست کہ اگر سرداران ممدوحین بجنس بیدو فی قصد خدمت
این ضعیف عباد اللہ بنا بر حمایت شرع مبین و اعانت مجاہدین کمر بستہ بودند پس فی الحقیقہ این خدمت
دین رب قدیر ہست نہ خدمت این فقیر حقیر لازم کہ شکر این نعمت عظمی و عطیہ کبری بدرگاہ خالق الوری بجا آرند
و گردن کسی از مخلوقین را زیر بار منت خود نسازند قال اللہ تبارک و تعالی يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ
لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ و اگر خدمت
این بندہ درگاہ الہ لغیر وجہ اللہ بجا آوردہ بودند پس این امرے ہست سراسر باطل و از ہمہ خیر سراسر عاطل زیرا
کہ لغیر وجہ اللہ باشد خیالے ہست پر اختلال و علاقہ کہ با سوی اللہ ہم پیدا مرے ہست جالب نکبت و وبال من نہ
آنم کہ رعایت این تعلقات بے معنی نمایم و باین تعلقات بیہودہ گرایم بلکہ من ہمانم کہ در ہر باب بسینہ صاف خاصہ
در معاملات صلح و جنگ یکرو و یکرنگ از دو روئی بیزارم و از پاسداری غیر حق دست بردار عاجز و خاکسارم و بندہ
عبودیت شعارم از اعانت ماسوی اللہ عار و ننگ می دارم و تکبر کبر غیر حق را بسان خار و سنگ می شمارم کسیکہ این

راه اتحاد می پوید و رابطهٔ اخلاص با من میجوید لازم که برنگ عبودیت خالصه رنگین شود و مباینت اعتصامت سفیهین
و با من خواجه تاشی اختیار کنند و از او باشی اجتناب ورزند هر که خواهد که از حق علاقهٔ تعلق بگسلد و با من رابطهٔ تعلق
پیوندد و با مولائے من بنیاد مخالفت نهد و کفار نابکار و بندهٔ عبودیت شعار را در یک سلک موافقت کشد
پس هرگز هرگز این امر گاهے شدنی نیست که من محض بندهٔ پروردگارم نه بندهٔ کسے از صغار و کبار آرے اگر
سرداران ممدوحین به نسبت رب العالمین از بندگان عبودیت کیش شوند و به نسبت دین متین از هوا خواهان
خیر اندیش پس البته سرداران کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمارم و در خدمتگذاری ایشان سعی بجان و دل
می آرم پس من با کسے از رؤسا و ضعفا عداوت ذاتی ندارم و هیچ معاملهٔ ایشان را نسبت بخود
از گناهان نمی شمارم تا از من شکایت این معنی نمایند و حرف گله در میان آرند آرے غافل از
حقوق پروردگار و خاذل دین سید ابرار هموست آثم و گنهگار و ظالم و ستمگار خواه با این معامله لطف و مودت
نماید خواه راه عنف و عداوت پیماید و آنچه در مقام اختتام نامهٔ مودت شمامه به تغییر قلم خلت توام این بیت حافظ
شیرازی مرقوم بود (بیت) مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز ÷ ورنه در محفل رندان خبرے نیست که
نیست ÷ بر رائے فطانت پیرائے واضح و لائح باد که مراد از نهانی عزم اینجانب است بسمت بلدهٔ پشاور بنا بر
پاک کردن مجاهدین هندوستان از خس و خاشاک ارباب نفاق و خار و سنگ اصحاب عداوت و شقاق
انیقدر مهم اصلاً از اسرار مخفیه نیست بلکه رو برو ملا میر عالم اخوندزاده وکیل سردار سلطان محمد خان این سخن را باواز
بلند گفته ام و هیچ نکتهٔ نهفته و اشارات انیقدر مهم در سلک جواب رقیمهٔ کریمهٔ ایشان سفته. آرے تعین مدت
ننموده ام یعنی بکدام وقت سرانجام این مهم خواهم کرد و بکدام ساعت در این عبادت سعی بجا خواهم آورد زیرا که سر رشتهٔ
هر کار بدست قادر مختار است عزم اجمالی دارم و اتمام آن از درگاه واهب العطایا امید دارم پس وصول خبر
این امر ظاهر و باهر بسمع اشرف اصلا مستبعد نیست بموجب مصرعهٔ نهان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلها
ما اگر مراد از سر نهانی حال عجز مآل ما فقرا که با وجود این بے سر و سامانی و ضعف و ناتوانی بر مقابلهٔ ارباب حشمت
و ثروت چالاکیم و در مخالفت اصحاب عزت و مکنت بے باک پس باید دانست که هرچند ما فقرا بهیئت بے سر
و سامانیم و بر وعدهٔ او فرحان و شادانیم و در اطاعت او کامیاب و کامرانیم بر آیت کافی هدایت کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ اعتماد کلی داریم و بر مضمون لطف مشحون وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ توکل
جبلی عدت مخالفین را اگرچه بهزاران هزار رسد و قوت معاندین را اگرچه بمدارج بے شمار کشد در جنب عظمت
مولائے خود همسنگ خس و خاشاک نمی شمارم و همرنگ مگس ناپاک هم بخیال نمی آرم بالجمله بندهٔ انقیاد شعارم
با فتح و شکست کار ندارم خیال اعانت اهل دین در سر دارم و عزیمت اهانت منکر دین پیش نظر هر فرد نیز یکه در

در ترکش دارم درین معرکہ خواہم انداخت و ہر مہرہ تدبیر کہ یاد تیر دل بر آرم برین بساط خواہم باخت۔ انواع منفعت و مغفرت با من رسد یا کسے دیگر خواہ تاج شہامت بر سر یا ہم خواہ خلعت شہادت در بر و السلام مع الاکرام۔ مورخہ ۷ محرم ۱۲۴۳ ہجری از مقام پنجتار۔

نمبر ۱۷۱۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب اللہ خان پسر عظیم خان برادر دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد مبالغہ سلالۂ خاندان عظمت و اجلال نقاوۂ دودمان عزت و اقبال سند آرائے محافل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین شجاعت و شہامت جلالت نشان سردار حبیب اللہ خان زاد اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمۂ جماہیر مسلمین لازم ہست اما بر مشاہیر اوجب چنانچہ والد بزرگوار آن سردار کثیر الاقتدار در مقابلۂ کفار شرار داد شجاعت دادہ اند و اساس فراہم آوردن جنود غزا نہایت چست شہامت ایشان باطراف و اکناف عالم رسیدہ و آوازۂ جلالت ایشان در اکثر بلاد و امصار منتشر گردیدہ چنانچہ آن عظیم الشان تمام عمر ہمین راہ پیمودہ اند و در ہمین کار و بار ازین جہان فانی رحلت نمودند۔ الحمد للہ کہ خلف رشید آن سردار سعید ہستند بفضل الٰہی در باب شجاعت و جوانمردی ضرب المثل گشتند چنانچہ تجلد شما در معارک مردآزما و تقدم شما در مصاف شہامت افزا مشہور در میان ارباب پیکار و جنگ و اصحاب ناموس و ننگ گردیدہ۔ لیکن نہایت مقام حیرت و محل غیرت ہست کہ امثال ما غربا و مساکین بنا بر اعلائے کلمۂ رب العالمین و استیصال کفرۂ متمردین از مسافت دور و دراز قرب و جوار شما وارد شویم و مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال با اہل کفر و ضلال پیش کنیم و در تشیید بنیان ایمان و تاسیس مبانی اسلام و ترویج دین سید الانام شب و روز داد کوشش دہیم و آن سلالۂ خاندان عظمت و نقاوۂ دودمان حشمت باوجود عداوت موروثی با کفار شرار و جلادت جبلی در مقدمات جنگ و پیکار شریک ما نشوند و در نصرت دین و اعانت مجاہدین و اہانت متمردین داد کوشش ندہند حالانکہ بر حقیقت این امر مطلع اند و بر تفاصیل این اخبار آگاہ خیر آنچہ گذشت گذشت الحال از خواب تغافل و تساہل سر بر آرید کہ آخر روزے در محکمۂ حساب کتاب حاضر خواہید گردید و در معرکۂ سوال جواب خواہید رسید و مصداق کلام ہدایت التیام ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ خواہید شد لازم کہ امروز تدارک فردا بکنید تا مصداق آیت وافی ہدایت هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا نشوید در آن مقام مزلت اقدام عذر از اطاعت حق چیزے بکار آمدنی نیست

دہر چہ درین دار الفناء از مال و منال و عزت و جاہ حاصل کردہ اند چیزے بدست نادنی لیے ادائے حقوق منعم خود می شناسید در ہمین مقدمہ نیک نیک تامل فرمائید و در انقیادِ احکامِ رب العباد کمر بستہ نمائید و مرمال و ارجان خود را بعجالت تمام در مجمع مجاہدین رسانند و ہرگز ہرگز راہِ تکاسل و تغافل نہ پیمائید کہ دفعۃً ملک الموت بر سر می رسد و تمامِ این راحت و فرحت از دست میرود و ہدا کم اللہ رب العالمین و ما علینا الا البلاغ المبین۔ باقی تفاصیلِ احوال از زبانِ آرندۂ نامہ کہ از محبانِ قدیمی و مخلصانِ صمیمی اینجانب ست واضح خواہد گردید آنچہ اظہار نمایند آنرا قرینِ صدق و مصلحت دانند و آنرا در اعمال و افعال خود مرعی دارند کہ باعث سعادت دارین و جالبِ برکات نشاتین است زیادہ السلام مع الاکرام از پنجتار مورخہ ۹ ماہ محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری

(نمبر ۱۴) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکڑ کہ از اعظم ملازمان و محمد مصاحبان دوست محمد خان است

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعۂ خانِ عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت منزلت حاجی خان کاکڑ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ از انجا کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن سامی منزلت را بانواعِ نعم و اصنافِ جود و کرم نواختہ و از مقبلانِ زمان و معززان دوران ساختہ و اجناسِ ہنر مثلِ فکرِ صائب و رائے ثاقب و لطافت اذہان و وشاقتِ بیان و دقت مراتب دانش آرائی و شدتِ صولتِ معرکہ پیرائی در خاطرِ فضائل ذخائر ودیعت نہادہ و آن عالی شان این تمام انواعِ ہنر و کمال را الی الآن در طلب تحصیلِ مال و منال و جاہ و جلال مصروف فرمودہ اند و بمقصدِ اعلیٰ و مآربِ قصویٰ رسیدہ چنانچہ سردارانِ زمان و اراکینِ دوران مجالست و مصاحبتِ ایشانرا غنیمتِ کبریٰ میدانند در مشاورتِ ایشان در مہماتِ فرمانروائی و کشور کشائی عمل می نمایند لازم کہ الحال قدرے حقوق مالکِ بالاستحقاق و منعمِ علی الاطلاق بشناسید و در ادائے شکر او بشتابید و این رائے صائب و فہم ثاقب و جلادت و شجاعت و عظمت و شہامت را در اعانت احیائے شرعِ مبین و اہانتِ اعدائے دینِ متین صرف نمائید و چنانکہ سردارانِ کثیر الاقتدار را بانواعِ مشاورات در مہماتِ معاشیہ اعانت کردہ اید ہمچنین الحال ایشان را بر اقامت این رکنِ رکین یعنی نصرتِ دین و استیصالِ کفرۂ متمردین و پرورشِ جنودِ مجاہدین برانگیختہ کنید تا چنانکہ عمرِ خود را در انواعِ راحتِ این جہانِ فانی گذرانیدہ اند ہمچنین دولتِ جاودانی بدست آید۔ بالجملہ وقتیکہ دعوی اسلام میدارید و جان خود را در محمدیان می شمارید لازم کہ در تائیدِ دینِ حق محمدی سعی بلیغ بجا آرید و غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را کار فرمائید و در رضا جوئی حضرتِ رب الارباب راسخ القدم شوید کہ ہمین وقت است و وقت از دست رفتہ باز بدست نمی آید۔ زیادہ بجز تاکید در ہمینی چہ نگاشتہ آید۔ و السلام مع الاکرام۔ فقط مورخہ ۹ محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری +

نمبر ۱۹۱ - اعلان‌نامہ از جانب امیر المؤمنین سید احمد صاحب بمضمون اقامت جہاد بر قوم سکھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بر الواح خواطر سادات کرام و مشاہیر علمائے عظام و جماہیر مشائخ ذوی الاحترام و اراکین امراء عالی مقام و سائر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام منقش و مبرہن باد - ہر چند این فقیر در زمان سابق بحمد اللہ در امر حق یعنی دعوت جمہور انام بسوئے اتباع سنت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام در ساعات لیالی و ایام بکوشش تمام و سعی مالا کلام مشغول بود چنانچہ این معنی بر اکثر دوستان فقیر واضح و لائح است بعد از ان حق جل و علا محض کرم عمیم خود این فقیر را مع چندے از مومنین مخلصین در سلک مہاجرین صادقین منسلک گردانید - الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً - از انجا کہ دعوت لسان بدون انضمام جہاد سیف و سنان کامل و تمام نمیگردد لہذا امام ہادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر کار بقتال کفار مامور گردیدند و ظہور شعائر دین متین و علو اعلام شرع مبین از اقامت ہمین رکن رکین صورت بست بناءً علیہ عزم این عبادت عظمی و ادراک این سعادت علیا بوجہے در خاطر فقیر القا کردہ اند کہ صرف جان و مال و ترک اہل و عیال و مہاجرت اخوان در جنب سرانجام دادن این امر عظیم و اتمام این مہم فخیم مثل راندن مگس ناپاک و برتافتن خس و خاشاک می نماید و اینہمہ محض بہدی اللہ است کہ شبہ وسوسہ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی باین داعیہ رحمانی اصلا مخلوط نگردیدہ ہر چند اینمعنی بر اکثر واقفان حال فقیر ظاہر و باہر است اما بسبیل مزید تاکید باز بطریق تجدید می گوید کہ خدائے پاک جل شانہ را کہ دانائے نہان و آشکار است و محیط بجمیع خفیات و اسرار گواہ میکنم بر ہمین کہ آنچہ داعیہ جہاد با اہل کفر و عناد از دل فقیر جوش میزند اصلاً و مطلقاً بوجہے من الوجوہ بکدورت طلب اہل و عزت و جاہ و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران بالجملہ بطلب چیزے سوائے رضائے مالک حقیقی و اعلائے کلمہ ملک تحقیقی باشد ہرگز ہرگز ممزوج نیست واللہ علی ما نقول وکیل پس ہر کہ خود را در سلک مسلمین منسلک می سازد و در زمرہ محمدیان می شمارد بر ذمہ او لازم و موکد است کہ خود را نزد فقیر رساندہ مشارکت فقیر در جہاد باختیار کند تا بمعرکہ محشر کہ مجمع اولین و آخرین است و ہم بحضور حضرت خالق السموات والارض و ہم روبروئے جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین سرخروئی حاصل کند و بہ شفاعت حضرت رسول مقبول صلوات اللہ وسلامہ علیہ فائز شدہ بمزید عز و اکرام کہ بامت حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام مخصوص است بہرہ ور شود ہر چند غلبہ دین محمدی بر مشارکت کسی معین و متوقف نیست زیرا کہ اگر قومے درین امر تقاعد و تساہل خواہند کرد قومے دیگر از بندگان الہی در عوض ایشان در تعلیۂ او کوشش خواہند داد لیکن اہل تقاعد و تساہل در حضور مالک خود و در روبروئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چہ جوابہا

خواہند کشید در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شدہ چہ دست ندامت وافسوس خواہند گزید قال اللہ تعالیٰ اِلَّا
تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ + بالجملہ وقت
امتیاز مؤمن از منافق برسر رسیدہ ومقابلۂ اہل کفر وطغیان پیش رو انجامید پس ہر کہ خواہد خود را در جماعۂ
معاندین کہ بانکار صاف مقابلہ شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمرۂ منافقین کہ در پردۂ حیل باطلہ
حکم حق را دفع می نمایند خود را شمارد مثلاً یکے بعضے از اعذار جسمانی مثل ضعف وناتوانی بہ نسبت تحمل مشاق
سفر وتکالیف جہاد اظہار می نماید حالانکہ حق جل وعلا در حق امثال ایشان میفرماید فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِہِمْ
تا یَفْقَہُوْنَ ودیگر محبت والدین وپاسداری آقا وپابستگی علائق اہل وعیال واخوان واوطان وسائر
امور معاشیہ پیش میکند حالانکہ حق جل وعلا میفرماید قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاءُکُمْ وَاَبْنَاءُکُمْ تا فاسقین
وہر کہ خواہد خود را از لوث عناد ونفاق پاک گردانیدہ در اطاعت وانقیاد حضرت رب العباد کمر ہمت چست
بستہ وقلت قلبیہ درست نمودہ نام خود را در سلک مخلصین در اعلائے علیین داخل کند پس ہمیں است طریق
آنکہ بیان کردیم وما علینا الا البلاغ المبین +

(نمبر ۱۶) مکتوب متضمن تفہیم در فائدۂ بیعت بالتعمیم از جانب سید احمد صاحب امیر المؤمنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت حق وسالکین طریق
آن ہادی مطلق عموماً وکسانیکہ با این جانب للہ فی اللہ حاضرانہ ویا غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ
نماند کہ مقصود از بیعت بردست مشائخ طریقت ہمین است کہ راہ رضامندی حضرت حق بدست آید و
راہ رضامندی حضرت حق منحصر ست در اتباع شریعت غرا ہر کہ سوائے شریعت مصطفویہ را طریق
تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب وگمراہ است ودعوی او باطل ونامسموع
واساس شریعت مصطفوی دو امر ست اول ترک اشراک وثانی ترک بدعات - اما ترک اشراک پس بیانش
آنکہ ہیچکس را از ملک وجن وپیر ومرید واستاد وشاگرد ونبی وولی حل کنندۂ مشکلات ودافع بلیات وقادر
بہ تحصیل منافع نداند وہمہ را مثل خود عاجز وناتوان در جنب قدرت وعلم حضرت حق شمارد وہرگز بنا بر طلب
حوائج خود نذر ونیاز کسے از انبیاء واولیاء وصلحاء وملائکہ بجا نیارد آرے اینقدر داند کہ ایشان مقبولان بارگاہ
صمدیت اند وثمرۂ مقبولیت ایشان ہمین است کہ در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشان
باید کرد وایشان را پیشوایان طریق باید شمرد نہ ایشان را قادر بر حوادث زمان وعالم سر والاعلان داند کہ امر مستغل
کفر وشرک است ہرگز مؤمن پاک را ملوث بہ آن شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکہ در جمیع
عبادات ومعاملات وامور معاشیہ ومعادیہ طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بکمال قوت

وعلو ہمت باید گرفت وانچه مردمانِ دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه وسلم از قسم رسوم اختراع کرده اند مثل رسوم شادی
وماتم وتجملِ قبور وبنائے عمارات بر آن واسراف در مجالسِ اعراس وتعزیه داری وامثال ذلک هرگز پیرامون
آن نباید گردید وحتی الوسع سعی در محوِ آن باید کرد اول خود ترک باید نمود بعد ازان هر مسلمانے را دعوت بسوئے
آن باید کرد چنانچه اتباعِ شریعت فرض ست همچنین امر بالمعروف ونهی عن المنکر نیز فرض ست چون این
امر ذهن نشین شد پس طالبینِ حق را باید که همین امور را پیشِ نظرِ خود با داشته باید که بیعت نمایند خصوصاً
که بر دست اینجانب بیعت نموده اند واینجانب این امور را روبروئے ایشان کما حقه اظهار نموده پس بر ذمه
ایشان لازم ست که اول خود ترک امورِ مذکورة الصدر نمایند وقلب قالب خود را متوجه بسوئے حق کنند و
اتباعِ شریعتِ غرا را ظاهراً وباطناً پیش گیرند وتمامی انجاسِ اشراک والواثِ بدعات را از خود دور
نمایند وبعد ازان جمیع طالبین حق را بسوئے آن ترغیب دهند ودر اخذ بیعت بر دستِ خود اہتمام خود ساعی
باشند وترغیب وافر نمایند وهرگز اغماض ازان ننمایند چه درین بیعت که بر دستِ یارانِ اینجانب واقع خواهد شد
فائده شدنی ست انشاء الله تعالی کلمه گویان از رسوم شرک پاک خواهند شد وتعظیم شرع شریف در دل
ایشان جا خواهد گرفت واینجانب دعا خواهد کرد که آن بیعت مثمرِ ثمراتِ جمیله جزیله گردد ودر تعلیم وتفهیم طالبان
سعی بجان ودل نمایند واز ایشان اخذ بیعت کنند وایشان را تعلیم اشغال فرمایند حق جل وعلا اینجانب
را وجمیع مخلصین ومحبین ما را در زمرهٔ موحدین مخلصین متبعین شریعتِ غرا منسلک گرداناد آمین۔
اما بیعتِ امامت پس بیانش آنکه قتل وقتال وجنگ وجدال که با اہل کفر وضلال واقع می شود اگر محض
بنا بر تحصیل مال وعزت وریاست وحکومت باشد عند الله اصلا اعتبارے نمیدارد واگر بنا بر نصرتِ دین
واعلائے کلمهٔ رب العالمین وترویج سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة والتسلیم متحقق گردد آنرا در عرف
شرع جهاد میگویند وآن افضلِ عبادات واکمل طاعات ست که هیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و
تکفیر سیئات مساوی آن نمی تواند شد چنانچه کریمه فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بر آن دلالت میدارد وپیرانه جهاد باید که موافق قانون
شرع شریف باشد تا در عقبی وسیله نجات ودر دنیا مثمر برکات باشد وباعث نزول رحمت یزدانی وتائید
آسمانی گردد واز اعظم شروط جهاد نصب امام ست چنانچه کریمه اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ
مِنْكُمْ وکریمه وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ وحدیث من لم یعرف امام زمانه فقد
مات میتة جاهلیة وحدیث صلوا خمسکم وصوموا شهرکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة
ربکم وحدیث من قتل تحت رایة عمیة فقد مات میتة جاهلیة ودیگر آیات واحادیث بے شمار بر آن

دلالت میکند پس نصب امام واجب و موکد است الحمد للہ والمنتہ کہ مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق این
زاویہ گزین فقیر و خاک نشین عجز اولاً باشارات غیبی و الہامات لاریبی بلیاقت خلافت مبشر گردانید و ثانیاً
بتالیف قلوب جمعے کثیر از اہل اسلام و جمعے از خواص و عوام بہ آن منصب امامت مشرف ساخت چنانچہ
بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ روز پنجشنبہ ۱۲۴۲ھ ہجری قدسی جماعہ از سادات کرام و علمائے اعلام و مشائخ عظام
و صاحب زادگان ذوی الاحتشام و خوانین عالی مقام مع جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بر
دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردہ امام خود قرار دادند و امامت و ریاست اینجانب مسلم داشتہ ربقہ
اطاعت در گردن انداختند و از آن روز تا حال بیعت مذکورہ بر دست این فقیر جاری است و در میان جماہیر
اہل اسلام ساری پس مؤمنین غائبین را ہم لازم کہ بیعت مذکورہ بر دست نائبان اینجانب بجا آرند و آن را
از جنس ادائے واجب شرعی شمارند تا از معصیت ترک نصب امام رہائی یابند و باقامت سنت متواترہ
ثواب یابند پس لازم کہ ہر کہ از مؤمنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشتہ باشد بر دست خلفا و
نائبان اینجانب بیعت نماید حق تبارک و تعالی ایشان را ماجور و مساعی ایشان را مشکور گرداند و ما را و جمیع مؤمنین
مخلصین را در سلک مقبولین خود منسلک فرماید آمین یا رب العالمین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ
و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

(نمبر ۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بجواب مکتوب نواب احمد علیخان رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب
محامد اکتساب نواب احمد علیخان صاحب زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ - نامہ نامی و صحیفہ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد و اختصاص
عز ورود فرمود ملاحظہ صداقت در رشتہ مودت را محکم تر نمود و دیدہ را نورے و دل را سرورے بخشید آنچہ
بنوک قلم خلت شیم رقم فرمودہ بودند کہ بخدمت بابرکت جناب ہدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاہ
رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب معاملہ مسنونہ بجا آوردند از استماع آن فرحت بر فرحت افزود - الحمد للہ
والمنتہ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق خیر موفق گردانید - اکثر تجربہ کردہ شد کہ ہر از مؤمنین
مخلصین بہ نیت پاک این معاملہ را می کند ابواب ہدایت بر روے او مفتوح می شود امید قوی است کہ
حق جل و علا بکرم عمیم خود بہ برکت ادائے این امر مسنون در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص
منسلک خواہد گردانید - و احوال اینجود و بکرم رب معبود باین منوال است کہ قادر علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق
این عاجز و خاکسار و ذرہ بمقدار را محض بکرم عمیم خود بوجہے نواخت کہ محبت ماسوائے ذات خود را سینہ بے کینہ

این ضعیف انداخت و فقط تحصیل رضائے خود را قبلۂ ہمت این ضعیف ساخت و بکفالت پرورش
این فقیر بذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا تواند کرد و حمد این عطیۂ
کبریٰ ببارگاہ آن محمود بکدام زبان بجا باید آورد بموجب ابیات اگر ہر تن موے باصد زبان + کند شکر
این نعمتش را بیان + بتحریر الطافہاے بے شمار + نباشد یکے از ہزاران ہزار - بالجملہ برکت این اخلاص و
یمن این اختصاص قلوب بندگان خود را بجذبے مسخر این ضعیف گردانید کہ از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است
و کیفیت توجہ عنایات حضرت شان دربارۂ این ضعیف ناتوان قابل تماشا کردنی است حقیقت
آن کما حقہ بعیان منکشف می شود نہ بیان - اگر اینجانب را مشاہدہ فرمایند چہ مراتب تعجبہا است کہ لاحق
نگردد - ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در حق جماہیر مسلمین عموماً و رؤسائے ایشان خصوصاً
ہمین است کہ درین معرکہ بجان و مال حاضر شوند و در سلک الذین جاہدوا باموالہم وانفسہم منسلک
گردند لیکن ازانجا کہ حرکت آن والا منزلت درین ایام باعث حدوث مفاسد شدیدہ است بنا و علیہ
نگارش کردہ می شود کہ بنفس نفیس خود اقامت نمایند و سائر محبین و مخلصین را ترغیب فرمایند و دربارۂ
ملازمین این صوب امانت مالی بجا آرند خصوصاً کسانیکہ بدیانت و تقوی موصوف اند و در علم و وجاہت
معروف مثل فضائل و کمالات اکتساب محامد انتساب مولوی غلام جیلانی صاحب و امثال ایشان کہ
انصرام عنان عنایت دربارۂ ایشان بر ضرور است و آنچہ مضامین مراتب نہایت خلت و مدارج غایت
محبت در نامۂ نامی درج بود از بسکہ این محبت بندہ فی اللہ است حق جل و علا بذات پاک خود متکفل
مجازات آن در دنیا و عقبی خواہد گردید انشاء اللہ تعالی باعث حصول سعادت اخرویہ و موجب نزول
برکات دنیویہ بحدے خواہد شد کہ سیر مرغ بلند پرواز تمنیات بشری گاہے باوج آن نرسیدہ باشد و در
قلوب انسانی خیال حصول آن خطورے ہم نکردہ باشد و در حضور حضرت رب العالمین و جناب سید
المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم مراتب وجاہت و مناصب مقبولیت بوجہے حاصل خواہد شد کہ
رشک افزائے اخوان و اقران باشد زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام مولوی حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم و منبع
فہوم مورد فیوض ربانی مخزن اسرار رحمانی حامی انوار سنت شہباز و ماحی آثار بدعت ظلمات جامع
کمالات اکتساب مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی مد اللہ ظلال افاضتہ علی رؤس المستفیضین
الی یوم الدین آمین یا رب العالمین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - بقدوم

مولوی محمد علی صاحب چہ ابواب فرحت و مسرت کہ بروئے این ضعیف و نحیف مفتوح نگردید لاسیما وقتیکہ
از زبان صدق ترجمان آن مقبول منان اخبار فرحت آثار انصراف عنان عزیمت آن والاتہمت بتر غیب
جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر رؤسا خصوصاً درباب اعانت مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین شنید فرحت
بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل وعلا بکرم عمیم خود این ضعفا و آن ہدایت مآب بلکہ جمیع
بندگان خود را در ہمین کاروبار علی ممر الدہور والاعصار مشغول کناد و دل اخلاص منزل جمیع مومنین صادقین
را ہمتی اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین تادم واپسین مملو و مشحون داراد آمین یارب
العباد و احوال ایجد و دبکرم رب معبود سراسر مستوجب حمد و شکر ہست کہ الوف الوف نام بلکہ جماہیر اہل اسلام از
سکنۂ این دیار و اقطار در اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد رفاقت این خاکسار و ذرہ بمقدار محض بقدرت قادر
اختیار نمودہ اند و در صرف جان و مال بتحصیل رضائے رب ذوالجلال مستعد گردیدہ - سبحان اللہ کہ بہ تسخیر آن
رب قدیر رؤسا قوم آفریدی و مہمند و خلیل و یوسف زئی کہ از مرور دہور پیشۂ بغی و استکبار بر سلاطین ذوی
الاقتدار میداشتند ربقۂ اطاعت این بندۂ عاجز و نحیف در گردن خود ہا انداختہ و ریاست این فقیر را بر سر خود ہا
مسلم داشتہ چہ قدر شادان و فرحان اند کہ از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است بنابر تفریح خاطر عاطر این چند اشارات
اجمالیہ نگارش کردہ شد والا حقیقت سرگذشت ایجد و دبیان واضح میگردد نہ بیان کہ از اکتناہ آن سخن خود
قاصرم تا بدیگرے چہ رسد حمد این نعمت عظمی درباره آن محمود علی الاطلاق بکدام زبان برآرم و شکر این عطیۂ کبری
در درگاہ آن معبود بالاستحقاق بکدام قلب و قالب بجا آرم بموجب ابیات کرا باشد آن فکر ہائے عریق + کہ غور د
درین بحر ہائے عمیق + کرا آن زبان و کرا آن بیان + کہ ذکر ثنایت تواند بآن + ثنایت ہمان بہ کہ تو گفتۂ +
تو امی بسر آنچہ تو سفتۂ + زباریکی و دقت آن ‌ ‌ ‌ان + بیان چون کند کس بجز آن دہان + نظر چون کنم در
تو مہائے تو - تعجب کنم از کرمہائے تو - کہ چون سن خسے را تو بنواختی - باصلاح عالم تو پرداختی + ترا چہ گویم
بصد احترام + کلامم برین ختم شد والسلام

(نمبر ۲۲) از امیر المومنین سید احمد بنام مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت جناب ہدایت مآب کمالات انتساب
مورد فیض رحمانی مہبط انوار ربانی مخدومی مولوی غلام جیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مودت ضمیمہ مشتمل بنہایت وفور رغبت و تاکد عزیمت و کمال مراتب اشتیاق در اعانت
دین رب خلاق و افلاک در سلک مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین رسید مضامین مندرجہ بواضح
گردید - الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود در دل ہدایت منزل آن مناقب اکتساب این داعیہ

رحمانی التفات فرموده آنچه در نامهٔ نامی مندرج بود که بسیاری از مؤمنین مخلصین بنابر استیصال اعدائے دین مستعد گردیده اند در رفاقت آن هدایت مآب اختیار نموده لیکن بنظر قلت سامان سفر و کثرت رفقائے یک گونه توقف واقع گردیده اما استماع این کلام نهایت تعجب دست داد با وجودیکه حق جل وعلا آن هدایت مآب را بعلم و عمل مشرف گردانیده باز امثال این خیال پر اختلال در سینهٔ اخلاص گنجینه خطور کند چه حق جل وعلا در کلام پاک خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۝ آیا محل ایفائے این وعده در رحم بود و لباس پور منحصر است تا وقتیکه از ان دیار قدم بیرون نهادند از ایفائے این وعده مایوس خواهند گردید یا اینکه هر چند رزق هر کس از جناب جواد مطلق موعود است اما چون چندے از بندگان الٰهی بنابر امتثال احکام او تعالیٰ مجتمع خواهند گردید ابواب رزق بروئے ایشان مسدود خواهند گشت سبحان الله این چه خیالات دور و دراز است توکل را کار فرمایند و ایمان بالقدر را ملاحظه نمایند و از ته دل چنین اذعان کنند که خزائن ربانی بفحوائے آیت قرآنی وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ غیر متناهی است اگر آن قادر علی الاطلاق را رزق رسانیدن منظور است پس هیچ مکان و هیچ زمان و هیچ حال مانع نمی تواند شد و اگر این معنی منظور او نیست پس هرگز هرگز از هیچ تدبیر از تدبیرات بدست آدمی نیست لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ شان او است پس این وسوسهٔ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالت مالک حقیقی و ملک تحقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مؤمنین به آواز بلند نفیر عام در دهند هر که رفاقت ایشان اختیار نماید آنرا همراه گرفته محض اعتمادًا علی الله بر خیزند انشاء الله بر طبق منطوق لازم الوثوق وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ عنایت ربانی و کفالت رحمانی را در باب خود بوجهے مشاهده خواهند یافت که از وهم و خیال دور باشد۔ آرے اگر درین باب کسے از مؤمنین اغنیا بنابر تحصیل سعادت مشارکت مجاهدین اعانات مالیه بوجهے نماید آنرا من الله فهمیده هرگز رد نباید کرد که رد عطیهٔ الٰهیه از قبیل سوء ادب است آرے آن همه در مهمات او صرف باید نمود و هوائے نفسانی را هیچگونه در ان دخل نباید داد زیاده تطویل کلام در خدمت آن قدوهٔ انام لقمان را حکمت آموختن است۔ والسلام مع الاکرام

نمبر ۲۲ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوڑی که امیر کبیر آن زمان است

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد عفا الله بسردار کثیر الاقتدار دیانت شعار شجاعت آثار سرحلقهٔ محی نظر ریاست و نگیاست پیش قدم معارک صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان دام الله جلاله وضاعف اقباله۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه هر چند اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر جماهیر مؤمنین عموماً و مشاهیر مسلمین خصوصاً در هر زمان و هر مکان لازم است اما درین جزو زمان که وقت

شورش اہل بدعت و طغیان ست اوجب او گدید بناءً علیہ این ضعیف مع چندے از مومنین صادقین از وطن
مالوف خود برخاسته محض للہ و فی اللہ بنا بر اقامت ہمین رکن رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمر ہمت
بسته حال این عاجز خاکسار ذرہ بمقدار بر خاطر عاطر ان سردار کثیر الاقتدار باخبار متواتره واضح ولائح شده باشد
که آنچه داعیۂ استیصال معاندین دین در دل اخلاص منزل این ضعیف مترکز ست اصلاً و مطلقاً بطلب غرضے
از اغراض دنیویه مثل تحصیل مال و منال یا بدست آوردن عزت و وجاہت یا تسلط بر قری و امصار و امثال
آن ہرگز ممزوج نیست بلکه سوائے اعلائے کلمۂ دین و احیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرض در میان نے
درین صورت بر ہر مؤمن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد لازم که در مقدمۂ اعانت دین رب ذو الجلال
قصورے در صرف جان و مال نورزند ہرگز ہرگز ازین امر پہلو تہی نکنند که محکمۂ حساب و کتاب بحضور رب الارباب
در پیش ست لابد در آن مقام بمقتضائے کریمۂ لتسئلن یومئذ عن النعیم شکر نعمت مال و منال و عزت و وجاہت
طلب شدنی ست و از تغافل و تساہل که درباب امتثال احکام رب العالمین واقع می شود سوال متوجه خواہد گردید
پس بکدام زبان جواب پیش کرده خواہد شد بالجمله اگر این جان ناتوان و نہاد سست بنیان و مال سریع الزوال
و متاع قریب الانتقال و وجاہت مشوب بذلت امروز در حضرت رب العزت مصروف نگردید پس صرف خیالست
پر اختلال بلکه باعث نکبت و وبال و علاوه برین آنکه چیز یکه در راه خدا مصروف میگردد فی الحقیقت برباد نمی رود
بلکه منافع آن در دنیا و فوائد آن در عقبیٰ و حصول اجر جزیل در جنان و ثنائے جمیل در میان اخوان و اقران
بوجہے حاصل می شود که خارج از حیطۂ وہم و خیال ست بناءً علیه بخدمت عالی نوشته می شود که ہرچند مشارکت
مجاہدین بظاہر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمۂ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی
تِجَارَةٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ تا بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ نوعے ست از سوداگری که منفعت آن حصول راحت
کونین و سعادت دارین و سرخروئی بارگاه رب العالمین و جناب سید المرسلین و بدست آمدن عزت و وجاہت
و مملکت و امارت و تصرف قریٰ و امصار و اضلاع و اقطار و تحصیل مال و جلال از غنائم کفار بد مآل ست پس قدرے
اگر رنج بر نفس خود اختیار نمایند انواع راحات بعوض آن در دنیا و عقبیٰ مشاہده فرمایند اما اینقدر لازم ست که مردانه وار
درین معرکه در آیند و یکجہت شده علائق طمع و خوف از غیر ذات حضرت حق منقطع گردانند و در زمرۂ یجاہدون فی
سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم منسلک شوند غرض اینکه اقامت جہاد و ازالۂ بغی و فساد افضل احکام رب
العباد ست که ہیچ عبادتے از عبادات و طاعتے از طاعات مساوی آن نمی تواند شد قال اللہ تعالیٰ لا
یستوی القاعدون تا علی القاعدین درجة بناءً علیه این ضعیف بازم صمیم حضرت حق و قدرت کامله قادر
مطلق بنا بر ادائے این عبادت عظمیٰ و ادراک این سعادت علیا خود ہم کمر ہمت بسته و ندائے قوموا

الی الجنۃ عرضہا السموات والارض درمیان جماہیر مؤمنین و مشاہیر مسلمین رواج چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشان مشارکت مجاہدین اختیار نمودہ داد دیانت و شجاعت در معرکۂ قتال اہل کفر و ضلالت درداد لیکن درین اثنا عجیب مقدمہ در پیش آمد کہ سرداران پشاور بنا بر عادت قدیمہ خود کہ بتیۂ حسد و نفاق ہر کس در سینۂ بے کینۂ خود مرکوز میدارند درین مقدمہ ہم مداخلت نمودہ و راہ حیلہ و تزویر بیہودہ گزندے بعساکر مسلمین رسانیدند لکن الحمد للہ والمنۃ کہ نکبت و وبال این قبائح افعال لاحق حال ایشان گردید و ہیچگونہ مضرتے باہل ایمان نرسید چنانچہ مؤمنین سوات و بنیر و امثال ایشان باز برا قامت جہاد و ازالۂ کفر و نفاق و فساد مستعد گردیدہ اند لاکن منافقین مذکورین تا حال ہم از قبائح افعال خود دست بردار نمی شوند چنانچہ مجاہدین ہندوستان کہ تفرقہ یا و تدریجا می آیند در بد سگالی ایشان داد نفاق می دہند درین صورت بحکم مقدمۃ الواجب جہاد با منافقین ہم واجب گردیدہ بنا علیہ این ضعیف با مؤمنین صادقین جزم پاک کردن بلدۂ پشاور و قرب و جوار آن از الواث منافقین بدکردار مصمم کردہ تا بموضع پنجتار رسیدیم و بنا بر امتثال فرمان عالیشان حضرت ملک دیان کہ منطوق کلام لازم الوثوق یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ست کہ ہمت بستیم و بر حول و قوت الٰہی اعتماد کردہ و دعائے ماثورہ اللہم بک احول و بک اصول و انت عضدی و نصیری بر زبان اخلاص ترجمان راندہ متوجہ بسمت بلدۂ مسطور گردیدیم حق تبارک و تعالیٰ بقدرت کاملۂ خود مظفر و منصور گرداناد ہر چند ما ضعفا بظاہر سر و سامانے نداریم اما بمقتضائے کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بحکم مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق درباب استیصال کفرۂ تمردین و منافقین مخذولین بقدر وسعت خود کوشش می نمائیم آیندہ سر انجام دادن ہر کار بدست قادر مختار ست بموجب بیت اوست مالک ہر چہ خواہد آن کند + عالمے را در دمے ویران کند + درینصورت لازم کہ آن حشمت مآب ہم غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرمایند و منطوق انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ و جاہدوا باموالہم و انفسہم عزم نمایند کہ مجرد ایمان بے مباشرت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط ست ہر چند مشارکت آن حشمت مآب بنفس نفیس خود درینمقدمہ بعید تر می نماید لاکن فرستادن اقربا و اتباع ممکن پس لازم وقتیکہ این فوج از پنجتار کوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود در سلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول بارگاہ الٰہیہ حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظہار نمایند از قرین صلاح و مصلحت تصور دیدہ بر طبق آن عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب و خیرخواہان دین اسلام است۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر ۲۴۳ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام احمد خان ابن لشکر خان کمال زئی متوسل و معتمد یار محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان والا مناصب عالی مراتب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان احمد خان سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کریمہ مشتمل بر مراتب محبت و اخلاص و مودت اختصاص رسید انواع فرحت و اصناف مسرت بخشید حق جل و علا بر جمعیت خود این مراتب خلت ما کہ محض بالنبی و آلہ الامجاد لہ و فی اللہ ست روز افزون گرداناد - و آنچہ کمال وفور رغبت و نہایت علو ہمت آن والا ہمت در باب علائے دین رب العزت از قلم خلت شیم نگارش فرمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی و غیرت ایمانی ست حقا کہ تمامی این عزت و وجاہت و حکومت و ریاست و آرام و راحت لا بد روزے گذشتنی و گذاشتنی ست و در محکمہ سوال و جواب حساب کتاب بحضور رب الارباب حاضر شدنی ست و در آن مقام پرہول غیر از ایمان و اسلام چیزے دیگر کار آمدنی نیست و در ظلمات قبر و صراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی دانم نہ علم نہ عمر افراشتنی ست + وین تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی ست + این داشتنی را ہمہ بگذاشتنی ست + جز دولت و نہ دولت کہ نگہداشتنی ست - غرض آنکہ اگر این لذائذ دنیاویہ را امروز در راہ مولائے خود صرف نکردیم لا بد فردا جنود عزرائیل بجبر و زور از ما بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع و رغبت جان و مال در رضائے رب ذوالجلال در بازیم و وسیلہ حصول سعادت کونین و راحت دارین بدست آریم و علاقہ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم و ایمان کامل حاصل نمائیم و تکمیل ایمان غیر از مقاتلہ اہل کفر و طغیان صورت نمی بندد قال اللہ تبارک و تعالی قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ علیم خبیر ؛ انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون + پس لا بد دعوی ایمان را بہ شہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد والا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایہ اعتبار ساقط ست الحق بندہ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود غیرت و حمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست و محبیکہ جان و مال و عزت و آبروئے خود را در تحصیل رضائے محبوب نگہدارد فی الحقیقت محب نیست و مخلصے کہ پاسداری و جاہت غیر معبود خود را ملحوظ دارد در دعوی اخلاص کاذب و دروغزن ست مقتضائے علاقہ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل و عیال و طلب مال و منال و مراعات عزت و وجاہت و مالوفات و الفت اخوان و اقران و پاسداری رؤسا و دوستان پس پشت انداز و فقط رضائے رب ذوالجلال و مجد انقیاد ایزد متعال قبلہ ہمت سازد مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار بگذارند و غم طرہ یارے گیرند بر خاطر عاطر واضح و لائح ست کہ سرداران زمان با وجود دعوی اسلام رعیت گری کفار لئام اختیار نمودند و بلاد

مسلمین را بسبب این عمل قبیح دار الحرب گردانیدند و اولاد خود را در زیر عمل کفار اشرار در دادند محبت و خلت آن ملاعین بجدے در سینۂ نفاق گنجینۂ خود مرتکز ساختند که در پے ایذائے مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار افتادند سبحان الله زہے اسلام و خیر اندیشیان است که بنابر خیرخواهی کفرۂ ملاعین بدخواهی افاضل مومنین که زمرۂ مهاجرین و مجاهدین بعمل می آرند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا آخر شده شده نوبت ایشان بجدے رسید که مومنین را اشتغال بجهاد بدون استیصال آن اهل فساد متعذر گردید بحکم مقدمۃ الواجب واجب ایشان بنسبت جهاد با کفار اوجب و اوکد شدند تا وقتیکه استیصال ایشان متحقق نشود جهاد با اهل کفر و عناد صورت نه بندد بنا؍ علیه این عاجز و خاکسار زرۂ بمقدار با چندے از مهاجرین اخیار طبق فرمان عالیشان واجب الاذعان یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین و اغلظ علیهم و ماوٰهم جهنم و بئس المصیر بجهاد منافقین مخذولین کمر بسته تا بموضع پنجتار رسیدیم انشاء الله عنقریب بحول و قوت ملک جبار و مالک قهار تمام شوکت منافقین بدکردار بسهولت تمام مضمحل می گردد در عرصہ قلیله انشاء الله تعالیٰ این تماشائے قدرت قادر مختار بعین العین مشاهده خواهند فرمود لازم که آن والا مناصب مشارکت عساکر رب العالمین با بر رفاقت جنود شیاطین ترجیح دهند و پاسداری رب العالمین را بر رعداری منافقین ایثار فرمایند آنچه از سرداران زمان توقع حصول منافع دنیویه میدارند اضعاف آن از درگاه شاه شاهان و خالق انس و جان باید داشت بامید واثق از درگاه خالق آنست که اگر کمر و بجهت شده در زمرۂ ناصرین دین متین منسلک خواهند گردید منافع دنیویه هم بجدے حاصل خواهند کرد که خارج از وهم و خیال است اما اگر کسے خواهد که پاسداری جانبین ملحوظ دارد و در زمرۂ مذبذبین بین ذالک خود را منسلک گرداند باز جان خود را در بندگان عبودیت کیش و محبان اخلاص اندیش شمارد و بحصول رضائے حضرت حق متوقع ماند پس این خیالیست پر اختلال و وهمیست سراپا باطل و محال بموجب بیت

هم خدا خواهی و هم دنیائے دون ٭ این خیال است و محال است و جنون ٭ آنچه از واقعہ منازعت فیما بین عالیجاه محمد خان و سیف الله خان نگارش فرموده بودند حقیقت آن واضح گردید بالفعل انتقام ازاں در حیز تعطیل و اهمال باید انداخت و استیصال اعدائے دین پیش نظر باید ساخت وقتیکه این دیار و اقطار از الواث مفسدین بدکردار مطهر و پاک گردید بعلاج فیما بین علاجش بنهایت سهولت صورت خواهد بست اگر بالفرض آن علاج واقع نخواهد شد تدبیرے دیگر که مناسب وقت خواهیم دید بعمل خواهیم آورد۔ زیاده والسلام مع الاکرام ٭

نمبر ۲۵ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان پیش شاور

بسم الله الرحمٰن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۂ اراکین عالی مقام زبدۂ خوانین ذوی الاحتشام رونق افزائے چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار

سلطان محمد خان زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از اهدای احسن تحف اسلام یعنی گلدستهٔ ریاحین سلام و
داعیهٔ ترقی مناصب دارین و مدارج نشأتین واضح آنکه رقیمهٔ مودت ضمیمه مشتمل بر غایت مراتب اخلاص و نهایت
مدارج اختصاص مع تفاصیل احوال خیرمآل در حین انتظار رسید مضامین مندرجه از تحریر دلپذیرش اجمالاً و از تقریر
فضیلت پناه ملا میر عالم آخند زاده تفصیلاً واضح و لائح گردید - الحمد لله والمنة که محبت دیرینه و خلت پارینه تا حال
بسان سرو نونهال در سینهٔ بی کینهٔ اخلاص گنجینه بکرم رب الارباب سرسبز و شاداب هست حق تبارک و تعالی
بقدرت کامله و تربیت بالغهٔ خود این شجر موالات را مثمر ثمرات گرداناد آمین یا رب العباد - آنچه از تحریق انواع
پیچ و تاب قلق و اضطراب در مفارقت خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت ذخائر آن عظمت نشان
و سردار کلان رقمزدهٔ کلک مودت سالک شده بود انشاء الله تعالی در مقدمهٔ صیانت خان مسعود از شر کافر مردود
دعا کرده خواهد شد حضرت رب کریم بفضل عمیم خود در موقف اجابت آرد فاما آنچه استشاره در تدبیر استخلاص آن
نوجوان از پنجهٔ ظالم نامهربان نوک ریز خامهٔ محبت شمامه بود پس حقیقتش آنست که در هنگام تفویض آن سعید در
دست عدو عنید هیچگونه مشاورت به اینجانب ننموده بودند تا الحال در مقدمهٔ استخلاص استصواب فرمایند بالفعل
چارهٔ استخلاص آن بیچاره غیر ازین هیچ بنظر نمی آید که جمیع اقربا و اصدقاء آن گرفتار رنج و بلا تمامی همت خود را فراهم
آورده دفعةً شورشی عظیم بر سر آن لئیم بوجهی برپا کنند که بالاضطرار از آن برخوردار دست بردارد و آنچه در مقدمهٔ
تعطیل و اهمال و تسویف و امهال در اقامت جنگ و جدال با اهل کفر و ضلال تا زمان استخلاص آن عزیز از قبضهٔ
متعدی بی تمیز نگارش فرموده بودند پس حقیقتش آنست که ما مردم امتثال احکام رب العالمین و احیای سنت
سید المرسلین ترک اهل و عیال خود گزیدیم و مهاجرت اوطان و اخوان ورزیدیم و جمیع ماسوی الله را پس پشت
انداختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العباد قبلهٔ همت ساختیم و علائق راسخه که با فرزند و عیال و مال و منال
و اوطان و اخوان می باشد از سویدای قلب برکندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل
و اهمال را هیچگونه در مقدمهٔ اقامت این رکن رکین و نصرت دین سید المرسلین بدون توقع منفعتی از منافع دنیوی
روا نداشتیم و از پاسداری محبان قدیمی و اخوان صمیمی درین ماده دست کشیدیم و از ملاحظهٔ منافع و مضار جان خود
درینباب دست برداریم و از پاسداری ماسوی الله درین راه بیزار - بالجمله شب و روز در کار و بار خود چالاکیم
و از لحاظ چپ و راست بی باک و در تدابیر نصرت دین را قلیم و از پس و پیش غافل - ما بندگان عبودیت شعار
را چه یارا که در امتثال احکام مولای خود دمی توقف ورزیم و عاجزان خاکسار را چه طاقت که بر مصروف شدن
جان و مال در راه قادر ذو الجلال نوعی تأسف کنیم پس توقف و انتظار در مقدمهٔ استیصال اشرار بدون مظنهٔ
حصول رضای پروردگار خیالیست پر اختلال و وهمی است سراسر باطل و محال و اگر بالفرض قدری مهلت

ساداداریم لاابالیان براقوال شما بهست آریم واعتماد مسلمان خالص الایمان بر مواعید مواثیق سرداران خیلے متعذر الحصول پس تا خیرانا مردم غیر با مول شب و روز در نقیدہ سعی بجان و دل بجا می آریم واتمام آن از درگاه واهب العطایا امیدداریم با بحیاتا جان در بدن و سر بر تن ست بهمین کار در باریم وانجام این کار بدست قادر یکتا می شماریم در صورت فتح توقع غلبۂ دین ست در آل و در صورت شکست نقد شهادت آید فی الحال در هر دو صورت بمقصدِ خود فائزیم وبلاِ جود کامیاب وبسان سرو آزاد در بهار و خزان سرسبز و شاداب باقی تفاصیلِ احوال از زبان صدق ترجمان ملا میر آخوند زاده بمنصۂ ظهور خواهد رسید- والسلام مع الاکرام- ۲۵ ذی الحجه ۱۲۴۳ هجری

نمبر ۷۲ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم- از امیر المومنین سید احمد بجدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل بر قوت استعداد آن عالی نهاد در اقامت جهاد و استیصال کفر و فساد با دیگر مراتب اظهار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجه واضح گردید الحمد لله و المنة که عزم اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرۂ متمردین در دلِ جلادت منزل آن سردار جلالت آثار هویدا گردید الحق مثل این علو همت و تاکد عزیمت شایانِ شان مثل آن عظیم الشان تواند بود- هر چند سعی در اقامتِ این رکن اسلام یعنی قتال با کفارِ لئام در هر زمان و هر مکان واجب ست اما درین چنین زمان که وقتِ شورش اهلِ کفر و طغیان ست بر ذمۂ جماهیر مومنین عموماً و مشاهیر مسلمین خصوصاً واجب و اوکد هر قدر که حصول معنی اقتدار و کثرتِ جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار و وجاهت در اصلاح و اقطار بیشتر اقامت این رکن دین و اعلان دین سید المرسلین مؤکد و لهذا هر که از سرداران نامدار و روسا و ذوی الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید مختار موفق میگردد مستحق اجر جزیل در عقبی و ثنائے جمیل در دنیا می شود و حصول سعادتِ اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجه احسن نصیب او میگردد و کذا حادِ مسلمین بلا ادراک آن خیلے متعذر و اگر معاذ الله از ایشان در اقامت همین امر ماثور ادنی تساهل و قصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکهم تمام رعایا و عساکر ایشان بالکل درین باب دا با تغافل و تساهل خواهند داد پس بحکم من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها اعمال ایشان بمعاصی جمیع رعایا و سپاه مشحون و سیاه خواهد گردید درین باب نیک نیک تامل فرمایند و خود غرضی[له] ما بکار بر بند از قبیل مخیلات شعراء و نکات بلغا که مخض بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریر می کشند نشمارند که این مضمون

له وساوس خاطره

در کلام ملک علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح است پس کسیکه ایمان بالله و با رسول و بالآخرة می دارد البته
بیقین قطعی میداند که این امر محض صدق بحت است پس باوجود این تغافل و تساهل در محکمهٔ حساب و کتاب
بحضور رب الارباب شنیدنی است و در مجازات آن چه انواع رنج و متاعب و اجناس تکالیف و مصائب کشیدنی است
فاما آنچه در ظن اکثر تجربه کاران زمان مرتکز است که بغیر اعانت سرداران تاجداران و اصحاب مکنت و اقتدار حصول این
معنی صورت نمی بندد پس این خیالیست محال و احتمالیست پر اختلال زیرا که ممکن است که حق جل و علا بقدرت
کاملهٔ خود دیگر سعادتمندان ازلی و مقبولان لم یزلی را که از ضعفاے مسلمین و فقراے مخلصین باشند بر روے کار آرد که به
محض عنایت خود این مهم عظیم از دست ایشان برآرد و قال الله تبارک و تعالیٰ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ باقی احوال
این حدود بکرم رب ودود درین سنوات که این عاجز از دار السلطنت کابل برآمده و اضلاع جلال آباد و نواحی پشاور
را طے کرده در بلدهٔ نوشهره رسید درین اثنا لشکر مخالفین بموضع اکوره بکمال جمعیت و نهایت استکبار و نخوت آمده
ایلاق کرد هر چند همراه این فقیر جمعے قلیل بے سر و سامان بودند اما از انجا که طالبان رضائے حضرت خلاق بودند و در
صرف جان و مال نهایت مشتاق بنا برعلیه ایشان را شبا شب از دریاے لنڈه عبور کنانیده بر سر کفار نگونسار بطریق
شبخون و تاخت روانه کرده شد و در آخر همان شب بحکم حضرت رب العالمین جنود مجاهدین بر سر آن غافلین رسیده
از اسلحهٔ دور دست مثل تیر و تفنگ درگذشته آنها را از زیر تیغ بیدریغ گرفتند معسکر ایشان از خون ایشان لاله زار
ساختند چنانچه جمعے کثیر را از ایشان که قریب یکهزار باشند یا ازین هم بسیار بدار البوار فرستادند و جمعے را بزخمهائے
پر خطر تا لب سقر رسانیدند و اجناس نفیسه از قسم اسپ و شتر و یراق وغیره بیش از بیش بردند بعضے از ان آنچه
بمرتبهٔ شهادت مشرف گردیدند بجنت الماوی ماوی ساختند و اکثر ایشان بشمول حفاظت ربانی و کفالت رحمانی
بمعسکر خود مراجعت نمودند و این شبخون کفار بدکردار را بحدے شکست داد که از مقام اقامت خود برخاسته بمقامے
دیگر بار انداختند و از شدت خوف گرداگرد معسکر سنگ زدند بعد ازان فقیر از بلدهٔ نوشهره برخاسته بموضع هند آمده
اقامت نمود و مومنین این اقطار از دریائے اباسین عبور نموده بر سر شهر حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن
اقطار بوده تاخت آورده چهار صد ناکس را بجهنم رسانیدند و اشیائے نفیسه و اموال خطیره از نقود و اجناس بدست
عموم الناس آنقدر افتاد که از تحریر و تقریر بیرون است بعد ازان ابواب جنگ و جدال و قتل و قتال مفتوح گردید و شب
و روز نصرت آسمانی و تائید رحمانی باران صفت می بارد و از جمله تائیدات الٰهی این است که اجتماع جنود مجاهدین
هر چند بسیار از بسیار بود لیکن از بسکه لشکر بے سر بود مثل بلوائے عام در کوچ و مقام بے انتظام می نمود بنا برعلیه
بر طبق فحواے کلام ملک علام و احادیث سید الانام علیه الصلوٰة والسلام و فتواے فقهائے عظام و صوابدید عقلائے

ذوی الافهام مصلحت وقت چنان اقتضا کرد که اقامت این رکن رکین اسلام یعنی نصب امام بوجه مشروع صورت
نمی بندد بنا بر علیه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه ۱۲۴۲ هجری مقدس باتفاق مشاهیر سادات کرام و علمای اعلام و مشائخ
عظام و صاحبزادگان ذوی الاحترام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بیعت
امامت بدست اینجانب واقع گردید و بروز جمعه خطبه بنام اینجانب خوانده شد هر چند این عاجز خاکسار و ذره
بمقدار بحصول این مرتبه منیف اولاً به اشارات غیبی و الهامات لاریبی مبشر بود ثانیاً بحصول این منصب
شریف باتفاق جماعات اهل اسلام از خواص و عوام مشرف گردید لیکن رب غفور که علیم بما فی الصدور و دانای
نهان و آشکار و محیط بر لتب اعلان و اسرار است گواه است برین معنی که این فقیر را از قبول این منصب شریف غیر از
اقامت جهاد و صحت جمعه و اعیاد و امثال آن از اظهار احکام دین و اعلای کلمه رب العالمین غرضی دیگر از
اغراض دنیویه مثل تحصیل مال و عزت و جاه و سلطنت یا حصول معنی تسلط بر قری و امصار و اضلاع و اقطار یا تذلیل
اهل ریاست و سیاست یا اهانت ارباب ریاست یا تنفیذ احکام خود بر بندگان ملک دیان یا تحصیل معنی
ترفع بر اخوان و اقران هرگز هرگز نیست بالجمله شعبه وسوسه شیطانی و شائبه هوای نفسانی باین داعیه رحمانی اصلا
مخلوط نگردیده و از بسکه اقامت این امر خالصاً لوجه الله الکریم بوقوع آمده بود بنا بر علیه آثار آن هویدا گردید چنانچه
جمعی کثیر و جمعی غفیر هزاران هزار بلکه بی عدد و شمار از هر جانب مثل مور و ملخ فراهم آمد نموده می آیند و در میدان
جلادت و دیانت داد شجاعت و حمیت داده اند و می دهند و علاوه برین آنکه حق جل و علا بکرم عمیم خود علائق
خوف و طمع را از ما سوای خود منقطع گردانیده است نه از شوکت مخالفین خوفی فی الحال داریم و نه از کثرت موافقین
طمعی - آری اینقدر میدانیم که هر که جان خود را در سلک مجاهدین منسلک گردانیده دعوی ایمان خود را مبرهن
کرد و هر که درین وقت پهلو تهی کرد باد حسرت بدست برد - ای مدعیان دین بیائید و در نصرت دین خود جان و
مال ببازید تا گوی سعادت جاودانی و راحت دو جهانی بربائید چنانکه بنعم منعم حقیقی عمرها گذرانیده اید الحال در
ادای شکر آن مال و جان خود را حاضر کرده کوشش بلیغ نمائید تا سعادت دارین و ریاست کونین حاصل کنید؛

نمبر ۲۷) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم غلجائی از مقام پنجتار

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعه خوانین کرام و اراکین عالی مقام و ملکان ذوی الاحترام
و سائر مومنین غلجائی کثرهم الله تعالی و وفقهم لما یحب و یرضی - بعد سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه
هر چند اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد بر جماهیر مومنین عموماً و مشاهیر مسلمین خصوصاً در هر زمان و هر مکان واجب
و موکد است اما درین جزو زمان که وقت شورش کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیده بنا بر علیه این بنده ضعیف
با جمعی از مومنین صادقین از وطن مالوف خود برخاسته محض لله فی الله برای اقامت این رکن رکین و نصرت

دین متین کمر ہمت بستہ دانائے نہان و آشکارا نیکو آگاہ و خبردار است کہ سوائے اعلائے اعلامِ دین و
احیائے سنتِ سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان ندارم درینصورت بر ہر مومنِ راسخ الاعتقاد و
مسلمِ کامل الانقیاد واجب و لازم کہ غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را کار فرمودہ براعانتِ دین و نصرتِ
شرعِ مبین کمرِ عزیمت چست بندند و در صرفِ جان و مال در راہِ ذوالجلال دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از
ادائے این عبادتِ عظمیٰ و ادراکِ این سعادتِ کبریٰ روگردان نباشند تا روزِ جزا در محکمۂ حساب و کتاب بحضورِ
ربّ الارباب بسرخروئی برخیزند و روبروئے خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شرمسار نشوند کہ شکرِ نعمتِ
مال و منال و جاہ و عزت طلب شدنی است و از تغافل و تساہل در اطاعتِ فرمانِ رب العزت سوال
متوجہ گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگر امروز جان و مال
در راہِ ایزدِ متعال صرف نگردید فردا وبالِ جان است و ہیچ کار آمدنی نے۔ پس اگر کمرِ ہمت چست بستہ
درینباب دادِ شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہِ تائیدِ دین قدم ثابت خواہند نہاد آنچہ اجرِ جزیل
از حضورِ ملکِ منّان و ثنائے جمیل درمیانِ اخوان و اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل نہان نیست
فاما آنچہ منافعِ بسیار و محاصلِ بیشمار از عزّت و وجاہت و دولت و مکنت بدست خواہند آورد بیرون
از اندازۂ قیاس خواہند بود انشاء اللہ تعالیٰ ہم مناصبِ موروثی ایشان بدست خواہند آمد و ہم نظر بر مساعیٔ جمیلۂ
ایشان درینباب فوائد بیش از بیش علاوہ برآن حاصل خواہند شد زیادہ والسلام والاکرام مرقومۂ بست و
نہم ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ ہجری ؎

(نمبر ۲۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمدؒ بنام شاہ پسند خانصاحب وزیر شاہ محمود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ عمدۂ خوانین عظام زبدۂ اراکین عالی مقام والامناصب
کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خان سلمہ اللہ تعالیٰ وعظّمہ بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ ایزدِ متعال و منعمِ لایزال بمحض جود و نوالِ خود آن کثیر المناقب را بمناصبِ عالیۂ
ریاست و مراتبِ رفیعۂ حکومت نواختہ و بانواعِ نعم و حشمت و شوکت و اصنافِ شیمِ شجاعت و شہامت
بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکرِ این دولتِ عظمیٰ و لازمۂ سپاسِ این موہبتِ کبریٰ آنست کہ در بابِ طاعت
احکامِ ملکِ علام بالِ ہمت کشایند و راہِ فرمانبرداری در رضاجوئی پروردگار بقدمِ عزیمت پیمایند و کمرِ ہمت
چست بستہ و نیتِ قلبیہ درست نمودہ در اعانتِ ملّتِ بیضا و حمایتِ شریعتِ غرا مساعیٔ جمیلہ بروئے
کار آرند و محبتِ اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداختہ و رضامندی و خوشنودیِ ایزدِ کریم را قبلۂ ہمت
ساختہ در اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنتِ سید المرسلین ہمتِ عالیہ گمارند کہ اینہمہ مال و منال

سریع الزوال واین حشمت و ریاست فنا آل روزے گذشتنی وگذاشتنی است و روز جزا در معرکۂ پرہول حساب
وسوال وجواب روبروے رب الارباب حاضر شدنی پس مقتضائے حرارت ایمانی وغیرت اسلامی آنست کہ در
راہ رضائے مولائے خود جان بازند وجہان آزمند ما سوی اللہ را پس پشت اندازند وباقامت جہاد بر کفر وعناد و
ارباب بغی وفساد سازند واین جان ناتوان ونہاد سست بنیان را بجا ونذر حقیقی بسپارند وزندگانی فانی بعوض
حیات جاودانی بفروشند ودر تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو ہمت ووفور رغبت بکوشند ودر تالیف نام
ونرغیب خواص وعوام بسوئے اقامت این رکن رکین وامانت دین متین جد وجہد بلیغ بکار برند ودادِ کوشش
دہند خصوصاً حضور لامع النور حضرت بادشاہے بطور مناسب وانداز معقول این مضمون عرض لازم القبول
فرمایند وگوش حق نیوش ملازمین انجناب عالی را بدر مکنون خوش بیانی وگوہر فشانی چنان آرایند کہ مدعائے
دلی وخواہش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جہاد بر اہل کفر وضلالت واستیصال بیخ وبنیاد اہل بغی ونخوت از پردۂ
اختفا بظہور آید واز قوت بفعل گراید وبنوعے مشارکت فقیر وند نباب بمعرض قبول افتد وبوجہ من الوجوہ معاونت
دین رب الارباب بمنصۂ ظہور جلوہ آرا گردد ہرچند نہضت فرمائی دائرۂ دولت واقبال آنحضرت ورونق افزائی
قدم میمنت لزوم آن والا ہمت باین دیار واقطار متعسر ودشوار ہست کہ حاجت روائی رعایا وانجاح مسئول و
اصول وادرسی برایا مانع این کار زینا ہر واشکارا اما انفاق ہرمالی مقدار در باب سرانجام این امر عظیم ومہم فخیم نسبت
بکسے از حمد واراکین عقیدت وفدویت آئین خیلے آسان ویسیر الحصول ومنجاست واستراض این دامنیکہ از
امداد شرع ربانی نظر بوفور رغبت وتاکد عزیمت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت ہست وقابل قبول تعجیل
بہر وجہیکہ دانند وتوانند باعانت دین متین ونصرت شرع مبین بجان ودل بکوشند تا فردا روز جزا روبروئے
حق تبارک وتعالی وحضرت سید الوری افضل البرایا تشریف شرف وخلعت عزت بپوشند کہ ثمرۂ تکلان مولی ہمین
است ونتیجۂ حق شناسی مالک چنین کہ مادر عجلی برائے مکافات ہمین مہیا است در روز جزا درائے الفاء عہد
حقہ حوض حسنین بیر وبہا مانجہ ثمرات این جبر جمیل ونتائج این جہد جزیل در دنیا خواہند دید کہ از دید وشنید
بیرون ہست اندہم دخیال فزون انشاء اللہ تعالی نزد مناصب رفیعہ حاصل خواہند دید ومراتب منیعہ واصل
الحاصل کہ بالفعل کار ردیا نہ دیگر را بجائے خود واگذارند وہمہ ہمت بہ نصرت دین متین واعلائے کلمۂ رب العالمین
واستیصال کفرۂ متمردین وشکست وفق این فرق لامیین بگمارند کہ در سرانجام آن ہم دنیا وہم دین وہم منفعت
آخرت بسیار ہست وہم بہبود معاملہ خارج انعد وحصار ہم جالب رضائے ایزد متعال ہست وہم باعث حصول
حشمت وشوکت بر اقران وامثال وموجب ازدیاد مال ومنال ہست ووسیلۂ عزت واقبال وعلاوہ ازین
نیکنامی در دنیا نقد وقت ہست ودر دین نجات موقت پس لابد بامتثال اوامر الٰہیہ کار فرمایند تا کہ عزیمت

نمایند کہ مقتضائے غیرت ایمانی ولازمۂ حمیت اسلامی ہمین است وبس والسلام مع الاکرام ۔ مرقومہ دوم محرم الحرام ۱۲۴۲
ہجری از مقام پنجتار ۔

(نمبر ۲۹) استفتاء در مخالفت امام مجمع علیہ انام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین درین صورت کہ جمعے کثیر وجمے غفیر از علمائے
اعلام ورؤسائے ذوی الاحترام بردست امام ہمام خلیفہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سید احمد امیر المؤمنین سید احمد
مد اللہ ظلہ بیعت امامت بجا آوردند واطاعت آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنابر خدمت دین واجرائے
احکام شرع مبین امرے اصدار فرمایند وکسے از مسلمین خواہ رئیس باشد خواہ ضعیف امر آنجناب را رد نماید
وبر مخالفت ایشان مستعد شود حتی کہ بنابر رد حکم آنجناب بر قتل وقتال وجنگ وجدال آمادہ گردد درین صورت
حکم شرع شریف در مقدمۂ مخالف مذکور ورفیقان او چیست ۔ بینوا توجروا ۔

جواب ۔ امامت چنانکہ مذکور شد بہ بیعت علماء ورؤساء مذکورین منعقد گردید زیرا کہ امامت بہ بیعت یکے از
مسلمین منعقد میگردد چہ جائیکہ جمعے کثیر وجمے غفیر از ایشان بیعت مذکور بجا آرند قال فی شرح الفقہ اکبر ینعقد
الامامۃ بعقد واحد وہکذا فی شرح المقاصد وشرح المواقف ووقتیکہ امامت آنجناب ثابت گردید پس انکار
از حکم آنجناب اثم صریح است وجرم قبیح قال اللہ تبارک وتعالی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ
اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ (و) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ومن اطاعنی
فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد
عصانی (ایضا) من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات میتۃ جاہلیۃ (ایضا) من خلع یدا عن
طاعۃ لقی اللہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ ۔ وچون سرکشی مخالفین بحدے رسید کہ بدون برپا کردن معرکۂ قتل
وقتال وجنگ وجدال از مخالفت دست بردار نشوند وبر حکم امام گردن ننہند پس جمیع مسلمین مامور می شوند کہ بر ایشان
لشکر کشی کنند وحکم امام بر ایشان جبرا جاری گردانند (قال اللہ تبارک وتعالی) فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىہُمَا عَلَی
الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰہِ (وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) انہ ستکون ہنات
وہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان (ایضا)
من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ ۔ (قال فی
مختصر الوقایہ) والبغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام فیدعوہم الی العود فان تحیزوا
مجتمعین حل لنا قتالہم بدأ ۔ پس لابد ہر کہ از لشکر امام درین معرکہ مقتول خواہد گردید پس ہموست شہید
ناجی وہر کہ از لشکر مخالفین مقتول خواہد گردید ہموست طرید ناری وموت این مخالفین اقبح است از سائر

فاسقین مثل زناة و سارقین چه نماز جنازه بر سائر فاسقین ادا کردن واجب است بخلاف این مخالفین که نماز
جنازه بر ایشان هم جائز نیست کما فی الدر المختار والله اعلم بالصواب +

نمبر ۳۳ - مکتوب از جانب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم الله الرحمن الرحيم - از عبده ضعیف محمد اسمٰعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیر الدوله بهادر
زاد اقباله وضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی که
بدست شجاعت نشان عبد الحمید خان بنام این ضعیف ارسال فرموده بودند خان ممدوح بعسکر اقبال یکم
رسیدند تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبان واضح البیان خان ممدوح بوضوح انجامید - حاجی محمد صابر که
سابق از ایشان بعرصهٔ قلیله رسیده بودند از زبان ایشان چنان بوضوح پیوست که اکثر مدعیان اسلام
از سکان هندوستان از قسم دانشمندان کتب فضیلت نمائے و سالکان طریقت پیشوائے و امیران نخوت شعار
و اتباع ایشان از فساق و فجار بلکه جمیع منافقین اشرار و فاسقین بدکردار از ملت محمدیه دست بردار شده
راه کفر و ارتداد و طعن بر ساعیان جهاد اختیار نموده اند و وساوس شیطانی بطریق نیابت از وسواس خناس در
قلوب طالبین حق القا کرده اند و در راه راست ملت محمدیه صحیح و طالبین حق را سد راه گردیده اند آن گروه
شقاوت پژوه بیشک بنص یزدانی مورد لعن رب العالمین شدند چنانچه حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید
أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا الآیة چنانچه پاره از اشکالات
ایشان که بحسب ظاهر ایهام ابهام در حکم اسلام ایراد کرده بودند بحسب حقیقت آنهمه اشکالات بر کلام ملک علام
و بر ذات سید الانام وارد میگردید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالا اشکالات
مذکوره از کلام رب العالمین و سنت سید المرسلین رد کرده بحاجی ممدوح باحسن وجه بیان کرده شد هرچند
حاجی صاحب ممدوح که طالب حق بودند از حال مذکور منتفع گردیدند اما این ضعیف را یقین قطعی باین معنی حاصل
است که تقریر مذکور هیچ منفعتے بملاعین مذکورین نخواهد رسانید که سند تقریرات مذکوره از کتاب و سنت است و مقصود
منافقین مذکورین در ایراد اشکالات بر چنین کتاب و سنت است و مطلب ایشان رد و قدح بر سیرت
نبویه است پس جواب ایشان غیر ضربت السیف چیزے دیگر نمی تواند شد معاذ الله که استطاعت این امر حاصل
نیست جواب ایشان همین عدم التفات بکلام ایشان است و بس بموجب بیت آنکس که بقرآن و خبر
زو نرهی + آنست جوابش که جوابش ندهی + آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت
ضرب المثل انشاء الله عند الملاقات حقیقت این امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواهم نمود اما درین حین خود بیان
که وقت شورش وساوس شیطان است محافظت جان خود از وساوس آن شیاطین و خرافات جنود ابلیس

ایشان واجب و موکد دانند تا زمان اِلتفات برادران بہمین نکتہ قناعت فرمایند کہ آنچہ از سیرت سید المرسلین و جمیع خلفائے راشدین و اہل بیت مطہرین و صحابہ مکرمین ہمین است کہ تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات روز و شب را در سعی اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را بہمین مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایہ را در ہمین شغل ہمین سعادت عظمی شمارند خواہی مذکور بانجام رسید یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود است در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ادوار و طور از برہم تقلب اقبال و ادبار و برہم زدن ملل و دول پس تعلق بقدرت کاملہ ربانی میدارد نہ باستطاعت ناقصہ انسانی و مسلمانان محمدی را ہمین لازم است کہ مال و جان و عزت و آبروئے خود را در ہمین راہ دربازد و آنرا عین سعادت خود شمارد و ترقی و تنزل موافق رضا بقدرت کاملہ ربانیہ سپارد و بموجب این بیت بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف + گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف + و صرف اوقات را در ہمین مساعی معظمہ عبادات انگارد و قرب حق را در ہمین راہ منحصر پندارد و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ را معطل کردہ مردانہ وار در ہمین میدان درآید خرد مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار + بگذارند و خم طرۂ یاری گیرند + پس آنچنان لازم کہ ہمین راہ را راہ خدا و رسول انگارند و ہر کہ درین امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملہ اعدائے دین و مطرودان رب العالمین مثل اقوام سکھ و ہنود ان شمارند والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۱۳) از مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بخدمت معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول بارگاہ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی و رقیمہ گرامی متضمن بر کلامیکہ فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا - آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مشاہین سوال و جواب را منقح گردانیدہ و آنرا کسوت تالیف رسالہ پوشانیدہ ارسال باید داشت - مخدوما حقیقت الامر این است ہر چند کہ تحریر و تقریر ہم در مقدمات نوعے از جہاد است فاما این ضعیف بلکہ سائر حاضرین انتظام در امرے مشغول اند کہ تقریرات و تحریرات را در آن امر اصلا گنجائش نیست حال ما مردم بہ نسبت حال اہل تحریر و تقریر مشابہ حال شخصے است کہ بہ نفس ادائے صلوۃ مشغول است بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوۃ می نماید پس ہر چند تعلیم مساعی صلوۃ ہم از جملہ مقدمات صلوۃ ہست فاما حال ادائے نفس صلوۃ مانع است از اشتغال بہ تعلیم مساعی صلوۃ - کسیکہ حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسلک قیل و قال و بحث و جدال خواہ حق باشد خواہ باطل دیگر و مسلک اینہا مردم دیگر - مسلک اول از جنس مسلک علما است و مسلک ثانی از جنس مسلک سپاہیان

دستان بنهها حالا انکه درین مقام چند کلمه تحریر کرده می شود تا نهم بر خاطرِ فاتر بس گران است فاما بنابر پاس خاطر
خاطر نوشته می شود که در انعقادِ امامت جناب امیر المؤمنین بر قانونِ حدیث و کلام و فقه اصلا شبه نیست
وآنچه مخالفین از جنسِ قبائح با نجناب یا با تباعِ آنجناب نسبت می نمایند پس اولاً اینکه آنچه بذاتِ آنجناب
نسبت می کنند آن همه سراسر باطل است واز وهمیهٔ صدق عاطل و آنچه برفقائے آنجناب نسبت می نمایند
پس اکثرے از انهم مطابقِ واقعه نیست بر تقدیرِ تسلیم پس قبح رفقائے امام هرگز در امامتِ آن قادح نیست
چنانچه قبح امتیان هرگز در ثبوتِ نبیِ ایشان قدح نمی تواند کرد و نیز بر تقدیرِ تسلیم آنچه بذاتِ آنجناب هم
نسبت می کنند پس ظاهر است که آنهم در ثبوتِ امامت با نضمامِ آن اصلا قادح نیست چه منتهائے آن
قدح در مراتبِ ولایت است و ثبوتِ مراتبِ ولایت اصلا در شروطِ امامت نیست بلکه فسق و ظلم هم بسبب
زوالِ امامت بعد ثبوتِ آن هرگز نمی تواند شد چنانچه در احادیثِ متواتره و عباراتِ اسلافِ ما خلاف و
فقهائے متکلمین بر آن دلالت می دارد بالجمله مدارِ کلام بر همین دو امر است اول ثبوتِ امامت بعد از ان
عدمِ زوالِ آن بسببِ اعتراضاتِ مسطوره اما مقدمهٔ اولی پس بیانش آنکه طریقِ ثبوتِ امامت را از کتبِ
حدیث و کلام و فقه تفتیش باید کرد و در مقدمه روایاتِ قوی را از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و
بعد از ان خلاصهٔ مضمونِ قوی راجح که در بابِ طریقِ انعقادِ امامت است منقح کرده در ذهن ملحوظ باید داشت
و بعد از ان تامل باید کرد که در ما نحن فیه آن امرِ منقح متحقق است یا نه هر چند حقیقت الامر در امثالِ این مقدمات
بمشاهده منکشف می گردد که لیس الخبر کالمعاینة حدیثے است ماثور و شنیده کے بود مانند دیده مثلے است
مشهور اما بنابر آنکه مشاهدهٔ حال بنسبتِ غائبین مفقود است پس انکشافِ حال بر سبیلِ اجمال به نسبتِ
ایشان از اطلاع بر اخبارِ این مجمع اخیار هم بقدرِ ضرورت می تواند شد بنابر آنکه یک قطعهٔ پرچه اخبار اطلاع
مع چند قطعاتِ کواغذ دیگر که شارحِ قطعهٔ مذکور می تواند شد بخدمت ارسال داشته شد تا بوجهٍ من الوجوه حقیقت
الحال منکشف گردد پس هر که در مقدمه بخوبی تامل خواهد کرد لابد انعقادِ امامتِ آنجناب اذعان خواهد نمود اما
بمقدمهٔ ثانیه پس آن را هم از کتبِ حدیث و کلام و فقه تفتیش باید نمود که کدام کدام امر باعث انعزالِ امام
از منصبِ امامت شده است خود ما بین نجدے در بارگاهِ آنجناب بعید است که کس از کفار یک و غیرهم ادعائے وجود
این قبائح در ذاتِ آنجناب نمی تواند کرد بالجمله چون امامتِ آنجناب ثابت گردیده هیچ امرے که باعث
انعزالِ آنجناب از منصبِ امامت باشد یافته نشد پس اطاعتِ آنجناب بر کافهٔ مسلمین واجب
گردید هر که امامتِ آنجناب ابتداءً قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس هم و سنت باغی مستحل الدم که قتل
او مثلِ قتلِ کفار عینِ جهاد است و مرتکب او مثلِ مرتکبِ سائر اهلِ فساد عینِ مرضی ربّ العباد چه مثالِ

این اشخاص بحکم احادیث متواتره از جمله کلاب رفتار و ملعونین اشرار اند این است مذهب این ضعیف در مقدمه
پس جواب اعتراضات معترضین نزد این ضعیف همین ضرب بالسیف است نه تحریر و تقریر اما آنچه ذکر می نمایند
که برائے مقابله اهل شوکت مماثلت ایشان در شوکت ضروری است پس میگوییم اولاً اینکه این مقدمه کوژ
ممنوع است بلکه سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشد
یا نباشد قال الله تبارک وتعالی وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (ولم یقل) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مِثْلَ مَا اَعَدُّوْا
لَکُمْ وثانیاً آنکه معنی وجود شوکت این نیست که در جسم امام قوتے بهم رسد که همان وقت دولت مخالفین را
بهم زند بذات خود تمام جنود و عساکر ایشان را هزیمت دهد بلکه معنیش همین است که جماعات موافقین همراه او
بحدے مجتمع شوند که باعتبار ظاهر عقل مدافعت مخالفین بقوت ایشان می تواند کرد و مراد از اجتماع این نیست
که در هر آن گردا گرد او ایستاده مانند بلکه معنیش همین است که ایشان را بذات او علاقه بهم رسد که مقتضائے آن
علاقه در حق ایشان طاعت احکام او باشد مثل علاقه نوکری در عرف سلاطین و علاقه قرابت و برادری در عرف افاغنه و در عرف
شرع همین علاقه بیعت را اعتبار فرموده اند پس چنانکه صاحب شوکت در عرف سلاطین همو ست که مجمع کثیر از نوکران را
داشته باشد و در عرف افاغنه همانست که مجمع کثیر از اولس داشته باشد همچنین در عرف شرع امام صاحب شوکت همانست که مجمع کثیر
از مسلمین دست او به بیعت امامت بجا آورده باشند چه علاقه بیعت نزد شارع اقوی است از علاقه نوکری و قرابت پس جناب امام همام را شوکت شرعیه
بالفعل بحمد الله حاصل است که بمراتب اقوی است از شوکت مخالفین چه سرداران پشاور که صاحب عساکر و جنود
و توپ و شاهین اند و خوانین سوات و بنیر و سمه و همه خواص و عوام ایشان و پاینده خان تنولی بیعت
امامت بر دست آنجناب بجا آورده اند و شمار این اشخاص به لکهوکها میرسد پس لابد شمار عساکر آنجناب
بحدے خواهد رسید که شمار جنود کسے از مخالفین هرگز بآن حد نمیتواند رسید اما اینکه بعضے از ایشان نکث
بیعت نموده و حق آنکه اطاعت است بجا نیاوردند پس محتمل است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس
آنمعنی اصلا در شوکت شرعیه قدح نمی تواند کرد چنانکه بسیاری از نوکران نمکحرامی می کنند و در بدخواهی
آقائے خود می کوشند پس احتمال است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس چنانکه این احتمال در شوکت
عرفیه سلاطین قدح نمی کند پس همچنین آن احتمال در شوکت شرعیه ائمه قدح نمی تواند کرد ثالثاً آنکه مماثلت
شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفره شرق و غرب اصلا مراد نیست والا امامت هیچ امامے از سابقین
ولاحقین ثابت نگردد پس مماثلت با شوکت همین مخالفین مراد باشد که بالفعل مقابله با ایشان در پیش
است و در ما نحن فیه اینقدر شوکت البته متحقق است که مماثل شوکت ناظمان چهچهه و هزاره و پکهلی میتواند
شد اگرچه مماثل شوکت راجه رنجیت سنگه نباشد و کلام کس بایشان خبر داده که جناب امام همام همین

جمعیت قلیله عرم لاهور میدارند بلکه شب و روز در اندیشهٔ جمعیت مسلمین و ترقی شوکت ایشان مساعی بلیغه
بجا می آرند و عروج شوکت اسلامیه تدریجا امید میدارند و این امر اصلا مستبعد الوقوع نیست بلکه در انقلاب
ملل و دول همین سنت الله جاری است که ضعیفے از ضعفا را حادثات روزگار مثل نادر شاه و رنجیت سنگه وغیره سر
می برآید و آهسته آهسته از رفقا جماعتے بهم می رساند و قوتے و شوکتے تدریجا بدست می آرد حتی که سلطنت
سلاطین عظام و مملکت خوانین ذوی الاحتشام را برهم میزند چه بلا بے انصافی است کسیکه محض برائے طلب
دنیا کمر بسته باشد در حق او گمان فتح و نصرت نمایند و بر همین گمان رفاقت او اختیار کنند و کسیکه محض لله و فی لله
و ابتغاء لوجه الله برائے نصرت دین حق مستعد گردد در حق او اصول یعنی فتح و نصرت مستبعد می پندارند و
آنرا از جمله اوهام بعیده شمارند و اشکالات رنگارنگ و اعتراضات گوناگون بر وارد گردانند و خود رفیق او
نشوند بلکه عوام مسلمین را از رفاقت او متنفر گردانند و آخر شده شده نوبت باین حد رسانند که در برهم زدن
کاروبار جهاد سعی نامشکور بجا آرند الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجا و در اینجا
آنکه سلمنا حصول شوکت قویه شرط اقامت جهاد با اهل شوکت باشد و آنجناب را شوکت بالفعل حاصل
نیست لیکن می پرسیم که طریق حصول شوکت برائے امام وقت چیست آیا شوکت باین طریق حاصل می شود
که شخصے از شکم مادر خود مع عساکر و جنود و سائر سامان جنگ بیرون برآید یا وقتیکه بر اقامت جهاد مستعد شود
پس همان وقت فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ او را عطا شود و این هنگامه شدنی
و نه گاهے شدنی است بلکه طریقش همانست که چنانچه نصب امام بر ذمهٔ کافهٔ مسلمین فرض است و مداهنت
در آن موجب معصیت همچنین تحصیل سعی شوکت هم برائے امام وقت بر ذمهٔ ایشان فرض است که کل جماعات
مسلمین از هر سو دوان نزد او جمع شوند و هر کس از ایشان بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ
کوشش نموده و اسباب آن بقدر طاقت خود بدست آورده بحضور امام وقت حاضر گردانند و لهذا در کریمهٔ
اعدوا لهم ما استطعتم و کریمهٔ جاهدوا باموالکم و انفسکم خطاب بعموم سلف متوجه گردیده نه بخصوص ائمه پس هر که
می گوید که شوکت امام شرط جهاد است و شوکت مذکوره در امام فیه متحقق نیست پس او را لازم که اول خود بیاید
و بقدر استطاعت خود سامان جنگ همراه آرد و انتظار شارکت دیگرے در این امر اصلا جائز نیست پس هر آنچه
در امر جهاد تعویق و تعطیل واقع می شود وبال و نکال آن همه بر گردن قاعدین متخلفین است بمثابهٔ آنکه نماز جمعه
بر هر کس واجب است و ادا بدون جماعت متصور نه و انعقاد جماعت بدون امام ممتنع پس اگر کسے
در خانه نشسته انتظار این معنی کشد که وقتیکه امام قائم خواهد شد و جماعت مجتمع خواهد گشت همان وقت من هم حاضر خواهم
پس لابد نماز جمعه فوت نشود آنکس عاصی و آثم گردد چه نزول امامے از عالم مقدسه د

وجماعتے از جماعات ملا یک برائے اقامت جمعه هرگز واقعه شدنی نیست بلکه طریقش همانست که هرکس از خانه اگرچه
تنها باشد بیرون برآید و در مسجد رود اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشان شود والا در همان مسجد بنشیند و انتظار
دیگرے نماید نه اینکه مسجد را خالی بیند بخانه خود باز گردد که انعقاد جماعت و اقامت جمعه هرگز باین وجه نخواهد شد
همچنین لازم که هرکس اگرچه تنها و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماع آوازهٔ دعوت امام از خانه خود
بیرون آید و جان خود را مع هر قدرے از سامان جنگ که میسر باشد در مجمع مسلمین رساند تا قیام جهاد صورت بندد نه
اینکه جان خود را از سلک عباد الله بر کشیده در زمرهٔ عباد الاجوفین داخل گرداند و این رکن رکین دین متین را
گذاشته در کاسه لیسی اغنیاء متمردین و فرج سائی نسوان ناقصات الدین مشغول شود۔ سبحان الله حق اسلام
همین است که بیخ رکن اعظم او را بر کشند و کسیکه باوجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینهٔ او
جوش زند او را ملام و مطعون سازند بیشک آن قوم از جملهٔ مجوس یا سکه یا هنود اند که با ملت محمدیه عداوت میدارند و ماذا
بعد الحق الا الضلال و یا که مقتضائے محمدیة همین بود که اگر کسے بطریق لهو و بازی ذکر جهاد بر زبان میراند قلوب
مسلمین از استماع آن بسان گل شگفته می گردید و بسان سنبل سرسبز می شد و اگر از بلاد دور دست هم آوازه قیام
جهاد بگوش هوش اهل غیرت اسلامی می رسید فی الفور دیوانه وار در دشت و کوهسار میدویدند بلکه مثل شهباز می پریدند
آیا امر جهاد باوجود این عظیم شان از پایهٔ تعلیم و تعلم مثل کتاب الحیض و النفاس هم ساقط گردید مناسب همین است
که این هواجس نفسانی و وساوس شیطانی را از دل دور گردانند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را بجوش آرند و
مردانه وار در مجمع مجاهدین در آیند و در نشیب و فراز زمانه که بر ایشان می گذرد مصابرت ورزند خیالات دور و دراز
که از عقل اسباب پرست سر می آرند دست بردارند و آنرا از اوهام جزبزه شمارند و علائق دنیهٔ دنیویه را که مانع استعجال
این امر باشد از هم پاشند بموجب بیت مصلحت دید من آنست که یاران همه کار + بگذارند و خم طرهٔ یارے
گیرند + (و در حدیث شریف وارد گردیده) انّ لقلب ابن آدم بکلّ وادٍ شعبةً فمن اتبع قلبه الشعب کلّها لم یبال الله
بایّ وادٍ اهلکه و من یتوکل علی الله کفی به الشعب + مخاطب این کلام سیادت پناه سید محبوب علی و امثال
ایشان از طالبین حق هستند که دین و ایمان را هم در جنس صفات محموده می شمارند نه مولوی نصیر الدین و امثال
ایشان که بسبب بلادت طبع و غباوت فهم منتهائے مقصود ایشان همین قیل و قال و بحث و جدال است نه
تفتیش حقیقت و اکتفا بر کنه مقال و وقتیکه این ضعیف با این هر دو بزرگ در شاهجهان آباد ملاقات میداشت
حال هر کس از ایشان بر همین منوال بود که نگارش کرده شد اما فی الحال اگر حال ایشان منقلب گردیده باشد
بر آن اطلاع نمی دارم و آنرا از ممکنات عقلیه می شمارم۔ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۳۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان زمان شاه صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور جناب محلی القاب زینت افزائے اورنگ
عزت و جلال زینت و جاہ بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت المکرم بہیم و تخت قدوۃ السلاطین
عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالہ و ضاعف اقبالہ۔ بعد از سلام و ادعیہ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح
آنکہ شقہ خاص مشتمل مراتب اختصاص بدست اخلاص نشان شیر زمان خان عز نزول فرمود محبت دیرینہ
و اتحاد پارینہ را تجدید نمودہ آنچہ درباب نزول موکب اجلال بنا بر اعانت لشکر ذوالجلال و استیصال اہل کفر و ضلال ذکر کردہ
خامہ حشمت شمامہ بود حقیقت الامر اینست کہ قدر یکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل عظمت منزل پیداست ازان زیادہ
چندانان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطہ محبت قدیم کہ فیما بین طرفین واقع ہست چنانکہ آنجناب
را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیدہ چند بار از آن این فقیر را باشتیاق ملازمت آنجناب رسانیدہ و ثانیاً آنکہ درین
ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم ضمنت کبریٰ می شمارم چہ جائیکہ معاونت پادشاہے کبیر و نیز حال این فقیر بر
آنجناب بخوبی واضح باشد یا نباشد لکن حقیقت الامر اینست کہ این فقیر را از تمامی این معرکہ آرائی و حرب و پیکار
غیر از خدمت دین و اعلائے کلمہ رب العالمین امرے دیگر مقصود نیست بلکہ آرزوے این فقیر ہمین ہست کہ ہر جا
کافر عنید و جابر مرید از میان برخیزد و سلطانے خدا پرست بر سریر سلطنت نشیند و این فقیر خدمت او بجان
و دل بجا آرد و اعانت او را از جملہ خدمت دین متین شمارد و اولیٰ و الیق باین منصب فی الحال غیر از آنجناب
کسے دیگر بنظر نمی آید آنجناب ہم سلطان قدیم این دیار اند و ہم قاتل کفار شرار آئین سیاست بخوبی میدانند
و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند حامل کلام ملک علام اند و حاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ این فقیر
بجان و دل آرزومند ملاقات آنجناب است ہمچنین بہر وجہ خیر خواہ آن والا القاب ہر چند از روے ملاقات تعجیل
تشریف آوری آنجناب بغایت انسب و اولیٰ ہست و نہایت افضل و اعلیٰ انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح پشاور مکلف
خدمت خواہم گردید بمقتضائے قلبی خواہم رسید بالفعل فضیلت پناہ ملا ہدایت اللہ و اخلاص نشان ولیم خان و
امثال ایشان را باستعجال تمام نزد اینجانب روانہ فرمایند و درینوقت برہمین قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل
این سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بعد از دو سہ روز شخصے را از اقدم رفقائے
خود کہ مقبول بارگاہ آنکہ حاجی بہادر شاہ اند بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل این اجمال و تشریح
این مقال از زبان صدق ترجمان ایشان واضح خواہد گردید فقط

(نمبر ۳۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت
فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت

مقبول بارگاه آله مروّج دین رسول الله عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاه ابد الله جلاله وضاعف اقباله
سلامیکه بوی ریحان جهتی وجان دو رنگ و بوئی گلستان یکتا دلی اعنی گلدستهٔ بهارستان سنّت نبوی
و نو باوهٔ نگارستان شریعت مصطفوی که اکمل تحائف و احسن هدایای اهل اسلام است پیش نموده لوحهٔ اتحاد و صفا
منقوش مدعا باد — نامهٔ عنبرین شمامه که همانا هر حرفش دبستان مودت و هر نقطش کتاب محبت بود پس از انتظار
بسیار آوان محمود و ساعات مسعود ورود نمود و نزول کرامت آمود فرمود با دراک مضامین دلنشینش ابواب
مسرّت مفتوح گشت و بدریافت نوید فرحت جاوید فتح نمودن ملک گلگت که رقمزدهٔ کلک بدیع نگار ذرّ نگار
قلم نادرت شعار بود جهان جهان فرحت و عالم عالم بهجت حاصل گردید حق تبارک و تعالی مبارک و میمون
گرداناد و این عزم بالجزم که فی الحقیقت اقامت جهاد و اعانت دین رب العباد است پیوسته و مدام مرغوب
خاطر عاطر داراد خوشا حشمی که بامتثال اوامر مالک کون و مکان دوخته و همایون دلی که بکاشانهٔ تمنیات خود
چراغ اعلای کلمة الله افروخته زهی خوش نصیبی سعادتمندی که باین توفیق خیر موفق گردید و مهی خوش طالعی ارجمندی
بمدارج عالیه رضاجوئی مولای خود رسید آنچه در مقام بیان تعذر وصول عسکر ظفر پیکر در اضلاع افغانستان
بنابر حیلولت برف و کوهستان رقمزدهٔ قلم شهادت توام گردیده بود پس الحق که گذر عساکر در دست درین راه صعب
و سخت نهایت دشوار است اینجانب که در رقیمة الوداد ترغیب باقامت جهاد کرده بود مقصود این نبود که جنود آنجناب
ازین راه دشوار گذار عبور نماید بلکه مقصود همین بود که مستعد بودن شما در مقدمهٔ قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
واضح گردد الحمد لله که قوت استعداد شما در مقدمه لایح گردید و وفور رغبت و علو همت از فحوای نامهٔ نامی منصّهٔ
ظهور رسید الحمد لله و المنّة که حق جل و علا بکرم عمیم خود روی زمین را بانوار سلاطین عادلین منور گردانیده و اخبار فرحت آثار
الشان بگوش هوش ما مردم رسانیده و آنچه در بیان مشارکت این فقیر در مهم بلاد کشمیر نوک ریز خامهٔ جلالت شمامه
شده بود که اعانت مجاهدین ابرار و نصرت دین پروردگار بسمت بلاد مسطوره خواهند فرمود آفرین آفرین بر همت
آن شاه ارجمند که با وجود شدت اشتغال بجهاد اهل رفض و ضلال بر اعانت مجاهدین و اهانت مشرکین مستعد
گردیدند انشاء الله بهمین علو همت و تاکد عزیمت سرانجام این رکن رکین صورت خواهد بست و تمنای قلبی
بتائید غیبی بر کرسی مراد خواهد نشست بموجب مصرعه این کار از تو آید و مردان چنین کنند + لیکن آنچه ایمای
مصلحت انتما فرموده بودند که بعد از فتح خیرآباد و اٹک بسمت کشمیر متوجه باید شد صورتش اینست که ضلع خیرآباد و
اٹک منتهای حکومت مشرکین است و متصل بضلع مذکور حکومت اهل پشاور است و سرداران پشاور رعنای
در سینهٔ پر کینه خود از طرف عساکر مجاهدین میدارند پس اگر عساکر مجاهدین ضلع مذکوره بدست آرند و در آن مقام
اقامت نمایند البته در میان مشرکین و منافقین خواهند افتاد و این هر دو جانب بنیاد مخالفت خواهند نهاد

درصورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاہدین نیک مآل خواہد گردید الغرض کہ ہیچ نوع گزندے بایشان خواہد رسید بیباک کردن بیناد راز الواث منافقین بقتل وقتال وجنگ وجدال اگرچہ بشرع متبول است وبظاہر میسر الحصول لاکن ازانجا کہ منافقین مذکورین بظاہر خود را در سلک مومنین منسلک می شمارند وانواع مکرو تزویر در اخلال دین رب قدیر بعمل می آرند ما در حجاہیر مسلمین بنام اسلام اشتہار میدارند بنا بر علیہ ابتدائے قتل وقتال وجنگ وجدال با ایشان باعث بدنامی است لہذا تدبیرے بس نیک نمودہ وراہے نہایت باریک پیمودہ ام انشاء اللہ تعالی بسہولت تمام بلدہ مذکور از الواث منافقین مسطور بدون ارتکاب قتل وقتال صورت بندد لاکن ازانجا کہ مومنین ضلع باجوڑ وپکھلی ودھمتوڑ وکمیپ ودہنی وہزارا وراجہائے کشمیر با این فقیر در مقدمۂ اعانت دین رب قدیر موافقت محکم بربستہ اند ومنتظر طلب این فقیر نشستہ وجمعے کثیر وجمے غفیر از غازیان ہندوستان فراہم آمدہ پس تعطیل این جمیع مجاہدان تا امتداد زمان مناسب وقت نبود بنا بر علیہ بدرخواست مومنین مسطورین لشکرے از مجاہدین بسرکردگی جناب ہدایت مآب کمالات انتساب ملا شاہ سید شجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان سید مقیم خان بسمت پکھلی متوجہ است تا در کاروبار جہاد کفار مشغول شوند تمہید راہ ضلع کشمیر بوند ضلع پکھلی برائے ہمین معنی متعین کردہ شد کہ از کاشغر تا ضلع مذکور راہ ہموار است کہ عبور جنود دران بسہولت تواند شد لہذا بحضور معلی نگارش کردہ می شود کہ ہرچند حرکت انجناب از دار الحکومت خود باعث اختلال امور سلطنت می نماید لیکن جمع را از عسکر ظفر پیکر مستعد قتال دو فرمایند بالجبر وطلب تا در سید وسید محمد مقیم خان عسکر فیروزی اثر بسمت ضلع پکھلی بنا بر مشارکت مومنین ومعاونت مجاہدین متوجہ گردد وباستعجال تمام شریک حال ایشان شود از انسلک تفاصیل احوال در سلک تحریر آوردن متعذر بود بنا بر علیہ فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاہ رب مجید ملا فیض محمد را کہ از خاص رفقائے این ضعیف اند واعظم خلفائے این نحیف نشیب وفراز دوران دیدہ اند وسرد وگرم زمانہ چشیدہ وانواع تربیت سلوک واشغال طریقت از صحبت این فقیر یافتہ اند در راہ رضا جوئی حضرت حق شتافتہ بحضور معلی فرستادہ شد تا تفاصیل احوال بحسن مقال اظہار نمایند وبر مصالح وقت آگاہ فرمایند وچند روز در ہدایت طالبین وافادت سالکین مشغول مانند وحقیقت حال کما حقہ مکشوف سازند وانچہ حکین بدست حامل رقیمہ کریمہ ارسال فرمودہ بودند رسید جزاکم اللہ خیر الجزاء فی الدنیا والعقبی معہ دو تفنگچہ نہایت عجیب ونفیس بصحابت ملا مسدوح بطریق ہدیہ بحضور لامع النور ارسال داشتہ ام حق تبارک وتعالی بحفاظت خود رساناد۔ آمین یا رب العباد والسلام مع الاکرام ۱۰ محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری ؛

(نمبر ۱۴۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر الدولہ محمد امیر خان بہادر والی ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب عالی القاب رفعت قباب حشمت انتساب

مکاتبۂ اکتساب نواب امیر الدولہ بہادر محمد امیر خان زاد اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت
مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی ورقیمۂ گرامی مشعر بر صحت مزاج شریف وعافیت عنصر لطیف مشتمل مراتب اخلاق کریمانہ
واشفاق محبانہ رسید اصناف مسرت وانواع فرحت بیش از بیش بخشید احوال این حدود بکرم رب معبود برین منوال
است کہ روسائے ملجائی واہل نگرہار وشنواری وآفریدی ومہمند وخلیل وخٹک وسنڈر واہل سوات وبنیر وباجوڑ وپکھلی
وتنبول وراجہائے کشمیر ہمہ با این فقیر راہ اخلاص ومودت پیمودند ومعاملۂ اطاعت وانقیاد نمودند براعانت
دین متین واستیصال کفرۂ متمردین کمر بستند ودر مقدمۂ جنگ وجدال وقتل وقتال مستعد ہستند اولاً اولاد پایندہ خان
بارکزئی کہ بعض از ایشان بر سر مخالفت اند وبعض میلان بموافقت میدارند بالجملہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود بوجہے
در تالیف قلوب مومنین وتسخیر مشاہیر سلیمین تائید فرمودہ کہ قابل تماشا کردنی ست شب وروز شکر بجا می آرم
ودر حال خود تعجب می نمایم کہ این ذرۂ بمقدار وعاجز خاکسار را باین نعمت عظمیٰ وعطیۂ کبریٰ موفق گردانید یعنی جان
ومال این ضعیف ناتوان بے سروسامان را بموقف قبول خود رسانید کہ شب وروز در اعانت دین مشغولم ودر میان
جماعۂ مومنین مخلصین صادقین مقبول ودر حق کفرۂ متمردین سیف مسلولم ودر بارۂ مومنین مخلصین بر لطف ورحمت
مجبول وعجب تر آنکہ در تمامی این کاروبار وہمگی این نشیب وفراز دل خلاص منزل باعتماد وتوکل مشحون دارم
وبرضا وتسلیم مقرون سینۂ صفا گنجینہ از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالا مال ہست واز نشیب وفراز
زمانہ مبرا از رنج وملال با عانت ربانی شادانم وبحمایت رحمانی نازان از استعانت غیر حق بیزارم واز خوف و
طمع ماسوی اللہ دست بردارا علانات عامہ کہ باہل ہندوستان برنگاشتم محض امتثال حکم حرض المومنین علی القتال
میدا شتم نہ آنکہ التجا بہ مخلوقین نمودم ورا ہ استعانت لغیر اللہ پیمودم نعوذ باللہ من ذلک وہمچنین اشارات طلب مصارف
مجاہدین کہ بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم ہرگز ہرگز راہ اظہار احتیاج الی غیر اللہ نرفتم بلکہ این امر
محض بنا بر وعدہ بود کہ در وقت ملاقات آنجناب فرمودہ بودند کہ اگر عند الضرورت طلب خرچ واقعہ نخواہد گردید
پس معاملۂ یگانگی تبکدر بیگانگی نخواہد انجامید واز بسکہ وصول خطوط باین مسافت دور و دراز مشکوک بنا برعلیہ
در رقائم متعددہ اشارت مذکورہ مندرج کردہ شد الحال کہ از فحوائے رقیمۂ کریمہ بملاحظۂ عالی رسید وعدۂ مذکورہ وفا
انجامید باز بار دیگر نگارش مذکورہ احتیاج نیست وانشاء اللہ این امر واقع نخواہد شد زیرا کہ خزائن الٰہی بخیر متناہی کفالت
وپرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت جنود رب العالمین اند از بارگاہ پروردگار مامول ست نہ از بندگان خاکسار
وعاجزان بمقدار۔ آرے اگر کسے از بندگان عبودیت کیش ومطیعان انقیاد اندیش بنا بر استحصال سعادت
خویش اعانت مجاہدین بنفس یا بمال یا بحسن مقال نماید پس زہے سعادت وخہے اطاعت او بالجملہ غرض از
دعوات افراد انسانی بجہاد مالی وجانی ولسانی ہمین قدر ست کہ مضمون کریمہ جاہدوا باموالکم وانفسکم بگوش ہوش

بندگانِ حق نیوش رسانیده شود الا ربِ غیور که علیم بما فی الصدور است آگاه است برغبتی که اظهارِ حاجت نزدِ غیر مالک بالاستحقاق عار و ننگ می دارم و در حقِ خود بسانِ خار و سنگ می پندارم خاطر جمع فرمایند دائماً در بابِ نصرتِ دین دعا ها نمایند این آرزوے در سویداے دل دارم که خدمتِ آنجناب در دنیا و عقبیٰ بجا آرم هر چند عاجز و خاکسارم اما حصولِ این آرزو را امیدوارم که مولائے عظمت قدرته و عمت رحمته بفتح و نصرت مبشر گردانیده و بمقامِ رضا و تسلیم رسانیده بنا بر تسلّیِ خاطرِ الطاف ذخائر این چند کلمات نوشته شد تا دل شفقت منزل بسبب تموج اخبارِ وحشت آثار به پیچ و تاب در گرداب اضطراب نیاید زیاده والسلام مع الاکرام مکرر آنکه چند خطوطِ رؤساے سلیمین مثل سلیمان شاه بادشاهِ کاشغر و خان خانان عالم خیل رئیسِ قوم غلجائی که مستلبر برفاقتِ ایشان است با این فقیر در اعانتِ دینِ ربِ قدیر در لفِ همین رقیمة الوداد بحضورِ عالی ارسال داشته شد تا بملاحظهٔ آنها اطمینانِ قلب و تسلّیِ خاطر حاصل گردد زیاده خیر ؛

(نمبر ۲۵) مکتوب از سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم الله الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب الاسنا صب کثیر المناقب فقیر محمد خان صاحب سلمه الله تعالیٰ و وفقه لما یحب و یرضیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - احوالِ اینجد و دبکرمِ ربِ معبود مستوجب حمد و سپاس بقیاس است که تحت روز بحمایت و کفایتِ ربانی مشمولیم و از دیادِ توفیق خیر آمال داریم - هر چند در و اقعهٔ جنگ جدال و قتل و قتال با اهلِ کفر و ضلال بنا بر مشارکتِ چندے از منافقین یک گونه گزندے بمومنین رسیده بود و این فقیر هم در مرضِ شدید از آثار سم تشخیص می نمودند مبتلا گردیده لاکن حق جل و علا بکرمِ عمیمِ خود بعد از چند روز شفائے کلی عطا فرمود بعد از حصولِ صحت بسمتِ سوات و بنیر و چیله و درو سیر نمودم جمیع رؤسا و ضعفائے و علما و فقرا اضلاعِ مذکور که تخمیناً سه چار لکھ مردم باشند بر دستِ این فقیر بیعتِ امامت بجا آوردند و رفاقتِ فقیر در اعانتِ دینِ ربِ قدیر اختیار نمودند بعد لقهٔ اطاعت و انقیاد به نسبتِ این اضعف العباد در گلوئے خود انداختند آخر الامر از دعوتِ ایشان فارغ گردیده بموضع پنجتار که وطنِ فتح خان یوسف زئی است معاودت ساختیم و رختِ اقامت چند روز در موضع مذکور انداختیم و درین اثنا ساکنانِ سواحلِ دریائے اباسین مثل اهلِ تنول و دمتور و جدون و کهلی و گهیب و دهتی و هزاره بر فضائلِ جهاد با اهلِ کفر و عناد آگاه گردیدند و رفاقتِ اینجانب در مقدمهٔ اعانتِ دینِ پروردگار و رزیدند و باعثِ تحسینی شدند که عسکرِ فیروزی اثر مجاهدین درین نوبت بجانب پکهلی و تنول متوجه گردد بالجمله بعنایتِ ربانی و تائیدِ یزدانی مومنین سنده و خراسان مثل غلجائی و اهلِ غزنی و کابل و فارسی زبانان کوهسار و اهلِ ننگرهار و شنواری و آفریدی و مهمند و خلیل و خٹک و مندڑ و یوسف زئی

از اہلِ سوات و بنیر و چلیہ و اہلِ باجوڑ و اہلِ کھیلی و تنول و دو نتوڑ و کھیپ و دھمتی و ہزارا و راجہ ہائے حوالی کشمیر و بادشاہِ کاشغر براعانت دین رب العالمین کمر بستہ اند و منتظرِ طلب نشستہ و اکثر قوم درانی ہم رفاقت این فقیر اختیار نمودہ اند حالا خاندان نفاق نشان بایندہ خیل کہ بعضے از ایشان بر سر مخالفت اند و بعضے ساکت غرضکہ درین دیار و اقطار بقدرتِ قادر مختار حمیتِ ایمانی در جوش ہست و غلغلۂ امامت جہاد در خروش ہر چند در مقدمہ اعانتِ دین متین و پرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری بالکِ علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کافی و شافی ہست اما از انجا کہ این نعمتِ عظمیٰ و عطیۂ کبریٰ از قبیل نوادرِ زمان و بدائعِ دوران ہست کہ گاہ گاہ بعد از مرور دہور رو می نماید و بر روئے مومنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می کشاید بنا بر علیہ میخواہم کہ دوستان قدیمی و محبان صمیمی خود را شریک این فیض ربانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت دارین و وجاہت کونین رسانم لہذا بخدمت صداقت درجت نگارش کردہ می شود کہ ورود این زمان محمود و آوان مسعود را بہ نسبت مومنین راسخ الاعتقاد و مخلصین کامل الانقیاد بمثابہ آمد موسم بہار در حق گل و بلبل و یا موسم برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچہ کردنی باشد بکنند و اگر تجارتِ مالی می خواہند اینک وقت او در رسید یکدانہ بکارند و ہفت صد دانہ بدست آرند وقت را از دست ندہند و آنچہ از دست توانند شد فی الحال بکنند کہ اوقاتِ محمودہ و ساعاتِ مسعودہ از دست میرود و جز باد حسرت و ندامت بدست نمی آید اینده مختار اند در معاملات معاشیہ و معادیہ ہوشیار و تجربہ کار بر لوحِ ضمیر کیاست تخمیر واضح و مبرہن ہست کہ اعانت دین متین و مشارکتِ مجاہدین بلسان سائر المومنین بر آنجناب ہم لازم و مؤکد ہست و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرضِ عین می گردد لاکن درینباب کہ تغافل بر روئے کار می آرم بنفعتی از منافع دینیہ امیدوارم کہ ترغیب مسلمین خواہند نمود و راہ اعانت مالی خواہند پیمود و اگر اینہم بمنصۂ ظہور نرسید محض حرمان و حسرت نصیب اعدا از خیک نیک تامل فرمایند کہ محض بنا بر خیر خواہی کہ مقتضائے محبت قدیمہ ہست اینمعنی اظہار می نمایم و ہرگز ہرگز راہ استعانت لغیر اللہ بوجہ من الوجوہ نمی پیمائیم کہ این امر را از قبیح معاصی می شمارم و قوت و ثروت مخلوقین را در جنب عظمت پروردگار بخیال ہم نمی آرم - لاحول و لا قوۃ الا باللہ - والسلام مع الاکرام - ۱۲؍محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری

(نمبر ۹۳) - مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب سیادت انتساب مناقب اکتساب سلالۂ اولاد ائمۂ اطہار نقاوہ احفادِ اسلافِ کبار گل سرسبز چمنستان مصطفوی سرو نو نہال بستان مرتضوی مقبول بارگاہِ رب قوی اخوی اعزی سید محبوب علی متع المسلمین بطول بقائہ دائنطق

المومنین جمیل ثنائه - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه فضیلت پناه ملا قطب الدین و مرزا
صاحب سعادت نشان مرزا احمد گل بیگ رسیدند تفاصیل مضامین عسکر ظفر پیکر از زبان صدق ترجمان خود
اظهار گردانیدند و دو نص از نصوص فرقانی یعنی دو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت اساس که نوک ریز
خامهٔ افادت شمامه شده بود بملاحظه رسید مقصود آن واضح و لائح گردید الحق که توکل علی خالق البریات فی جمیع
المهمات از افضل آثار ایمان و ثمرات ایقان است لکن در مقدمهٔ سیاست ملت و احیائے سنت و اقامت
جهاد و ازالهٔ کفر و فساد و استعمال انظار و افکار بقدر منتهائے طاقت خود ضروری است خصوصاً بر ذمهٔ کسیکه جماعهٔ
اهل اسلام و مشاهیر اعلام او را بر منصب ریاست و امامت قائم کرده باشند که او را استعمال رائے ثاقب و فکر صائب
در تدبیر انجام این مهم عظیم و اتمام این امر فخیم از واجبات مؤکده است تلفیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز هرگز نیست
که و شاورهم فی الامر نصے است ماثور و گفت پیغمبر باواز بلند * بر توکل زانوئے اشتر ببند * بیتے است مشهور مناسب
وقت همین است که بمجرد ملاحظهٔ این رقیمه مستعد کوچ شوند و روئے عزیمت باین صوب به نهند از باب بهرام خان
نزد اینجانب ردو بدل بسیار از اعزهٔ این دیار کفیل محافظت ایشان گردیده و چنان اظهار نموده که من ایشان را
براه اموان نزد شما خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص دانا و واقفان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که
ایشان را از قرب و جوار موضع پنجی عبور کنانیده بحفاظت تمام رسانند و بر نشیب و فراز راه آگاه سازند انشاء الله
همراه فضیلت پناه ملا قطب الدین آخوندزاده آدمان بهرام خان بخدمت سامی میرسند و مرزا ممدوح بسبب
آبلهٔ پا رفتن نمی توانستند بنا علیه فرستادن ملائے موصوف مع آدمان مذکور اکتفا کرده شد در استعجال تشریف آوری
تعطیل و اهمال و تسویف و امهال را کار نفرمایند که مصالح آن بالمشافه اظهار کرده خواهد شد و این را منافی توکل و
تجلد تصور نفرمایند و در سلک سلوک فی بشارات هم منسلک نسازند در باب توکل و تجلد و بشارت فتح و نصرت
نظیر رسول بشیر و نذیر هیچکس از مخلوقات نه گاهے شده است و نه گاهے شدنی است با وجود چنین توکل و اعتماد
و رسوخ اعتقاد و وفور جلادت و قوت بشارت صلح حدیبیه بوجهے که واقع شد بر ضمیر کیاست تخمیر ظاهر و مبرهن است
هر چند غیرت اسلامی و حمیت ایمانی در دل جلادت منزل هر صحابی مکرم لا سیما فاروق اعظم چه قدر جوش میزد و
کلمات بجرأت سمات از زبان غیب ترجمان ایشان چه قدر سر می زد اما جناب رسالت مآب صلی الله علیه
وسلم مصلحت وقت را رعایت فرمودند و باستنکاف مؤمنین و استهزاء منافقین و استکبار کافرین التفات نفرمودند
لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة باجمله بر طبق منطوق لازم الوثوق کریمه و لو ردوه الی الرسول والی اولی الامر
منهم و حدیث و لا تنازع الامر اهله کلام این عاجز خاکسار ذره بمقدار را قبول نمایند و درین مقام تشریف آورده
مصالح و منافع این امر را مشاهده فرمایند و قدرے از آن از زبان صدق ترجمان ملا قطب الدین خواهند شنید

دیاره ازان انتظام ایشان خواهند فهمید هر چند بحکم الشاهد یری مالا یری الغائب حقیقت حال بدون سیر جلوه‌گر نخواهد شد اما فراست این معنی از کلام ملّائے ممدوح هم یکنه امر پے خواهند برد و طریق سفر را همین اختیار فرمایند از انجا که موسم تابستان و اوقات شب ماه بست شب روی اختیار فرمایند و شتران را مع تمامی احمال بصوابدید ملا علی خان تفویض کسے از معتبران بطریق امانت باید کرد و جریده شده بعد مغرب کوچ باید کرد و تمامی شب راه باید زد و روز بمقام محفوظ در بغل کوه باید گذرانید و بهمین طریق خود را نزد این جانب باید رسانید و چند کس را از ضعفائے برائے حفاظت و خدمت شتران تعیین نمایند و اسلحه ایشان را هم همراه خود بیارند انشاء الله بسعی آدمان بهرام خان همه جمال مع تمامی احمال [شتران، اسباب] باین جانب خواهند رسید خاطر جمع فرمایند و مومنین آن دیار مخلصین آن اقطار را تسلی نمایند انشاء الله تعالی این جانب در عرصه بست روز یا یکماه تخمینًا بسمت پشاور عزم خواهد نمود هرگز هرگز با منافقین مصالحت نموده ام و اصلا راه موافقت نه پیموده چنانچه خط ملک فیض [تحانه] الله خان درین ایام نزد این جانب رسیده بود جواب آن نوشته شد نقل هر دو در لف این رقیمه بخدمت سامی میرسد ملاحظه نمایند و تسلی همه ها به فرمایند و ملا علی خان را ضرور بالضرور همراه خود آرند زیاده والسلام مع الاکرام۔

مرقومه چهاردهم محرم ۱۲۴۴ هجری

(نمبر ۲۳۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاه صبغة الله سندهی

بسم الله الرحمن الرحیم ✤ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت سجاده نشین محافل ارشاد و تلقین رهنمائے ارباب صدق و یقین مرجع مستفیدین ملاذ مسترشدین هادی راه آگه مخدومی حضرت شاه صبغة الله صاحب مد الله ظلال هدایته علی رؤس الطالبین الی یوم الدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه رقائم کرائم مشتمل بر کمال وفور رغبت و علو همت و تاکد عزیمت در باب افشائے ملت و احیائے سنت و اقامت جهاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامین مندرجه اش اجمالاً از عبارات بلاغت آیات و تفصیلاً از بیان آیندگان و روندگان واضح گردید الحق که رغبت به سرانجام دادن این امر عظیم و اختتام این مهم فخیم از امثال آن هدایت مآب که از مقبولان سرفراز و هادیان ممتاز و ارباب همت بلند پرواز زیبد مصرعه این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✤ هر چند اگر خارستان کوه و دشت را بقدم عالی بپیمایند و محفل فقرا را بقدوم جلالت لزوم رشک افزائے چمن جنان و رونق شکن سمن و ریحان نمایند بعید از همت عالیه و عزیمت سامیه نخواهد بود لاکن صوابدید وقت چنان می نماید که مخلصین محبین را خصوصًا و سائر مومنین صادقین را عمومًا ترغیب فرموده و مشاهیر آن دیار را بلکه جماهیر آن اقطار را رفیق گردانیده در مقامیکه از گزند مخالفین مصئون باشد و از دست برد معاندین مامون و بجدود کفار اقوام سکه متصل باشد و از مضرت متعدیان ستمگار

منفصل شل داخل وغیرہ اقامت فرمایند و اہل و عیال این فقیر را مع اہل و عیال خود در موضع مذکور یا قریب آن از موضع محفوظ مقیم نمایند و بال ہمت بآن مقام بکشایند و معرکۂ جہاد با اہل کفر و فساد با ظہار جلادت و شجاعت بیارایند و دست ہمت باطراف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را موکب مجاہدین و شرف بکوکب دین متین گردانند و تا ہر جا کہ ممکن باشد صیت اقامت جہاد و غلغلۂ استیصال کفر و فساد رسانند با جملہ چپ و راست در میدان شہامت بیازند و بیوت کفار را بخونریزی اشرار بسان لالہ زار فرمایند حتی کہ ظلمت شرک بشوارق سیوف الماس رنگ و بوارق تیر و تفنگ مفقود گردد و تمامی این حدود ممتلی بتوحید رب معبود شود و شب کفر بزاویۂ عدم رود و آفتاب عالمتاب ہدایت و متانت از افق شجاعت و شہامت طلوع کند چہ کہ منتہائے طاقت باشد در صرف آن سعی بلیغ بجا آرند و تمام آنرا از درگاہ واہب العطیات امیدوار ند کار بندگان عبودیت شعار ہمین است کہ در تقدیم انقیاد احکام رب العباد از طرف خود اقصائے تدبیر بجا آرند و اتمام آنرا بر تقدیر گذارند و اعلام عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بخدمت عالی میر سید نقول از آگرفتہ در اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بمسامع علما و فقرا و زمرۂ سادات و صلحا این دعوت عامہ باید رسانید انشاء اللہ در عقب این رقیمہ شخصے از رفقائے خود کہ از مومنین راسخ الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب ہمت بلند و بخت ارجمند باشد بخدمت سامی روانہ خواہم نمود و او را نائب خود در باب اخذ بیعت امامت خواہم گردانید کہ مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را باین معنی ترغیب نماید کہ بیعت امامت این فقیر بر دست او بجا آرند ہر چند اولی و انسب چنان می نمود کہ خود آنجناب را درین باب نائب خود گردانم و آوازۂ این نیابت بگوش کافۂ مومنین آن دیار رسانم لاکن از انجا کہ بحکم و احضرت الانفس الشح اکثر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند و صفائی لوح قلب از ایشان غیر مامول پس محتمل بلکہ یقین کہ بعضے اعزۂ آن دیار کہ در زعم خود دعوی ہمچشمی آنجناب میدارند و جان خود را ہمسر آن والا قباب می شمارند پس بجا آوردن بیعت امامت اگرچہ بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و باین باعث امر مسنون را بجا نیارند بنا علیہ شخصے اجنبی برائے نام بنا بر سرانجام این فضل اسلام تعین کردہ شد عالا فی الحقیقت منصب نیابت ازینجانب بآنجناب می رسید باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان مجمع مکارم برادر دینی میان محمد قاسم واضح خواہد گردید آنچہ از کلام مصلحت التیام ایشان مفہوم گردد آنرا قرین صدق و صواب دانستہ بعمل آرند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

(نمبر ۳۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت و فرمانروائی کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت

عظمت آب ابہت انتساب نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر زاد اقبالہ و ضاعف اجلالہ و مجدہ

دیر ضاہ وا وصلہ الی ماتمناہ - بعد از ادائے تسلیمات مسنون و تحیات اخلاص مشحون برائے جلالت پیرا
واضح آنکہ از انجا کہ حمیت دین متین شعار بندگان عبودیت کیش است و حمایت شرع مبین دثار محمدیان
خیراندیش و تذلیل کفرہ متجبرین از علامات صولت ایمانی است و تحقیر ظلمہ متغلبین از امارات سطوت سلطانی -
اہانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام است و اعانت اخیار مجاہدین افضل عادات حکام - کافر کشی در
جنگ و پیکار از متممات غیرت دین است و لشکر کشی از مہمات سیرت سلاطین مخالفت اعدائے دین متین
مین مدعائے اعلام نبوت است و موافقت انصار شرع مبین اصل مقتضائے فتوت - فاما سدادیان بقوت
سیف و سنان ثمرۂ قوانین انبائے کبار است و کسر شوکت اہل فساد باستیصال ارباب بغی و عناد نتیجۂ آئین رؤسا
ذوی الاقتدار واز بسکہ دودمان عالیشان آن عظمت نشان زمان مقر جاہ و جلال و مرکز عز و اقبال - معدن
معانی اخلاق و ہمم و منبع ینابیع جود و کرم مرجع ارباب سیف و قلم بودہ از غایت سطوت ارکان خاندان قلوب
متکبرین زمین و زمان می لرزید و از نہایت صولت اعلام آن دودمان زہرۂ متجبرین دوران می ترقید لیکن
از چند سال بتقدیر قادر فعال غلبۂ مشرکین اقوام سکھ بر ممالک اکثر ارباب ناموس و ننگ صورت بستہ جاہ و جلال
ارباب علم و دیانت برہم گشتہ و عز و اقبال اصحاب حکم و ریاست درہم شدہ بنا برعلیہ بجناب والا قباب نگارش
کردہ می شود کہ آخر این جان ناتوان و مال سریع الزوال و متاع قریب الانتقال و جاہ و جلال فنا مآل رفتنی و
گذشتنی و گذاشتنی است روز محکمۂ حساب کتاب و سوال و جواب بحضور رب الارباب حاضر شدنی - ہر چند امروز
در حفاظت آن کمال جد و جہد بجا آریم لاکن لابد روزے آنہمہ را بگذاریم و بجنود عزرائیل و اعوان ملک الموت
سپاریم پس چرا بکمال علو ہمت و وفور رضا و رغبت بدست خود نثار مولائے خود امروز نکنیم کہ فردا بکمال مسکنت
و ذلت و حسرت و ندامت بغیر خود بدہیم و متاع نکبت و نکال و معصیت و وبال ہمراہ بریم پس بہتر ہمین است
کہ امروز با علائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین کمر بستہ سازیم و
علم تائید شرع مبین برافرازیم ہر چند اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمۂ جماہیر اہل اسلام عموماً واجب است
اما بر مشاہیر حکام خصوصاً اوجب بنا برعلیہ نگارش کردہ می شود کہ این عاجز خاکسار ذرۂ بے مقدار بمقتضائے
حمیت اسلام و مدعائے تائید دین خیر الانام با چندے از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بہ نیت استعداد
ہجرت و اقامت جہاد بر اقوام سکھ اہل فساد برخاستہ در بلاد ہندوستان و خراسان دورو سیر نمودہ و کافۂ
مومنین را بسوئے ادائے این خیر ترغیب دادہ با وطان یوسفزئی رسیدیم و در آنجا برفاقت مومنین آن دیار
و اعانت مخلصین آن اقطار مقدمۂ جنگ و پیکار و حرب و کارزار با کفار نگونسار پیش کردیم الحمد للہ و المنۃ کہ

علامات فتح و نصرت بر طبق وعدهٔ حضرت رب العزت یعنی وکان حقا علینا نصر المؤمنین مظفر و منصور گردیدیم گو که در
بعض اوقات بنابر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بجنود مؤمنین رسید فاما اصل شجرهٔ اقامت
جهاد و اساس بنیان استیصال اهل کفر و عناد بوجهے محکم گردید که از فرو ریختن چندے از برگ و بار بنابر مصادمت
صرصر شورش کفار شرار یا بیجا شدن چندے از کلوخ و سنگ بنابر تزلزل بعضے از نامردان بے ناموس و ننگ
اصل جا و اساس سو نمی جنبد بلکه مؤمنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از بیش در
جوش آمد و بر زبان مسلمین صادقین نعرهٔ نحن انصار الله از جا رسو در خروش هزاران هزار بلکه خلائق بے حد و شمار
حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ استقامت و سداد بر دوش انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعت
شجاعت و شهامت در بر ساختند و از محبت جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست
افشاندند کمر همت چست بستند و در میدان اعلائے اعلام دین و افشائے سنت سید المرسلین چون شیر غران
بر جستند و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے علمائے کرام اقامت این عمده ارکان
اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا بر علیه جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاة
و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت امامت نموده اند
الحمد لله والمنه که بعد مرور دهور مقابلهٔ اهل کفر و عناد و صحت جمعه و اعیاد بر وجه مشروع صورت بست هر چند
این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مستبشر بود و ثانیاً باتفاق جماهیر مؤمنین متحرز
گشت فاما عالم السر والخفیات گواه است که از تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین
و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست این دراز دستان مشرکین امرے دیگر مقصود
خاطر و آرزوئے تسلط بر بلاد و امصار و تملک خزائن بے شمار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و ریاست روسائے
عالی مقدار و امتیاز خود از بندگان و امتیان سید الابرار گاهے بخیال هم نمی آرم و هرگز هرگز شبهه و وسوسهٔ شیطانی
و شائبهٔ هوائے نفسانی با این داعیهٔ رحمانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول وکیل پس هرگاه این عاجز خاکسار و
ذرهٔ بمقدار باوجودیکه خانه نشینی کار راست و خلوت گزینی شعار با بمقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً
لوجه الله و محض ابتغاء لمرضات الله کمر همت چست بسته بنا بر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت
قدم ثابت نهادیم و بقدر جهد و طاقت داد کوشش دادیم یقین واثق است که آن والا جاه که بغیرت ایمانی
و حمیت خاندانی موصوف اند و بسیرت عساکر کشی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنت خاتم النبیین
و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار مشرکین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام
مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البته همت والا نهمت متوجه خواهند ساخت و علم شجاعت

وشهامت و لوایِ صولت و استقامت خواهند افراخت لاکن اگر توجه موکب اجلال مدین دیار و اقطار متعذر و دشوار نماید لازم که جمیع صغار و کبار و علمایِ اخیار و ارکین ذوی الاعتبار و سپاهیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکرِ ظفر پیکر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین از خزانهٔ عامره بال همت کشایند تا مشارکت آن والاقباب در اعلائے دینِ رب الارباب و استیصالِ کفره و اهلِ ارتیاب باحسن وجوه بر منصهٔ ظهور گراید و حظے وافی از منطوق آیت و فضل الله المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة بدست آید چنانکه بریاست و امارت انجهان ممتاز بنی نوع اند همچنین بدرجاتِ عالیهٔ جنت نعیم و مقعدِ صدق در جوارِ رب کریم مباهی و امثال شوند و انشاء الله برطبق مواعیدِ صادقه کلامِ ربانی وکان حقًا علینا نصر المؤمنین و ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت اقدامکم و هم بموجب اشاراتِ غیبی و بشاراتِ لاریبی که این فقیر بآن مبشر است عنقریب فتح و نصرت جلوهٔ ظهور خواهد داد و خزائن بیشمار و بلادِ کفار نگونسار از پشاور تا دریائے ستلج در دستِ تصرفِ انصار اخیار خواهد افتاد این فقیر بتحصیل مال و منال و تصرفِ بلاد و امصار غرضے ندارد که از اخوان مؤمنین استخلاصِ بلاد از دستِ کفار مشرکین نموده در اجرائے احکام رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین کوشید و قوانینِ شریعتِ غرا در سیاست و عدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشت و ثمرِ سعی این بر مدف نشست درین مقدمه نیک نیک تامل فرمایند و عقلِ دوربین را بکار فرمایند در دولت دو جهانی و سعادتِ جاودانی بدست آرند۔ والسلام مع الاکرام ؎

(نمبر ۳۹) مکتوب از جانب کسے رئیس انصار بنام محمد بهاول خان عباسی والی بهاول پور

بسم الله الرحمن الرحیم۔ بخدمت خان شهامت نشان شوکت عنوان عالی جاه رفیع جایگاه عظمت پایگاه شجاعت آثار تهور دثار حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدوله محمد بهاول خان عباسی بهادر زاد الله حشمته۔ بتاریخ سیزدهم ماهِ محرم الحرام ۱۲۴۲ هجری روز یکشنبه مخزنِ افاضاتِ جزیل معدنِ افاداتِ نبیل هادی اُمم اهل اسلام مقرب بارگاه جلیل مولانا محمد اسمٰعیل از حضور فیض معمور رسید نا و سند نا حضرت امیر المؤمنین و امام المسلمین اید الله الدین بنصره و بقائه با جمعیت لشکرے از غزاة ابرار و مجاهدین اخیار بطرف پکهلی رخصت شدند والله الناصر و المعین۔ از مقامِ پنجتار

(نمبر ۴۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام درانیان عالیجاهان

بسم الله الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمتِ مؤمنین مخلصین صادقین راسخین از قوم درانی و غلزئی که در سلکِ عساکرِ یار محمد خان منسلک اند بعد از سلامِ مسنون و دعا کے اجابت مقرون واضح آنکه کسیکه دعوای اسلام می نماید و جان خود را در راستِ محمد رسول الله می شمارد لازم که در مقدمهٔ نصرت دینِ محمدی

کوشش بلیغ بجا آرد و در ہمیں مقدمہ جانبِ خدا و رسول را بر جانبِ منافقین و کفار ترجیح دہد و رفاقت دشمنانِ دین بگذارد و جان خود را شریکِ مجاہدین سازد بالفعل این عاجزِ خاکسار و ذرۂ بمقدار یعنی سید احمد کہ بندۂ عبودیت شعار از بندگانِ قادرِ مختار و باعتبار نسب از اولادِ نبی سید الابرار محض بنا بر نصرتِ دین و احیائے سنتِ سید المرسلین کمر بستہ و استیصالِ کفرۂ متمردین پیش نظر نہادہ اما بعضے از کلمہ گویانِ منافقین کہ محبت و خیر خواہی کفار در دلِ نفاق منزل مرکوز می دارند و بنا بر بدخواہی جماہیرِ مسلمین عموماً و مشاہیرِ علماء خصوصاً می نمایند و در حقِ مہاجرین و مجاہدین بحدے دادِ عداوت میدہند کہ مضرتِ آنہا بہ نسبت مضرتِ کفار بمراتب نامدگردیدہ آخر شدۂ عداوتِ آنہا بمرتبہ رسیدہ کہ مؤمنین را مانع از اقامتِ جہاد می شوند و مجاہدین را سدِ راہ می گردند در ینصورت جہاد با ایشان بہ نسبتِ جہاد با کفار لازم تر گردیدہ پس ہر کہ ایمانِ خود را عزیز می دارد و دینِ اسلام را فخرِ خود می شمارد و محمد رسول اللہ را پیشوائے خود می شناسد و توقع شفاعتِ آنحضرت در روزِ جزا میدارد لازم کہ خود را شریکِ مجاہدین گرداند و غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را کار فرماید و خیر خواہی کفار و رفاقتِ منافقین را ترک کند و دل را از محبتِ این ہر دو گروہ شقاوت پژوہ پاک سازد و در عسکرِ مجاہدین داخل شود و آنچہ در رفاقتِ کفار یا منافقین از منفعتے دنیاوی حاصل می شد از اضعاف آن بمراتب انشاء اللہ خواہد یافت و در دنیا و آخرت وجاہت و سرخروئی حاصل خواہد نمود بالجملہ ہر کس کہ ارادۂ مشارکتِ مؤمنین مے دارد لازم کہ اینجانب را آگاہ نماید تا صورتِ حالش و طریقِ گذرانِ او معین کردہ شود۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ؁

(نمبر ۱۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ محمود بخت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت شاہزادۂ والا تبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر سلالۂ خاندان اربابِ دیہیم و تخت شاہزادہ مرزا محمود بخت سلمہ اللہ تعالیٰ او صلہم الی غایۃ ما یتمناہ۔ بعد از تحیاتِ اکرام مشحون و دعواتِ اجابت مقرون برائے جلالت پیرائے واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ سعادت نشان بوساطتِ سید عبد الرحمن ہمشیرہ زادۂ این ضعیف صادر گردیدہ بود سید ممدوح صحیفۂ عالیہ را بعینہ در رقیمۂ خود ملفوف ساختہ نزد اینجانب ارسال نمودند نزد اینجانب رسید مضامین لطف آگین واضح گردید آنچہ علاقۂ مودت و خلت درمیان طرفین بخوبی استحکام و علاقۂ مسوالات و مصافات درمیان طرفین کمال انتظام اظہارِ آن بمراتبِ تحریر و تقریر متعذر بلکہ کمالِ ظہور مستغنی از اظہار و نہایت و بدایتِ آن غیر محتاج باخبار از سبکہ از چندے ابوابِ رسل و رسائل از جانبین ہنوز دور دست تا بلادِ پورب مسدود بود بنا بر علیہ ارسال مکاتیبِ مودت اسالیب یک گونہ تعویق و اہمال تسویف و امہال بوقوع گردید بالفعل در کاروبارِ خود مشغولیم و ظہورِ ثمراتِ آن از بارگاہِ خالقِ انس و جان عنقریب مامول انشاء اللہ تعالیٰ بوقتِ مناسب متصرع اوقات گردیدہ البتہ در آنوقت حرکتِ سراپا برکت بمرتبۂ فیض منزل

خواہد رسید بالفعل دعائے خیر مطلوب است و ترقی دارین آنجناب بغایت مرغوب والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۴۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادت مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجادۂ کرام اسلاف رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین والمسترشدین۔ بعد از ادائے تحیات مسنون و ادعیۂ اکرام مشحون برائے مسرت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ و رقیمۂ بہیہ عز ورود فرمود مراتب سرور و نشاط افزود آنچہ مضامین الطاف آگین مندرج بود بمرتبۂ وضوح انجامید علائق یگانگت و اتحاد مستحکم تر گردانید جو بری قاصد کہ بمعرفت آنجناب روانہ شدہ بود در حین انتظار رسید باعث تسلی خاطر نگران گردید در وقتیکہ از پنجتار بسمت پشاور بقدر دو منزل کوچ کردہ بودم ہمانوقت با قاصدان مذکور دوچار شدم ہمان قدر منزل ایشانرا قصر مسافت سفر بدست آمد و چہار روز قیام نمودند بعد ازان بہمان سمت روانہ شدند زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۴۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام راجہ نجف خان خانپوری بزبان عربی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوٰۃ والسلام علی سید ولد عدنان وعلیٰ آلہ واصحابہ افاضل افراد الانسان۔ اما بعد فمن امیر المومنین الی قدوۃ المخلصین زبدۃ الصادقین بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ ورقیمتکم البہیۃ الدالۃ علی حدۃ بصیرتکم وحسن سریرتکم فنشکر اللہ تعالیٰ علی ما وفقکم لافضل الاعمال وہو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ وہما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک وتعالیٰ امرنا بامر بدأ فیہ بسید المرسلین وثنی بکافۃ المسلمین وقال عز من قائل فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المومنین فنحن بحمد اللہ مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر وانتم ایضاً تدعون مشارکتنا فی ہذا الامر الخطیر ونسأل اللہ ان یجعلکم صادقاً فیما تدعون ویوفقکم بکرمہ الایفاء بما تدعون ثم ما سمعنا من رسالاتکم بلسان السعید الحسیب النسیب فتسمعون جوابہ بلسان ذلک السفیر الحبیب والسلام علیکم وعلی من لدیکم ٭

(نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام علماء پشاور ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمات عالیات مصابیح ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین خادمان شرع مبین ناشران احکام رب العالمین نائبان رسول امین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزادہ و مولانا حافظ مراد آخوندزادہ و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوندزادہ و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد آخوندزادہ و جمیع علماء بلدۂ پشاور سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد ادائے تحیات و دعائے ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد۔ دریں ایام

چنان مسموع گردیده که بعضے از مجادلین بے انصاف و مکابرین با اعتساف چندے از وساوس فتنه انگیز و
شبهات عناد آمیز به نسبت افترائے مهاجرین و ضعفائے مجاهدین بر بافته در جمهور انام از خواص و عوام مشتعل
ساخته آتش عداوت در میان مسلمین محض بعلاقهٔ لسانی افروخته و مایهٔ شقاوت جاودانی برائے خود اندوخته و بال کذب
و افترا بر گردن خود بر داشته و نکال دروغ بے فروغ بعوض جزائے خود مهیا ساخته معاذ الله من ذلک سلالهٔ این
آنکه بذریعهٔ افترا و بهتان ضلال بعضے از اهل ایمان کرده و ایشان را از راه رب العالمین که عبارت از مشارکت مهاجرین
و مجاهدین است دور تر برده و در اذهان ایشان به نسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداخته و راه راست جهاد را در
نظر ایشان راه کج ساخته آیهٔ کریمهٔ الا لعنة الله علی الکاذبین و کریمهٔ الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون
عن سبیل الله و یبغونها عوجا گاهے نخوانده اند اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف نرانده هر چند ما ضعفا که محض
باستعانت رب العالمین اعتماد میداریم و فقط بعنایت او را قابل اعتماد می شماریم هرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را
بخیال نمی آریم و اشتهار نام نیک و بد را در میان ابنائے زمان بهیچ نمی شماریم و عذر ایشان را هم یک بر هیچ
ایشان ساقط الاعتبار میدانیم و دائما منتظر نزول رحمت قادر مختار می مانیم اما بحکم حدیث اتقوا من مواضع التهم
دفع تهمت ایشان لازم دانستیم و بنابر توقع آنکه شاید کسے از مخلصین صادقین عزم مشارکت مجاهدین داشته باشد
و بسبب تهمت و افترائے ایشان رو تافته باشد شاید بکشف حقیقت الحال حل عقدهٔ اشکال باز براه راست
معاودت نماید و بطریق اخلاص مراجعت فرماید بنا علیه بیان واقع را درینباب واجب شمردیم پس میگوئیم
که چنان شنیده ایم که از جملهٔ مفتریات آن مفتریان آنست که این فقیر را بلکه زمرهٔ مجاهدین را به الحاد و زندقه نسبت
می نمایند یعنی چنان اظهار می کنند که این جماعهٔ مسافرین هیچ مذهب ندارند و بهیچ مسلک مقید نیستند بلکه محض راه نفسانیت
می پویند و بهر وجه لذات جسمانی میجویند خواه موافق کتاب باشد خواه مخالف معاذ الله من ذلک پس باید دانست
که نسبت ما مردم باین امر شنیع افترائیست قبیح و بهتانیست صریح این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد هندوستان
گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام این فقیر و اسلاف این فقیر را می دانند که مذهب این فقیر آبا عن
جد مذهب حنفی است و بالفعل هم جمیع اقوال و افعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیه و آئین و قواعد ایشان
منطبق است یکے از آن خارج از اصول مذکوره نیست الا ما شاء الله آنچه از بعض افراد ایشان بسبب غفلت و نسیان
صادر میگردد که بخطائے خود معترف می باشد و بعد از اعلام براه راست معاودت می نماید آرے در هر مذهب طریق
محققین دیگر می باشد و طریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر بنظر قوت دلیل و توجیه بعضے عبارات
منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفهٔ مدون در کتب و امثال ذلک که مدار کار اهل تدقیق و تحقیق است
باین سبب ایشان خارج از مذهب نمی توانند شد بلکه ایشان از اکابر لباب اهل آن مذاهب باید شمرد و هر که درین مقدمه

شبہ داشتہ باشد لازم کہ نزد این فقیر آمدہ بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود بفہمد و یا این فقیر را بفہماند۔ واز جملہ مفتریات
آن مفتریان مذکور آنست کہ این فقیر را بظلم و تعدی نسبت می کنند کہ این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجہ شرعی
دست درازی می کند و درین باب چرب زبانی و حیلہ سازی می نماید سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ این فقیر گاہے
کسے را بلا وجہ شرعی یک تازیانہ ہم نزدہ است بلکہ زدن سگ ہم بلا وجہ از عادات این فقیر نیست ہر کہ چند روز
با فقیر ملازمت کردہ باشد لابد برین معنی آگاہ شدہ باشد فاما آنچہ سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دست این ذرہ
بمقدار بہ بعضے از مرتدان شرار و منافقین بد شعار رسید پس آنرا از اعاظم سعادات خود می شمارم و اقوائے
علامات مقبولیت خود می انگارم بلکہ غیرت در اعانت دین و رغبت در اہانت معاندین از لوازم ایمان است
ہر کہ غیرت ایمانی و حمیت اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد کریمہ قال تبارک و تعالیٰ یا ایہا
الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین
یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم (وایضا) یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماواہم
جہنم۔ واگر بالفرض والتقدیر چیزے ازین قبیل از دست این فقیر صادر شدہ باشد پس این فقیر را بطریق
وعظ و نصیحت بر آن آگاہ باید گردانید نہ اینکہ بطریق غیبت اورا درمیان محافل و مجالس مذکور نمایند و
فقیر را بآن سہو و نسیان مطعون سازند و بہمین خیال از رفاقت این فقیر در امر جہاد و مشارکت زمرۂ
مجاہدین دست بردار شوند کہ حدیث الجہاد باق الی یوم القیامۃ لا یبطلہ جور جائر ولا عدل عادل درمیان
ہمہ اہل حدیث مشہور بالجملہ درخواست این فقیر از جمیع علمائے زمانہ ہمینست کہ تمامی مسلمین را عموما و این
فقیر را خصوصا امر بالمعروف و نہی عن المنکر نمایند و براہ راست ہدایت امر فرمایند و آنچہ اعتراض و اشکال
در غیبت ذکر می نمایند آنرا بالمشافہ بدلائل شرعیہ بپایۂ اثبات رسانند و این فقیر را بوعظ و تذکیر بجائے
خود پرستی براہ خدا پرستی گردانند کہ مستعد بہمین امر است کہ اگر بر چیزے از اقوال و افعال خود مطلع شود کہ
کہ مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور ازان توبہ نماید و براہ راست مراجعت کند آئندہ اگر مجادلین
مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آنرا مخالف شرع می انگارند باز این فقیر را بر آن
اطلاع نگردانند و قدرے رنج سفر کشیدہ آنرا بالمشافہ بپایۂ اثبات نرسانند پس وبال آن ہمہ بر گردن ایشان
است و آنچہ بعضے از سفہائے دروغگو و حمقائے فتنہ جو مشہور گردانیدہ کہ ہر کہ از علمائے کرام و فضلائے ذوی الاحترام
این فقیر را امر بالمعروف و نہی عن المنکر می نماید این فقیر با ایشان بقہر و عنف پیش می آید و بجان و مال ایشان
مضرت می رساند و بدست و زبان ایشان را بوجہ من الوجوہ می رنجاند پس این امر باطل محض و افترائے بحت
بارہا جواسیس کفار و منافقین را درین جا آوردند و با ایشان کلام ضعیف ہم نگفتیم بلکہ از ایذائے ایشان بالکل

دست بر داشته و بسلامت و عافیت فرو گذاشته چون با جواب کفار و منافقین این سوالها کرده باشد یا هیچ
عاقل تجویز نخواهد کرد که این با علمائے عظام و فقرائے کرام که محض بنا بر امر بالمعروف نزد این فقیر آمده باشند
کلام ضعیف و سخن سخیف درمیان آرد که این امر بعید از خلق ایمانی و دور از مروت انسانی است معاذ الله من
ذلک و از جمله مفتریات مفتریان مذکورین آنست که آنچه دار و گیر رب قدیر از دست این فقیر بخادے خان
و یار محمد خان رسید و از آن باب این مهاجرین و مجاهدین را بر جانب ظلم و تعدی می شمارند و آن طاغیان و
باغیان را حق بجانب می انگارند حتی که حکم بر بغاوت مجاهدین می کنند و بشهادت معاندین مذکورین سبحان الله
شخصے بترک رسوم جاهلیت حکم پیغمبر را و بقبول شرع محمدی دعوت می نماید و جهال معاندین او بر همین
امر مخالفت نمایند و با کفار موافقت - و راه رد شرع شریف و انکار احکام رب لطیف پویند و در راه اهانت
آن هادی راه دین استعانت از کفار و معاندین جویند و بعضے از ایشان از دست هادیان دین و غازیان
مجاهدین و در درکات نار بدار البوار رسند و از بعضے از معاندین دیگر بنا بر حمیت آن معاندین دین بحکم کافر
لعین بر سر زمرهٔ مجاهدین لشکر کشی کرده فتنه و فساد برپا کنند و بنائے قتل و قتال و جنگ و جدال ابتداء از
طرف خود نهند و آن مجاهدین ابرار و مهاجرین اخیار این منافقین بدکردار را از جملهٔ عساکر کفار شرار شمرده
بطریق مدافعت با ایشان مقابله نمایند و در همان مقابله منافقین بد شعار بغضب ملک جبار گرفتار شوند و
با انتقام منتقم حقیقی دنیا و آخرت خود را برباد دهند و مصداق کریمه ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب
عظیم گردیدند و باز حکم به شهادت آن مرتدین و منافقین کرده شود و به بغاوت این مجاهدین صادقین این مسئله
از کدام ملت و مذهب است از مسائل ملت محمدیه نیست البته از مسائل ملت اقوام سکه باشد و یا از ملت مجوس
و هنود بلاشک این مفتیان مفتریان بروز جزا بحضور رب العزت و بحضور سید الورى الشفیع المذنبین خوار و تباه و
ذلیل و رو سیاه خواهند گردید و ترى الذین کذبوا على الله وجوههم مسودة الیس فی جهنم مثوى للمتکبرین
بارے این مدعیان دروغزن چرا مردانه وار در معرکهٔ مناظره بالمشافه نمی آیند و دعوائے خود بحجت شرعیه بپایهٔ
اثبات نمی رسانند آیا اینجا کسے تکبر فرعون و تجبر نمرود دارد که اراده قتل آمرین بالمعروف نماید اگر بالفرض بنا بر
جبن و نامردی بے پرده گفتگو نمی توانند پس اعلام این فقیر را که سابق بخدمت علمائے پشاور ارسال داشته بود
ملاحظه نمایند و جوابے از ان بخوبی بر نگارند لاکن چنانکه اعلام مذکور بدلائل اربعه مدلل است همچنین جواب آن ها
نیز باصول مذکوره مبرهن سازند اما بوجهی که عاقل پسند و قابل مطالعهٔ هوشمند باشد در معرکه قیل و قال و بحث
و جدال بیارند و بر محک امتحان و قواعد میزان آنرا بسنجند و از طول قیل و قال و از کثرت جواب و سوال هرگز
نرنجند اما اینقدر لازم است که خدائے مالک جل جلاله را حاضر و ناظر دانسته و علیم بما فی الصدور انگاشته آنچه از

اززبانِ قلم برآرند جانبِ حق را بسرِ مو نگہدارند و اگر دلیلِ معقول کہ عند اللہ و عند الرسول مقبول باشد نمی دارند بمجرد
سینہ زوری زبانِ طعن و لعن می کشایند پس این امر بخوبی بفہمند کہ کلمۂ حق بمجرد قیل و قالِ ایشان باطل
نخواہد گردید ما بندگانِ الٰہی کہ اخوان و اوطانِ خود را برائے خدمتِ دینِ متین فرو گذاشتہ ایم و از سر و مال
خود درین راہ گذشتیم از خوفِ ملامتِ ایشان از کار و بارِ خود ما باطل نخواہیم شد۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ
بِاَفْوَاہِہِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔ بالجملہ این طعن و لعنِ ایشان بدین و خادمانِ این
بوجہٍ من الوجوہ مضرت نخواہد رسانید۔ آرے انواعِ وبال و نکال بدنیا و آخرت بہمین مکابرین بے انصاف
عاید خواہد گردانید درینصورت علمائے ربانی و فضلائے حقانی را کہ در بلدۂ پشاور سکونت می دارند و بہ نیابت
سید الانام ہدایتِ خواص و عوام را از اعظمِ سعاداتِ خود می شمارند لازم و مؤکد است کہ حکمِ حق را و اشگاف
گویند و بلا تکلف راہِ انصاف پویند تا چنانکہ مجادلین مذکورین رؤسا المضلین گردیدہ مصداقِ اللصوص الدین
شدہ اند ہمچنین علمائے ممدوحین امیر المہتدین گردیدہ مصداقِ العلماء ورثۃ الانبیاء شوند و اگر راست پرسی
حقیقت الامر اینست کہ مجادلین مذکورین حقیقتِ زمرۂ مجاہدین در دلِ خود بروجہٖ احسن می شناسند مگر بطمعِ
دنیاوی می پوشند و مثل احبارِ یہود راہِ راست را بخوبی می دانند و بنابر اتباعِ ہوا و ہوس در راہِ کج می گشتند
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَہُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْہُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ ۔ پس
چنانکہ احبارِ یہود و قسیسِ نصاریٰ حقیقتِ اسلام را بخوبی می شناختند فاما بنابر حفاظتِ جاہ و عزتِ خود
و پاسداریِ سلاطین و ملوکِ خود ہمہ دانش و دین را می باختند و بہ توجیہاتِ نامعقول تمامی روساء و ضعفاء
را گمراہ کردند حتی کہ فی الحال نصاریٰ و یہود در ہمان ضلالت افتادہ اند و منتظرِ ظہورِ فارقلیط (احمد) نشستہ پس
آن مضلینِ سابقین در وبالِ این ہمہ ضالینِ لاحقین الی یوم الدین شریک اند ہمچنین این مجادلین
ناحق شناس و مکابرینِ ناسپاس بر حقیقتِ این زمرۂ مجاہدین مہاجرین بخوبی اطلاع می دارند فاما اقرارِ این
باعثِ زوالِ عزت و جاہِ خود و موجبِ ناخوشیِ سلاطین و خواقینِ خود می شمارند بناءً علیہ دیدہ را نادیدہ
میکنند و شنیدہ را ناشنیدہ و بلقلقۂ لسانی و بچرب زبانی این باطل را بتوجیہاتِ غیر مسموعہ ملمع می کنند و
روساء و ضعفاء را بہ تلبیس و تدلیس از راہ می برند پس وبالِ ضلالِ ایشان تا روزِ قیامت بر گردنِ این
مضلین خواہد ماند و ہمچنین کسیکہ از علمائے ربانی و فضلائے حقانی درینوقت اظہارِ حق نماید پس آنچہ تکثیرِ
جنودِ مسلمین و توفیرِ جیوشِ مؤمنین از مساعیِ او متحقق خواہد گردید ایشان ہم تا وقتِ بقائے جہاد شریکِ اجر
و ثواب خواہند ماند۔ پس لازم کہ ہر کس از علمائے کبار این صحیفۂ لطیفہ را خود ہم ملاحظہ فرماید و دیگران را ہم بر آن
آگاہ نماید تا بر ہمہ صغار و کبار حجۃ الٰہیہ تمام شود لِیَہْلِکَ مَنْ ہَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ ۔ والسلام

علی من اتبع الہدیٰ - تحریر نوزدہم ربیع الثانی ۱۲۴۶ہجری

(نمبر ۳۴) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب والا ایاب والا القاب عالی جاہ عظمت دستگاہ ارباب فیض اسد خان سلمہم اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعا گو اجابت مقرون واضح آنکہ - رقیمہ کریمہ مشتمل بر کوائف خواص خان مع چار قبضہ انگور و چار عدد سیب و بہی و بگورہ سردہ بمصاحبت دلباشی رسید مضامین مندرجہ رقیمہ کریمہ واضح گردید حقیقت الامر نیست کہ از ورکیہ خواص خان باینجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بدست این فقیر ادا نمودند در مقدمہ کہ چیزے از تدبیر و مشورت با ایشان اظہار کردم و باین طریق امور ساختم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس درینصورت اگر این طریق پیش گیرم کہ با ایشان برخلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ را فاسد گردانیدند من در پئے اصلاح آن کوشش نمایم و تمام لشکر مجاہدین را سرگردان کنم پس درین امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد ہم خلاف شرع زیرا کہ شارع جل و علا امام را متبع ساختہ ملت و سائر مسلمین را باطاعت امام فرمودہ نہ بالعکس بالفعل مناسب ہمین است کہ خان ممدوح در یک مقامے محفوظ چند روز خود را نگاہدارند انشاء اللہ عنقریب این فقیر ہم تدبیرے موافق عقل خود درست کردہ بہ تہیئہ مقدمہ برپا خواہد نمود کہ مفید غرضے باشد و محض باستعمال مداہنہ قدم نہادن و تمامہ امور ملحوظ نداشتن خلاف عقل و نقل است اگر آن فضیلت مآب بالفعل باید کدام امر نباشد پس مناسب کہ تشریف آرند کہ در اینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد و تاسیس بنیاد خدمت دین در ذہن خود راست کردہ ام بالمشافہ در آن گفتگو نمودہ و مشاورت بعمل آوردہ و در آن دست اندازیم در استحکام بنیاد جہاد و در قلع و قمع اصل مفسدین سعی باید نمود و در پئے ہر فرع دویدن و بہر شعبہ امیش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعث حیرت و سرگردانی مجاہدین میگردد و خان ممدوح را بالفعل تسلی باید داد کہ انشاء اللہ عنقریب شما را بوجہے دلکشا خواہیم کہ از حسب ظاہر عقل بحکم آنکہ نزل الاقدام تشوند زیادہ والسلام - از محمد اسمٰعیل بعد از سلام محبت التیام التماس آنکہ کاغذیکہ مشتمل بر سوال و جواب مردان پشاور بود بسمع اقدس رسانیدم آنجناب در جواب آن بس تحسینات لطیف و تدقیقات بغایت تلطیف ارشاد فرمودند اما این فقیر را از ملاحظہ کاغذ مذکور چنان واضح گردید کہ مردان مذکور یا اصلا از زمرہ علماء نیستند کہ قابلیت خطاب داشتہ باشند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشان تحقیق نیست بلکہ محض فتنہ انگیزی است بناءً علیہ نوشتن تحقیقات مذکورہ بظاہر ضائع می نمود لہٰذا چند طلبہ علم در میان خود بطریقے گفتگو می نمایند بر ہمون طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ سامی خواہد رسید لاکن درین مقام تامل باید نمود کہ در اینجا دو مقدمہ ہست یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین و تفریع اباحت

قتال و حلت اموال ایشان کرده شود قطع نظر از آنکه این معنی مبنی بر ارتداد ایشان است یا بر بغی ایشانست یا بر
دیگر سبب یا مختلف که به نسبت بعضے ارتداد ثابت شده باشد و به نسبت بعضے بغی و نسبت بعضے سبب دیگر هر چند
طریق اول هم درست محقق و منقح نزد ما زیرا که مفسدین مذکورین را ما ضعفاء فی الواقع از جنس مرتدین بلکه از جنس
کفار اصلی می شماریم و ایشان را از قبیل کفار اهل کتاب می دانیم چنانچه اهل کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آوردند
و بما جاء من عند الله علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند
کما آیهٔ کریمهٔ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کاشف حال ایشانست و همین مذهب مرکب را از
از ایمان و کفر مشتر بتا یهود و نصرانیت می داشتند و آنچه از فضائل و مناقب یهود و نصاری در توریت و انجیل
مذکور بود جا بجائے خود را محل مناقب مذکوره می شمردند حق جل و علا در رد ایشان این آیت فرستاد وقالوا لن
تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله ما لا تعلمون
بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون پس چون تفصیل در باب
قبول بعضے احکام باعث تکفیر ایشان گردید و ایمان اجمالی ایشان هیچ بکار نیامد همچنین این مفسدین هم اگرچه
اجمالا لما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیارے از احکام شرعیه قبول نمی دارند و بسیارے را از منهیات شرعیه
بطریق استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا تکلف تزویج ما فوق الاربع میکنند و آن عقد زنا را نکاح می نامند و آنرا در
در اعلان و تشهیر و عقد مجالس و محافل طرب و تقسیم ولائم (جمع ولیمه ۱۲) و اظهار مبارکبادی مثل نکاح می کنند و اولاد متولدین
را از همین زنا مثل اولاد نکاح در باب استحقاق اموال و ریاسات و در دیگر علائق [illegible] شمارند مثلاً
فرزند و دختر زنائی را مثل فرزند و دختر نکاحی و پدر و جد زنائی را مثل پدر و جد و برادر و برادرزاده زنائی را مثل
برادر و برادرزادهٔ نکاحی و عم و عمزادهٔ نکاحی می پندارند و همچنین در ابطال مواریث دختران و تقسیم ازواج میت
در میان برادران و دیگر رسوم جاهلیت مثل کفار سابقین عمل می کنند لاکن این قانون کفر را بمثابهٔ قوانین شرع
بلکه از آن واجب الاتباع تر می دانند و بر ترک آن در میان خود ها القدر ملامت می کنند و تارک آنرا القدر مطعون
می سازند که بر تارک شرع عشیر عشیر آن طعن متوجه نمی کنند و در لبس حریر و شرب خمر القدر بیباکی می کنند بلکه
تفاخر بر این امور قبیحه بجدے میدارند که حاجت بیان ندارد بالجمله آنچه این مفسدین بسیارے را از احکام شرعیه
قطعیه مثل خواب فراموش کرده اند که اگر تفصیل آن کرده شود کتابے بس طویل مرتب گردد که هر جمله از آن در
تکفیر آنها دلالت خواهد نمود لاکن از آنجا که این طریق بغایت طویل است و قیل و قال منکرین را در آن بسیار
مجال براه علیه طریق ثانی که نهایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم که حضرت امیر المؤمنین را با این مفسدینا
دو معامله در پیش گردیده یکے معاملهٔ آشتالنازئی و دیگر معاملهٔ هنذ که همان معامله بجنگ یار محمد خان و لشکرکشی

سلطان محمد خان و جنگ بایان رسیده اما حالمکه اتمام زلی پس بیانش آنکه در ممالک سرداران پشاور بلا شک
انواع ظلم و فسق و رسوم جاہلیت آشکارا بود و تا حال موجود است و ہر مملکتے که مشتمل برین مفاسد بود لشکر کشی
بر آن مملکت امام را جائز است و زیر و زبر کردن آن مملکت موجب ثواب چنانکه امیر تیمور در باب قتال اہل
ہندوستان ہمین استفتا نموده بود و علماء کبار که حضار آن زمان بودند فتوی ملی داده اند چنانچه استفتاء مذکور و اسامی
علماء مجیبین مع حوالہ نقل آن بر کتاب معتبر مجدست سامی سیر سدا آوردان آمل باید فرمود که بعضے ازان
رسوم که در استفتائے مذکور نوشته است اگر بخصوصہا در ممالک پشاور متحقق نباشد تا ما اگر بعض ازان بعینہا
متحقق باشد و بعضے دیگر از رسوم جاہلیت در عوض آن رسوم مفقوده موجود باشد پس آنہم در ثبوت حکم مذکور
کافی است چه مدار حکم خصوصیت رسوم مذکوره نیست بلکه مدار آن انتشار مطلق ظلم و فسق و اشتہار مطلق رسوم
جاہلیت است خواه عین آن رسوم مذکوره باشد خواه مثل آن و اما تقدیر سوم پس میگویم که خادیخان بیعت
امامت بدست حضرت امیر المومنین بہ اشتہار جعل آورده بود چون از اطاعت آنجناب منحرف گردید مکان
محفوظ خود که عبارت از قلعہ ہنڈ است اعتماد نموده استعانت بکفار کرد و در مخالفت حضرت امام ہمام کمر بست
پس آنجناب اورا بسزائے او رسانیدند و مال اورا تقسیم فرمودند بلکه سلاح و خیول اورا عند الحاجت استعمال فرمودند
و دیگر مال اورا حبس کرده بنا بر حفاظت بر مجاہدین تقسیم کردند بنا بر علیک و لہذا قاعدہ تقسیم غنیمت را در آن
رعایت نفرمودند که خمس آن جدا کرده و باقی را علی السویه بر جمیع غازیان بطریق پیادہا و سوار ہا تقسیم فرمایند و نیز
در شان او در ابار ہا ترغیب فرمودند که بیائید و اطاعت قبول کنید تا اموال موروث بشما دہیم اما آن اشقیا ہرگز
باطاعت امام وقت گردن نہادند بلکه در باب بغی و فساد تقلید ہمان باغی کردند این معامله سراسر موافق
روایات فقه است قال شارح الوقایة - البغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام و دعاہم الی العود و کشف شبہہم
فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالہم بداءً و یحبس اموالہم الی ان یتوبوا و یستعمل سلاحہم و خیلہم عند الحاجة اما آنچه عذر میکنند
که خادیخان امامت قبول کرده بود بازبیعت تامه صحیح نگردید سبحانک ہذا بہتان عظیم این سفہا اینقدر حیا
نمیدانند که اینچنین کلام بیہوده بزبان می رانند ضلع یوسفزئی در تمام عالم بیاغیان ملقب است کگاہے
اطاعت کسے از سلاطین ہم قبول نکرده اند چه جائے اطاعت سرداران پشاور که فی الحقیقت سلاطین با نزد
نه کسے ایشان از جمله سلاطین می شمارد بلکه در خانه خود ہم گاہے ادعائے سلطنت نکرده اند چه جائے امامت
است بالجمله این کلام بیہوده اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم برسر اصل مقصود که بعد از واقعه ہنڈ یار محمد خان
بلا داعیه شرعی و عرفی بل بمحض عناد ذاتی و اشارت رئیس الکفار ابتدائے لشکر کشی کرد و در مخالفت حضرت
امیر المومنین کمر بست اما اینکه این قید بلا وجه شرعی بود پس ظاہر است که بنا بر انتقام باغی بر امام کمر بستن

سراسر خلاف شرع است اما اینکه بلا وجه عرفی بود پس بیانش آنکه درمیان یوسف زئی و درانی ملک افغانی اصلا معروف نیست بسیار از مردمان یوسف زئی از دست میمن زئی و کلدن و ترکان کشته شده اند و گاہے کسے از درانیان بر ملک یوسف زئی کمر نه بسته بالجمله یار محمد خان بلا شک درین مقدمه بادی بالظلم بود قتل بادی بالظلم و اخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر بادی بالظلم و اموال جمیع عسکر او و انواع تصرف دران از استعمال بیع و تقسیم همه در شرع جائز است چنانچه اخوند چالاکی رحمة الله در رساله غزویه ناقلاً عن فتاوی الغرائب فرموده المسلم اذا کان بادیا بالظلم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین و یجوز اخذ مال البادی بالظلم والتصرف فیها پس ازین روایت واضح گردید که قتال یار محمد خان و لشکر ایشان و تصرف در اموال ایشان شرعاً مباح بود غایة الامر آنکه این امر مبهم است که مال مذکور از جنس فئ است یا از جنس غنیمت و بهر تقدیر تقسیم آن بطریق غنیمت جائز است که اگر در نفس الامر غنیمت است فبها و اگر فئ است پس تقسیم فئ بر طریق غنیمت بلا شبه جائز است و چون واقعه قتال یار محمد خان باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان باز بلا وجه شرعی لشکر کشی کرده جمعے را از ساکنان سمه بلا وجه زیر و زبر کردند پس ایشان درین نوبت بادی بالظلم گردیدند چه برائے انتقام بادی بالظلم کمر بستند و نیز افاغنه مذکورین را محض بلا وجه ایذا رسانیدند که ایشان نه تمامان یار محمد خان بودند و نه دوستان حضرت امیر المؤمنین بلکه در زمان فتنه یار محمد خان ایشان بدل و جان دوستان ایشان بودند پس بلا شک سلطان محمد خان بادی بالظلم شدند و مستحق قتل و نهب گردیدند اما چون به تقدیر الٰہی ایشان بسزائے خود نارسیده برگشتند بعد چندے حضرت امیر المؤمنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین بر ایشان عازم پشاور شدند لشکر مفسدین در اثنائے راه بحکم آله بسزائے خود رسید و چون باز اظهار توبه کردند بر مجرد قول ایشان اعتماد فرموده و بر تعظیم ظاہر همین لفظ که ایشان باین کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرموده مراجعت نمودند اصلا معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین مقدمات سر موئے تجاوز هم از حدود شرع شریف واقع گردیده چه جائیکه این جهال زبان طعن بحدے کشوده که نوبت تکفیر رسانیده اند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا - و اما آنچه مردمان پشاور میگویند که بعد زمان برکت نشان آنحضرت صلعم اصلا نفاق متحقق نیست و درینباب تمسک بموجب حدیث مشکوٰة می نمایند پس باید دانست که آنچه در مشکوٰة درینباب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قول حضرت عمر فاروق رضه و مضمونش همین است که حضرت ممدوح فرمودند که جز این نیست که نفاق در زمانه پیغمبر صلعم بود فاما امروز کفر است یا ایمان پس اگر این اثر را محمول بر ظاہر میکنیم پس لازم می آید تعارض درمیان این اثر و درمیان آیات بسیار و احادیث بیشمار که در بیان علامات منافقین وارد گردیده و بزمانے خاص مقید نشده مثل قوله تعالیٰ بشر المنافقین بان لهم

علاوه یا ایها الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین – پس ازین آیت معلوم شد که مدار نفاق بر
دوستی کفار است تخصیص به هیچ زمانه ندارد و قوله تعالی ان المنافقین یخادعون الله تا هو… پس ازین آیت
معلوم شد که هر که فرائض باشد و در ادائے صلوٰة تکاسل کند و در عبادات ریا کند و اکثر اوقات او در غفلت گذارد و ذکر الله کمتر کند
پس هم وصف منافق در هر زمان که باشد و قوله صلی الله علیه وسلم آیة المنافق ثلثة اذا حدث کذب و اذا اؤتمن
خان و اذا عاهد اخلف پس درین حدیث معلوم گردید که هر که به دروغگوئی و خیانت در امانت و به نقض عهد
عادت کرده باشد پس هم وصف منافق و در بعضے روایات وارد شده و ان صلی و ان صام پس معلوم شد که
با وجود ادائے صلوٰة و صوم بوجود علامات مذکوره منافق می شود و نیز در روایتے که پیغمبر صلی الله علیه وسلم از
حال حضرت مهدی اخبار فرموده اند این کلمه واقع گردید حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیه و فسطاط
نفاق لا ایمان فیه پس معلوم شد که در زمان حضرت امام مهدی هم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان
اول باطل گردید لا بد کلام حضرت فاروق را تاویلے باشد مطابق آیات و احادیث مذکوره پس میگوئیم که معنی
کلام حضرت ممدوح اینست که در دل این شخص تکذیب دین حق موجود است یعنی بالیقین معلوم باشد و باز
با او معامله مسلمین کرده شود و در احکام این امر تخصیص بزمان پیغمبر بود که علام الغیوب احوال قلوب منافقین را
بر پیغمبر خود بوجهے اظهار میفرمود و مؤمنین را بالیقین معلوم می شد که این شخص منافق است با وجود این هیچ قولے
و فعلے که موجب تکفیر او باشد بظاهر ازو صادر نشده باشد پس بحسب ظاهر با او معامله مسلمین میکردند حالانکه
او را بالیقین از اهل جهنم می دانستند چنانچه عبد الله بن ابی و اتباع او که تکذیب ایشان در دعوای ایمان در
قرآن مجید نازل گردیده قال الله تعالی اذا جاءک المنافقون تا الکاذبون – با وجود آنکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم
با وے معامله مسلمین میفرمودند مثلاً به بینونت زوجه او حکم نفرموده و تحریم ذبیحه او نیز امر نفرموده و بعد از فوت نماز
جنازه برو ادا کردند و غسل و تجهیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین او را مدفون کردند و متروکه
او را بوارث او دادند حالانکه بالیقین آنجناب و سائر مسلمین را الی یومنا هذا معلوم است که شخص مذکور مخلد
فی النار بود پس این مختص بود بزمان پیغمبر که حال قلوب ناس بوجهے آشکارا میگردید و بعد از آن زمان
پس تا وقتیکه هیچ علامتے از علامات نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حال او کسے را معلوم نیست و
وقتیکه صادر گردید کافر مطلق شد حکم کفر برو جاری گردید پس بعد از آن زمان انسان یا کافر است یا مسلمان
امرے دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است از جمله کفار است و منافق مستور الحال در
اجرائے احکام از مؤمنین است پس معنی قول حضرت ممدوح چنین باشد نه زیاده والسلام – مورخه جمادی الاولی

استفتاء امیر تیمور در باب نهب شهر دهلی

بسم الله الرحمن الرحیم - چه میفرمایند علمای دین محمدی و فقهائے شرع مصطفوی علیه الصلوٰة والسلام اندرین
مسئله که شهرے از شهرهائے مسلمانان که آنجا والی و قاضی و علماء و سادات هستند فسق و فجور و امور نامشروع
باعلان و اظهار کنند و دارے سازند و خاتون خوبصورت و چهره را آشکارا کرده و دکان کرده آنجا بنشانند و روز
و شب آنجا زنا کنند و در مهابتهائے ایشانرا بحضور مسلمانان و علماء و مفتیان با دهل و دف و نائے احضار کنند
و تغنی فرمایند و عورات مغنیه را آشکارا در مردان و مستان و مفسدان و مستورات وارند و بفساد مشغول شوند
و بر مهمانی (دعوت) که بر وفق سنت محمدی است چنانچه ولیمه بعد شب نکاح و عقیقه هفتم روز از ولادت کنند
بلکه بر عکس آن بر مشابهت رسم کفار هند پیش از نکاح چند روز مهمانی کنند و شب ششم (معروف چھٹی) از
ولادت چنانچه رسم کفار هند است عورات را غسل دهند و مزامیر و مغنیه را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار
را اعانت کنند و اگر مسلمانے بر وفق دین محمدیؐ ایشانرا منع کند منع نشنوند و هم بر آن مُصر باشند و گویند که بے چنین
طائفه مفسده و رسوم باطله این کار میسر نمی شود و این محض کفر است و نیز در کنارها را میان چارسوے بازار
بنا کنند و آتشکده آنجا جمیع چیز جائزه و ناجائزه فروشند و خوکانرا آشکارا در آبادی شهر باندارند و آن شعار کفر
است و نیز در بازارها و خرابها (شرابخانه) و گذرهائے آب (گھاٹ) شتنگارا (عاملان محصول چونگی) تعین
کنند و باجهار (محصول) در راهها بخلاف شرع انور وضع نمایند تا از تجار و غازیان و رعایا و اهل سوق ظلم و
تعدی شده تمام مالهائے ناحق بستانند و آنرا حق خود دانند و از بعضے محل آنچه من حیث الشرع می آید
چنانچه جزیه و جنس غنائم آنرا به رشوت بگذارند و آنرا جزو احسان تصور کنند و بر آن ثواب دارند و نیز بعضے
مستحقان با اهل کفار از اهل علم و جهل و عمل را صد چند کفایه زیاده بدهند و از بعضے حقداران بامقدار که کفایت
اوست باز دارند و نیز عهده داران بعد کفایه از بیت المال چنانچه قاضی و محتسب و امیر شحنه و رئیس و کوتوال
اخذ رسومات و عقدانه و سجلات کنند و آن ناحق را از هوائے نفس و جهل مستحق و حق خود دانند و این کفر است
و نیز مردان لباس ابریشمی و انگشتری زرین (طلائی) به تفاخر بر خلاف سنت بر مشابهت کفار پوشند و بند
دستار بر خلاف سنت بمشابهت اغنیا بر بندند و چون ایشانرا از آن منع کنند گویند که مایان غازیان هستیم ممنوعات
شرعی بر ما مباح است و هم در آن مُصر باشند و این سبب زوال ایمان است پس اگر بادشاه قاهره هر که در
دنیا باشد و بر ایشان ثبوت می شد که این کارها می کنند و این رسوم باطله که از شرع دور و بتکفیر نزدیک است
می پردازند و ایشان منع نشنوند و هم بر آن کار مُصر باشند بر این بادشاه قاهر را هر واجب است بلکه فرض است
که برائے اعزاز دین محمدیؐ لشکرها کشند و آن مسلمانان بر تیغ محاربه نمایند و ایشانرا بکشند و زنان و فرزندان
ایشانرا اسیر نمایند و آن ولایت را خراب سازند تا آن رسوم باطله بالکلیه برافتد و دین محمدی اعزاز پذیرد

تا بود ہاے دیگر خلق اشتباہ شود و مسلمانان دیگر از این نوع میکرد ند شنبہ شوند ما نان از ما نند آن بادشاہ
قاہر با ہر دین کار شتاب باشد عند اللہ العظیم با نہ - اجابہا جواب باشد و اللہ اعلم (دستخط و مہر عبد الرشید
ابن قطب الدین الہروی) باشد و اللہ اعلم کتبہ محمد بن طاہر البخاری الماوراء النہری باشد و اللہ اعلم کتبہ
عبد العزیز بن قطب الدین الہروی - باشد و اللہ اعلم کتبہ علی بن عبد الکریم الاصفہانی - باشد و اللہ اعلم
کتبہ شمس بن جنید الکوفی - باشد و اللہ اعلم کتبہ ابو بکر بن ابی القاسم البغدادی - باشد و اللہ اعلم من کتب
الشیخ امین - باشد و اللہ اعلم کتبہ عبد الجبار بن یوسف النجار - باشد و اللہ اعلم کتبہ یوسف بن محمد السمرقندی
باشد و اللہ اعلم کتبہ احمد الہروی - باشد و اللہ اعلم کتبہ مظفر بن المنصور البلخی - باشد و اللہ اعلم - کتبہ
نظام الدین بن تاج الہروی - تمام شد

(نمبر ۴) اعلام عام بر کافہ انام از جانب امام ہمام امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت الحال این بندہ فقیر الجلال بر این منوال ہست نہ خود شاہم و نہ شاہزادہ ام
و نہ امیرم و نہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت ام نہ جویاے حکومت - نہ لشکر سلطانی میدارم نہ خزینہ بادشاہی -
بلکہ فقیر و فقیر زادہ ام معاش فقیرانہ را سعادت خود می شمارم و از آئین سلاطین و خواقین حامی ندارم نہ با حصل
مایہ المدت میدارم و نہ آئندہ آرزوے حصول آن در دل میدارم محض بنا بر اداے فرض جہاد و غیر خواہ
جمیع عباد و اعلاے کلمۃ دین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بجز غیرت ایمانی
اختیار نماید سبب سعادت اوست و کسیکہ از رفاقت من دست بردار شود موجب شقاوت اوست کہ از
بندگان خدا و امتیان حضرت مصطفےٰ جان خود را بر کشید و در سلک منافقین و کفار منسلک گردید خزانہ
من ہمین توکل علی اللہ است و بس ہر روز خرج جدید از خزانہ ربانی بمن میرسد نہ مثل امراء و سلاطین
خزائن دراہم و دنانیر ہمراہ خود میدارم حاشا و کلا کہ در آئین و قوانین اہل دنیا بزارم طریقہ من طریق جد
خود حضرت سید المرسلین ہست یکروز نان خشک میخورم و شکر خدا بجا می آرم و یکروز گرسنہ می مانم و ہم
میکنم و لشکر ما ہمین چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا بر مجرد خدمت دین رب العالمین کمر بستہ
و از طرف خود جان خود را گشتن داده آئندہ حق جل و علا ایشان را بمنصب شہادت سرفراز کند یا بنصرت
و فتح موفق گرداند بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقراے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ سلم و اصحاب ایشان را
مدامائل زبان ہجرت در پیش بود آرے بشارات بس عظیم از مولاے خود جل شانہ بسیار از بسیار بما
بجاے خزائن و لشکری شمارم انشاء اللہ اثر آن بشارات بظہور میرسد پس کسیکہ ایمان قوی
جرا عبد الہیہ داشتہ باشد و بر قدرت کاملہ ربانی اد ایمان باشد کہ آن قادر علی الاطلاق در یک لمحہ

بیک حکم کن عالمے را تہ و بالا می تواند گردد پیلے را بہ پشہ می تواند کشت پس لابد بشارات مذکورہ قبول خواہند نمود و در رفاقت من سود دنیا و بہبود آخرت خواہند شمرد و کسیکہ محض بامید اسباب ظاہرہ باشد و آنچہ بالفعل حال ما فقرا است بمجادی و بشارات را بر کند پس ما را از جملہ مجانین و دیوانگان شمرد و غرض از تحریر این چند سطور آنکہ ان شاء اللہ روزے مخذولی کفار و فتح بلدان و امصار و ظہور شوکت اسلام از ذات ما فقراء و ضعفاء البتہ شدنی ہست لاکن بالفعل حال ما مناسب این نیست بلکہ مایۂ این دعویٰ ما محض توکل علی اللہ و بشارات غیبی ہست اگر اینجانب را بخوبی فہمیدہ و سنجیدہ رفاقت اینجانب باعث سود و بہبود خود شمردہ طلب نمایند اینک میرسیم و اگر بنا بر ملاحظۂ ضعف و ناتوانی ظاہر در خاطر عاطر تردد سے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکہ از جائے دیگر این اقبال اسلامی ظہور کند کہ آخر این امر بحکم اللہ از جائے جاری شدنی ہست خواہ از مقام شما باشد خواہ از مقام دیگر اما اگر در اینجانب رفاقت اختیار خواہند نمود و بجان و مال در خدمت من کمر بستہ خواہند شد یعنی بذات خود ہم شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود در مصارف غازیان کوشش نمایند پس درینصورت حق جل و علا ما فقراء ضعفاء را از جملہ تابعان مہاجرین اولین گردانیدہ ہمچنین شما را از تابعان انصار اختیار خواہد کرد این امر محض برائے ہمین معنی نوشتہ شد کہ شما در زمرۂ انصار اللہ داخل شوید و الا حق جل و علا بکرم عمیم خود ما فقراء را گاہے محتاج مصارف اغنیاء نگردانیدہ بلکہ بسیارے را از اغنیاء بدست ما فقراء متمول گردانیدہ باقی نیت پاک و ہمت بلند در اول امر شرط است کہ ہم جان خود در مقابلۂ اعداء اللہ پیش کنند و ہم مال خود را در مصارف جہاد اللہ صرف نمایند بعد ازان ثمرۂ آن مشاہدہ نمایند۔ والسلام مع الاکرام

(نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہ زمان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین بجناب معلی القاب زیب افزائے اورنگ عزت و جلال زینت آرائے چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین شاہ جمجاہ زاد اللہ اجلالہ و ضاعف اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون و ادعیۂ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ۔ اخلاص آئین زبدۃ المعتمدین شیخ جمال الدین کہ از طرف سرکار عالی با شقۂ خاص و داد ایل رحب المرجب رسیدہ باداے مراتب خیر خواہی آنجناب برفاقت این عاجز خاکسار تا این دم بہ نہایت خوش گذرانیدہ اند ہر چند رابطۂ یگانگت قدیمی و علاقۂ اتحاد صمیمی از آن سابق ہم بہ نہایت مربوط بود و بغایت مضبوط اما از آمدن این اخلاص نشان رونقے تازہ نمود بر وفور رغبت فی سبیل اللہ و علو مراتب محبت و یگانگت لوجہ اللہ مع دیگر کیفیت حالات این برگزیدۂ اکابر عباد اللہ بہ نسبت زمان سابق ہم چیزے زیادہ تر آگاہ و شناسا گردانیدہ آنچہ در باب عزیمت آنجناب بنا بر استعداد خدمت دین

مستین مع اظہارِ مراتبِ اشتیاق با این خادمِ شرعِ مبین کا تازہ فرمودہ مراتبِ محبت و اخلاص گونا گون مدارج
مودت و اختصاص ذکر بر نامۂ خلت شمامہ شدہ بود ابوابِ فرحت وا نمودہ مسرت بر مسرت افزود عافاہ تعالی
این علاقۂ مودت و یگانگت اکہ محض بنابر تفضیل رضا ایش مستحکم گردیدہ مثمر ثمرات جمیلہ و جزیلہ گرداناد آری
حقیقت الامر این است قدر یکہ اشتیاقِ ملاقات این فقیر در دلِ آنجناب است زیادہ چندانان این فقیر را
مشتاقِ ملازمت خود شمارند چنانکہ رابطۂ محبت قدیمہ و وفور مودت ضمیمہ آنجناب را مشتاق ملاقات
فقیر گردانیدہ است ہمچنین دہ چندان از آن این فقیر را بتمنائے ملازمتِ آن معلی القاب رسانیدہ لاکن چونکہ
این فقیر بجان و دل آرزو مند ملاقات است ہمچنین بہر وجہ خیرخواہ آن ذات آنچہ در بارۂ استشارۂ
تشریف آوری خود با این ہمہ در رقم تعۂ کلک اتحاد سلک شدہ بود پس حقیقت آن ہمین سوال است کہ
تمنائے مواصلت بسیار میخواہد کہ بہر نوع در تشریف آوری آنجناب کمال استعجال واقع شود اما مقتضائے
مضمون نصیحت مشحون المستشار موتمن و تامل نظر و خیرخواہی عدم حصول امنیت طریق سببے امن
سا از طرف خود باعث و مکلف شدن می توہم و از وفور اشتیاق تاخیر ملازمت را گوارا میدارم پیش
ازین در زمان سابق ہم ہمین اشتیاق با دل نیاز منزل بسیار میخواست کہ بکدام صورت تشریف آوری
آنجناب صورت بندد اما از ہمین موانع و عوائق خیرخواہی از دو وجہ سدراہ این مرام شدہ یکے آنکہ تا
آن وقت کدامی جائے قابل اطمینان بدست لشکر اسلام نرسیدہ بود کہ بعد تشریف آوردن آنجناب جائے
محل سکونت تجویز می شد۔ دوم آنکہ ہیچ راہے از راہ امنیت پیدا نے کہ از گزند مخالفین مامون می شد
و بلکہ در حصول ہمان اشتیاق یوماً فیوماً در مرتبۂ زائد و بالا است بہ اعانت قادر مختار مکانے ہمچنین قابل
نشستن آنجناب بدست آمدہ است کہ اگر ہزار ہزار مخالفین اشرار و معاندین فجار شورش نمایند بحول اللہ تعالی
مراد مخذول گردند اما وجہ ثانی کہ امنیت راہ باشد پس بالفعل از تابوے این عاجز خاکسار بیرون است
و لہذا این خیرخواہ خلق اللہ در تشریف آوری آن عظمت پناہ مکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است
کہ این خس و خاشاک عوائق راہ ہم عنقریب صاف می شود الحمد للہ کہ شوکت جنود اللہ ہر صبح و مسا در تزاید
و ترقی است و قوت امداد اللہ ہر شام و صباح در تعداد بارو ضلالت متواری است چنانچہ تفاصیل آن
بیان از اخبار سابق کہ بدست قاصد سید محمد روانہ شدہ بود مبرہن ضمیر منیر گردیدہ باشد و بالفعل در بارۂ
تیاری مقدمۂ جہاد آنچہ مہمات در نظر این بندۂ پروردگار می آید ہر چند مہمات متعدد و دائر می شود اما از آنجملہ
مستدسہ مہم نشاد بغایت چست می نماید و تدبیر سرانجام آن بحول و قوت ربانی بالفعل از سائر متعذرات
آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم کہ کارساز حقیقی و مالک تحقیقی باعنقریب بحول و قوت خود

ما را مسلط می فرماید و بمجرد تسلط آن مقام تمام دور و دور تا سند و شکارپور می گیریم و علم اسلام بسیط می گردد انشاء الله تعالی در آن وقت بهر طوریکه آنجناب قصد اینجا خواهند فرمود از هر سو جماعهٔ محبین و گروه مخلصین خواهند افزود بالجمله مجرد اشتیاق ادراک ملاقات راقی القدر میخواهد و تامل خیر اندیشی تا حصول این طریق اند کے تاخیر میفرماید پس درینصورت بعد ملاحظه این صوابدید ها اگر در رائے ملازمان خیر خواه امنیت راه قرار یابد فهو المرام این خانه خانهٔ شماست بلا تکلف اقدام فرمایند اما اگر بهر نظر این مصالح دور اندیشی بالفعل تشریف آوردن آنجناب موقوف ماند و هم اشتیاق شرا کت این سعادت کبریٰ رخصت تاخیر بدهد پس درین صورت نزد فقیر الشب و اولیٰ چنانست که اگر خلاف مصلحت نباشد کسے را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیده هر چه از تجهیز سامان این مقدمهٔ عظیمه نزد آنجناب بنا بر تحصیل رضاء الله موفق و مهیا باشد همراه او داده رخصت فرمایند که مشارکت آن شخص هم به نیابت آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواهد گردید و آن سعادت قابل ترمفلح هر دو جهان خواهد گردانید باقی مراتب مفصلاً حواله زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمه الوداد صاف صاف مبرهن خواهد گشت قرین صدق باشند که بنا بر اظهار حال همین معتمد واضح البیان را روانه کردن ضرور افتاد - والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته - مورخه ۲۲ شوال ۱۲۴۵ هجری -

(نمبر ۱۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام عجب خان رئیس

بسم الله الرحمن الرحیم ٭ از امیر المومنین سید احمد بمطالعه عالی جاه رفیع جایگاه حشمت دستگاه رفعت پایگاه شوکت نشان عجب خان سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه تمام عمر خود را در همین فتنه و فساد و قتل و قتال درمیان مسلمین برپا کردید آخر در مثل اینوقت که هم کار خدا در پیش آمد از آن رسم کفر و نفاق دست بردار نشدید بلکه فتنهٔ عظیمه برپا کردید شما ایمان بخدا و رسول درست نمی دارید و در ذهن خود همین معنی تصور کرده اید که همیشه در همین جهان باقی خواهید ماند یا سرداری شما روز محشر هم رو برو یکے خدا بخدمت ظهور خواهد کرد که خدائے عز و جل هم پاسداری شما خواهد نمود - سبحان الله جائیکه سلاطین جبارین را مثل فرعون و نمرود کسے نخواهد پرسید مثل شما جز و ضعیف را کسے خواهد پرسید و این غرض نیست که شما بر حق بودید یا بر باطل بلکه مقصود آنست که برپا کردن فتنه و فساد در مثل اینوقت اگر بر حق هم است عین باطل است و اگر بر باطل است قریب بکفر بالجمله اگر مسلمان هستید و خدا و رسول را چیزے می شناسید بالفعل با مخالفین بکمال الحاح و زاری و خواری مصالحت نموده بعجلت تمام جان خود را مع الوس خود نزد اینجانب برسانید اگر ذره از ایمان دارید نزد اینجانب بیائید و الا اینجانب هم چنان احتیاج بسوے منافقین و

وضعیف الایمان اصلاحی دارد- والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ +

(نمبر ۴۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ مرزا غلام حیدر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم- از امیر المومنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندان سلاطین عظام نقاوۂ خواقین عالیمقام عظمت وجلالت مآب صولت وشہامت انتساب رونق افزائے چار بالش جاہ واجلال مسند آرائے اریکۂ عزت واقبال شاہزادہ والا تبار عالیمقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ ایمانہ وضاعف اجلالہ- بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد- الحمد للہ والمنۃ کہ امطار انعامات الٰہی برین خاکسار باران صفت باران وانوار کرامات نامتناہی برابن ذرۂ بیمقدار خورشید مثل تابان چہ یارائے زبان کہ شکر یکے از ہزار بگذارد و کجا گنجایش حرف وبیان کہ سپاس اندکے از بسیار بجا آرد شوق ورغبت نصرت دین در قلوب ہزاران ہزار مومنین در جوش وصلائے استیصال کفار مشرکین از چار سوئے این سرزمین نغمۂ گوش انشاء اللہ در ازمنۂ قریبہ اخبار فرحت آثار فتح وظفر جنود کرد گار سبب سرور مومنین اخیار وجگر دوز منافقین بدکردار خواہد گردید این فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان ہدایت مآب عالی انتساب حامی سنت شہبار ماحی بدعت ظلمار مقرب بارگاہ رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بار بتجدید ہا از زبان لطف بیان محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاہ ذو المنن حکیم خواجہ حسن مناقب حمیدہ ومحامد برگزیدۂ آن والا تبار از علو ہمت واستقامت بر شریعت غرا وسمو عزیمت در اتباع سنت بیضاد کمال جلالت در جہاد لسانی ووفور رغبت بجہاد سیفی وسنانی زیب گوش نمودہ تخم محبت واخلاص غائبانہ در مزرعۂ سینہ صفا گنجینہ کاشت وفرط شوق ورغبت بحیانی مواصلت دوبار برآن داشت کہ بے تکلف متکلف قدوم بہجت لزوم درین مرز وبوم گردد لاکن بار بفکر عمیق چنین اندیشید وبنظر دقیق ہمین پسندید کہ ہر چند در مقدم ظفر توام دوام دین منفعت نمایان آما در حق ہمچون آنعالی تبار اندیشۂ مضرت بیش ازان پس مقتضائے حکمت آنست کہ بالفعل چندے حرکت نکنند وبجائے خود استقامت ورزند وبعنوان دیگر در نصرت دین وشرکت مجاہدین جہد فرمایند وپائے ہمت بلند درین راہ بر وضع دیگر کشایند انشاء اللہ عنقریب وقتے خواہد رسید کہ این داعی بالخیر داعی نہضت آن والا ہمت خواہد گردید باقی تفصیل حال بزبانی حکیم صاحب موصوف کہ بخدمت رفیع درجت رخصت نمودہ ام بوضوح خواہد انجامید- زیادہ والسلام مع الاکرام-

مرقومہ نہم ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ہجری +

(نمبر ۵۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی علیخان

بسم اللہ الرحمن الرحیم- از امیر المومنین سید احمد بطالعۂ خان عالی شان شہامت عنوان حاجی علیخان

سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ۔ اینجانب اکثر اوقات و مرات در خلوات و جلوات باشما ملاقات بیگانگی با مراتب اخلاص و اتحاد و بے تکلفی واقع گردید احوال ما بر شما و احوال شما بر ما بپایہ وضوح رسیدہ الحال سوگند رب ذوالجلال بشما میدہم کہ ہمان پروردگار متعال و مالک لایزال را حاظر و ناظر دانستہ و قطع نظر از قیل و قال دوست و دشمن نمودہ محض در دل خود تامل نمایند کہ آیا ہیچ ذرہ از طلب مال و جاہ و عزت و وجاہت و سلطنت و حکومت ہیچگونہ در این فقیر یافتہ اید خود بخود دل شما گواہی خواہد داد کہ ہرگز در دل این فقیر ذرہ امور مذکورہ متحقق نیست و آنچہ مساعی بلیغہ در جمع آوری کافۂ مسلمین از ہندوستان تا خراسان می نمایم ہمہ بنا بر اطاعت رب العالمین و خدمت دین سید المرسلین است فقط بے شائبۂ ہوائے نفسانی و وسوسۂ شیطانی ۔ و ہرگز با کسے از رؤسا و ضعفا و بنا بر اغراض نفسانی ہیچگونہ ضدے و منازعتے نمیدارم با ہر کہ مخالفت کردم محض للہ کردم و با ہر کہ موافقت نمودم محض للہ نمودم و اینہم بر شما واضح و لائح است کہ مرا با والی پشاور اصلاً و مطلقاً ہیچگونہ معاملۂ دوستی و دشمنی نبود آنچہ والی مذکور مراتب نفاق و شقاق بکمال رسانید تفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نباشد اما بر شما بوجہے معلوم است یا خود آن والی میداند یا شما میدانید بنا بر آن بیان این امور پیش شما فضول است پس شما بخوبی می شناسید کہ اقامت جہاد بدون ازالۂ این منافق بدنہاد ہرگز ہرگز شدنی نیست محض بنا بر ہمین امور ارادۂ تسخیر پشاور میدارم تا اساس جنود مجاہدین مستحکم گردد و گروہ منافقین برہم شود و بر کفار ملاعین یک گونہ رعبے و ہیبتے واقع شود پس درینوقت ہر کہ دعوی اسلام دارد و جان خود را در محمدیان می شمارد او ضرور بالضرور رفاقت من اختیار کند کہ فی الحقیقت رفاقت من رفاقت من نیست بلکہ رفاقت رب العالمین است و رفاقت جد من سید المرسلین و ہر کہ امروز از رفاقت من پہلوتہی کرد صد حسرت و ندامت با خود برد ۔ ہر چند این چند روزہ حیات مستعار بہر وجہ کہ باشد بسر خواہد کرد اما آخر روزے ازین جہان فانی گذشتہ بمحکمۂ حساب و کتاب حاضر خواہد گردید در آن محکمہ بحضور رب العالمین روسیاہ خواہد شد نمیدانم رو برئے جد من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواہد شد و بحضور احکم الحاکمین چہ جواب خواہد داد این وقت ہمان وقت است کہ مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود رفاقت من ہمین است عین اخلاص و ایمان و ترک رفاقت من ہمین است عین نفاق و شقاق ۔ رفیق من لاریب از محمدیان است و شقیق و مخالف من بلاشک از زمرۂ کفار و منافقین ۔ رفیق من از جنود حسین بن علی علیہما السلام است و رفیق مخالف من از زمرۂ یزید شقی ہر کہ ذرہ از ایمان دارد لابد رفاقت مرا سعادت خود و سعادت اسلاف خود می شمارد و علاوہ برین آنکہ آن شجاعت شعار با والی پشاور ہیچ علاقۂ قرابت و مصاہرت نمیدارند و در قومیت الوس

اصلاً بوجهٍ من الوجوه شراکت نیست محض علاقهٔ نوکری میدارند پس سپاهی یا دوست یا درست با مدسرا و سلامت
ماند هر جا علاقهٔ نوکری برائے او موجود است پس محض بنا بر محافظت این علاقهٔ ضعیف دین و ایمان خود را برباد دادن
و در جستجوی مریدِ پلید خود را شمردن هرگز هرگز به نسبت کسیکه ادنیٰ امتیاز داشته باشد متصور نیست چه جائیکه مثل آن
شجاعت شعار دانائے هوشیار و یگانهٔ روزگار باشد خصوصاً وقتیکه با شما وعدهٔ موکده می نمایم که اگر رفاقتِ من اختیار
خواهید کرد آنچه در رفاقت والی مذکور شمارا حاصل می شود مضاعف آن از خزانهٔ ربانی بواسطهٔ من خواهید یافت
پس هم آخرتِ خود را معمور خواهید نمود و هم این دارِ دنیا آباد خواهید فرمود و دین و دنیا بدست خواهید آورد و گوی
نیکنامی از خراسان تا هندوستان خواهید برد و اگر رفاقتِ من اختیار نخواهید کرد و بر رفاقتِ والی مذکور اصرار خواهید نمود
پس بالیقین بدانید که من بقوتِ خود مخالفت کسے از رؤسا و ضعفا نمیکنم بلکه محض بقوتِ ربانی و قوتِ یزدانی
مقابلهٔ هر جبارِ عنید و هر متکبرِ مرید می نمایم آیا در دلِ خود خوب غور بکنید که تابِ مقابلهٔ خالقِ انس و جان و مالکِ
زمین و زمان سیدار بدیانه سبحان الله کرا زهرهٔ مقابلهٔ آن مالکِ علی الاطلاق است و کرا تابِ معارضهٔ آن مالکِ
الاستحقاق آنچه او جل وعلا خواسته است البته ضرور بالضرور شدنی است خواه کسے سعادتِ رفاقت برائے
خود حاصل نماید خواه شقاوتِ ترکِ رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجهتِ همین نوشته ام که شما را راستگو
و راستباز میدانم نه منافق مکار و فریب باز غدار هرچه در دل خواهید داشت لابد صاف صاف بزبان
خواهید گفت لابد او را مردانه وار بانجام خواهید رسانید درین صورت اگر شما را رفاقتِ اینجانب یکسو و یک رو شده
منظور است پس آنرا صاف صاف برنگارند تا آنچه مناسب وقت است بشما نوشته شود و اگر رفاقتِ اینجانب
آرزوئے شما نمی شود آنرا هم صاف صاف بے پرده برنگارند و آنچه بنویسند خدائے پاک را که عالم السرائر
و الخفیات است حاضر ناظر دانسته برنگارند زیاده والسلام مع الاکرام ؛

(نمبر ۵۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمتِ با برکت صاحبزادهٔ والاتبار مولانا محمد اسحٰق صاحب
سلمه الله تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - بتاریخ دهم ماه رمضان هندوی
مبلغ هفت هزار و نه صد و پنجاه روپیه رسید لیکن بجز پرچهٔ کاغذ یک خرمهره هم نرسید موجبش دریافت نیست
لازم که سببِ تعویقِ آن برنگارند - زیاده والسلام مع الاکرام ؛

(نمبر ۵۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام فیض الله خان مهمند مشیر و دبیر والیِ پشاور در جوابِ پیغامِ زبانی نشان

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک

فیض اللہ خان سلمہ اللہ - بعد از سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکہ زبانی اخوند جیو اولاً و زبانی نعمت خان ثانیاً واضح گردید کہ ایشانرا گمانے بس بعید بہم رسیدہ کہ خطیکہ شما نزد اینجانب در اضلاع سوات مشتمل بر مراتب اظہار اخلاص و اتحاد فرستادہ بودند بدست اغیار حوالہ نمودم - سبحان اللہ این عجب خیالیست پر اختلال و احتمالیست محال سخن چینی و فتنہ انگیزی فیما بین مسلمین از طینت منافقین نکوہیدہ خصال و از سیرت مفسدین مدآل است نہ از عادات مومنین صادقین و معاملات مخلصین راسخین اگرچہ فیما بین ما و شما انواع معاملات شکوہ و شکایت متحقق گردد اما این امر قبیح ہرگز گاہے شدنی نیست چہ فتنہ انگیزی و تزویر بانی منافی خیر خواہی و سینہ صافی ہست بالجملہ از امثال این مقدمات از طرف اینجانب اطمینان کلی دارند و ہر کہ خلاف آن نقل کند آنرا از جملہ مفتریات شمارند بنا بر تسلی خاطر و اطمینان قلب خط مسرت نمط کہ مزین بمہر خاص ہست بخدمت سامی بدست نعمت خان ارسال داشتہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ عالی خواہد رسید بخدمت سردار سلطان محمد خان از طرف اینجانب بطریق پیغام ہمین معنی رسانند کہ شاید استبعاد سرانجام شدن مہم جہاد از دست اضعفا و بے سرو سامان بخاطر عاطر مرکوز گردید و احتمال دوام شوکت و صولت مخالفین بہم رسیدہ حالانکہ انقلاب زمان و تغیر دوران در ہر زمان و ہر مکان علی سبیل التواتر والتوالی متحقق میگردد - اسلاف شما کہ ذرہ از عزت و جاہ نداشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارج عزت و مکنت رسیدند - نادر کہ بگردن زنی و دشمن کشی ضرب المثل بود بیک گردش دون و تغیر زمانہ بوقلمون منفعل و خجل شد بیت بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری + حشمت و عظمت ظاہری را از فتح و نصرت می شمارید و حکم تقدیر را کہ قاہر تدبیر است بخیال ہم نمی آرید شعر از برون در شدۂ مغرور صد فریب + تا خود درون پردہ چہ تدبیر می کنند + برراے فطانت پیراے ایشان معاملہ این خاکسار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکارا است کہ بجہاد اہل عناد قوم سکھ مامورم و بفتح و نصرت موعود - احتمال خلف در مواعید ملک منان از اوہام اہل کفر و طغیان است نہ از افہام اہل دین و ایمان کہ من اوفی بعہدہ من اللہ نصیب ہست از کلام ملک علام و کان حقا علینا نصر المومنین وعدہ آن راست از کلام ہدایت التیام ہمین معنی را بغور تمام دریابند و بسردار ممدوح برسانند و بخوبی ایشانرا فہمانند - دیگر آنکہ خان عالیشان را لازم کہ در رسانیدن مجاہدین ہندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈہ و اقامت میدارند نزد فقیر از طریق مامون سعی بلیغ بجا آرند انسب آنست کہ بنا بر پاسداری سرداران معلوم ایشانرا از قرب و جوار پشاور نزد در نیارند بلکہ براہ موضع خیچنی عبور کنانیدہ خدمتگزاری ایشانرا بانواع مشاورات و معاونات از افاضل عبادات شمارند زیادہ والسلام مع الاکرام - مورخہ ۹ محرم سنہ ۱۲۴۴ ہجری - از موضع پنجتار +

(نمبر ۵۳) عہد نامہ در اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - این ذکریست در بیان آنچه کمترین بندگان درگاه حضرت رحمان اضعف العباد فتح خان
رئیس پنجتار وغیره عهدے بست بس چست و میثاقے بغایت درست و انعینی محکم و مسجل نمود که ما بندگان
بحمد الله مسلمان و مسلمان زاده ایم آئین شرع متین و دین سید المرسلین بسر و چشم قبول میداریم و آنرا بهر وجه
افتخار خود می شماریم آنچه از احکام معاملات فیما بین بالوسات خلاف شرع شریف رواج یافته از همه رسوم
مذکوره دست بر داشتیم و همین احکام شریعت غرا در انجات خود میدانستیم و در جمیع معاملات و مناقشات
در مقدمه اجرائے احکام شرعیه جناب قدسی القاب امام همام خلیفه مالک علام نائب سید انام علیه الصلوة
والسلام یعنی سید امجد امیر المومنین سید احمد مدالله ظله را امام خود برضا و رغبت قرار دادیم و بیعت امامت
بر دست آنجناب بجا آوردیم و اطاعت آنجناب را بموجب کریمه اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
عین اطاعت خدا و رسول خدا شمردیم و بهمین التزام بیعت و اطاعت دین اسلام خود را اکمل کردیم هرچند
این بیعت از مدت مدیده بجا آورده بودیم فاما فی الحال بنابر تذکیر ما سبق و تاکید و تحقیق این معنی در محضر
علمائے دین و جمع فضلائے شرع متین اظهار نمودیم و آن بزرگان را بر عهود و مواثیق خود گواه گردانیدیم
و از ایشان دعائے استقامت خود بر همین عهد و میثاق درخواست نمودیم تا حیات و ممات ما یان تجاوز از
اسلام و آئین سنت سید انام واقع گردد والله علی ما نقول وکیل - اینچند کلمه بطریق عهدنامه نوشته شد
تا عند الحاجت حجت باشد - بعد از ان بروز جمعه دیگر فتح خان جمیع رؤساء الوس خود را حاضر نموده از ایشان
طلب بیعت امامت و اجرائے احکام شریعت و ترک رسوم جاهلیت نمود و آن همه مخلصان بعد از نماز جمعه
بیعت امامت بجا آوردند و بهر دو امر مذکور اقرار نمودند و در همان مجمع یک فاضل جلیل را منصب قضا سپرده
شد و دستار قضا بر سر او بسته و منشور قضا باو داده شد بعد از ان بحمد الله احکام شرع جاری گردید و فصل
خصومات و قطع منازعات بر قانون شرع شریف در اضلاع متعلقه پنجتار شروع شد چنانچه چندے از معاملات
عمده بنابر تمثیل مناقشه بیان می شود از انجمله امام ملا قطب الدین ساکن موضع نگرهار از مدت مدیده بنابر
نیت امامت جهاد و بموافقت آنجناب سالها بسر برده و در دیانت و تقوی بے نظیر آمده خدمت احتساب
بر تارکین صلوة سپرده شد و قریب سی مردم تفنگچی کاری از قندهاریان همراه او متعین کرده شد چنانچه ملا ممدوح
با رفقائے خود در دیهات قرب و جوار تا کوه بند دره سیر نمود و چندان ضرب و شلاق بر اعزه و نوجوانان افاغنه
که تارک صلوة بودند قائم گردانید که هر صغیر و کبیر از دیهات مذکوره که تارک صلوة باشد باذن الله یافته نمی شد و بر
اهل دیهات چندان هیبت تعزیرات واقع گردیده که اگر کدام از هندوستانیان یا قندهاریان بنابر بعضے حوائج خود
به بعضے دیهات مذکوره سر دو در تمام روز بعد سے شود غوغا برپا می شود که مسافر وارده حاضر گردیده اظهار می نماید

کہ درین دیہ یک تنفس ہم از تارکین نماز نیست و از انجملہ آنکہ از عادات افاغنہ ست کہ اگر کسے گناہ کردہ باشد
خواہ از جنس حقوق اللہ و خواہ از جنس حقوق العباد از قریۂ خود گریختہ بقریۂ دیگر رود و نزد رؤساء آنجا بنشیند
پس رؤساء بالضرور بحدے اعانت می کنند خواہ ظلم باشد خواہ عدل کہ اگر لشکر بادشاہی بر سر ایشان تاخت آرد
و جان و مال ایشانرا تباہ گرداند ہیچگونہ از رفاقت آن عاصی دست بردار نشوند و جان و مال خود را بے تکلف
برباد می دہند بنا بر ہمین قاعدہ چندے از مردمان دیہات مذکورہ در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات
و فواحش گردیدہ از مقامہائے خود گریختہ بدیہات دیگر رفتہ بودند آنجناب بنا بر سد باب این فتنہ در یکشب
جماعات را از غازیان مذکورین شباشب بر سر آن عاصیان فرستادہ آنہارا گرفتار کردہ آوردند و آنجناب بعضے
را از ایشان بحبس و بعضے را بالضرب و بعضے را بہ آویختن بشاخہائے درخت کلان بر سر شارع عام تعزیر رسانیدند
و بحمد اللہ کسے از رؤساء دیہات مذکورہ باعانت ایشان نہ برخاست ہمچنین معاملات رنگا رنگ کہ از فروع
اجرائے احکام شرع ست شب و روز میگذرد الحال تمامی ملک متعلق فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرف امام
ہمام است در ریاست و سیاست آنجا تعلق بآنجناب دارد و خصومات و منازعات تمام بمحکمۂ قضاء رجوع
می شود و فتح خان مثل دیگران یکے از رعایا است ہیچگونہ بر ملک مذکور تصرف ندارد و انشاء اللہ بر وقت تحصیل
عشور ہم جاری خواہد شد و مامول از بارگاہ واہب العطایا آنست کہ درین استحکام بنیان دین را یوماً فیوماً
ترقی بخشد و ابتدائے این عروج را بانجام رساند آمین یا رب العالمین +

(نمبر ۱۶۵) استفتاء درباب صحت امامت جمعہ و اعیاد باذن امام باوجود عدم اجرائے جمیع احکام بالاستیعاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم — چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین درصورتیکہ در یک مکانے اذن امام
وقت درباب اقامت جمعہ و عید متحقق گردید لیکن جمیع احکام شرعیہ بالفعل در آن مقام جاری نیست پس
درین صورت مسلمین آن مکان را اقامت جمعہ و عید میرسد یا نہ (جواب) مسلمین مذکورین را اقامت
جمعہ میرسد زیرا کہ ہرچند فقہاء را درین مسئلہ اختلاف ہست بعضے میگویند کہ نفاذ جمیع احکام شرعیہ شرط اقامت
جمعہ ست و نزد بعضے فقط اذن امام کافی ست و نفاذ جمیع احکام شرعیہ ضرور نیست لاکن قول ثانی بسیار
صحیح است و بنہایت قوی زیرا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیش از ہجرت خود مصعب بن عمیر را کہ از اعظم اصحاب
بودند بمدینۂ منورہ برائے ہدایت اہل مدینہ فرستادہ بودند چون ایشان بمدینہ رسیدند باچندے از مومنین مخلصین
در آن مقام اقامت جمعہ نمودند حالانکہ در آنوقت اکثر اہل مدینہ اسلام ہم قبول نکردہ بودند چہ جائے نفاذ حکم
شرعی و چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بذات پاک خود در مدینۂ منورہ تشریف آوردند فعل مصعب بن عمیر را مسلم داشتند

بلکہ خود ہم اقامتِ جمعہ فرمودند حالانکہ تا آنوقت حکومتِ اسلام در مدینہ ہم نہ مستحکم گردیدہ بود حتیٰ کہ جہاد ہم آنوقت قائم نگردیدہ بلکہ در آن زمان بہ تدبیرِ جہاد مشغول بودند و تمامی دنیا کفرستان بود و اکثر شروط از شرائطِ جمعہ موجود نبودند مگر در ہمانوقت اقامتِ جمعہ نمودند و نیز در عہدِ عبدالملک کہ بدترازین وقت بود بسیارے از صحابہ و اہلِ بیت و اکابرِ تابعین اقامتِ جمعہ میکردند حالانکہ جمیع احکامِ شرعیہ در آنوقت جاری نبودند و ہمچنین در عہودِ منصور و ہارون الرشید حضرت امام اعظم و صاحبین و امام مالک و امام شافعی اقامتِ جمعہ میکردند حالانکہ بادشاہان مذکورۂ بالا ہرگز جمیع احکامِ شرعیہ را جاری نمیکردند لہٰذا امام اعظم در آنوقت از ظلم و فتنہ ہا منصبِ قضا قبول نکردند و باوجودِ آن گاہے ترکِ نمازِ جمعہ نفرمودند پس معلوم شد کہ قولِ ثانی صحیح است کہ مؤید بہ فعلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابِ مکرمین و اہلِ بیتِ مطہرین و اکابرِ تابعین و ائمۂ مجتہدین است پس بر ہمان قول عمل باید نمود و در کسے حال ہرگز در اقامتِ جمعہ توقف نباید کرد و ہمین حکمِ شرع اول جاری باید کرد تا جمیع احکام شرعیہ برکتِ آن تدریجاً جاری گردند۔ فقط

(نمبر ۵۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رام پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمتِ فیضدرجت منبعِ ینابیعِ علوم و حکم معدنِ یواقیتِ معانی و اخلاق و ہم مخزنِ اسرارِ معقول و منقول مصدرِ احکامِ فروع و اصول مؤسسِ بنیانِ ہدایت مشیدِ ارکانِ افادت سلالۂ خاندانِ سیادت نقاوۂ دودمانِ سعادت موردِ الطافِ ربانی مہبطِ انوارِ رحمانی مقربِ بارگاہِ ربِ قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رام پوری مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین و متع برکاتہ المسترشدین۔ بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرمِ عمیم خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سرو سامان را بہ جیبِ شمولِ رحمت گردانیدہ و در نظرِ مشاہیرِ مؤمنین و جماہیرِ مسلمین و متجبرانِ گردن کش و متمردانِ دشمن کش بمرتبۂ قبول رسانیدہ کہ حالِ مذلت اشتمالِ ما عاجزانِ خاکسار و خاکسارانِ بے مقدار تماشا کردنی است کہ افواجِ مجاہدین بادبانان امواجِ بحرِ زخار در جمیع بلاد و امصارِ این اقطار در جوش است و غلغلۂ اقامتِ جہاد و استیصالِ اربابِ بغی و فساد و اصحابِ کبر و عناد در بین اطراف و اکناف در خروشِ انطباقِ کون و مکان و بساطِ زمین و زمان از انوارِ اہلِ اخلاص و ایمان معمور گردیدہ و سر گردونِ دوار از صیتِ مردانِ جنگ و پیکار و غازیانِ شہامت آثار پر شور۔ از انجا کہ آنجناب بر ہدایت در جہادِ لسانی و حمیتِ ایمانی یعنی بہ ترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلامِ ایشان در میانِ جماہیرِ اہلِ ایمان مقبول۔ بناءً علیہ بخدمتِ فیضدرجت نگارش کردہ می شود کہ بہمین طریقِ مرضیہ و دعوتِ خفیہ و جلیہ ہموارہ ثابت القدم باشند و این کلامِ ہدایت التیام بگوشِ ہوشِ ایشان رسانند کہ بہ وردِ این مائدۂ محمود

وآوانِ مسعود را درحقِ ظہورِ اخلاص مخلصین و بروزِ ایقانِ موقنین بمثابۂ ورودِ موسم بہار درحقِ گل و بلبل و ایامِ برشکال دربارۂ اشجار و سائرِ نباتات تصور فرمایند گلے کہ در موسمِ بہار نہ خندید او را بمثابۂ خار باید فہمید و دانہ کہ در ایامِ برشکال نجہید از ورودِ آن الی ابدالآباد طمع باید برید و درختیکہ در آوانِ ربیع سرسبز نگردید بسانِ ہیزمِ خشک او را از بیخ باید کند یدخصوصاً صحائفِ افکارِ دانشورانِ عبودیت کیش و زبان اورانِ خلاص اندیش این مضامینِ ہدایت آگین بنوکِ زبان برنگارند و بچشمِ دوربینِ ایشان این عروسِ حجلہ نشین خمول را بزیورِ خوش بیانی بیارایند کہ بر ذمۂ ایشان واجبِ مؤکد و لازمِ متحتم است کہ زبانِ عذب البیان را درباب ترغیب و ترہیب بکشایند و سعیِ بلیغ در مقدمۂ وعظ و تذکیر بجان و دل نمایند تا بمنصبِ جلیل و مقامِ نبیل بحکمِ علماء امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدتِ اذہان و قوتِ بیان امروز بکار نیاید ہیچ کار آمدنی نیست سنانِ لسان در معرکۂ تقریر باید جنبانید و کمیتِ قلم در میدانِ تحریر باید جہانید زیادہ تطویلِ کلام بخدمتِ آن قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است کہ در امثالِ این مقدمات خود تجربہ کار اند و عاقل و ہوشیار۔ زیادہ والسلام مع الاکرام مرقومۂ پانزدہم محرم ۱۲۴۳ ہجری۔

(نمبر ۵۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہِ کاشغر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجنابِ خلائق مآب معلّی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشورِ شہامت مسند آرائے محافلِ سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادینِ صولت و شجاعت مقبولِ بارگاہِ الٰہ مروّجِ دینِ رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ابداللہ جلالہ و ضاعف اجلالہ۔ بعد از اتحافِ تحائفِ اسلام و اہدائے ہدیۂ مرضیۂ اسلام کہ سنتِ سید الانام است علیہ الصلوٰۃ والسلام مشہودِ ضمیرِ خلت تخمیر گردانیدہ می آید رقیمۂ کریمہ مودّت شمیمہ باعث ازدیادِ مراتبِ خلت گردید حقا کہ ہر نقطۂ از نقوشِ مشکینش مثلِ خال عذارِ خوبان و ہر سطرے از سطورِ عنبرینش بمثابۂ زلفِ محبوبان زینت بخشِ چہرۂ قرطاسِ خلت اساس بوجہے بودہ کہ رشحاتِ مودات از سحائبِ کلمات اتحاد آیات بارانِ صفت می بارید و قلمِ محبت رقم دقائقِ اخلاص و اختصاص بمدادِ محبت و وداد بر لوحِ سینۂ یگانگت گنجینہ می نگارید علاوہ برین آنکہ انچہ ہدیۂ مرضیہ یعنی یک کنہر و یک چکمن ارسال فرمودہ بودند آن مضامینِ صداقت آگین را دوبالا گردانید و صدائے تہادوا تحابوا بگوشِ دلِ خلت منزل رسانید۔ الحمد للہ کہ حق جل و علا بکرمِ عمیمِ خود آن خلائق مآب را باین سعادتِ عظمیٰ و عطیۂ کبریٰ کہ عبارت از محبت فی اللہ است بنواخت و آن معلّی القاب را بتائیدِ دینِ متین و رفعِ اعلامِ شرعِ مبین از سائر اخوان و اقران ممتاز ساخت واہب العطیات این توفیق را روز افزون گرداناد و ہرچند مفاخر و مناقبِ آن

اورنگ آرائے جلالت از زبان اکثر خواص و عوام این دیار و اقطار عموماً و از زبان فضلت مآب تا آفیض محمد
ملا نصر الله خصوصاً مجملاً بگوش محبت نیوش بکرات و مرات رسیده بود و باعث استحکام روابط خلت و
علائق محبت گردیده لیکن درین ایام خجسته فرجام خان اخلاص نشان محبت عنوان آدینه خان خوشی
که بنابر استفادۀ اشغال طریقت نزد این فقیر رسیدند تمامی حال خیر اشتمال آن خجسته خصال مفصلاً بیان
نمودند بسبب استماع اخبار فرحت آثار علو همت و وفور رغبت آن عالی منزلت در باب اعلائے کلمة الله
و احیائے سنت رسول الله و کسر شوکت ظلمه مستبدین و کفرۀ متمردین و کمال شهامت و جلادت آن
والا منزلت در میدان سطوت و معارک صولت استحکام سلاسل محبت و اخلاص و اختصاص دوبالا گردید
الحق امروز ما ضعفا را که محض جان خود را از جمیع ما سوی الله منقطع گردانیده و سینۀ اخلاص گنجینه را از محبت
جمیع من دون الله مطهر کرده و بنابر نصرت دین متین و اعلائے کلمۀ رب العالمین کمر بسته ایم و از محبت
اخوان و اوطان و محبان و دوستان رو گردانیده در محبت محبان حضرت حق و عداوت اعدائے آن
قادر مطلق بالکل مشغول شده ایم نه با کسے محبت میداریم نه عداوت آرے باشتغال آن امر دین متین و
ماهر احکام رب العالمین و ناشر سنت سید المرسلین لازم که علاقۀ محبت مستحکم تر گردانیم و بملاقات فرحت
آیات آن برگزیده خالق السموات محض بتوفیق الله خود را رسانیم نهایت تمنائے قلبی بود که بملاقات جسمانی
میسر شود اما از بسکه درین خبر و زبان جمیع مومنین ضلع سوات و بنیر و هند و خلیل و تلجانی و درانی و سکنان
بلدۀ پشاور و سپاهیان عسکر و رؤسا آمده بار بر همین معنی اتفاق کرده اند که بغیر برهم زدن دولت پاینده خیل و کسر
شوکت ایشان هرگز هرگز باب جهاد مفتوح شدنی نیست و این فقیر را بر همین معنی ترغیب دادند که بعد انقضائے
ماه رمضان المبارک بنابر استیصال منافقین مخذولین متوجه شویم یعنی پاک کردن بلدۀ پشاور از آلایش
منافقین مذکوره عزم نمائیم چنانچه همین معنی نهایت پسند خاطر این فقیر و جمیع مومنین این دیار گردید لهذا
منتظر انقضائے ماه صیام در ضلع سوات نشسته ایم همین که ماه مبارک منقضی گردید موسم کمر بستن خانان
در رسید هر چند عروض همین معنی بظاهر مانع ملاقات جسمانی فی الحال بود اما بیک وجه ازدیاد اشتیاق ملاقات
گردید که دل اخلاص منزل این فقیر چنان اقتضا نمود که آن برادر عزیز را هم درین دولت دو جهان و سعادت
جاودان شریک حال خود نمائیم ایشان را هم بانواع ترغیبات و ترهیبات بسلک نظام این مهم عظیم کشان کشان
آریم تا که اگر بنفس نفیس خود شریک این امر عظیم شوند پس زهے سعادت ایشان و الا بر این قدر البته جان ما
ایشان را مستعد نمائیم که پارۀ از لشکر ظفر میکرد قدرے از مصارف مجاهدین بقدر استطاعت خود ضرور بالضرور
نزد این فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکه درین جهان فانی

به سلطنت و مملکت معروف اند همچنین در ملکِ جاودانی بوجاهت و ریاست و علو مدارج جنت موصوف شوند و در میان جمیع اقران و اخوان اهلِ زمان نیکنامی و صیتِ عالی و ثنائے جمیل بدست آرند و استحکامِ علاقۂ محبت لله و فی الله که سعادتِ جانبین و شرافتِ طرفین ست شهرۂ جمهورِ انام و زبان زدِ هر خاص و عام گردد بنابرین مصالح میخواستم که ملاقاتِ جسمانی حاصل نمایم و چیزے از فیوضِ ربانی و رحمتِ رحمانی که این عاجزِ خاکسار ذره بمقدار محض قدرتِ قادرِ مختار بآن فائز گردیده آن برادرِ عزیز را بنابر استحکامِ علاقۂ اخوت تعلیم نمایم درهمین معنی مترددبودم که اگر عازمِ ملاقاتِ آن برادرِ عزیز شوم اجتماعِ مؤمنین برهم می شود و اگر از ان پهلو تهی نمایم مشارکتِ ایشان درین امرِ عظیم از دست می رود بنا بر علیه بزرگے از اعزِ عزیزان و اعظمِ رفیقان خود که حاملِ اسرارِ طریقت باین فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالاتِ این ضعیف ملاقاتِ ایشان بعینه ملاقاتِ این فقیر باشد و استفاده از ایشان در حکمِ استفاده این ضعیف و کلامِ ایشان در جمیع مقدمات منسوب باین نحیف یعنی جنابِ هدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصرِ دینِ متین ناشرِ سنتِ سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی را مع خانِ ممدوح یعنی آدینه خان بحضورِ آن اقبال معمور روانه کرده شد و یک قطعۂ اعلامِ عام برائے ترغیبِ جمهورِ اهلِ اسلام بجنابِ معلی القاب بصحابتِ شیخ ممدوح فرستاده شد تا آنرا در جماهیرِ اهلِ اسلام و مشاهیرِ خواص و عوام منتشر فرمایند و هر کسے از مؤمنین مخلصین بمضمونِ نصیحت مشحون اعلامِ مسطور ترغیب نمایند اما بنا بر ترغیبِ خود آن برادرِ عزیز می خواستم که دفترے بس عریض و طویل نگارش کنم لیکن فهمیدم که هر چند مضامینِ ترغیب و ترهیب در البته زنگار زنگ و قوالبِ گوناگون اظهار نمایم اما هرگز هرگز در جنبِ کلامِ ملکِ علام یعنی قرآنِ مجید و فرقانِ حمید که سراسر مشتمل بر همین مضمونِ هدایت آگین اعنی اعانتِ مجاهدین و اهانتِ معاندین بنحوے معدود نخواهد گردید لهذا بر همین قدر اکتفا نمودم که مصحفے نهایت واضح الخط بدستِ شیخ ممدوح برائے تلاوتِ ایشان فرستادم تا درهمان مصحفِ مجید تلاوت نمایند و آنرا فرمانِ واجب الاذعانِ خلاقِ زمین و زمان تصور فرموده بر منطوقِ لازم الوثوق عمل فرمایند که برائے اقامتِ جهاد و اعانتِ مجاهدین و ازالۂ کفر و فساد و اهانتِ مفسدین چه قدر تاکیدِ بلیغ می فرمایند و منافع و فوائدِ آنرا بتقریراتِ زنگار زنگ می فهمانند آیا هیچ یکے را از بندگانِ انقیاد شعار میرسد که با وجودِ اینقدر تاکیدِ اکید مولا تغافل و تساهل نماید و پاسداریِ جان و مال و جاه و جلال در مقابله امتثالِ احکامِ ذوالجلال بخیال آرد و الله یهدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم- زیاده بجز دعائے ازدیادِ مراتبِ جاه و جلال و ترقیِ مدارجِ عز و اقبال چه بزنگارد- والسلام مع الاکرام

(نمبر ۵۷) مکتوبِ امیر المؤمنین سید احمد صاحب بخدمتِ نواب وزیر الدوله بهادر والیِ ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم- از امیر المؤمنین سید احمد بخدمتِ نواب صاحب حشمت مآب شوکت انتساب ...

اکتساب شہامت نشان جلالت عنوان نواب وزیرالدولہ محمد وزیرخان بہادر زاد اسد اقبالہ وضاعف جلالہ
بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ بتائج کرائم مشعر صحت مزاج وہاج و مدارج مسرت بہجت
بخشید الحمدللہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت آب را باین افضل عبادات و اکمل سعادات کہ عبارت از
حب فی اللہ است موفق و مشرف گردانید چنانکہ این تخم شجرۂ سنت سنیہ در سینۂ بے کینہ کاشتہ اند ہمچنین این
شجرۂ مبارکہ را شب و روز سرسبز و شاداب داشتہ مثمر ثمرات جلیلہ و باعث برکات جزیلہ دارین گردانادا این
فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارۂ این فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول مانند و خاطر خلت مظاہر
را از طرف این فقیر و سائر مجاہدین یا مہاجرین مطمئن دارند کہ بفضل الٰہی جمیع رؤسا و ضعفاء این نواحی در مقدمۂ
اعلائے کلمۂ پروردگار و احیائے سنت سید ابرار و رفاقت این عاجز خاکسار بحدے چست و چالاک اند کہ
حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی است آنچہ مراتب محبت و اخلاص محبان ہندوستان با این فقیر
معروف میکردند ازیدا زان در حق جمیع اقوام افغان عموماً و قوم یوسف زئی خصوصاً تصور باید کرد آرے
اینقدر تفاوت است کہ اگرچہ صرف جان خود را در تعہد مہم بوجہے می شمارند اما در بذل مال لاچار اند کہ استطاعت
ندارند بنا برآں علیہ یک گونہ تردد و تفکر بود مخلصین ہندوستان کہ از جنس غربا و ضعفا اند بحمیت اسلامی و غیرت
ایمانی موصوف اند و در خدمتگذاری مہاجرین و مجاہدین مصروف ہر چند جد و جہد میکردند کہ در خدمتگذاری
حزب اللہ شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخرالامر طریقے
نہایت محکم و سہل بدست آمد کہ صاحبزادۂ یگانۂ آفاق مولانا محمد اسحاق برآں اطلاع میدادند بنا برآن مخلصین
مذکورین بجان و دل کوشش نمودند و بقدر استطاعت خود مثل انصار کبار از خر مہرہ و فلوس گرفتہ تا روپیہ و
اشرفی قدرے جمع نمودہ ارسال کردند اکثر آن رسید و بعضے ازان انشاءاللہ خواہد رسید بالجملہ ہر کہ نزد مولوی
محمد اسحاق صاحب چیزے خواہد فرستاد نزد اینجانب بلا تکلف خواہد رسید و آنچہ مولانا ممدوح سابق انکار خذ
مرسولۂ محبین مینمودند محض بنا بر ہمین معنی بود کہ ایشانرا طریق ارسال بدست نیامدہ بود اکنون کہ بدست آمد
انشاءاللہ انکار ہم نخواہند فرمود اطلاعاً نوشتہ شد تا خاطر عاطر از پریشانی مصئون ماند و از طرف ما فقرا ہیچ ترددے
و تفکرے لاحق حال نشود کہ از طرف خرچ ہم عسرتے نیست و آنچہ مصارف بنائے مقدمۂ جہاد ضروری است
عنقریب خواہد رسید - برادر مکرم میان میر سید احمد علی صاحب نیابتاً از طرف آن حشمت مآب بیعت امامت
بجا آوردند حق تبارک و تعالیٰ قبول فرماید برادر ممدوح اظہار نمودند کہ آن حشمت مآب با ایشان باینمعنی فرمودہ
بودند کہ اگر خلافے یعنی این فقیر دعویٰ امامت میکند پس باز طرف من بیعت او بجا آرند و اگر امامۂ این دعویٰ
محض از زبان رفقا سر برمی زند پس چندان اعتبارے نمیدارد - مہربان من حقیقت الامر نیست کہ این

فقیر محض از زبان خود ہم دعویٰ مذکور نمیکند بلکہ این عاجز خاکسار و ذرہ بیمقدار را بلاشک و ریب از پردۂ غیب
برین منصب شریفہ از مدت مدیدہ منصوب گردانیدہ اند و بالفعل باظہار آن مامور ساختہ خدائیکہ عالم الجہر والکتمان
والسر والاعلان است گواہ است برینمعنی کہ این بندۂ درگاہ قادر مختار و عاجز عبودیت شعار بحق صادق بحبث آ
اصلاً و مطلقاً کذب را در آن مدخل نیست و ہمینمعنی را بالیقین تصور فرمایند و در سویدائے قلب ہر کہ اقرار این منصب
میکند مقبول بارگاہ لایزال است و ہر کہ بانکار پیش می آید بیشک مطرود بارگاہ رب ذوالجلال - روزیکہ ہمہ اولین
و آخرین بحضور مالک من کہ مالک عالمین است بمحض کرم خود مرا منصب بخشیدہ و رو بروے جد من کہ سید المرسلین
است کہ ببرکت اتباعش این منصب یافتہ مجتمع خواہند گردید رفیقان من کہ باین منصب اقرار کردہ اند بکدام مناصب
عزت و وجاہت خواہند رسید و مخالفان من کہ از منصب من انکاری دارند در مہالک مذلت خواہند کشید
فردائے قیامت بیشک آمدنی است و بلاریب اینہمہ تماشا ظاہر شدنی ہرگز نمیخواہم کہ کسے از مخلصین باین ذلت
گرفتار شود لاکن چکنم کہ استطاعت نمیدارم کہ ہر کس را کشان کشان در متابعت خود آرم زیادہ و السلام
مع الاکرام - تحریر بتاریخ بست و ششم ماہ شعبان ۱۲۴۳ھ ہجری از مقام خار ضلع سوات

(نمبر ۵۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاہ اعلیٰ جایگاہ ریاست
و سیاست دستگاہ جلالت نشان سرفراز سرداران سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہ مع التوفیق والہدایۃ - بعد از
سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - از روزیکہ علاقۂ اخلاص و اتحاد و محبت و وداد فیما بین ما
و شما در دار السلطنت کابل متحقق گردیدہ و آثار آن از جانبین بر منصۂ ظہور رسیدہ از ہمان روز علاقہ مذکورہ از
طرف این ضعیف در مراتب استحکام روز افزون است و در مدارج التیام از حد افزون چنانچہ این ضعیف
فی الحال ہم بر ہمان منوال خواہان ترقی مدارج دارین آنجناب است و جویائے بہبودی کونین آن عالی قباب
است شب و روز بدعائے خیر در حق شما مشغول ام و ہدایت و استقامت شما از بارگاہ واہب العطایا مامول
ہر چند درین چند ایام راہ رسل و رسائل منقطع شدہ اما خیال بدخواہی شما در دل اخلاص منزل نرسیدہ
و سبب انقطاع مکاتیب ہمین بود کہ چنان مسموع شدہ کہ در ورود رقائم وداد این ضعیف بنابر پاسداری
سردار کلان باعث تکدر خاطر عاطر می گردید بنا علیہ راہ رسل را مسدود گردانیدہ بر مجرد دعائے غائبانہ کتفا
کردہ می شود اما الحال کہ بمنصب سرداری پشاور رسیدہ و بر مسند ریاست و سیاست نشستید لابد بحکم کریمہ
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ - و کریمۂ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بَعْضُہُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ - تجدید دعوت پارینہ بملاحظۂ اتحاد دیرینہ لازم

آمدیم اے برادرِ عزیز این نصیحت بگوشِ ہوش بشنود این مضمون بغور تمام دریاب کہ این دنیا و کاروبارِ دنیا
ہمہ گذشتنی و گذاشتنی است و این جاہ و جلال و عز و اقبال ہمہ برباد شدنی ہوشیار تجربہ کار ہمان است کہ خیال
خود پرستی باین متاعِ قلیل الانتفاع در دلِ او نہ نشست و جانِ خود را باین زندگانی فانی نہ بست **فرد** مجو
درستی عہد از جہانِ سست نہاد + کہ این عجوزہ عروسِ ہزار داماد است + اینک سردارِ کلان را چہ قدر غرور
و نخوت و خیالِ عزت و عظمت در دل نشستہ و خیالاتِ خود پرستی دماغِ ایشان را گرفتہ با چندین شور و شغب
بکمال جد و تعصب بمخالفتِ رب العالمین محض بپاسداری خاطرِ کافرِ لعین کمر گرفتہ و فساد و عداوت و عناد بر سینۂ
بر سرِ چند از فقرائے مہاجرین و غربائے مجاہدین کہ محض تارکِ دنیا و طالبِ دین و خادمِ حکمِ رب العالمین
و سنتِ سید المرسلین اند چہ لشکر کشیہا نمودند و در راہِ عداوت و بدخواہی چہا نمودند تا آنجا کہ ایشان بر لشکر و توپخانہ
شاہانہ خود مغرور بودند و افقرا بتائیدِ مالکِ خود مسرور بودند بنا بر علیہ غیرتِ ایمانی بجوش آمدہ تائیدِ یزدانی
در خروش بچشمِ انصاف ببین کہ چنان در یک لمحہ شعبدۂ تقدیرِ آسمانی بظہور رسیدہ و روزِ اقبالِ آن مغرور
بشب ادبار در طرفۃ العین بدل گردید آخر الامر بکمال ذلت و خواری و نہایت شرمساری تنہا بحضورِ مالک
علی الاطلاق و مالکِ بالاستحقاق بجانِ خود حاضر گردید تا آنجا نہ آن کافرِ لعین یار بود نہ کسے از غمخوارانِ منافقان
غمخوار پس شما را لازم کہ فی الحال ہوشیار شوید و از خوابِ غفلت بیدار کہ آخر روزے بیک اجل شما ہم
خواہد رسید و در محکمۂ حساب و کتاب بحضورِ رب الارباب حاضر خواہید گردید و دوستیِ کافرِ لعین و خوشامد
و تملقِ منافقینِ بددین و سخن سازیِ شریرانِ بدراہ و توجیہاتِ ملایانِ گمراہ ہیچ منفعتے بشما نخواہد بخشید ہر چند اکثر
عمرِ گرانمایۂ خود در مخالفتِ رب العالمین و تملقِ منافقینِ بددین و دوستیِ کافرِ لعین صرف نمودید و راہِ نفس پرستی
و دنیا طلبی شب و روز پیمودید و ہر بار عہد و میثاق بر اطاعتِ مالکِ علی الاطلاق بر شکستید فی الحال بیا پس خاطرِ برادر
خود بشکنید اما ما کہ نائبِ رسولِ مقبول انام و بدعوتِ بندگانِ الٰہی براہِ راست شب و روز مشغول بزبانِ حال و
قال ہمین کریمہ میخوانیم قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ - وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ + و شب و روز ہمین بیت در مخاطبۂ شما بزبان می آریم **بیت** باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ +
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + بالجملہ اگر ذرہ از ایمان می دارید و باز پرسِ آخرت را یقین می شمارید و خدائے خود
را مالکِ خود می شناسید و خدمتِ دینِ خود را از لوازمِ بندگی می انگارید از دوستیِ کفار دست می بردارید پس
ایک راہِ راست بے کم و کاست بشما نشان میدہیم کہ باعثِ ترقیِ مناصبِ دنیوی باشد و ہم موجبِ فلاحِ
... اخروی کمرِ خود را در نصرتِ دینِ رب العالمین و موافقتِ زمرۂ مجاہدین و مقابلۂ کفرۂ بددین چست

بہ بنید واین بندۂ درگاہِ الٰہی را بالیقین از ہوا خواہانِ خود تصور کنید واگر دست از صحبتِ کفار نخواہند برداشت
و بازمرۂ مجاہدین کہ خدام دینِ رب العالمین اند علمِ مخالفت خواہند افراخت و نردِ دغا و دغل با ایشان خواہند باخت
و بنیادِ تعدی و ظلم محکم خواہند ساخت پس بالیقین بدانید کہ ہر چند ما عاجزان ناتوانیم و فقرائے بے سروسامان
اما مددگار ما ہمان قادرِ ذوالجلال است و قدرتِ کاملۂ او لم یزل ولا یزال کہ پشۂ ناچیز بحکم او نسل نمرود را کشتہ
و ضعیفِ بے تمیز رشتۂ حیاتِ عنید را باذنِ او گسستہ اگر با من راہِ دوستی می پیمائی پس ہمان یارِ دیرینۂ توام
و اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالکِ من بترس کہ مالکِ من نہایت غیور است و بنابرین
بعد ہرگز مقابلۂ او نمی توانی کرد و بجز حسرت و ندامت ہیچ نخواہی برد آخر مرد ہستی و لافِ مردانگی میزنی اگر
این مردانگی در راہِ خدا و برائے خود صرف کردی مردمی دا لا از ہمہ نامردی و در حسرت و ندامت مُردی انہمہ
قیل و قال کہ بار بار با تو میکنم خدا آگاہ است کہ محض بنا بر خیر خواہی شما است و الا پروائے کسے ندارم و التجا پیش
کسے نمی آرم کہ عنایتِ مالکِ خود مرا بس است باقی جملہ ہوس است آنچہ شما را در مقدمۂ موافقتِ رب العالمین
و مخالفتِ کافرِ لعین یا بالعکس منظور باشد انرا در جوابِ این رقیمۃ الوداد مفصل برنگارند۔ والسلام علی
من اتبع الہدیٰ تحریر بتاریخ بست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۲۴۶ھ

(نمبر ۵۹) مکتوب در سلسلۂ پیرانِ طریقت امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین وعلی آلہ
واصحابہ السالکین۔ اما بعد پس ہر کہ بشرفِ بیعت (بدست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحب)
مشرف شدہ و در سلکِ طریقۂ عالیۂ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسطِ فقیر سید احمد منسلک
گشت بدانند کہ این فقیر را در اخذِ برکاتِ این طرق دو وجہ است وجہ اول اویسیہ و آن در طریقۂ چشتیہ
از روحِ مقدس حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و در قادریہ از ارواحِ مقدس حضرت
غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقۂ نقشبندیہ از روحِ مقدس حضرت امام الشریعۃ والطریقۃ
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمہم اللہ متحقق گردید و در طریقۂ مجددیہ و محمدیہ پس بلا توسطِ احدے
از جنابِ حضرتِ حق مستفید گردیدہ و این حصولِ مقامِ اویسیۃ اگرچہ محض بفضلِ الٰہی متحقق شدہ لیکن آنرا
سببے از اسبابِ ظاہرہ نیز می باید و آن سبب در حقِ این فقیر دعائے حضرت پیر و مرشدِ خود است و وجہ ثانی
انسلاک بطریقِ بیعت و اجازت در سلکِ مشائخِ طرقِ مذکورہ و آن برین وجہ است این فقیر را انتساب بیعت
و اجازت بجناب قدوۃ العلماء والمحدثین و وارث الانبیاء والمرسلین و حجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا
شیخ عبد العزیز است و ایشانرا بجنابِ والدِ ماجدِ خود شاہ ولی اللہ و ایشانرا بجناب والد ماجد خود حضرت شیخ

عبد الرحیم است و ایشان را از شیخ رفیع الدین و ایشان را از شیخ قطب عالم و ایشان را از شیخ نجم الحق عبد
لله و ایشان را از شیخ محمد عبد العزیز و ایشان را به قاضی خان یوسف ناصحی و ایشان را از شیخ حسن طاہر و ایشان را از سید
راجہ حامد شاہ و ایشان را از شیخ حسام الدین مانکپوری و ایشان را از خواجہ نور قطب عالم و ایشان را از شیخ علاء الحق
و ایشان را از شیخ اخی سراج و ایشان را از سلطان الاولیا حضرت نظام الدین و ایشان را به امام الزاہدین حضرت شیخ
فرید الدین شکر گنج و ایشان را از خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را بجناب حضرت خواجہ
معین الدین چشتی و ایشان را بخواجہ عثمان ہارونی و ایشان را بحاجی شریف زندنی و ایشان را
بخواجہ مودود چشتی و ایشان را بخواجہ یوسف چشتی و ایشان را بخواجہ محمد چشتی و ایشان را بخواجہ ابو احمد چشتی
و ایشان را بخواجہ ابو اسحق چشتی و ایشان را بخواجہ شیخ علو دینوری و ایشان را به ابو ہبیرہ بصری و ایشان را به
حذیفہ مرعشی و ایشان را به سلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشان را به فضیل بن عیاض و ایشان را به عبد الواحد
ابن زید و ایشان را بخیر التابعین حسن بصری و ایشان را به امام الاولیا قدوۃ الاصفیا حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ و ایشان را بجناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم ۔ و ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد شاہ عبد العزیز صاحب) را قدس سرہ انتساب بیعت و اجازت در طریقہ
قادریہ بسید عبد اللہ اکبرآبادی است و ایشان را به سید آدم بنوری و ایشان را بجناب امام ربانی قیوم زمانی
مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی است و ایشان را بجناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشان را به شاہ
کمال کیتھلی و ایشان را بشاہ فضیل و ایشان را بسید گدا رحمن و ایشان را به سید شمس الدین عارف و ایشان را
بسید گدا رحمن بن ابی الحسن و ایشان را به شیخ شمس الدین صحرائی و ایشان را به سید عقیل و ایشان را به سید
بہاء الدین و ایشان را به سید عبد الوہاب و ایشان را بسید شرف الدین قتال و ایشان را به سید
عبد الرزاق و ایشان را بجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رح و ایشان را به شیخ ابو سعید
مخزومی و ایشان را به شیخ ابو الحسن القریشی و ایشان را به شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشان را به شیخ ابو الفضل
عبدالواسلی و ایشان را به شیخ عبد العزیز یمنی و ایشان را به شیخ ابو بکر شبلی و ایشان را به سید الطائفہ جنید
بغدادی و ایشان را از شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشان را به شیخ معروف کرخی و ایشان را به شیخ علی رضا و ایشان را
به امام موسی کاظم و ایشان را به امام جعفر صادق و ایشان را به امام محمد باقر و ایشان را به امام زین العابدین
و ایشان را به سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ و ایشان را بسید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ و ایشان را بسید انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔
ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد حضرت شاہ عبد العزیز صاحب) را قدس سرہ انتساب بیعت و اجازت در

و در طریقه نقشبندیه و مجددیه به سید عبد الله اکبرآبادی است و ایشان را به سید آدم بنوری و ایشان را به شیخ احمد سرهندی
مجدد الف ثانی و ایشان را بخواجه باقی بالله و ایشان را بخواجه امکنگی و ایشان را بمولانا درویش محمد و ایشان را به
مولانا زاهد و ایشان را بخواجه عبید الله احرار و ایشان را بمولانا یعقوب چرخی و ایشان را به امام الشریعة والطریقة
خواجه بهاء الدین نقشبند و ایشان را بخواجه محمد بابا سماسی و ایشان را بخواجه رامیتنی و ایشان را بخواجه محمود انجیر
الفغنوی و ایشان را بخواجه عارف ریوگری و ایشان را بخواجه خواجگان خواجه عبد الخالق غجدوانی و ایشان را
به خواجه یوسف همدانی و ایشان را بخواجه ابو علی فارمدی و ایشان را به امام القاسم قشیری و ایشان را به شیخ
ابو علی دقاق و ایشان را به شیخ ابو القاسم نصیرآبادی و ایشان را به شیخ ابوبکر شبلی و ایشان را به سید الطائفه
جنید بغدادی و ایشان را به شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشان را به شیخ معروف کرخی و ایشان را به امام علی رضا
و ایشان را به امام موسی کاظم و ایشان را به امام جعفر صادق و ایشان را به رئیس الفقهاء والتابعین قاسم بن
محمد و ایشان را به سلمان فارسی و ایشان را به امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابوبکر صدیق
رضی الله عنه و ایشان را به سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی الله علیه وسلم - پس جمله برادران
دینی را که بر دست این فقیر یا خلفاء این فقیر بشرف بیعت و توبه مشرف گردیده اند در سلاسل طریقه چشتیه قادریه و
نقشبندیه و مجددیه و محمدیه بتوسط این جانب منسلک گشته الله تعالی نعمتهائے این همه طریقه ها نصیب ایشان گرداناد
و در اتباع شریعت غرا استقامت عطا کناد - آمین

خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ مین بعد حمد باری تعالی جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالایق معلم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام
کو پورا کرادیا بواعث تحریر کتاب ہذا اور اُسکے بعضے فوائد متعدیہ کو بھی پبلک (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہون
اوّل یہ کہ ناظرین با انصاف پر اس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی
کہ سید صاحب کی ذات مقدس اور آپکے خلفاء نامدار بلکہ اُنکا ہر ایک پیرو کار خیر القرون کے مسلمانون کا
ایک نمونہ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ بلکہ قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ کے موجود ابرار کی ایک مثال تھا - ان بزرگون کے
حالات زندگانی اور کارنامجات ایمانی ہماری موجودہ اور آیندہ نسلون کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہین بلکہ
قابل تتبع ہین - مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگون کے کارنامجات اور حالات زندگانی دروست تحریر
ہوکر آجتک شائع نہین ہوئے اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگون کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی
بھی اس دنیا سے رحلت کر جائین اُنکے بعد ان بزرگون کے گمشدہ حالات جو آب زر سے لکھنے کے قابل
ہین نسیا منسیا ہو جائینگے اسواسطے مینے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ

جمع کرکے شائع کردون تاکہ روز قیامت تک لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہین دوم ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور
دوسرے متعصب مؤلفون نے سید صاحب سے خیرخواہ اور خیراندیش سرکار انگریزی کے حالات کو بدل بدل کر
ایسے مخالفت کے پیرایہ مین دکھلایا ہے کہ جس سے ہماری فاتح قوم کو آپکے پیرو لوگون سے سخت نفرت ہوگئی
ہے پس اس دھوکہ بازی اور غلط فہمی کے دور کرنیکے واسطے بھی مینے ضرور سمجھا کہ سید صاحب کے کل سوانح عمری
اور مکاتیب کو جمع کرکے آپکے صحیح خیالات اور واقعی تحریرات کو پبلک کے سامنے پیش کرکے اُس خیال
باطل کو اُنکے دل سے دور کردون - آپکے سوانح عمری اور مکاتیب مین جس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے
مین جہان کھلے کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگون کو سرکار انگریزی کی مخالفت
سے منع کیا ہے سوم بعض نافہم اور متعصب مسلمان خصوصًا ولایتی لوگ جو سید صاحب کے صحیح خیالات اور
واقعی حالات سے واقف نہین ہین وقتًا فوقتًا غالبًا بغرض مدافعت اور سلف ڈفنس یعنی حفاظت خوداختیاری
اسوقت تک بھی ہماری سرکار کے مقابلہ کو کھڑے ہوجاتے ہین اسواسطے بھی مجھکو ضرور ہوا کہ یہ سوانح عمری
مع مکاتیب ان متعصبون کے سامنے پیش کرکے یہ دکھلاؤن کہ سید صاحب کا جہاد صرف اُسوقت کے اُن ظالم
سکھون سے تھا جنھون نے اُسوقت پنجاب کے مسلمانون پر قیامت برپا کر رکھی تھی نہ کہ سرکار انگریزی سے پس اس امر
مین بھی اُنکو سید صاحب کی پیروی کرنی ضرور اور لازم ہے چہارم حضرت آدم سے لیکر سید صاحب تک جسقدر
ہادی من اللہ مدرسہ وہبی سے تعلیم پاکر اس دنیا مین آتے رہے اُنکی شرافت قومی (غالبًا اسرائیلی یا قریشی) اور
حالات طفولیت اور کیفیت تحصیل علوم ظاہری اور طرز معاشرت اور سادگی تحریر و تقریر و طریقۂ تعلیم و نشر ہدایت
اور فیض باطنی اور قوت جاذبہ اور نفرت از حب دنیا و طلب جاہ اور غلبہ ایثار اور صبر و تحمل اور قناعت و عفت
اور شجاعت اور ظہور کرامات اور خرق عادات ٹھیک ویسے ہی ہوتے رہے ہین جیسکہ سید صاحب کی ذات
بابرکات مین اُن خوبیون کا جمع ہونا اس سوانح مین بیان ہوا ہے (لاتجد لسنتنا تحویلا) پس اب یا آیندہ جو
کوئی سچا ہادی تعلیم یافتہ اُس وہبی مدرسہ کا دنیا مین آویگا تو اُسکی ذات مقدس مین یہی علامات جمع ہونگی جس
سے اُنکی شناخت مین کچھ دھوکہ نہین ہوسکتا - چونکہ واقفان علم سیر اور تواریخ اسلام پر یہ بات بھی پوشیدہ نہین
ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک بیسیون آدمی یا تو بوجہ خلل دماغ
یا بغرض طلب دنیا دعویدار کاذب نبوت و مہدیت و مسیحیت کے ہوکر آخر بفحوائے کریمہ (جاء الحق وزہق الباطل)
ذلیل اور خوار بھی ہوتے رہے ہین اور یہ بھی جائے تعجب نہین ہے کہ ہمیشہ سے ایسے کاذب دعویدارون پر بھی
ہزارون بلکہ لاکھون فاضل اور جاہل بقاعدہ بھیڑ چال ایمان لاکر اصل جوہر ایمان کو برباد کرتے رہے ہین
پس اس سوانح کی تحریر سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ اس سوانح کو مطالعہ کرنیکے بعد ایک فہمیدہ اور سعید ازلی آدمی

محک مذکورۂ بالا کو اپنا رہبر مقرر کرکے ایسے صادق اور کاذب دعویدار مین بخوبی تمیز کرسکیگے جب
چھپ رہی تھی اسوقت ایک بزرگ باشندۂ پنجاب جو پہلے سے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے
اب جھٹ پٹ ترقی کرکے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے
اعتقاد قدیم کے دیکھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب مینے انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیون مین جو
نسبت نزول مسیح کے ہین غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی
آجتک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل مین لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمان کی قوتین
ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتین چھاتی پیٹین گی اور
بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلون پر مسیح کو آتے دیکھین گے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے
ساتھ مسیح اپنے فرشتون کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اُسکے پیارے لوگون کو دنیا مین ایک حد سے دوسری
حد تک جمع کردینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومین اور بادشاہ اُسکے آگے کئے
جاوینگے اُسوقت وہ اپنے مخلص لوگون سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو روز بنائے عالم سے تمہارے
واسطے تیار کی گئی ہے میراث مین لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اسوقت سب بدکار ہلاک کرکے
دوزخ مین ڈالدیے جاوینگے ۔ مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح
حاکم عادل نزول فرماکر تمام دنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سؤر کو نیست و نابود
کردیگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹ کر مذہب اسلام باقی رہجاویگا اور بوجہ نہ باقی رہنے قوم کفار کے
جزیہ جہان سے موقوف ہو جاویگا اور لوگون کے دلون سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت
مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بلاتے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نکریگا اور یہانتک لوگون
کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور جہانتک آپکی نظر پہنچیگی
وہانتک کوئی بیدین اور کافر زندہ نرہیگا اور چالیس برس تک اس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح ساری
دنیا کی بادشاہت کرکے صاحب اولاد ہوکر فوت ہونگے ۔ پس اگر وہ مسیح موعود جسکے جلال اور اقبال
کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ مینے کسیقدر ذکر اوپر کیا ہے در اصل وہ بزرگ باشندۂ پنجاب ہی ہین تو چشم ما
روشن دل ما شاد بجائے نزول ایک عربی یا رومی یا شامی یا یوروپین مسیح کے اگر ہمارا ایک افغان اور وطنی
آدمی اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہوا تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر
بیٹھکر اُن پیشین گوئیون مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا تو ہم لوگون کو بھول نہ جاویگا ۔ ایسے دعوے عظیمہ کے
ثبوت مین مسیح یا اُسکے حواریونکا عقلی اور نقلی دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کرکے زبانی یا کاغذی جدال

قتال کرنا اور یہ کہنا کہ مین مسیح موعود ہون مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہے کہ جیسے ایک دیوانہ آدمی کہے
کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون اور فلان فلان دلائل میرے دعوے کے ثبوت مین میرے پاس
موجود ہین اور فلان فلان مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے اور فلان فلان کتاب سے
میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے۔ آسے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد
واحد ہے اِسکو اپنے دعوے کے ثبوت مین دلائل پیش کرنیکی حاجت نہوگی مشک آنست کہ خود
ببوید نہ کہ عطار گوید۔ جو علماءِ بے بصیرت ایسے دعویٰ جلیلہ کی تردید مین اُس سے بحث کرتے
ہین وہ خود ہی نیم دیوانے ہین تھوڑا انتظار کیون نہین کرتے اگر درحقیقت وہ مسیح موعود ہے
تو عنقریب اُسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا مین پھیل جاویگا اور وہ کل پیشین گوئیون
مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار مُسَیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل
کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مارکر اور روسیاہ ہوکر تھوڑے دن کے
بعد خود ہلاک ہو جاویگا اور ہزارہا مسلمانون کے ایمان کا خون کرجاویگا۔ میرے نزدیک ایک
عقلمند اور سعیدِ ازلی کو اِسیقدر بس ہے۔ واللہ یہدی مَن یَشاءُ الیٰ صراطِ مستقیم **نظم**

مجھ سے جو کچھ ہو سکا خدمت مین حاضر کردیا قدردانی منصف والاہمم کے ہاتھ ہے
خاتمہ اِسکا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا خاتمہ بالخیر پر اہلِ کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین + خاکسار جان نثار
قوم محمد جعفر تھانیسری نزیلِ کیمپ انبالہ عفی عنہ مؤلف کتاب ہذا

خاتمہ لکاتبہ

الحمد للہ والمنة کہ یہہ کتاب فیض انتساب جسکو منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری نزیل حال کیمپ
انبالہ مؤلف تاریخ و تواریخ عجیب معروف بہ تواریخ کالا پانی و برکات اسلام نے بہ
جانفشانی و عرقریزی سے تالیف فرمایا ہے بتصحیح و تنقیح و تحشی مولوی محمد امجد علی صاحب
مدظلہ بماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ ہجری مطبع نامی گرامی فاروقی دہلی مین طبع ہوکر سرمۂ چشم بینا
و نورافزائے دیدۂ اہلِ صدق و یقین ہوئی۔ مسکین محمد نیاز علی دہلوی کاتب کتاب

فقط

6587